

سلسلہ انجمن ترقی اُردو

نیوین اعظم

CHECKED 1980

جلد دوم

جسکوئید محمد عسکین الدین صاحب شہا پھانپوری نگلش ٹیچر کٹس سر سکول پٹی

و مترجم اورنگ زیب نے

جوزلف ایس۔ سی ایس۔ کی انگریزی کتاب لکھتے آف نیوین سوارو میں چھ

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اُردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع می علی گڑھ میں و طبع ہوئی

پبلشر ایم اے او۔ کالج بک پو۔ علی گڑھ۔

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	باب
۲	مصر کی سہم	باب دہم
۲۴	قاہرہ کو روانگی	باب یازدہم
۵۸	ملک شام کی محم	باب دوازدہم
۹۴	محاصرہ سے دست برداری	باب سیزدہم
۱۲۳	مصر سے مراجعت	باب چار دہم
۱۵۸	ڈائرکٹری کا توڑ دیا جانا	باب پانزدہم
۱۸۵	کانسل کا تخت	باب شانزدہم
۲۲۰	صلح کی استعداد میں نیولین کا مراسلات بھیجنا	باب ہفتدہم
۲۳۶	فرسٹ کانسل کا ور بار	باب ہیر دہم
۲۶۰	کوہستان الپس کا عبور	باب پوزدہم
۲۷۷	میرنگو	باب ہستم
۳۰۳	ہونہلڈن	باب بست ویکم
۳۳۲	انگلستان سے صلح	باب بست ودوم
۳۶۵	قومی اصلا میں	باب بست وسیوم
۳۹۰	نیولین کا تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا	باب بست وچارم
۴۲۹	امینس کے صلح نامہ کی شکست	باب بست وپنجم
۴۵۲	بولون کا لشکر گاہ	باب بست و ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب دوم

مصر کی مہم

نیپولین کے خیالات طفلی۔ انگلستان کے متعلق فیصلہ۔ مصر۔ نیپولین کی پیل۔ اس کی
عظیم الشان تیاری۔ اپنے سپاہیوں کے نام اعلان۔ کشتیوں کو کون Malta کا مطیع
ہونا۔ امیر البحر نیپولین کی نیپولین کی نیپولین کی نیپولین کی نیپولین کی نیپولین کی
اوتنا۔ سپاہیوں کے نام اعلان۔

نیپولین کی مہم مصر اسی عظیم الشان مہم تھی کہ ویسی شاید کسی جاہ طلب انسان نے

۱۰ تو نون فرانس کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہے ۱۱ قمریم

۱۲ مالٹا بحر دم بس ایک جزیرہ ہے ۱۳ قمریم

۱۴ اسکندریہ ملک مصر کا ایک مشہور شہر ہے ۱۵ استیج

کبھی اختیار نہ کی ہوگی۔ جب پولیس پر پتہ میں متحدہ دیگر طلباء کے ایک طالب علم تھا اس کے روشن خیال قدیم سوراؤں پر فریفتہ ہو گیا تھا جو روم اور یونان کے مشہور لوگوں میں ہوتے چلے آئے ہیں۔ جب پولیس تنہائی میں ٹل کر تھا اور غور و فکر میں ڈوبا ہوا تھا تو انھیں ایام طفلی میں وہ مہم اور دھند بھلا لیکن عظیم الشان خیال باندھا کرتا تھا کہ مشرق میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنا چاہئے کہ وہ اس سب کو جس کا قدیم و جدید تاریخ میں تذکرہ ہے پست و ماند کر دے۔ اس کی نگاہ خلیج فارس اور بحر اوقیانوس کے ساحلوں پر اسی طرح جیسے کہ وہ نقشوں میں کینچے گئے ہیں پھرتی تھی۔ اور دریائے فرات۔ سندھ اور گنگا کے زبردست سیلابوں کے چھپے چھپے جانی تھی۔ اور قوموں اور فرقوں کو کچھتی تھی جن کی کروڑ ہا کروڑ تعداد مردم شماری وحشیانہ شان و شوکت اور بت پرستی کی تار بچی کے ساتھ ایک فلاح کو بلارہی تھی۔ اس حیرت انگیز لڑکے نے کہا ایرانیوں نے تیمور لنگ کا راستہ روک دیا تھا لیکن میں ایک دوسرا راستہ کھول لوں گا۔ ان طفلانہ خیالوں میں وہ اپنے کو ایک فلاح تصور کرتا جس میں سکندر کا سا اقتدار تھا لیکن اس کی سہی بدکاری اور کمزوری نہ تھی۔ وہ ان وحشی لڑے ممالک میں جو یورپ والوں کی نگاہ سے بعد کی تاریکی میں نماں ہو رہے تھے شانستگی کے غم و ثبات اور واگستر حکومت قائم کرنے کے خیال باندھا کرتا تھا۔

جبکہ اعلیٰ کے میدانوں میں وہ اسپرما کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف تھا تو مصر اور مشرق کے منصوبے جنگ کے شور و غل اور دھوئیں کے ساتھ مخلوہ ہوئے تھے۔ اسپرما کی فوجوں کی فراری میں جو پولیس کے تند حملوں کی تاب نہ لا کر بھاگتی

تیمور لنگ دنیا کا عظیم الشان فلاح۔ تزاری تھا۔ سمرقند پائے تخت مشرق میں عمرو و ملوک کے عہد میں ہندوستان پر بھی یورش کی تھی۔ دہلی کو غلبہ لونا اور جٹ اور باشندوں کا قتل عام کیا تھا

تھیں اور فتح کے نعروں میں جو ستواڑ اُس کے سننے میں آتے رہتے تھے اور جو مردوں اور جاں بلیوں کی کراہوں سے ہمیشہ بلند تر ہوتے تھے پتولین بڑھتے ہوئے اظہار کے ساتھ دیکھتا تھا کہ قسمت کسی مشرقی تخت کی طرف اُس کی رہنمائی کر رہی ہے۔ جب اسپیراکی نوہیں اٹلی سے نکال دی گئیں اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور ماسیلا Montebello میں یورپ والے پتولین کے سامنے اظہارِ اطاعت کر رہے تھے تو اُس کا ہمیشہ کا پر غم دل نئے لطف کے ساتھ اپنے بچپن کے مقصد ہوس یعنی مشرق کی طرف متوجہ تھا۔ وہ اپنے چند رازدار و دوستوں کے ساتھ اپنے عظیم الشان محل کے رمنہ میں اٹلی کی معتدل راتوں کو گھنٹوں ٹھلکتا اور بڑی پُرشوق سرگرمی سے اُن مشرقی مشہور سلطنتوں کا جو ان ممالک پر سایہ افکن ہوئیں اور پھر برباد ہوئی تھیں ذکر کیا کرتا تھا۔ اُس نے کہا یورپ میں بڑے پُرشکوہ کاموں کے کہاں موقع ہیں اور سوائے مشرق کے بڑی بڑی سلطنتیں اور انقلاب کیسے نہیں پائے جاتے جہاں ساتھ کروڑ آدمی آباد ہیں۔

جب وہ لوٹ کر پیرس آیا تو تختین و آفرین کے نعروں سے جن سے وہ گھرا ہوا تھا اُس کے کان پر جوں بھی نہ بگیتی تھی اُس کی ہوس بے پایاں ایسی تھی کہ اُس کی گزشتہ کارگزاریاں اُس کو بیچ معلوم ہوتی تھیں۔ مشرقی شان و شوکت کے پُرشکوہ منصوبوں نے اُس کی نگاہ باطن کو خیرہ کر دیا تھا۔

اُس نے کہا پیرس میں لوگ کسی چیز کی یادگار کو زیادہ غصہ تک قائم نہیں رکھتے۔ اگر میں بیکار ہاؤمیرا سب کیا کرایا خاک میں بچا بیگا۔ اس بڑے شہرِ بابل پیرس میں ایک شخص کی شہرت دوسرے شخص کی شہرت کی جگہ چھین لیتی ہے۔ اگر سیروتماشوں میں لوگوں نے تین مرتبہ اور مجھے دیکھ لیا تو بس پھر میرے دیکھنے کی نہیں آرزو نہ رہے گی۔ میرا غم باخزم ہے کہ میں پیرس میں نہ رہوں گا یہاں کوئی کام نہیں ہے

جسکا سر انجام کیا جاے ہر شے یہاں گدڑی چلی جاتی ہے میری شان و عظمت میں زوال آ رہا ہے۔ یورپ کا یہ ذرا سا گوشہ اس قابل نہیں ہے کہ میری شان و عظمت کی خامی کو پورا کرے۔ ہکو ضرور بالضرور مشرق کو جانا چاہئے۔ دنیا کے سب بڑے لوگوں نے شہرت وہیں حاصل کی ہے۔“

جب نپولین سے انگلستان کے مقابلہ میں فوجوں کی سپہ سالاری کی درخواست کی گئی اور چاہا گیا کہ ساحل کی جانچ پڑتال کر کے دیکھے کہ انگریزوں پر خود اُن کے جزیرہ میں حملہ کرنا ممکن و مناسب تھا یا نہیں تو اُس نے میورین سے کہا میں ساحل کا دورہ کرنے پر قطعی راضی ہوں اور اگر انگلستان پر حملہ کرنا بہت زیادہ خطرناک نظر آیا جیسا مجھے اندیشہ ہے کہ یہ حملہ خطرناک نظر آئیگا تو ہم نئی انگلستان پر حملہ کرنے والی فوج مشرق میں لے چلیں گے اور ہم مصر کو جائینگے۔“

اُس نے اُن تمام وقتوں پر جو انگلستان پر حملہ کرنے میں پیش آنے کو تھیں اور اُن ذریعوں پر جن سے وہ ان وقتوں کا مقابلہ کر سکتا تھا بڑی احتیاط سے غور کیا۔ اُس کی رائے میں یہ ہم ایسی خطرناک تھی کہ اختیار نہیں کی جاسکتی تھی۔ اور اُس نے ڈائریکٹروں پر زور دیا کہ مصر کی ہم اختیار کی جاوے اور اُس نے کہا جس وقت مصر میں قدم جم گئے تو بحر روم ایک فرانسیسی جہیل ہو جائیگا۔ مصر میں جو غلامی کی رسم کی پھٹکار سے ضعیف ہو گئی ہے ہم نوآبادی قائم کرینگے اور یہ نوآبادی سینٹ ڈومنگو St. Domingo کا کام دیگی۔ اور فرانسیسی اشیاء صنعت و حرفت کے لئے ہم افریقہ شام و عرب میں منڈیاں قائم کرینگے۔ مشرقی تجارت کے قافلے قاہرہ میں جمع ہونگے اور ہندوستان کی تجارت کو ضرور اس امید

۱۰ وسطی امریکہ کے مشرق سمند میں سینٹ ڈومنگو جزیرہ ہے ۱۲ مترجم

۱۱ اس امید افریقہ کے جنوبی حصہ میں ایک ۱۵ اس جز ۱۲ مترجم

پھیر کر پھر اس ہو کر جاری ہو کر پھر لگا۔ ساتھ ہزار فوج کے۔ اتھ کوچ کر کے ہم دریائے سندھ کو پار کر سکتے ہیں اور مظلوم و ناراض ایسی رعایا کو انگریز غاصبوں کے مقابلہ میں جوش دلا سکتے ہیں اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں۔ ہم ایسی حکومت قائم کر سکیں جو رعایا کے حقوق کی عزت کر لے گی اور ان کے اغراض کو ترقی پہنچائے اور تمام لوگ ہم کو اس طرح پکار سکیں جس طرح رہائی دینے والوں کو پکارتے ہیں۔

ملک شام کے عیسائی اور آرمینیا والے اپنے جھنڈوں کو متحد کر لینگے اور دنیا کی روکا کو بدل دیں گے۔ ایسی عالی شان تجویز تھی جس نے اس جاہ طلب دل کو جوش دلایا تھا۔ انگلستان نے بغیر کسی استحقاق کے پرتو کے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ اس کے ہار کے مسلح سواروں نے اپنے گھڑوں کے فونی سموں سے بزدل اور ہتے ہندوستانیوں کو روند رکھا۔ تو میں۔ جزائر اور شیلیں صرف ایسی کارآمد و لائل تھیں جن سے انگلستان نے جہاز لفتوں کو چپ کیا تھا۔ گوروں نے اپنی ننگی تلوار سے ہم سے ہمیشہ خون ٹپکتا رہا تھا۔ صوبجات کو جن میں بے شمار آدمی بستے تھے مغتہ کیا تھا۔ پندرہ ہزار میل کے چکر دار راستے سے جو اس امید

کے گرد ہو کر واقع تھا۔ ان اور یورپول کے تجارتی جہازوں کے بڑے کلکتہ اور بمبئی کو آتے تھے اور اُسی بمبئی کے راستہ سے ہندوستان کی دولت انگلستان کو بھی چلی جاتی تھی۔

پنولین کی یہ محبت تھی کہ وہ بے ضرر مشرقی قوموں کے ساتھ جنگ جانی نہ کرنا نہیں جاتا تھا بلکہ وہ مظلوم رعایا کا شریک تھا اور اپنے مشترکہ دشمن (انگلستان) کے مقابلہ میں تلوار کھینچ رہا تھا اور وہ ان کو زبردست غاصبوں سے رہائی دلانے اور آزادی کے نہایت گراں بہا حقوق عنایت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مصر کو وہ ناراج کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اس کو خوش حال بنانے کو علام کرنے

کے لئے نہیں بلکہ آزاد کرنے کی غرض سے۔ مشرق کی دولت سے اپنے آپ کو امیر بنانے کے بعد اسے نہیں بلکہ مغربی مرفہ الحالی اور اعلیٰ شائستگی اُس کے ساحلوں کو متقل کرنے کی تمنا سے روانہ ہوا کسی دوسرے جاہ طلب فاتح کے پاس کبھی ان سے بڑھکر قابل تحسین و لایل نہیں ہوئی ہیں۔ انگلستان کو جس نگاہ سے وہ ہندوستان اور چین کو دیکھتا ہے خاموش رہنا چاہئے اور گورنمنٹ امریکہ (کنالوا) جس توجہ سے وہ امریکہ کے قدیم باشندوں کی جان بلی کے وقت کی گراہوں کو سنتی ہے اور جن تعلیم باشندوں کو اس گورنمنٹ نے اُن کے وطنی کے جنگلوں اور اُن کے آباد اجداد کے غاروں سے نکال باہر کیا ہے پنولین پر کس منہ سے اعتراض کر سکتی ہے پنولین بھی بشریت کی کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ لیکن انگلستان اور امریکہ کے مورخوں کو یہ وعائنہ سے نکالنا زیبا نہیں ہے کہ خدا یا تیرا شکر ہے کہ ہم اس بوناپارٹ کی طرح نہیں ہیں۔

مصر جس کی گذشتہ عظمتوں کی یاد گاریں شائستہ دنیا کو حیرت و تحسین پر مجبور کرتی ہیں صدیوں تک تاریکی اور فراموشی میں دفن رہنے کے بعد پھر آہستہ آہستہ روشنی میں ابھر رہا ہے اور بے شک و شبہ اُس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ آخر کار وہ علم و محنت کے نہایت ہی بڑے مرکزوں میں سے ایک مرکز ہوگا بحر روم اُس کے شمال میں موجزن ہے اور اس سمندر نے مصر کی تجارت کے لئے یورپ کے بچہ خوش حال شہر کھول رکھے ہیں اور بحر احمر اُس کے مشرقی ساحل پر ہندوستان اور چین کی دولت کا مینہ برسا رہا ہے۔ اور افریقہ کے نامعلوم اندرونی حصوں سے دریائے نیل موجیں مارتا ہوا آتا ہے اور ختم ہونے والی اندرونی تجارت کے لئے جو نامعلوم قوموں اور باشندوں سے کی جاسکتی ہے ایک شاہراہ بناتا ہے۔

اس ملک مصر میں دریائے نیل کی تمام وادی زیرین شامل ہے جس کا عرض ساحل بحر روم پر ایک سو بیس میل کے قریب ہے۔ یہ وادی جو ٹھنڈا چہرہ سویل طول میں ہے جنوب کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جیسے کہ جنوب میں اُس پر ریگستان کا ہجوم ہوتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا عرض صرف چہرہ میل رہ جاتا ہے۔ سالانہ سیلاب سے جو دریائے نیل میں آیا کرتے ہیں مصر کی زمین میں حیرت انگیز زرخیزی آجاتی ہے ملک حسن کے پہاڑوں کی شدید بارشیں ان سیلابوں کا باعث ہوتی ہیں خود مصر میں کبھی پانی نہیں برستا یعنی صدیاں گزر جاتی ہیں اور ایک چھٹیا نہیں پڑتا *Plinius* کے زمانہ حکومت میں مصر کی مردم شماری دو کروڑ کے قریب اندازہ کی گئی تھی لیکن خود سربا و شاہوں کی سختیوں سے آبادی گھٹ گئی اور اس فرانس کی پورنش کے وقت مصر میں پچیس لاکھ آدمی آباد تھے۔

مصر کے باشندے چار درجوں میں تقسیم تھے۔ اول کاہن *Populus* جو قدیم مصریوں کی اولاد ہیں اور ان کی تعداد دو لاکھ تھی۔ یہ نہایت ہی ذلیل غلامی کی حالت میں تھے۔ آبادی کا بڑا حصہ یعنی بیس لاکھ کے قریب عہد تھے جو نیم وحشی تھے اور ان کو ان کی قسمت آزمائی اور محنت سے ان کے خود سر اور ظالم حاکموں نے روک دیا تھا۔ ترک یعنی چینی زری جو پورے دو لاکھ تھے۔ اور یہی لوگ بے صواب ظالم عیاش۔ غاصبوں کی استمراری فوج تھے۔ ان غاصب حاکموں نے غلامی رعایا کو۔ دُورے۔ سیف اور رُودے کی بہت سے نہایت ہی ذلیل غلامانہ حالت

۱۔ دریا نیل دکنو ریا یا نوبیل من کل کر عظیم الشان دریا آخر مصر میں پہنچتا ہے اور چار ہزار میل کے طولانی فاصلہ کو طے کر کے بحر روم میں جاگرا ہے ۱۲۔ مترجم

۲۔ عالمی نام کے مصر میں یونانی بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں ان میں سے پہلے بادشاہ کا ۲۳۵ قبل حضرت مسیح کے انتقال ۱۰۱۰۔ ۱۲ مترجم ۔ ۳۔ میان ستور تھا کہ دوسرے سے پچاسویں دیجاتی تھی ۱۲ مترجم

میں رکھ چھوڑا تھا۔ بارہ ہزار مملوک سواروں کی جماعت تھی۔ یتیمبر۔ قوی۔ اور ناخدا
 ترس جا رہے تھے۔ ہر سوار کی خدمت میں دو نفر رہتے تھے۔ چوبیس لے لے تھے جن میں
 سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ یا چھ سو مملوک تھے اور ان حیرت انگیز سواروں پر یہ
 حکومت کرتے تھے دو خاص لے۔ نے مصر کی حکومت کو باہم تقسیم کر رکھا تھا۔
 مصر میں خود سر حکومت قدیم تھی۔ ان مغرور حاکموں کی عیاشی اور بے کاری نے
 رعایا کو بایا بے حالت سے پیس ڈالا تھا۔ مشرقی طرز کی عیش و عشرت پسندی ان
 پاشاؤں کا خمیر تھی۔ اور ذلیل فریب دادہ رعایا کے کچے جھوٹروں کو گداگری اور
 بچختی نے بدنام کر دیا تھا۔ نیولین کا ارادہ تھا کہ مصر کی ایسی رعایا کے سامنے اُس
 کے حامی اور خیر خواہ کی طرح پہنچ کر اُس کو اپنے جھنڈے کا شریک کر لے۔
 مملوکوں کو مغلوب کرے۔ اور ایسی حکومت قائم کرے جو مصر میں شائستہ زندگی
 کے تمام علوم و فنون کو زندہ کر دے۔ اور ان فیض سانیوں سے وہ شہرت حاصل
 کرے جس سے تمام مشرق میں اُس کا نام روشن ہو جائے اور پھر ان مغلوب قبیلوں
 کے ساتھ جو اُس کو اپنا رہائی دینے والا تصور کریں انگریزی طاقت پر ہندوستان میں
 حملہ آور ہو اور اس سے اس سمندر کی ملکہ (انگلستان) کو تسلیم کرنا پڑے کہ ہاں شک
 پر بھی ایک ایسی طاقت ہے جو اُس تک پہنچ کر اُس کو نیچا دکھا سکتی ہے۔ یہ
 تجویز اپنی شان کے اعتبار سے بڑی عظیم الشان تھی۔ لیکن مشیت ایزدی نہ تھی
 کہ وہ پوری ہو۔

آخر کار ڈاکٹر ڈوں نے نیولین کی ویلیوں سے مجبور ہو کر اور نیز اُس شک و
 حسد کی وجہ سے جو اُس کی روز افزوں ہرولگریزی سے اُن کو پیدا ہوا تھا اور اس
 خواہش سے بھی کہ نیولین فرانس سے علیحدہ ہو جائے مصر کی یورش پر اپنی ضمانتی
 لے لے۔ یعنی پاشا ۱۲ مترجم

ظاہر کر دی لیکن اس معاملہ کو حد درجہ پوشیدہ رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ کیونکہ اگر انگلستان کو وہ ہمت معلوم ہو جاتی جہاں اُس پر حملہ ہونے کو تھا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی لافتح بحری فوج سے فرانسیسیوں کے بیڑے کو روک دیتا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مملوکوں کو نہایت ہی شدید مقابلہ پر آمادہ کر دیتا اور اس طرح مہم مصر کے راستہ میں بہت سی دشواریاں بڑھ جاتیں۔ چنانچہ جملہ مباحثے دروازہ بند کر کے ہوا کرتے تھے اور ساری تجویز نہایت ہی مخفی حالت میں رکھی گئی تھی۔

فوجی ترتیب کے متعلق دنیا کی تاریخ میں دیکھا جاتا تھا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ عالموں فاضلوں اور صنعتاءوں نے اُس میں ایسی بنیاں شرکت کی۔ یہ تجویز ہوا کہ نیپولین کے ہمراہ چالیس ہزار آدمی جادو میں سے چند انصر علوم لطیفہ کے ماہر۔ انجینئر۔ جغرافیہ داں اور صنایع نیپولین خود انتخاب کرے۔ چنانچہ اب نیپولین نے نہایت ہی حیرت انگیز عزم و محنت سے اپنی تجاویز کی تکمیل شروع کی۔ برقی سرعت سے حکم کے بعد حکم صادر ہوتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ نہ اسے دن میں آرام تھا نہ رات میں وہ سوتا تھا۔ ہر چیز کی دیکھ بھال خود کرتا تھا اور بڑی پھرتی سے ہر ہر مقام کو جاتا تھا۔ علماء سے خط و کتابت کرتا تھا۔ جنرلوں سے مشورے کرتا تھا۔ روسیہ فراہم کرتا تھا۔ جہاز جمع کرتا تھا۔ اور رسد کے ذخیرے اکٹھا کرتا تھا۔ اُس کے عجیب اور نہ سمجھنے والے دماغ نے ذرا ذرا اسی چیز کا انتظام کر لیا۔

ایک شخص نے جس سے سرانجام کاریں کچھ توقف ہو گیا تھا نیپولین سے یہ عذر پیش کیا۔ ”جناب ہم تمام دن تو کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کے سوا بھلا اور ہم کیا کر سکتے ہیں“ اس پر نیپولین نے جواب دیا ”کیا آپ کے پاس رات نہیں ہے؟“ ایک اور شخص سے نیپولین نے کہا ”حضرت ذرا جلد ہی کیجئے۔ یاد کر لیجئے کہ دنیا چھ دن میں ہی ختم ہو جائے گی سو اسے وقت کے آپ اور ہر شے مجھے طلب کر سکتے ہیں

اور یہ وقت ہی ایسی چیز ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔
 پس نپولین نے اپنے غم و ہمت صد ہا شخصوں میں پیوست کر دئے تھے۔
 اور ایسی تیزی کے ساتھ کام ہونے لگا کہ جس یقین نہیں آتا۔ اُس نے فوج و سپہ
 فراہم ہونے کے چار مقام تجویز کئے یعنی ٹولون *Toulon* جنیوا *Genova*
Ajaccio اور سویٹاویکا *Switzerland* *Veccia* اُس نے چار سو پچاس جہازوں کو محفی خدمات کے متعلق فرانس
 اور اٹلی میں بار برداری کے لئے کرایہ کیا۔ اور اُن کو کوچ کے مقامات پر جمع کیا۔
 اور اُس نے اٹلی کی نامور افواج کے تقسیم ہو جانے کے متعلق فوری احکام صادر کئے
 کہ وہ جینیوا اور ٹولون کو چلی جاویں۔ اُس نے انسانی صنعت و حرفت کے متعلق ایسے
 ایسے ہوشیار لوگ جمع کئے جو یورپ میں میسر آسکتے تھے اُس نے شہر روم *Rome*
 کے پروسیگنیڈا *Prosignida* کے کالج سے مختلف مشرقی زبانوں کے چہا پے کے
 حروف اور چھاپے والوں کی ایک جماعت ساتھ لی۔ اور فلسفہ اور ریاضی کے
 مہات ہی مکمل آلے جمع کئے۔ بڑے بڑے مشہور شخص اگرچہ وہ نہیں جانتے تھے
 کہ نپولین انھیں کہاں لے جائیگا اس نوجوان جرنل کی سمت میں شریک ہوئے کی
 تمنایں کرتے تھے۔ جب ایسے بڑے بڑے سامانوں کے ساتھ تیاریاں ہوئیں
 تو بھلا کیونکر ممکن تھا کہ یورپ کا خیال اُن کی طرف متوجہ نہوتا۔

طرح طرح کی مختلف افواہیں اڑتی تھیں۔ سب اسی ٹوہ میں تھے کہ نپولین
 کہاں جاتا ہے۔ کچھ کہتے تھے بحر اسود کو جاتا ہے ہندوستان کو جاتا ہے
 بعض کہتے تھے خاکن *Chakan* سے سوئز میں نہر کاٹنے جاتا ہے۔ دوسرے کہتے تھے
 لے خاکن *Le Chakan* سے سوئز پہلے یہ خاکن *Chakan* سے افریقہ اور عرب کو ملاتی تھی لیکن مسئلہ *Le Chakan* میں اُس کو نہر دریائے نیل

یہ بحر روم اور بحر احمر کو ملاتی ہے ۱۲ مترجم

نہیں اُڑ لیتا جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے تھے دریائے ممیس کو جاتا ہے یہاں تک کہ جنرل کلیئر کو بھی یہی خیال تھا کہ پنولین انگلستان جا رہا ہے اور چونکہ اُس کو اعتقاد تھا کہ پنولین پر کوئی فتح نہیں پاسکتا ہے وہ کہنے لگا: اگر دریائے ممیس کے دبانے میں اتنی ہزار داخل کرنا تو اُس پر کلیئر ہی کو مامور کرنا اور دیکھ لینا کہ کلیئر کیا کرتا ہے: دربار انگلستان نہایت ہی پریشان تھا۔ اُس کو صاف نظر آ رہا تھا کہ ایک طوفان جمع ہو رہا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ اس طوفان کا نزلہ کہاں گرے گا۔ بڑی حیرت خیز کوشش سے ایک زبردست بیڑہ مجرہ دم میں فراہم کیا گیا اور لارڈ ٹیلیسن کی ماتحتی میں دس کھربایت کی گئی کہ مجرہ دم میں وہ گشت کرے اور فرانسیسیوں کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہے۔

۹۔ مئی ۱۷۹۰ء کو اپنی اٹلی کی مہم سے واپسی کے پانچ ماہ بعد اٹلی کی مہم سے بھی زیادہ عظیم الشان مہم کی جہل تیار کیا کر لینے کے بعد کہ ویسی مہم شاید ہی کسی نے خیال کی ہو پنولین ٹولون میں داخل ہوا۔ جوزیفاں اُس کے ہمراہ تھی کیونکہ پنولین کی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کی وافر بی سے لطف اٹھائے۔ چونکہ وہ اپنی شان و شوکت کا حد سے زیادہ دلدادہ تھا۔ جوزیفاں کے ساتھ بھی اُس کے عشق و محبت کا قریب قریب یہی حال تھا۔ شاید اس فرانسیسی بیڑہ سے جواب سحر کو جانے کے لئے تیار تھا زیادہ شان و شکوہ کا کوئی دوسرا بیڑہ سطح سمندر پر پیشتر کبھی نہ تیرا تھا۔ یہ بیڑہ اب اپنے افسرِ عالی کا منتظر تھا۔ اس میں ۳۰ (تیس) جنگی کلاں جہاز اور ۷۲ (بہتر) چھوٹے بلکہ جہاز تھے اور چار سو پچاس بار برداری کے جہاز تھے۔ اس پر چھیا لیس ہزار جنگی سپاہ تھی۔ سترہ علما تھے جن کے ساتھ جملہ آلاتِ علوم و فنون

۱۰۔ اُڑ لیتا۔ انگلستان سے مغرب میں جزیرہ ہے۔ ۱۲۔ مترجم

۱۱۔ دریائے ممیس انگلستان کا دریا ہے جس پر شہر لندن واقع ہے ۱۲۔ مترجم

لئے جارہے تھے جن کے معاوضہ میں وہ اپنے علوم و فنون یورپ کو لانے والے تھے جن کی تدبیری یادگاروں سے خوشہ چینی کی جاسکتی تھی۔ اٹلی کی کارآمد و فوج اپنی منزل کا استقبال کرنے کو صفا بستہ کھڑی تھی۔ اور بڑے پرجوش نعروں سے اُس نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ لیکن مزہ یہ تھا کہ فوج کے افسروں میں سے یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائینگے۔ نپولین نے حسبِ ذیل اعلان سے اُن میں جوش کی روح بھونک دی۔

”اے شیر مرد۔ اُن افواج کا جو انگلستان کے مقابل کام کرینگے۔ تم ایک بازو ہو۔ تم نے میدانوں شہروں اور پہاڑوں میں تو جنگ کی ہے لیکن سمندر پر جنگ کرنا تم کو باقی ہے۔ رومی افواج نے جن کے تم مقلد ہو لیکن ابھی اُن کے برابر نہیں ہوئے ہو۔ باری باری سے تری میں اور زانا کے میدان میں کا پیچ والوں کے مقابلہ میں جنگ کی تھی۔ اُن کے جھنڈوں کو فتح نے کبھی نہیں چھوڑا کیونکہ اُنھوں نے۔ ولیری۔ اتحاد۔ اور استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اے سپاہیو یورپ کی انکھیں نتھاری جانب اٹھی ہوئی ہیں۔ محققین بڑے بڑے کام کرنا ہیں اور بڑی بڑی لڑائیاں لڑنا ہیں۔ خطرات اور ماندگیوں کا مقابلہ کرنا ہے تم اپنے ملک کی سرسبزی۔ انسان کی بہبودی اور خود اپنی شان و شوکت کے متعلق اُس سے زیادہ کام کرنے کو ہو جتنے کہ اب تک تم کر چکے ہو“ اس طرح اس مہم کی شان تو ظاہر کر دی گئی لیکن اسی کے ساتھ وہ پردہ راز میں مخفی رکھی گئی۔

ڈاکٹر ٹروٹ کی خود سرکار دایوں پر نپولین نے چند مرتبہ اظہارِ نارضا مندی کیا تھا۔ اور غصہ وہ بڑا زور دیکر کہتا تھا کہ ”مخالفین سرکار کے تشدد اور خود سری سے لے زانا اور کاتینج شمالی افریقہ کے صوبہ الجزائر کے دو قدیم شہر تھے۔ رومیوں کے زمانہ میں باہجی

مقام رہے ہیں۔ ۱۲ مترجم

مجھے بڑا خطرہ ہے۔“ دوکتا تھا ”ڈاکٹر“ بہت حد تک اپنی ڈاکٹر سی پر قائم نہیں رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قوم کے خیال کو وہ بالکل نہیں جانتے ہیں“ لکھا ہے کہ پنولین کی نکتہ چینیوں سے ڈاکٹر کٹر اسقدر تنگ آ گئے تھے کہ انہوں نے بڑے اصرار سے پنولین کی گرفتاری کی فکر کی اور نوٹشے *note* سے اس بارہ میں درخواست کی۔ اس پرتز ویر وزیر صیغہ پولیس نے جواب دیا کہ ”پنولین ایسا شخص نہیں ہے جو گرفتار کیا جاسکے اور نہ تو سنے وہ آدمی ہے جو اُس کا گرفتار کرنا اپنے ذمہ لے گا“ جب سیورین نے پنولین سے پوچھا ”کیا واقعی مہم مقرر اختیار کرنے کا آپ کا ارادہ ہو اور وہاں قسمت آزمائی کیجئے گا۔“ تو اُس نے جواب دیا ”ہاں بیشک قصد ہے۔ کیونکہ اگر میں فرانس میں رہا تو مجھے لازمی ہو جائیگا کہ اس ذلیل ڈاکٹر کی کوٹ لٹ ووں اور خود بادشاہ ہو جاؤں۔ لیکن ابھی ہمیں اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ سبب ابھی کہے نہیں ہیں میری شہرت تو ہو گئی ہے لیکن ابھی وقت نہیں آیا ہے کیونکہ پہلے مجھے چاہئے ہے کہ اپنی ہمت کی شہرت سے ان ڈاکٹر کی آنکھیں چوندھیا دوں“ ہماز پر سوار ہونے سے قبل اُس کی آخر کار روالی یہ تھی کہ اُس نے گلوون کی فوجی کمیشن کے نام ایک رحم دل اعلان بھیجا جس کا یہ منشا تھا کہ ڈاکٹر کٹروں کے ایک ظالمانہ فرمان کی یہ کمیشن تعمیل تو کرے لیکن نمی سے۔ ڈاکٹر کٹروں کا یہ فرمان آوارہ وطن لوگوں کی بابت تھا۔ پنولین نے اس کمیشن کو ہمیشہ کی ”اے شرفا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب بوڑھے مردوں اور عورتوں کو جو آوارہ وطن ہوں مختار سے سامنے قانوناً پیش کیا جاوے تو تم علانیہ کہہ دینا کہ حالت جنگ میں بھی فرانس کے لوگ اپنے دشمنوں کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ وہ سپاہی نامرد ہے جو ایسے شخص کے سزا کے حکم پر دستخط کر دے جو ہتھیار اٹھانے کے قابل نہیں ہے“ شاید فرانس میں

کوئی دوسرا ایسا شخص نہوگا جو موجودہ گورنمنٹ فرانس کے اس خالماہ حکم کے خلاف مقابلہ کرنے کی جرأت کرتا۔ پنولین کی اس رحم دل مداخلت سے لوگوں کے دلوں میں اُس کی طرف سے اور زیادہ گنجائش ہو گئی۔ اور اُس کی ناموری کے سہرہ میں شہرت کا ایک پھول اور اضافہ ہو گیا۔

ٹھیک اُس وقت جبکہ بحر روم کی نیلگوں موجوں پر آفتاب طلوع ہو رہا تھا ۱۹ مئی ۱۹۱۷ء کو بیڑہ نے ننگر اٹھایا۔ پنولین مع یوجین کے اورینٹ سٹیمر جہاز پر جس پر ایک سو بیس توپیں چڑھی ہوئی تھیں سوار ہوا۔ عجیب پر شکوہ صبح تھی اور آفتاب بے نقاب سماں اس سے زیادہ شان دار منظر رکھتی نہ چمکا ہوگا۔ یہ بڑا بیڑہ نیم دائرہ میں اٹھارہ میل سے کم پھیلا ہوا نہ تھا۔ لکھا ہوا ہے کہ پنولین اور جوزیفائن کا اُس وقت ایک دوسرے سے رخصت ہونا عجیب دروازہ منظر تھا۔ وہ بہت چابستی تھی کہ پنولین کے ساتھ جائے لیکن پنولین کو خیال تھا کہ بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی جن کو عورت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جوزیفائن ایک بالاحانہ پرکھڑی زار و قطار ردو کر ہوئیں ہاتھ سے رومال ہمارہی تھی۔ اور جاتے ہوئے جہازوں کو ٹلٹکی باندھتے ہوئے جیسے کہ اُن کے باوبان دوری کی وجہ سے چھوٹے ہوتے جاتے تھے دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ افق میں پھر وہ نگاہ سے غائب ہو گئے۔ یہ بیڑہ پہلے صیباؤ لگ گیا اور وہاں سے اجیشیو کو پھونچا اور سیویٹیا لیکا کو گیا۔ کہ جلد سامان جو اُن بندرگاہوں میں فراہم کیا گیا تھا ساتھ لے لے۔ پھر تمامی بیڑہ کو بڑی تیزی سے ماسکو روانہ ہونے کا اشارہ کیا گیا۔

جس وقت بیرہ ملک اٹلی کے کنارے کنارے جارہا تھا پنولین اورینٹ کے عرشہ پر کھڑا تھا اور اُس نے دور افق میں کوہ آلپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں دیکھیں۔ اُس نے دوہرین منگائی اور اپنی مہمات کے منظر کو بڑی نگاہ

شوق سے دیکھا اور کہا۔ جس وقت میں ٹالی کو دیکھتا ہوں منہمے جوش آجاتا ہے۔ نہیں پہاڑوں کے سامنے وہ میدان ہیں جہاں میں نے فلاسفی فوج سے فتوحات حاصل کی ہیں۔ اب میں مشرق کو جاتا ہوں اور وہی چیزیں میرے ساتھ ہیں۔ فتح میں کوئی شک نہیں ہے۔

پنولین کی زندہ دلی۔ طباعی۔ اور گفتگو کی فصاحت پر سب فریفتہ تھے۔ چونکہ وہ قدیم واقعات تاریخ کا پورا ماہر تھا۔ ہر ایک جزیرہ۔ خلیج۔ راس اُس کو پُرانے بہادرانہ واقعات کو یاد دلانا تھا۔ اگر موسم اچھا رہتا تو پنولین تمام دن جہاز کے عرشہ پر رہتا اور اُس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا جو اس کی فصیح اور شاعرانہ گفتگو سے کبھی سیر نہوتے تھے۔ جملہ مضامین پر وہ یکساں بلیقہ سے گفتگو کرتا تھا۔ اور نامور فلسفی لوگ جو مختلف علوم کے ماہر تھے حیرت میں تھے کہ اُس کو ہر مضمون پر اسقدر عبور تھا وہ کبھی اوداس یا بنشاش نہوتا تھا۔ ساکت اور خیال میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مختلف جہازوں سے بڑے بڑے ممتاز عالم اور افسر باری باری سے اُس کے ساتھ کھانا کھانے کو بلائے جاتے تھے اور اُن سے گفتگو کرتے ہیں وہ حیرت انگیز سلیقہ شکاری کا اظہار کرتا تھا۔ اور نہ غلطی کرنے والے ہنر سے ان لوگوں کی یاتمتوں کا اندازہ کرتا تھا اور اس طرح اپنے کو مختلف وقتوں کے وقت میں جو پیش آنے کو تھیں مناسب کام کرنے والے آدمیوں کے انتخاب کے لئے تیار کرتا تھا۔

پنولین کی بلیقہ اور ذکاوت کسی اور بات میں اسقدر نہیں دیکھی گئی ہے جتنی کہ اُس کے برق و ش کسی شخص میں خاص عرق بلیقہ مشناخت کر لینے میں دیکھی گئی ہے۔ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا جاتا تھا۔ مذہبی تحقیقات کتب خوانی اور فلسفیانہ مباحثوں میں وقت جلد جلد گزرتا چلا جاتا تھا۔ پنولین کا قاعدہ تھا کہ کیسے ہی روبروی کے کوچ و مراحل میں کیوں نہ وہ ایک پورا کتب خانہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

جس وقت گاڑی میں فوج کے مرحلہ سے مرحلہ کو جاتا تھا وہ اپنے وقت کے لمحوں کو علم حاصل کرنے سے ترقی دیتا تھا۔ جس کے حاصل کرنے میں اُس نے بے انداز خواہش ظاہر کی ہے لفظوں کی اُس کی رائے میں کوئی حقیقت نہ تھی البتہ خیالات کی بڑی قوت تھی۔ کارنامے۔ تاریخیں۔ تمدن۔ فلسفی۔ اور دوسرے علوم کے رسالے وہ گویا گھول کے پی جاتا تھا۔ چھوٹے قصوں یعنی سب درجہ کے ناولوں اور مثنویوں سے اُسے استفادہ نفرت تھی کہ اُن کے نام سے گویا اُسے غصہ آ جاتا تھا۔ اگر کوئی اُس مضمون کی کتاب پڑھتا ہوتا یا اُس کے سامنے لاتا تو اُس کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ شاہنشاہ تھا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں سے جا رہا تھا اُس نے دیکھا کہ ایک مصاحب بیڈی کے ہاتھ میں ایک ناول تھا۔ پتلیں نے لیڈی کے ہاتھ سے ناول لے کر اُس لیڈی کے ایسے محراب اخلاق کتاب بینی سے تصنیع اوقات کرنے پر بہت سخت لکچر دیا اور کتاب کو اگ میں ڈال دیا۔ جب کبھی اُس کو وہ ایک لمحے جی بھلانے کو بلجاتے تو وہ ریاضی کی کتابوں سے جی بھلاتا اور اُس سے اُس کو تفریح ہوتی۔

طعام شب کے وقت کے لئے کوئی مفید مضمون مباحثہ کے واسطے ہمیشہ منتخب کیا جاتا تھا۔ ہنسی مذاق یا فحش باتوں کا جوئے نوشی کے بعد تاح ہوتی ہیں پنولین کو ذوق نہ تھا اور صرف اُس کی موجودگی اس مضمون کی لغویات کے بند کر دینے کو کافی ہوتی تھی اس وقت وہ صرف ۲۸ برس کا جوان تھا لیکن چھپالیس ہزار فوج پر اور دوسرے آدمیوں پر جو بیڑہ سے متعلق تھے اُس کی برتری کے وہ سکے بیٹھ پڑے تھے کہ کسی کو اُس کے خلاف دھم بھی نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ پنولین کو اپنی فوقیت کا پورا علم تھا لیکن اُس میں کوئی شان تکرہ تھی نہ تمکنت تھی اور جب بڑے بڑے آدمی اُس کے سامنے انظار اطاعت کرتے تھے تو اُس کو ذرا بھی گھبراہٹ یا پریشانی نہ ہوتی تھی۔ مباحثہ کے واسطے خود پنولین مضمون مقرر کرتا تھا۔ یہ مضامین۔ تاریخ۔ روایات۔ قدیمہ۔ اور طبیعات

پر ہوتے تھے۔ چند سوالوں کے یہ غونے ہیں یعنی۔ کیا سیتا سے تاباویں؟ دنیا کی کیا عمر ہے۔ زمین آگ سے برباد ہوگی یا پانی سے۔ دین اسلام اور مذہب سبھی میں کیا یک متقابل خوبیاں ہیں؟ منجملہ دیگر سوالات کے بعض بعض سوال ایسے ہوتے تھے جو اوپر لکھے گئے۔ اور ان میں اس نوجوان جبرل کو مزہ آتا تھا۔

چونکہ جہازوں میں کثرت سے آدمی تھے اور بہت سے لوگ دریائی نقل و حرکت کے عادی نہ تھے تو لبا و فانت آدمی پانی میں گر پڑتے تھے۔ میدان قتال میں تو پتھریں خوریزی کو بڑے استقلال سے دیکھ سکتا تھا اور بے خوف و ہراس دھاووں کے حکم دیتا تھا باوجودیکہ جانتا کہ ہزاروں کا دارانیا را ہوگا لیکن جب کوئی شخص سمندر میں گر پڑتا تھا اور جانکاح خطرہ ہوتا تھا تو پتھریں کی ہمدردی کا کوئی پایان نہیں ہوتا تھا اور جب تک وہ آدمی پانی سے نکال نہ لیا جاتا اُس کو چین نہ پڑتا اور جو شخص ایسے حادثہ کے وقت بڑی دلیری اور سرگرمی ظاہر کرتے پتھریں سے بڑے بڑے انعام پاتے۔ ایک مرتبہ رات میں ایک آواز سنی گئی جیسے کوئی پانی میں گر پڑتا ہے۔ اس سے تمام دو ہزار آدمیوں میں جو جہاز پر سوار تھے تلام برپا ہو گیا اور یہ خبر سب میں پھیل گئی۔ پتھریں فوراً جہاز کے عرشہ پر آ موجود ہوا۔ جہاز رک گیا اور کشتیاں نیچے اتاری گئیں۔ لیکن بڑی جستجو اور محنت کے بعد معلوم ہوا کہ ایک بڑا کھڑا گوستھت کارستی کے پسندہ سے نکلا کپانی میں گر پڑا تھا اور یہ دھماکا اُسی کا تھا۔ پتھریں نے حکم دیا کہ اس بدو وجد کے سلم میں معمول سے زیادہ انعام دیا جائے کیونکہ ممکن تھا کہ یہ آدمی ہوتا اور اس موقع پر جو جہاد کی گئی وہ اُس کو شش و سچی سے کم نہ تھی جو آدمی کے نکالنے میں کی جاتی ہے۔

۱۶۔ جون ۱۹۱۷ء کی صبح کو۔ ۲۷ روز سفر کرنے کے بعد مالٹا کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں اور اس مشہور جزیرہ کی فصیلیں جو ٹوٹون سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا اُن میں آفتاب کی نگاہ کو خیرہ کر دینے والی۔ کرنوں سے ابھرتی ہوئی نظریں

فرانس پھوڑنے سے قبل ہی پتوین نے مالٹا کے نائٹ لوگوں سے ساز کر لیا تھا کہ جزیرہ
فرانسیزیسیوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔ چونکہ یہ نائٹ جانتے تھے کہ جزیرہ خود مختار
نہیں رہ سکتا تھا پس انھوں نے یہی پسند کیا کہ بجائے کسی دوسری طاقت کی فرمانبرداری
کرنے کے وہ فرانس ہی کی اطاعت قبول کر لیں۔ پنولین نے کہا کہ ”مالٹا تو میں
اُسی وقت نے چکا تھا جبکہ میں مالٹا میں تھا۔ اس بے گدز جزیرہ کو بہ زور فتح کرنے
میں بڑے طویل محاصرہ اور زرخیز کے صرفہ کی ضرورت ہوتی اور کثرت سے جاتیں
تلف ہوتیں۔ پس طرفین سے یہ ثابت کرنے کو کہ مقابلہ کیا گیا چند گولے چلے
اور فوراً جزیرہ والوں نے اطاعت قبول کر لی اور اُن بُرجوں پر سے رنگا جھنڈا
بڑے فخر سے لہرانے لگا جنھوں نے ہر شے کے فتح کر لینے والے ٹوکوں کی پوجا
طاقت کا سلسلے ماضی میں مقابلہ کیا تھا۔

جب مالٹا کی فصیلوں اور بُرجوں کے استحکام اور عظمت پر جن پصدیوں کے
علوم۔ محنت اور دولت صرف ہوئے تھے غور کیا گیا تو حیرت ہو گئی جنرل
گیفرلی نے فرانس کے پتوین سے کہا ”خوب ہوا ہمارے لئے بھانک کھول
دیے ہو کوئی شخص اندر موجود تھا کیونکہ اگر یہ مقام خالی بھی پڑا ہوتا تو ہم کو اندر جانے کا
راستہ پیدا کرنے میں سخت وقت کا سامنا کرنا پڑتا۔“ مالٹا کے نائٹ جن کی
بیسراون کے خطاب کی پُرانی شہرت پر ہوتی تھی اور عیش پسند ہو رہے تھے مالٹا
کے سنگین میناروں اور بُرجوں کے عوض میں پنولین سے زر لینے اور فرانس و
اطلی میں حسرت بزمیدانوں کے درمیان محلات قبول کر لینے پر رضی ہو گئے۔ دنیا
کے سب سے زیادہ وسیع اور محفوظ بندر گاہوں میں سے مالٹا کا بھی بندر گاہ تھا
یعنی یہ بندر گاہ اتنا بڑا تھا کہ فرانسیزیوں کا یہ بڑا بیڑہ بہ آرام اُس میں لنگر انداز ہو گیا
اور اوریٹ پانی پر تیر رہا تھا اور گھاٹ کے نیچے عمیق پانی موجود تھا۔

اب نیپولین مالٹا میں نہیں رہتا تھا اور اُس کی حفاظت کا بندوبست کرنے میں مصروف ہوا۔ بے شمار باٹریوں پر توپیں چڑھوا دیں اور مالٹا میں حفاظت کو لئے تین ہزار سپاہ چھوڑی۔ جملہ ترک جو محبس میں مقید تھے رہا کر لئے اور ان سے بڑی مہربانی کا برتاؤ کیا پھر ان کو تمام جہازوں پر منتشر کر دیا کہ فرانسیسیوں سے رابطہ دہکتی پیدا ہو جائے۔ اور وہ فرانسیسیوں کی طرف سے شرتقی مسلمانوں پر خلاف اثر ڈالیں۔ نیپولین نے پُرانے مشاق مہر کی طرح جزیرہ کے مینولپس انتظام کو ترتیب دیا اور جملہ کارروائیاں ایک ہفتہ سے کم میں مراہم کر کے بیڑہ کا لنگر اٹھایا مالٹا کے بہت سے ناٹ فمخند جنرل کے ہمراہ ہو گئے اور بڑے اظہار اطاعت و فوج میں محمدیہ قبول کئے۔

تمام فرانسیسی فوج جس کو ہر وقت انگریزی بیڑہ سے رٹ بھیر ہونے کا کٹنگ تھا جنگ کے واسطے تیار رہتی تھی اگرچہ نیپولین اپنے مقصد یعنی مصر سے دوسری طرف متوجہ ہوا تاہم اُس کو انگریزوں سے مقابلہ کرنے میں کوئی خطہ نہ تھا۔ ہر بڑے جہاز پر اُس نے پانسویہ آدمی تعینات کئے تھے کہ توپوں پر کام کرنے کی مشق کریں اُس نے تمام بیڑہ کو ہدایت کر دی تھی کہ اگر مقابلہ ہو تو سب کا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے یعنی فوراً غنیمت کے جہازوں میں گھس کر بڑی ولیری سے انگریزی جہازوں پر چڑھ جائیں نیلسن نے یہ دیکھ کر کہ فرانسیسی بیڑہ نے بندر گاہ سے کوچ کر دیا بڑی کوشش سے اُس کی جستجو شروع کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ نیلسن کو قطعی نہ معلوم تھا کہ یہ بیڑہ کہاں جا بیگا پس حیران تھا کہ خود کس سمت جائے۔ خود فرانسیسی بیڑہ پر سواے دو چار شخصوں کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور جب رفتہ رفتہ بیڑہ ساحل افریقہ کے قریب پہنچا تو راز کھلا۔ اسباب پرست کے آثار ظاہر ہونے لگے اور شخص کو یہی آرزو تھی کہ افریقہ کے ساحل کی پہلی جھلک وہ ہی دیکھے۔ اور میت سمندر کے وسیع

کمر میں نپولین راتوں میں افسردہ اور اہل فن کو جمع کیا کرتا تھا اور مسخر کی افادہ بگاڑ کے متعلق بحث کرتا تھا۔

ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ انگریزی اور فرانسیسی بیڑوں میں صرف پندرہ میل کا فصل تھا یعنی اتنے قریب تھے کہ نیلن کے جہاز کی توپ کی آواز فرانسیسیوں نے سنی لیکن رات اندھیری تھی اور کٹر پڑ رہا تھا اور دونوں بیڑے بغیر مٹ بھڑکے کھل گئے یا لیس دن کے سفر کے بعد یکم جولائی ۱۸۰۵ء کو جہاں تک نگاہ جاتی تھی مصر کے ریتیلے ساحل جو فرانس سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر تھے اُفتی میں ورتک پھیلے ہوئے نظر آتے تھے اور جیسے کہ نرم ہوا کے ساتھ جہاز قریب پہنچے اسکندریہ کے مینار کلی اوپر *Le Sphinx* اور پامپی کے ستون ریتیلی پہاڑیوں کے اوپر نظر آنے لگے اور مشرق کی حیرت افزا عظمت پر فرانسیسیوں کے دلوں میں شوق کو محریک ہوئی۔

بیڑہ ایک کھاڑی میں جو اسکندریہ کے بندرگاہ سے قریب تھا پہنچا ابھی صرف دو ہی دن ہوئے تھے کہ فرانسیسیوں کی تلاش میں نیلن اسی مقام سے ہو کر گزرا تھا۔ اور یہاں کسی کو نہ دیکھ کر ہیلیسٹنٹ کے دہانہ کو چلا گیا تھا۔

اب شام تھی اور تیز ہوا چلنے لگی تھی۔ باوجودیکہ ایسے متوج میں ساحل پر تارنا خطا تھا لیکن نپولین نے حکم دیا کہ ایک لمحہ ضائع نہ کیا جاوے پس جہازوں سے اترنا شروع کیا اور تمام شب بڑی تیزی سے اوتار ہوتا رہا بہت سی کشتیاں و لدل میں پھنس گئیں لیکن ایسے حادثات سے کچھ اندیشہ نہ کیا گیا اور کام اُسی طرح جاری رہا گھوڑوں کے اُتارنے میں عجب لطف آیا۔ جہاز سے اٹھا کر گھوڑے پانی میں اتار دیئے جاتے تھے اور اُن کے گلوں میں صرف ایک باگ ڈور چھوڑ دی گئی تھی۔ وہ کثرت سے جہازوں کے گرد تیز رہے تھے اور پریشان تھے کہ کدھر جاویں اب

سے ہیلیسٹنٹ۔ آہنا سے ہی جو ہمارا مور کا جنوبی حصہ ہے۔ ۱۱ قمر

چھ گھوڑوں کی باگ ڈوریں پکڑ لی گئیں اور ان کو کنارے کی طرف لے چلے ان گھوڑوں کو دیکھ کر باقی حملہ گھوڑے اپنی عقل جمادی سے ان کے پیچھے بولے اور جلد ایک بہت بڑا گرد و تیز کنارے کی طرف چلنے لگا اور جہازوں سے لے کر کنارے تک گھڑے ہی گھوڑے نظر آنے لگے جب یہ گھوڑے کنارے پہنچے تو پتہ چلا کہ ان کی باگ ڈوریں پکڑ لی گئیں اور سواروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ سچ کے قریب ہوا کی شدت میں کچھ کمی ہوئی اور طلوع آفتاب سے قبل سواروں۔ پیدلوں اور توپخانوں کی ایک متکبر فوج صف بستہ ہو کر اپنے جنرل کا انتظار کرنے لگی۔

جس وقت فرانسیسی جہازوں سے اترتے تھے اسی وقت اور سے ایک جہاز کا مستول نظر آیا اور یہ خیال کیا گیا کہ انگریزی جہاز ہے۔ پولین نے کہا۔
 "ہمارے قسمت اس وقت تو میرا ساتھ چھوڑے جاتی ہے میں سمجھ سے ایک ذرا سی مصلحت مانگتا ہوں" لیکن جلد یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ جہاز بھی فرانسیسی تھا اور بیڑہ سے شریک ہونے کو اڑا ہوا تھا ابھی جہازوں سے اترنا ختم ہوا تھا کہ پولین تین سو فوج سے اسکندریہ پر چڑھ دوڑا۔ اس فوج کو اُس نے ابھی ترتیب دیا تھا۔ بختیہ یہاں سے بہت قریب تھا اور پولین نے ارادہ کر لیا تھا کہ ترکوں کی تیاری سے قبل شہر پر حملہ کرے۔ پولین سے بڑھ کر وقت کی قدر و سرا نہ جانتا تھا۔ اُس نے ایک اسکول کا ملاحظہ کرتے وقت طلباء سے کہا تھا اے میرے نو عمر دوستو! اپنے غریبوں کے لئے وقت کا ایک گنٹہ بچتی کا اتفاق ہو سکتا ہے، اور اسی مشہور مقولہ پر اس کا عمل تھا۔

کنارہ پر اترتے ہی پولین نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیا۔
 "اے مردو۔ اب تم ایسی فتوحات حاصل کرنے کو ہو جو دنیا کی شائستگی اور تجارت کے متعلق بے انداز منتہیوں سے پہنچیں گی تم انگلستان کو ایسا سخت صدمہ

پہونچاؤ گے جیسا صدمہ مرگ سے قبل اُس نے کبھی برداشت نہ کیا ہوگا۔ وہ لوگ
 جن میں ہیں اب رہنا ہے مسلمان ہیں اُن کے مذہب کا پہلا اصول ایمان یہ ہے
 لا الہ الا محمد الرسول اللہ۔ خبردار خبردار اُن کے خلاف منہ سے کچھ نہ لکنا۔
 اُن سے وہی بڑاؤ کرنا جو تم نے اُٹلی دالوں اور یہود سے کیا ہے اُن کے مقتدیوں
 اور مامیوں کی وہی آبرو کرنا جو تم اپنے پادریوں اور یہودیوں کے مقتدیان مذہب
 کی کرتے ہو۔ رومیوں کی فوج نے بھی سب مذہبوں کی حفاظت کی تھی۔ یہاں تم
 ایسے رسم و رواج دیکھو گے جن میں یورپ کے رسم و رواج سے زمین و آسمان
 کا فرق ہے۔ اُن رسوم کی جو قرآن کے موافق عمل میں لائے جاتے ہیں ایسی
 ہی تعظیم کرنا جو تم زبور اور انجیل کے رسوم کی کرتے ہو اُن کی تعظیم کی عادت
 ڈالو۔ یہاں عورتوں سے وہ قاعدے نہیں برتے جاتے ہیں جیسے ہم لوگوں
 میں برتے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ملک میں جو عورت کی بے حرمتی کرتا ہے شیطان
 ہے۔ غارتگری سے دو تہہ دوہی چار ہوتے ہیں لیکن اس حرکت سے فوج کی
 آبرو اتر جاتی ہے۔ فوج کے امدادی ذریعے گھٹ جاتے ہیں اور ایسے ایسے
 لوگ دشمن بن جاتے ہیں جن کا خیر خواہ رہنا حد درجہ ضروری تھا۔

باب یازدہم

قاہرہ کو روانگی

نپولین کی طرف سے ترکوں کے خیالات - مصریوں کے نام اعلان
شائع کرنا - نپولین کے مذہبی خیالات - اسکندریہ میں جالفتائی کرنا -
امیر البحر بردز *Mehmed Ali* کے نام حکم - رگستان میں مسافت - مملوک سوار
دریائے نیل کو دیکھ کر فوج کا فوش ہونا - مملوکوں کا پس پا ہونا - شیخ عرب
قاہرہ - مراوبے کا حملہ - قاہرہ میں داخل ہونا - مصریوں کا اظہار محبت
جنگ نیل - میڈیم برٹنز کے نام پراثر تعزیت نامہ -

ابھی سپید صبح کا آغا بھی نہوا تھا کہ نپولین اپنی پرجوش فوج کے ساتھ اُس شہر
پر چڑھ کر نے کو ردانہ ہوا جو اسکندر کے نام سے آباد ہوا تھا اور جس نے سکندر کی معرکہ
آرائیاں دیکھی تھیں - نپولین کا قصد تھا کہ اپنے پہلے حملہ کی مہم کی اور شدت سے
ترکوں کو یہ یقین دلا دے کہ فرانسیسیوں پر کوئی فتح نہیں پاسکتا - مملوک فصیلوں پر
جلد جمع ہو گئے اور ہندو توں - توپوں اور نعروں سے فرانسیسی حملہ آوروں کا

مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسسیز نے لگا کر سیلاب کی طرح فصیلوں پر چڑھ گئے اور جو کوئی سنا
 آیا صاف کر دیا۔ جنگ کے نتیجے میں کوئی دیر نہ لگی اور فرانسسیز سردار لگا علم فخر سے آنکھ دیر
 پر ہارنے لگا۔ مالٹا کے ترک کی غلام جو پولین کی شان و شوکت پر اسی طرح فریفتہ ہو گئے تھے
 جیسے ہر شخص جو اُس کو دیکھتا تھا فریفتہ ہو جایا کرتا تھا تمام اسکندریہ میں منتشر ہو گئے اور
 شہر والوں اور فرانسیسیوں میں دوستی پیدا کر لی حتیٰ المقدور کوشش کی۔ چونکہ فرانسسیز
 فوج نے بھی اپنے جنرل کے سے مصلحت نیز ملکی اصول اختیار کر لئے تھے اور خلافت
 قانون ظلم و تعدی سے اجتناب کیا تھا پس غلام رعایا کو اپنے رحم و انصاف و فیاضی
 سے دنگ کر دیا اور اُس نہایت ہی غیر قابلِ پروا اشت اور پس ڈالنے والے خود سر
 حکومت کے دباؤ سے آزاد کیا اور عدل و مہربانی کے قوانین قائم کئے۔ اب عرب
 اور کاہنوں و دو نوجوہت میں ڈوبے ہوئے پولین کی بدعت طرازیوں کر رہے تھے
 مشرق کے لئے پولین انوکھا فاتح تھا۔ یعنی وہ قیدِ غلامی سے آزاد کرتا تھا۔ خوش حال
 کرتا تھا اُن کی عورتوں کی حرمت کی گئی۔ مال کو کوئی نقصان نہ پہنچایا گیا اور اُن کی تباہی
 ظلم سے محفوظ کی گئیں اور ہر طریقہ سے اُن کی بیبودی کی کوشش کی گئی۔ اور اُس میں
 ترقی دی گئی۔ مصر میں اُس دن سے زیادہ خوش حالی کا کوئی دن نہ ہوا تھا جیسا کہ وہ
 دن تھا جبکہ پولین نے مصر میں قدم رکھا تھا جہاں تک نگاہِ بشر کام کر سکتی ہے
 پولین کی تجویزوں کی تکمیل مشرق کے لئے سب سے بڑی ممکن برکت ہوئی ہوتی
 اس کے بعد پولین نے اُن اعلانوں میں سے ایک اعلان شائع کیا جو اُس کی
 مہاتِ عربی کی طرح اُس کی دکاوت کے شاہد ہیں :-

”اے مصر کے لوگو۔ ہمارے دشمن تم سے کہیں گے کہ میں تمہارے مہربان
 کی تحریک کو آیا ہوں۔ کبھی ہرگز اُن کی بات کا یقین نہ کرنا۔ اُن سے کہنا کہ میں اُس کے

آیا ہوں کہ تمہارے حقوق کو بحال کر دوں اور اُن لوگوں کو جنہوں نے تمہارے حقوق پر بلا استحقاق چھین لئے ہیں گونہی دوں اور اسل دیں پھر تم کو تازہ کر دوں۔ اُن پر خواہوں سے تم کہہ دو کہ مملوکوں سے زیادہ میں خدا۔ رسول اور قرآن کی عزت کرتا ہوں۔ اُن سے کہہ دو کہ خدا کی نظر میں سب برابر ہیں اور چھتریں انسان میں امتیاز کا باعث ہیں وہ عقل اور اک اور نیکو کاری ہیں۔ اب وہ کونسی نیکو کاری ہیں جو مملوکوں کو ممتاز کرتی ہیں اور جنہوں نے مملوکوں کو جلا زنگی کے لطف چھین لینے کا مستحق بنایا ہے۔ اگر ملک مصر اُن کا عزیز بن گیا ہے تو وہ دستاویز ٹھیکہ جو مملوکوں نے خدا کی درگاہ سے حاصل کی ہے دکھائیں جس کے ذریعہ سے اُنھوں نے مصر پر قبضہ کیا ہے۔ کیا مصر میں کہیں کوئی خوبصورت ریاست ہے اگر ہے تو بس وہ مملوکوں کے باوا کی ہے! یا مصر میں کوئی مسیحی لونڈی اور اچھا گھوڑا۔ عمدہ مکان ہے؟ اگر ہے تو وہ سب مملوکوں کے واہکا ہے۔ لیکن خدا طیر اکرم و رحیم ہے اور اُس نے قضا و قدر میں لکھ دیا ہے کہ مملوکوں کی حکومت ایک دن ختم ہو جائیگی۔ خوشحال اُن کا جو ہمارے شریک ہو گئے اور اُن کی پوت اور اُن کے منہ صاب میں ترقی ہوگی۔ خوش قسمت ہیں وہ جو علیحدہ رہیں گے اور اُن کو ملت ملیگی کہ وہ ہم کو پہچانیں اور پھر وہ ہماری فوجوں کے ساتھ صف بستہ ہو کر کھڑے ہوں گے۔ لیکن بڑی خرابی ہے اُس کی جو مملوکوں کی طرف داری کرے گا اور اُن کی طرف سے مسلح ہوگا اور ہمارے خلاف لڑے گا۔ اُس کے لئے کوئی امید نہیں اور وہ برباد ہوگا۔

فوج کے ایک افسر نے لکھا کہ اے پیرس کے لوگو جو اپنی عقل پر فخر ہو۔ تم نپولین کے اس اسلامی اعلان پر بے ساختہ ہنس پڑو گے۔ لیکن نپولین ایسا نہیں ہے جس پر تمہاری طعنہ زنی سے اثر ہو۔ اس اعلان نے حیرت انگیز

اثر کیا ہے۔ عربوں نے جو ملوکوں کے قدرتی دشمن ہیں جس وقت یہ اعلان پڑھا ہمارے تیس آدمی جو انھوں نے قید کر لئے تھے ہمارے پاس واپس بھیج دیئے اور کھلا بھیجا کہ ملوکوں کے خلاف وہ ہماری ہر طرح خدمت کرنے کو حاضر ہیں۔ پنولین کے چال چلن میں یہ پر لطف خصوصیت تھی کہ جملہ مذاہب کی وہ اس لئے وقعت کرتا تھا کہ وہ اُن کو انسان کے و مانع کی ضروریات تصور کرتا تھا۔ اُس نے اپنے کو کبھی اجازت نہ دی کہ مذہبی جوش کی ذلیل سے ذلیل ہیو دیگیوں کا حقارت سے مذکور زبان پر لاتا۔ مسیحی مذہب اُس کے سامنے اُسی صورت میں پیش ہوا تھا جیسا کہ پوپ صاحب کی گرجا نے ظاہر کیا تھا۔ انجیل تشریف کے اخلاقی مقولوں اور اصولوں کی وہ نہایت گہری حیرت آمیز مداحی کرتا تھا اور ایک پکے زاہد و دیندار ہونے کی خواہش ظاہر کیا کرتا تھا۔

لیکن جیسا پوپ صاحب اور مذاہب اور پادری لوگ ہر بات کو وحی سماوی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے پنولین اس سب کو تسلیم نہ کر سکا پوپ صاحب کے روحانی اقتدار کو اُس نے ایک نہایت زبردست اثر کا بغیر تسلیم کیا اور یہ تسلیم کر کے اُس نے اُس کی پیچھے جی سے عزت کی اور اُس کا ادب کیا اور اُس سے ہر صفت کی جستجو کی۔ اُس نے ہر ایک اثر پر جو انسان کے دل پر قابو پاسکتا تھا اختیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہی حال اُس کے نزدیک مسلمانوں کا تھا وہ اُن کے مذہب کو بڑی پُر جلال طاقت کا ایک عنصر خیال کرتا تھا۔ اُس کے گرد فلسفی اور جنرل ہر وضع مذہب کو نگاہِ تحقیر سے دیکھتے تھے لیکن پنولین جس پر اعلیٰ ترین فلسفہ کا اثر تھا سب مذہبوں کو نگاہِ عظمت سے دیکھتا تھا۔

ریو وینوٹن *Renouveau* کے زمانہ سے فرانس میں کسی قسم کا مذہب

باقی نہ تھا اور لوگوں کے دلوں سے خدا کے وجود کا خیال تک مٹ گیا تھا۔ نویسی سپاہی نے حیوان تھے جن میں بہت سی اعلیٰ اور بہت سی زبون طبعی ترکیبیں موجود تھیں۔ اپنے محبوب جنرل کے حکم پر وہ ایک مذہب کو بھی اختیار کر لینے پر اسطرح مستعد تھے جس طرح وہ کسی باٹری پر ہل کر دینے کو تیار تھے۔ چونکہ مصر میں نپولین نے مذکورہ بالا طریقہ اختیار کیا تھا اس پر ریا کاری کا الزام لگایا گیا۔ اُس نے مابعد کہا ہے ”میں نے کسی اسلامی اصول کی پروا نہیں کی۔ میں نے کبھی مساجد میں عبادت نہیں کی۔ نہ میں نے شراب سے اجتناب کیا اور نہ میرا ختنہ ہوا۔ میں نے صرف یہی کہا تھا کہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں اور اُن کے پیغمبر کی عزت کرتا ہوں اور بات سچ تھی اور میں اُن کے رسول کی اب بھی عزت کرتا ہوں۔“

اسکندریہ میں نپولین صرف چھ دن رہا اور ان ایام میں اُس نے اُس غزم و بہت اور جفاکشی سے کام کیا کہ سب کو حیرت ہو گئی۔ یعنی اُس نے انصاف کے قوانین ترتیب دیے۔ پولیس کا انتظام کیا اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں پر نعوذ کیا اور جس وقت شہر میں یہ سب قائم ہوا اسی وقت مصوٰر عتّاع اور انجیر کام میں مصروف ہو گئے۔ اور مغربی وضع پست و ذلیل اسکندریہ میں پیوست ہو گئی۔

بندر گاہ کو ترقی دینے کے لئے فوراً تیاریاں ہونے لگیں۔ فصیلوں کی مرمت ہوئی کارخانے قائم ہوئے۔ کوٹھیاں تعمیر ہوئیں۔ اسکولوں کی بنیادیں ڈالی گئیں اور قدیم یادگاروں کی تحقیقات شروع ہوئی۔ سربراہِ آردہ شہریوں کے ہاتھ میں ملک کا انتظام دیا گیا جن کو نپولین کی عدل گسترد اور عاقلانہ حکمت عملی کے ترقی دینے میں بحسی تھی۔ اُس دن سے۔ دولت۔ جمالت۔ افلاس۔ ظلم و مصائب کی نصف صدی اب مصر پر گزر چکی ہے۔

اگر نپولین اپنی تجاویز میں کامیاب ہو جاتا تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ مصر

بھی ایک شائستہ اور زر پرز ملک ہو گیا ہوتا۔ اور مشرق اور مغرب کی تجارت سے مالامال ہو جاتا اور دریائے نیل کے سنہرا زاروں اور راسوں میں خوبصورت اور شائستہ دیوتا موجود ہو گئے ہوتے۔ اور ملک ملک کے سامان عیش سے لدے ہوئے دغالی جہاز اُس کی زبردست امواج پر چلتے ہوتے اور بحرا حمر کے ساحل جواب اس قدر سنسان اور ویران پڑے ہیں خوش وقت محنتی لوگوں کی آوازوں سے گونجتے ہوئے اور ان ساحلوں کے جنگل کی لکڑی سے جہاز بننے اور سمندر میں پڑتے اور خوش حال اور مالامال شہر بنتے ہوتے جہاں اب خانہ بدوش بدو کو ویران اور اجاڑ ساحل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ ان سب امیدوں کا مایوسی کے ساتھ خاتمہ ہو لیکن یہ یقینی ہے کہ جب تک پولین مصر میں رہا تمام ملک کو وہ تحریک رہی جو صدیوں پیشتر سے معلوم بھی نہ تھی۔ عقل انسانی اُس سے بڑھ کر معاملات کی تجویز نہیں کر سکتی جیسا پولین نے تجویز کیا تھا۔ یعنی قسمت آزمائی پر آمادہ کرنا۔ محنتی لوگوں کو دلولہ ولانا۔ اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں کو ترتیب دینا۔

اسکندر یہ کے حملہ میں تیس فرانسیسی سپاہی کام آئے تھے۔ پولین نے فوراً اُنسی خیال کے موافق جو اُس کے دل میں بڑی بڑی باتوں کے متعلق موجود رہتا تھا اُن کو پامپی کے ستون کی جڑ میں دفن کرایا اور اُن کے نام اس یادگار پر کندہ کرادیئے۔ اور اُن کی یاد اب صدیوں تک قائم رہیگی۔ اُن کی تجویز و تکلیفین میں تمام فوج شریک ہوئی۔ صفوں میں جوش بھیل گیا اور فرانسیسی سپاہی جو نام آور نئی مکتبہ شہاب ثاقب کی ضیاء سے چونڈھیاے ہوئے تھے اور اپنے ان مقتول ساتھیوں کی شہرت کو لازم خیال کرتے تھے اُن کی مسمیت پر رشک کرنے لگے۔ پولین سے بڑھ کر کسی فاتح نے نہ سمجھا کہ انسانی فطرت کے بجھتے ہوئے غم و ہمت کے فیتکہ کو اکسانے کے لئے کون سے تاروں پر مضرب۔

لگانا چاہئے۔

اسکندریہ میں جہل کلیر کی ماتحتی میں جو اسکندریہ کے حملہ میں زخمی ہو گیا تھا تین ہزار سپاہ چھوڑ کر پنپولین بقیہ فوج کے ساتھ ریگستان طے کر کے قاہرہ پہنچنے کو روانہ ہوا۔ بڑے محفوظ مقام میں نہ تھا اور پنپولین نے امیر البحر بردزن کو تاکید کی کہ حکم دیا کہ جس وقت فوج کنارے پر اتر جائے فوراً وہ غلیج ابو کر کو چھوڑ کر غلیج اسکندریہ کو روانہ ہو جائے اور اگر بڑے جہازوں کو اس میں جگہ نہ ملے تو تعجیل تمام جزیرہ کریم کو چلا جائے لیکن چونکہ امیر البحر بردزن نے پنپولین کے ایسے حکم کی تعمیل میں تغافل کیا جس پر پنپولین نے بڑا زور دیا تھا ایسا حادثہ پیش آیا جس سے ساری مہم کا ستیاناس ہو گیا۔

پنپولین نے بہت سے جہاز۔ رسد۔ توپوں۔ گولہ بارود اور دیگر سامان سے بھرا اگر بحرِ روم کے کنارے کنارے دریا سے نیل کی مغربی شاخ کو روانہ کر دیئے تھے اور حکم دے دیا تھا کہ یہ سب جہاز دریائی دھار پر چڑھ کر اس مقام پر جا پہنچیں جہاں فوج ریگستان طے کر کے دریا سے نیل پر ان سے ملے گی اور پھر فوج اور یہ جہاز ساتھ ساتھ کوچ کر کے پچاس میل دریائی دھار پر چڑھ کر قاہرہ جا پہنچیں گی۔ فوج کو کشتیوں میں کا ریگستان طے کرنا تھا جو حد درجہ ویران تھا اور جہاں کسی قسم کا سامان آرام میسر نہ آسکتا تھا۔ جلتی ہوئی ریگ پر خوفناک تیر دھوپ پڑتی تھی اور کوئی درخت لکھا کاٹکا آنکھ کو خوش نہ کرتا تھا۔ اور اس ریگستانی جلتی ہوئی راہ میں پانی کا کوئی چشمہ بھی نہ بنتا تھا۔ کہیں کہیں اس بے نشان راہ میں کھاری پانی کے چابوت تھے جن پر کاروانوں کا گزر ہوتا تھا لیکن ان کھاری کنوؤں کو کبھی عیوبوں نے یا تو پاٹ دیا تھا یا زہر آلود کر دیا تھا۔

۶۔ جولائی ۱۹۸ء کو طلوع آفتاب سے قبل ریگ رواں کے ناپید اکنا

میدان پر فوج نے کوچ شروع کیا۔ کوئی جاندار سوائے چند عرب سواروں کے نظر نہ آتا تھا جو اُفتی میں نظر آتے اور پھر ناب ہو جاتے تھے یا ریگ کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپ کر گم کردہ راہ لوگوں کو جو صفوں سے علیحدہ ہو جاتے تھے یا بیماری اور ماندگی سے پیچھے رہ جاتے تھے قتل کر ڈالتے تھے۔ رگستان عبور کرنے میں بے انداز مصیبت کے چار دن صرف ہوئے۔ سپاہیوں کی عادت آرام و تسکین کی تھی اور اُٹلی کی افراط اور وادیوں میں اُن کا قیام ہو چکا تھا۔ پس وہ حد درجہ بے دل ہو گئے تھے کہ افسروں تک کا قدم ثبات دینے لگا۔ اور لائش اور مرآت لے یا یوسی کی انتہائی حالت میں اپنی اپنی ٹوپیاں زمین پر دے ماریں اور اُن کو پیروں سے رُونڈ ڈالا۔ بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے اور اس لمبی مسافت ویران میں مر گئے لیکن گھنے کالم ساعت بر ساعت۔ بھوکے۔ حواس باختہ۔ مصیبت جھیلے ہوئے بڑھتے چلے گئے اور اُن کے بے سایہ سروں پر تیز دھوپ برابر پڑ رہی تھی اور ہستی ہوئی ریت نے اُن کے پُر آبلہ پاؤں کو جھلسا دیا تھا۔ اس مہم کو شروع کرتے وقت پنولین نے ہر سپاہی کو سات ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب ان سپاہیوں نے اپنے گرد ریگ کا صحراے نامید اکبر دیکھا تو اُنھوں نے ازراہ طرانت پنولین کی کفایت شعاری پر کہ اُس نے صرف سات ایکڑ کا وعدہ کیا تھا یوں کہا۔

”یہ نوجوان دعا باز ہم کو اتنے ایکڑ دینے کا وعدہ کر سکتا تھا جتنا ہمارا جی چاہتا اور یقیناً اُس کی خوش کنیتی کا ہم بے جا استعمال نہ کرتے۔“

پنولین کے اُس انوکھے اختیار کو جو اُسے اپنی فوج پر حاصل تھا اس واقعہ سے بڑھ کر کوئی واقعہ حیرت انگیز ہی سے ثابت نہیں کرتا کہ ایسے تنگ

حالات میں کبھی کسی نے اُس کے خلاف بات زبان سے باہر نہ نکالی۔ وہ فوج کے آگے آگے پیدل چلتا تھا اور مصیبت میں سب سے اونی درجہ کا شریک تھا۔ اسی کی طرح رات میں وہ ریک پر لیٹ رہتا۔ ریک ہی کا تکیہ ہوتا تھا اور خفیہ کسی قسم کی راحت نہ اٹھاتا۔ وہ خود سپاہیوں کی طرح مٹروں پر لیٹتا تھا جو سپاہیوں کو اس سفر میں دبا دبا سکتے تھے۔ رات میں وہ سب سے آخر سونے کو لیٹتا اور فجر کو جو شخص سب سے پہلے زمین سے اٹھ کھڑا ہوتا تھا وہ پولین ہی تھا۔ سپاہی اُس گورنٹ کو جس نے اُنھیں اس ویرانہ میں بھیجا تھا سخت دشنام دیتے تھے اور دیکھ کر علم طبعیات کے ماہر قدیم ہشیا کی تحقیقات کے لئے ٹھہرتے تھے سپاہی اُن پر اس مہم کے بانی ہونے کا الزام رکھنے لگے اور اُن پر بھونڈے بھونڈے فقرے چت کرنے لگے اور اس طرح اپنے جی کے پھپھو لے پھوڑتے تھے۔ یہ بات بھی دیکھی گئی کہ دوسرے تو پسینہ میں نہا جاتے تھے لیکن پولین کی چین پر ایک قطرہ بھی پسینہ کا نہ ہوتا تھا۔ اس بلاخبر کوچ میں پولین کی زبان یا اُس کی چٹون سے کوئی پریشانی یا ہراس ظاہر نہ ہوا۔ ایک دن وہ امزروں کے ایک ایسے گروہ کے قریب پہنچا جو ناراض ہو گئے تھے اور ان امزروں سے اُس نے حسب ذیل کڑے لہجے میں اس طرح کہا کہ اُن کے ہوش ٹھیک ہو گئے۔

”تخاری زبان مفسدانہ ہے۔ ورا ہوش سہماں لینا۔ یہ دو گز کا ڈھنگ سا لمبا ڈیل تم کو دو گھنٹے کے اندر گولی مار دے جانے سے نہ بچا بیٹا۔“

گیتان میں جبکہ ہرول پر یو سی اور اودا سی قبضہ کر چکی تھی فوج کے سامنے چند میل پر ایک شفاف جھیل نظر آنے سے فوج میں ہنایت ہی خوشی کا اظہار ہوا اُس کے صفات تمہنی میں دیات اور کچھروں کے جھنڈ نہایت خوبصورتی سے

مکس سوار رہے تھے۔ پس اُس کے فرحت افزا پانی میں پھانڈ پڑنے کو سارے چھلسی ہوئی اور بائیتی فوج بڑے اشتیاق کے ساتھ چھپٹی۔ ساعت کے بعد ساعت گزرتی پہلی جاتی تھی لیکن فوج اُس جنت کے قریب جو اُن کے سامنے تھی نہ پہنچتی تھی۔

از جبہ مسیحیاد نے دیکھا کہ یہ سب دھوکا تھا اور وہ ایک بے آب رگستانی تہراب کا پتہ چا کر ہی تھی تو اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر پولین اصل فوج سے ذرا آگے نکل گیا اور ایک یا دو افسر اُس کے ہمراہ تھے۔ عرب سواروں کے ایک غول نے جو ریگ کے ٹیلے کے پیچھے پوشیدہ تھا اُس کی حرکات کو غور سے دیکھا۔ لیکن ایسی حالت میں کہ پولین بالکل اُن کے قبضہ میں تھا انکھوں نے نہ معلوم کیوں اُسے کوئی گزند نہ پہنچایا۔ پولین کو جلد معلوم ہو گیا کہ وہ کس خطرہ کی حالت میں تھا اور جلد وہ صحیح و سالم اپنی فوج میں واپس چلا آیا۔ اور اپنے سپاہیوں سے مسکرا کر بڑے اطمینان سے کہا:-

”لوح محفوظ میں نہیں لکھا ہے کہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا جاؤں“

فرانسیسی فوج دریا سے نکل کے جنتی قریب پہنچتی جاتی تھی مملوک سواروں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور اُن کے حملوں کی کثرت اور بے باکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اُن کا نظر اُنا اور اُن کے حملہ کی تیزی بڑی موثر چیز تھی۔ ہر ایک صبار قتار تازی گھوڑے پر سوار ہوتا تھا۔ اور پٹنیہ۔ سیف۔ قراہین اور بھلکڑ سے مسلح ہوتا تھا۔ قراہین ایک چھوٹی سی بندوق تھی جس سے چھوٹی سی گولی نہایت ٹھیک نشانہ سے لگائی جاتی تھی اور یہ بھلکڑ یا شیربجہ بھی چھوٹی ٹال کی بندوق تھی لیکن اس کا تیر یعنی سوناخ بہت بڑے منہ کا تھا اور اُس میں بہت سی گولیاں تھیں اور بغیر نشانہ کے مارا جاتی تھیں۔ اور اس سے بہت نقصان جان ہوتا تھا۔ یہ خونماک جنگجو سوار جو سپہن سے سواری کے غامدی تھے لا بیان خوبصورت قطاروں

میں نمودار ہوتے تھے اور ایک دم ریگ کے ٹپاؤں کے پینچے سے رانگہ رنگے سا زیا
 ہاندھے۔ اُن کے طرے ملتے ہوئے پرچم ہاتھوں میں۔ اُن کے زور دہانی پر۔ زیاں پینچے
 شہاب کی چمک دمک سے ہوا کی طرح تیزی سے ساتھ لاس کنا یا ہڑکنا قابض نظر
 ہوتا تھا۔ وہ گولہ باد کی نلن حملہ آور ہوتے تھے اور اپنے خدائاک نعروں سے۔ ہڑاکو
 چیرتے تھے اور اُس حالت میں کہ اُن کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے تھے
 وہ اپنی قرائنیں فرانسیمیوں پر چھوکتے تھے۔ پھر ایک دم رکتے تھے اور مرکز ایسی جی
 اور چابکی سے واپس چلے جاتے تھے کہ اتلی کی فوج کے بڑے اکمل سوار حیرت میں
 رہ جاتے تھے۔

ان پڑاں گلوں کے لئے یہ وسیع ریگستانی میدان نہایت ہی بوزوں تھے
 اور اسی حرکت یا ہوا کی سنسک سے گرد کا بادل اٹھ کھڑا ہوتا تھا جس سے انھیں بند
 ہو جاتی تھیں دم گھٹ جاتا تھا اور فرانسیمیوں کی سانس رک جاتی تھی لیکن بظاہر عجب
 سوار یا اُس کے سوار کو کوئی انداز نہ تھی اگر کوئی تھکا ہوا گم کردہ راہ شخص کشاں کشاں
 آگے بڑھتے ہوئے کالم کے پیچھے رہ جاتا تھا یا اگر کوئی فرانسیمی سپاہی جرات کر کے
 ان ملکوں کے گستاخ حملوں کے وقت اُن کے تعاقب میں فوج سے علیحدہ
 ہو جاتا تو فوراً اور یقیناً طعمہ اجل ہو جاتا تھا یعنی ایک وحشی غول گرد کے بادل میں
 نساں دوسری دنیا کے آسمیوں کی طرح اُن پر لوٹ پڑتا اور اُن کو اپنی تیز ہشتی
 تلواروں سے کاٹ کر کرے کر دیتا اور پھر قبل اس کے کہ اُس پر بندہ وق چھینا
 جائے وہ ریگستان میں نظروں سے نساں ہو جاتا تھا۔

پانچ دن کی یہ اندازہ مصیبت کے بعد ریگستان کے رقبے ٹیلوں میں
 دریائے نیل جس کی عرصہ سے چاہت ہو رہی تھی اور جس کے کنارہ پر نہایت
 ہی کثرت سے شادابی تھی نظر آیا۔ اُن پینچے ہوئے سپاہیوں کو یہ منتظر خواب

ظاہر معلوم ہوا۔ اور صفوں سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے اور سب انتظام و ترتیب
بالائے طاقت کیا۔ تیس ہزار سپاہیوں کی کل فوج مع گھوڑوں اور اونٹوں کے شور
چاچی بڑی آگے بڑھی اور انتہائے خوشی کے ساتھ پانی میں گھس پڑی۔ اور ایسی
سرست کے ساتھ جو قیاس میں نہیں آسکتی۔ اُنھوں نے ٹھنڈے تر و تازہ کرنے والے
پانی میں منسے اڑانا شروع کئے۔ وہ پانی میں لوٹ لوٹ جاتے تھے اور وحشیانہ متر
سے کھیلنے اور شور مچا رہے تھے۔ اور نتیجہ سے بے پروا وہ بار بار پانی پیتے تھے
گویا اس خوش گوار پانی سے اُن کو کسی طرح سیری نہ ہوتی تھی۔

شور و سرست۔ اور جوش کا یہی حال تھا کہ دور فاصلہ پر گرو کا بادل نظر آیا اور
گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی گئی۔ قریب ایک ہزار ملوک سواروں کے جن میں
سے ہر ایک برق رفتار عربی گھوڑے پر سوار تھا آسیب کی سرخت سے فراسیدیوں
کی طرف آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ دھوپ میں اُن کی تلواریں جھلکارہی تھیں اور
اپنے فہ فہاک نعروں سے آسمان سروں پر اٹھائے ہوئے تھے بیل اور گھل سے خطرہ
کا اعلان ہوا اور کارکنز مودہ سپاہیوں نے جو گلوں کی طرح نہایت ہی کامل قواعد
کے مشاق تھے دشمن سے مقابلہ کرنے کو مرتبے بنائے اور مربعوں کے زاویوں
پر توپخانے قائم کر دیے اور ایک اکن و احد میں ملوک اُن پر ہوا کے جھوکے کی
طرح آٹوٹے۔ لیکن یہ جھوکا پہاڑ کے مقابلہ میں تھا۔ ایک صف کو بھی جنبش نہ ہوتی
تھیں نہ والی سنگینوں نے گھوڑوں کے سینہ کا مقابلہ کیا اور اس صدر سے
گھوڑے گھٹنم گرے۔ اور توپوں اور ہندو توں کی آتش فشاںی باڑہ نے سیکڑوں
گھوڑوں اور سواروں کو خاک میں غلطاں چاں کر دیا۔ اور باقی ماتمہ ملوک اپنے
نہرے دالے گھوڑوں کو کا دا دے کر اسی شہاب کی تیزی کے ساتھ جس سے وہ
آئے تھے۔ غائب ہو گئے۔ ۱۰

اب جہاز ہی نظر آنے لگے۔ اور معینہ موقعہ پر اسی وقت جو پولیس سٹیشن پر پہنچا
 کیا تھا آپہنچے یہ کوئی امر اتفاقیہ نہ تھا یہ اُس حیرت انگیز قوتِ روح اور حیرت انگیز
 کا نتیجہ تھا جس نے پولیس کو دونوں خشکی اور تری کے راستوں کے درمیان سے گناہ
 آگاہ کر کے اُس سے ایسا علم دلایا تھا جس کی تعمیل ہو سکتی تھی اور یہی پولیس کے
 خبروں کا قول ہے کہ مقررہ ایک ہفتہ کے تیرا میں پولیس نے اس سے اس قدر
 واقف ہو گیا تھا کہ اس کا راز بدہم تھا۔

ملک کی حالت بدلتے ہی توجہ کے دل کی حالت بھی بدل گئی۔ سیاسی جوہر کا
 میں مصروف ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے اپنی مصیبتوں کو بھول گئے اور اب
 ہر شے کی افراط سے شادمان ہو کر انہیں اور بھروسے کے بغیر مانتے ہوئے
 گانے لگے۔ میدانِ شاہِ آبِ فصلوں سے لہرا رہا ہے، جس کے کھیتروں کی کثرت
 فنی۔ قریب میں مزے دار تیرہواں کثرت سے آئے کہ فرح نہ سیکر۔ لیکن وہ بہت
 غریب اور گندے تھے۔ اور مکان ست۔ بکے جھونپڑے تھے اور اب اُس قوت
 کے بجائے جو ریگستان میں سیاسی بڑی شدت سے ظاہر کرتے تھے دل کی
 اور خوشی ہو سنے لگی۔ دریا کے نیل کے کنارے کناسے سات روز تک وہ بڑی
 مستعدی سے چلے گئے اور ملک کی شادابی پر ان کو حیرت تھی لیکن رعایا کو
 افلاس اور خواری پران کو تا سفت تھا۔ وہ کہنے لگے "قاہرہ جیسی کوئی چیز ہے
 نہیں اور لٹل کارپوریل نے اپنے کو ایک بھولے بچہ کی طرح اس مصیبت خیز
 ملک میں قاہرہ جیسے شہر کی تلاش کی واسطے منتقل ہو جانے ویسا ہے جس کا
 ریگستان کے سراب کی طرح کوئی وجود نہیں ہے۔"

کوچ کی حالت میں پولیس ایک اعرابی شیخ کے مکان پر پڑھا۔ مکان کے
 اندر کی گندگی اور افلاس سے نفرت پیدا ہوتی تھی۔ لیکن مالک مکان کے بابت

شہر چھوڑ کر امیر آؤی ہے۔ پولیس اس شیخ سے تہلطف پیش آیا اور ایک ترخان کے ذریعہ سے پوچھا کہ وہ اس تکلیف کی حالت میں کہ کوئی سامان راحت موجود نہیں ہے کیا لڑ رہتا ہے اور شیخ کو یقین دلایا کہ صاف جواب دینے میں اُس کو کوئی گزند نہ پہونچے گا اس پر اس اعلیٰ شیخ نے جواب دیا کہ چند سال ہوئے میں اپنے مکان کی درستگی کی تھی اور سامان دیا کیا تھا۔ یہ خبر ظاہرہ میں پہونچی اور ثابت ہوا کہ میں امیر آدمی ہوں اور ملوکوں نے مجھ سے ایک کثیر رقم طلب کی اور پھر میرے یہاں تک دے مارے کہ میں نے مجبور ہو کر وہ رقم ادا کی۔ میرے ملک سے دیکھئے جو اُس اذیت کے جو میں نے سہی ہے گوارہ ہیں۔ اُس وقت ہمسایہ میں بنایت تنگ حالت میں رہتا ہوں اور ایسے فکر کہ وہ بہت کرنے کا خیال نہیں کرتا۔ اس غریب کے و حقیقت ایسے ورے مارے گئے تھے کہ ساری عمر کے واسطے وہ لنگڑا ہو گیا تھا۔ ملوکوں کا ظلم اس حد کو پہونچا ہوا تھا۔ قصہ وار نے اپنے ان بے رحم خداوندوں کے ایسے غلام تھے کہ ان ماحداتوں کی خود سہ مرضی کی تعمیل میں اپنی بیوی بچے اور خود اپنے بچہ کو ان کے حوالہ کر دینے پر مجبور تھے۔

فوج کے ارگرد ملوک سواروں کے بے شمار گروہ جو دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک سوار ہیں تیشہ منڈلاتے رہتے تھے اور ان کے حملہ کے مقابلہ کو ہر وقت تیار رہنا پڑا ضروری تھا۔ جس صورت میں پولیس نے اپنی فوج کو ترتیب دیا تھا اس صورت سے بڑھ کر کوئی دوسری صورت اس نئے طرز جنگ کے مقابلہ میں کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ یعنی اُس نے اپنی فوج کے پانچ مربے بنائے تھے۔ مربع کا ہر ضلع چھ صفوں کا تھا جو ایک دوسرے کے پیچھے تھے۔ مربع کے زاویوں پر توپخانے رہتے تھے مربع کے اندر گرانڈیل بندوقیوں کی کمپنیاں مربعوں کی صورت میں تھیں کہ حملہ کے موقع پر مدد دیں۔ جزل اور ماہرین علوم کے نحول اور

سامان مرکز میں رہتے تھے۔ یہ سربے متحرک ابنوہ تھے۔ کوچ کی حالت میں سب کا ایک جانب رخ رہتا تھا۔ وہ غلجے بازوؤں پر عینی داسے اور بائیں چلتے تھے اور جب ان پر ملوگوں کے حملے ہوتے تھے تو وہ فوراً ٹھہرتے تھے اور چاروں سمت رخ پھیر لیتے تھے۔ سب سے باہر والی صفیں دوزا نو ہو جاتی تھیں تاکہ پچھلے سپاہی ان کے سروں پر سے ہڈیاں چلا سکیں اور اس طرح ساری فوج چھیدنے والی سنگینوں کا زندہ قلعہ نظر آتی تھی۔

جب وہ کسی مقام پر دھاوا کر کے اُس کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے تو پہلی تین صفیں ربع سے جدا ہو جاتی تھیں اور حملہ کرنے والا کالم سجاتی تھیں اور دوسری تین صفیں پیچھے رہتی تھیں اور سہ زمر ربع قائم رکھتی تھیں کہ حملہ کرنے والا کالم پھر اُن میں آئے۔ عرب سواروں کے حملہ کی طاقت کا ان شعلہ فشاں قلعوں نے اس طرح مقابلہ کر رکھا تھا کہ اب دشمن کے حملوں کو فرانسسیسی دل لگی خیال کرنے لگے تھے۔ باہرین علوم کو جو فوج کے ساتھ تھے سواری کے لئے گدھے دیے گئے تھے کہ اُن پر خود چڑھیں اور اپنے آلات علوم لاویں اور جیسے ہی کہ ملوک فاصلہ پر نظر آتے تھے قواعد کا کٹورہ دیا جاتا تھا ”سربے بازو ہواور علما اور گدھوں کو بیچ میں لے لو“ یہ آرڈر منتھوں کے ساتھ صف چھٹ گونجتا تھا اور سپاہی ان گدھوں کو ”بنیم عالم“ کہہ کر جی خوش کرتے تھے۔ اگرچہ سپاہیوں کو اپنے اس مذاق میں مزہ آتا تھا لیکن وہ ان سے بہت سے علما کی بڑی عزت کرتے تھے جو جنگ کے وقت بڑی شجاعت کا اظہار کرتے تھے سات دن کوچ کرنے کے بعد جن میں کثرت سے خوریزہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں فوج قاہرہ پہنچی۔

مراوبے نے یہاں قطعی جنگ کے واسطے اپنے ملوکوں کا ایک بڑا حصہ یعنی قریب دس ہزار کے جمع کر رکھا تھا اور اس قومی اور مغرور سواروں کی

جو عمت کی برو کو چوبیس ہزار بیس ہزار میں میں چھ سو تترہ سو چوبیس ہزار میں فرم کی تھی
تھی۔ مگر وہ ریاست میں کے سیدھے کنارے پر واقع تھا۔ اور جو زمین سربلینہ
اسٹےٹس پر پڑا تھا۔ ۱۱ جولائی ۱۸۵۷ء کو پنڈلیوں نے یہ یقین کر کے کہ قاہرہ مصر
اپنی فوج کو علی الصبح متحرک کر دیا تھا اور میں اس وقت جبکہ بے برآسان تین
آفتاب معلوم ہو رہا تھا سبھا بیوں نے اپنے اسٹےٹس کی طرف قاہرہ کے مینا
جو نکلتے ہوئے آفتاب کی منوں میں چپ رہے تھے دیکھے اور اپنے سپرے ہاتھ گریٹ
کے کنارہ وہ نسیع الشان ابراہم مصر دیکھے جو بظاہر نہ ختم ہونے والے میدان
میں پہاڑوں کی مانند بلند تھے۔

تمام فوج خود بخود رک گئی اور بڑے استعجاب سے ان پرانی یادگاروں کو دیکھنے لگی
پنڈلیوں کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار صفوں کے
سامنے سے نکلا اُس نے باواز بلند کہا: اے شیر مردو۔ ان چوٹیوں سے
چالیس صدیاں مختارے کار ہائے نمایاں کا انتظار کر رہی ہیں۔
سپاہ کے جوش کا کوئی اندازہ نہ رہا تھا اور پرجوش باجوں اور لہراتے ہوئے
پرچموں کی چمک سے جوش میں آکر وہ دشمن سے مبارز ہونے کو جلد جلد آگے بڑھی
اُس کے سامنے وہ تمام میدان جو اہرام کے قریب تھا مسطح آدمیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ دس ہزار سواروں کے وحشیانہ سپاہ گری کے بے اندازہ شان و شوکت
کے ساتھ جھلجھلاتے ہوئے اسلحہ پروں کا ہلنا۔ اور صیقل کئے ہوئے فولاد
اور سونے سے جگمگاتے ہوئے ہتھیار مناسبت ہی ہیبت ناک منظر تھا۔ فرانسس
تھے بے وسواس اپنی جمعیت کو پانچ مربعوں میں تقسیم کر لیا اور آگے بڑھے۔
اس کے سوا فرانسس بیوں کو کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ملوکوں کے مورچوں پر حملہ
۱۲ مئی میں نہایت پرانے زمانہ کی محفوظ وضع کی جٹوں عمارتیں ہیں جن کو مینا خیال کیا جاتا ہے تہہ

کریں جن کے عقب میں چوبیس ہزار زبردست فوج بند دچھیوں کی ہندو قوتوں اور توپوں سے مسلح نیپولین کی فوج پر مارا مار کرنے کو مستعد تھی اور دس ہزار سواروں کی قوی عسارت جو صبارتار تازی رہواروں پر سوار تھی حملہ کی منتظر کھڑی تھی کہ نیپولین کی صفوں میں ذرا بھی دھجی برہمی ہونے پر اس شدت سے جو غوریزی کی تحریک سے پیہا ہو سکتی تھی اس کے مجروح اور پامال مرنعوں میں گھس پڑے۔

نیپولین کے لئے یہ نہایت سخت زد و کاہنگام ہوگا۔ لیکن جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر ایک مربع کے مرکز میں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی دور بین سے بخور و کجھا کہ دشمن کی فوج کس طرح قائم ہے۔ اس کے بسترو سے ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ ہوئی تھی۔ وہ بہت ویر تک بخور و کھتا رہا۔ اس کی تیز تجسس نگاہ نے دیکھ لیا کہ دشمن کی توپیں گاڑیوں پر چڑھی ہوئی نہ تھیں اور اس لئے وہ اس رخ سے جھپٹا رہا۔ وہ قائم تھیں پھر نہ سکتی تھیں۔ کسی اور افسر نے اگرچہ ان کے پاس بھی نیپولین کے عمدہ و درنہن تھیں یہ بات نہ دریافت کی۔ پس فوراً بغلی کوچ کر کے نیپولین اپنی فوج کو اہرام کے داہنی جانب لے گیا کہ اس کے مربعے دشمن کی توپوں کی زد سے الگ ہو جائیں اور وہ دشمن پر ایک پہلو سے حملہ کر سکے۔ مراد بے نے جیسے ہی نیپولین کا یہ موڑ دیکھا وہ فوراً اس کے مطلب کو سمجھ گیا اور بڑی حربی فراست سے اس نے اُسی وقت حملہ کر دینے کا غم کیا۔

مغرور بے نے کہا کہ ”اب تم دیکھو گے کہ ان کتوں کو میں کس طرح خیار تر کے مانند کاٹے ڈالتا ہوں“

واقع میں یہ بڑا خوفناک وقت تھا۔ دس ہزار سوار بڑی زور قوت برق و دویاں پہنے اور دنیا کے سب سے زیادہ صبارت سمندوں پر سوار خوں چکاں نمبروں سے رہواروں کو گرم کر کے صاعقہ دش برعت و صدمے کے ساتھ اپنے نعروں

سے آسمان سروں پر اٹھائے اور اپنے تو سون کے آہنی سموں کی گرج سے زمین کو دھمکتے ہوئے پتھریں کی فوج پر جو انہیں کے مثل کر رہی تھی آپرے۔ یہی مختار میں کوئی واقعہ اس حملہ سے بڑھ کر سمجھیں کبھی نہیں دیکھا گیا ہے۔ دس ہزار سواروں کی بہت بڑی جوہت جوتی ہے ایسے ایسے سوار جو مدتوں سے خطروں کے خوف میں رہے تھے اس وقت کو بہت بڑا ہیبت ناک مرحلہ سمجھے۔ ایسے بڑے ہجراتیوں کو روک لینا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا۔ پتھریں کی صفوں میں سناٹا تھا اور نمان افسروں کی آواز کے سوا کوئی آواز نہ سنی جاتی تھی۔ چونکہ جوش کی رگوں کو اس وقت مدد ورج کی حرکت تھی ہر حکم کی حیرت انگیز تیزی اور صحت کے ساتھ تعمیل ہو رہی تھی۔ سپاہیوں نے سانسیں روک لی تھیں اور اپنی سنگین سامنے کئے دوش بدوش مہلوکوں کے آنے کے منتظر تھے۔

جس وقت مہلوک سواروں میں آگے تو پچانوں نے جو راویوں پر قائم تھے مہلوکوں کی صفیں بھاڑنا شروع کر دیں اور بند و پختیوں نے ان کے چہروں پر علی الاعمال گولیوں کی پوچھاڑوں سے بے رحم بربادی کا طوفان برپا کر دیا۔ صد ہا گھوڑے اور سوار گولوں گولیوں کے حملے سے ریگ پر غلطاں پچاں ہو گئے اور فوراً ہزار ہا گھوڑوں کے آہنی سموں سے جو گرد اور دھوئیں میں پنہاں تھے پامال ہو کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔ لیکن پتھریں کے مربے ابراہم مصر کی طرح جن کے قریب وہ لڑ رہے تھے مستحکم رہے۔ ایک سپاہی بھی صف سے جدا نہ ہوا اور ایک میں بھی لغزش نہ آئی۔ بہادر مہلوک اپنی بالوسی اور غیظ کے جوش میں بڑی بے پروائی سے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ انھوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑا اور پچھلے ہٹایا کہ گھوڑوں کی دو لہٹیوں سے زندہ آدمیوں کے خوفناک قلعہ کو توڑ ڈالیں اور اس طرح پر بھی صفوں کو توڑنے کے ناقابل ہو کر وہ اس قدر غیظ میں بھر گئے

کہ اپنے طعنہ اور قرائنیں فرانسیسیوں کے سروں پر چھنک مارے۔ زخمی ملوک میں پرگھٹنوں کے بل چلتے تھے اور اپنی سیفوں سے اپنے نڈر دھمتوں کے پیروؤں پر وار کرتے تھے۔ ملوکوں نے فوق العادہ شجاعت کا اظہار کیا اور سی شجاعت صرف ایک نیکو کاری ہے جو ملوکوں میں پائی جاتی ہے۔

لیکن پنولین کی قواعد و اصول فوج کی متواتر آتش باری نے ملوکوں کی صفوں کو خالی کر دیا اور انجا مکار وہ نہایت پریشانی سے اٹھ کر بھاگے۔ مورچوں سے پیدل سپاہ سواروں کی ہزیمت دیکھ کر جس کو وہ لافخ خیال کرتی تھی اور پنولین کے نہ لوٹنے والے مربعوں سے لگاتار آتش نشانی شعلہ باری دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی اور سواروں کے ساتھ فرار میں شریک ہوئی۔ اب پنولین نے بڑی سختی سے تعاقب کیا اور اب بے حد پریشانی اور خونریزی کا منظر پیش آیا۔ یہ بڑا میدان فراریوں سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی سوار پیدل سب بھاگ رہے تھے اور خوف سے بدحواس اپنے خطرناک دھمتوں سے پناہ کی جگہ ڈھونڈ رہے تھے۔ ہزاروں تودریا نیل میں بھانڈ پڑے اور تیر کر دوسرے کنارے پہنچنے کی کوشش کی لیکن گولیوں کی پوچھا سے جو ٹکرگ کے مثل اُن پر پڑ رہی تھیں دریا کا پانی خون سے لال ہو گیا تھا و دوسرے منہ اٹھائے بدحواسی سے ریکستان میں بھاگے۔

فتح مندوں نے اپنی معمولی چستی سے تعاقب کیا اور بھاگتے ہوئے دشمن کی گھنی صفوں میں توپوں اور ہندوؤں کی نہایت خونناک بارشیں باریں ملوکوں کو شکست فاش ہوئی جس میں سخت اتلاف جان ہوا۔ ابھی آفتاب نصف النہار تک نہ پہنچا تھا کہ مسلح ملوکوں کی سپاہ سے مطلع صاف ہو گیا اور جہاں تک نگاہ جاتی تھی میدان میں مقتول و مجروح نظر آتے تھے۔ تمام لشکر کا مال غنیمت جس میں مشرقی دولت شامل تھی فتح مندوں کے ہاتھ لگا۔ مورفہ سہی سپاہی

شیریں کی عیانیوں۔ بڑی گھوڑوں، خوبصورت بھینسوں اور قیمتی شاہوں سے مالا مال ہو گئے اپنی جھوٹی
 آرائش پر تمکون بہت صرف کرتے تھے اور اپنے ہمارے بہت زرخیز کھارتے تھے۔ اس وقت
 ہر مہموک کے ساتھ دو ہزار اور زرخیز مقررہ جو اس کے پاس پہا گیا چھ ہزار فرانک
 سے لے کر دس ہزار فرانک تک ہوتی تھی۔ خدا وہ نہیں کے جو جنگ میں مقتول ہوئے
 قریب ایک ہزار کے یہ زبردست سوار وریا میں خوب گئے۔ بہت دنوں تک
 فرانسیسی دریا سے اس نصیحت لیتے رہے اور فرانسیسی کپور اور اسے مالا مال ہوا
 اس سنگین لڑائی میں فرانسیسیوں کی جانب سے ایک سو کے قریب مجروح ہتھیار
 ہوئے۔ یونین کے دس ہزار سے زیادہ ہلاک ہوئے۔ یونین میں ہموکوں کی شجاعت
 کو نظر حیرت سے دیکھتا تھا اور اس نے کہا "کاش ان مہموک رسوں کو میں اپنے
 سپرل فرانسیسیوں کے ساتھ شامل کر سکتا تو پھر میں اپنے کو بہت فائدہ کا محال
 کرتا۔"

اس جنگ کے بعد یونین ہمارے بہت مشرک ہلاک ہو گیا۔ اور رات میں وہ ہمارے
 کے دیہی ایوان میں شب باش ہوا۔ کوئی مشرقی زریب و زمینت ایسی نہ تھی جو اس محل میں
 نہ ہو۔ فرانسیسی افسر بے شمار گاہکیے اور کمروں میں اعلیٰ اعلیٰ قالین اور ریشم پر
 جن میں سنہری چھاریں ٹکی ہوئی تھیں دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے تھے۔ ان مغرور خود
 حاکموں کی نفس پروری کی خاطر ہمارے بھیک بنگنے کے ہو گئے تھے بہت
 رات کا حصہ اس عجیب و غریب محل کی دلچسپی بھال میں صرف ہوا۔ بلع بہت وسیع
 اور نہایت شاندار کھانا انہیں خوشوں سے لے ہوئے تھے اور ہزاروں سپاہیوں
 نے جو گلگشتوں اور دھتوں کے سایہ میں آرام کر رہے ان گوروں کی ساری فصل کی
 فصل اُجاڑ دی۔ مربعوں اور اچاروں کے مرباؤں انواع و اقسام کی مٹھائیوں
 کو ہزاروں سپاہیوں کی سپاہ دہن چٹ کر گئی۔ ہزار ہا قسم کی چھوٹی چھوٹی آرائش

کے سامان جو یورپ - ایشیا - اور افریقہ نے اس شاہی ایوان کی عیاشانہ زینت کی جٹا خراہم کئے تھے سپاہیوں کے جھولوں میں پہنچ گئے۔

اس جنگ نے جس کانپولین نے اہرام مصر کی جنگ نام رکھا ہے - ایشیا اور افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور دور تک پتولین کی دھاک بٹھا دی - مغرور بے رحم - عیاش حاکموں کو مصر والے پد عاٹیں دیا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو لاف خیاں کرتے تھے مگر اب تو وہ کمر کے اند پتولین کی ذکاوت اور ہنر کے سامنے ایک ساعت میں ناپید ہو گئے۔

قاہرہ کے آنے والے کاروانوں کے افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور دور مشرقی مبالغہ کی آب تاب کے ساتھ اس خوفناک رسالوں کی بربادی کے حال بیان کئے جنہوں نے عرصہ دراز سے مصر پر ظلم کر رکھا تھا اور جن کی حربی شجاعت سو دور دور کی توہیں کا تپتی تھیں - پتولین کا نام یورپ کی طرح ایشیا - اور افریقہ میں بھی مشہور ہو گیا۔ اسکندریہ کے ریگستان پر قدم رکھے ہوئے پتولین کو صرف تین ہفتے ہوئے تھے اور اب وہ مصر کا سلطان تھا۔ مصر والوں نے بھی اُس کا اُسی طرح خیر مقدم کیا جیسے راہائی دینے والے اور فیض رساں کا کرتے ہیں - آگ کی چادر وہ سے جو پتولین کی صفوں سے متواتر شعلہ منشاں ہوئی تھیں - مصر والوں پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے پتولین کو سلطان کہہ کر کا خطاب دیا۔

سب ملوکوں کی مستورات قاہرہ میں رہ گئی تھیں - پتولین نے اُن کے ساتھ بڑے پاس و لحاظ کا برتاؤ کیا - اُس نے مراد بے کی ملکہ کے پاس یوحین کو بھیج کر یقین دلایا کہ وہ کچھ پریشان نہ ہو اور اُس کی ہر طرح سے حفاظت کی جائیگی - پتولین نے اس ملکہ کا کل اسباب و سامان محفوظ رکھا اور ملکہ کی چند درخواستیں جو جو اُس نے پتولین کے سامنے پیش کیں اُس نے منظور کیں اور اس طرح پتولین سے جہاں تک ہو سکا اُس نے جنگ کی نہ ٹلنے والی مصائب کو کم کیا - پتولین کی نوازشوں سے

اس ملک پر ایسا اثر ہوا کہ اُس نے بڑے عزت و احترام کے ساتھ یوحین کی عیادت کی اور خلعت کے وقت اس کو میٹھا لباس کی ایک انگشتی نڈروی -
 قاہرہ میں تین لاکھ آدمی رستے تھے لیکن شہری خوار و بے مروت اور خونا ک
 تھے۔ شہر میں پریشانی پھیل رہی تھی کیونکہ مشرقی فتح کے راستہ کی شناخت ہمیشہ
 غارتگری۔ آتش زنی۔ اور خونریزی سے ہوئی ہے لیکن پولین نے فوراً اپنی فوج کا ایک
 دستہ بھیج کر انتظام کیا کہ شہر میں سب کو نشی و سی جائے اور عوام کی لوٹ کھسوٹ سے
 جان و مال محفوظ رکھے جاویں۔ تیسرے دن پولین اپنی مظفر و منصور فوج کے آگے
 آگے بڑے کردار سے شہر میں داخل ہوا۔ اور مراد بے کے محل پر قبضہ کیا۔ حیرت انگیز
 عزم و ہمت اور چستی سے اُس نے اس نو مفتوح ملک کے بہترین مقاصد کی ترقی
 میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دیا۔

پولین کی نگاہ سے کوئی شے نہ بچی۔ اُس نے مساجد۔ حرم سراؤں۔ مستورات
 کی حالت۔ دیوانی اور دینی افادہ گاہوں۔ حالت زراعت۔ علوم و فنون اور مختصر
 آنکھ پر شے جس میں ملک کی سرسبزی اور سیوہی مقصور تھی اپنی توجہ ہندول کی۔
 وہ با اثر عرب لوگوں سے ملا اور اُن کو اپنی دوستی۔ اُن کے مذہب کی وقعت
 اُن کے حقوق کی حفاظت اور مصر کو اُس کی قدیم شان و شوکت پر پہنچانے کے
 اپنے مصمم ارادہ کا یقین دلایا۔ اُس نے مصر پر بادشاہت کرنے کے دعویٰ
 سے انکار کیا۔ بلکہ ایسی حکومت کی تجویز کی جو خود ملک والوں کے ہاتھ میں ہو
 پولین لوگوں کے اعتماد اور اُن کی مداحیاں حاصل کرنے میں پورا کامیاب ہوا
 اُس نے ایک کانگریس قائم کی جس میں قاہرہ کے بڑے نامور لوگ شریک ہوئے
 تاکہ وہ قانون اور عدالت گسٹری کی تجویزیں قائم کریں۔ دیگر صوبجات میں بھی اسی
 قسم کے جلسہ قائم ہوئے جو قاہرہ کی بڑی کانگریس میں اپنے دلائل پیش کرتے تھے۔

اُس نے مصر میں ایک مشہور انسٹیٹیوٹ (افادہ گاہ) قائم کیا جس سے مصر کے نوجوان
 روشنی اور علوم سیکھیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کے بعض ممبروں کو اُس نے مصر کا صحیح نقشہ
 کھینچنے اور ملک کا حال لکھنے کا حکم دیا۔ بعض کو ملک کی پیداوار پر غور کرنے کو مامور
 کیا کہ آمدنی کے وسیعے جزر سی اور استعلا سے ترتیب پائیں۔ ایک فرقہ کو مصر
 کی قدیم کمنہ اور اوقادہ عمارتوں کی تحقیقات کا حکم دیا کہ علم تاریخ پر ایک نئی روشنی
 پڑے۔ ایک اور گروہ کو لوگوں کے اخلاقی حال دریافت کرنے کی فہمائش کی
 کہ وہ اُن کی سبودی کی مناسب تجویزیں۔ دستکاری۔ انار۔ سڑکوں۔ کا خالوں
 اور دریائے نیل کے کنارے سرکاری عمارتوں کی تعمیر کے ذریعہ سے سچیں۔
 منجملہ دیگر امور کے جو پولین نے اس انسٹیٹیوٹ کے سامنے پیش کئے حسبِ نیل
 امور سے اُس کی وسیع تجویز کی شہادت ملتی ہے۔ پن چکیوں اور پون چکیوں
 کی سب سے بہتر ساخت کی تجویز کیجئے۔ باپلے کے بجائے جو مصر میں نہیں ہوتا کوئی
 اور چیز دریافت کیجئے جو باپ کا کام دے۔ کہ میر شراب تیار ہو۔ ایسے مقامات منتخب
 کیجئے جو انکور کی کاشت کے واسطے موزوں ہوں۔ سب سے اعلیٰ طریقوں کی
 جستجو کیجئے جن سے قاہرہ کے قلعہ میں پانی پونچے۔ ریگستان میں ایسے مقام مناسب
 تجویز کیجئے جہاں کنوے تعمیر ہوں۔ دریاے نیل کے پانی کے ٹھنڈے اور صاف
 کرنے کے ذریعوں میں فکر کیجئے۔ کوئی ایسا مفید استعمال سوچئے جس میں قاہرہ
 اور مصر کے دوسرے قدیم شہروں کا کوڑا جس سے وہ اٹلے پڑے ہیں کام آئے
 بار دوہانے کے لئے چیریں فراہم کیجئے۔ یہ بات باور نہیں آتی کہ جب تک پولین
 نے رواج نہیں دیا۔ مصر والوں کو پون چکی۔ دستی آہ اور ایک پیٹہ کی گاڑی کا
 حال معلوم نہ تھا۔ انجیر۔ نقشہ نویس۔ اور علم طبیعیات کے ماہر فوراً مصر کے صوبوں
 حلقہ باپ ایک درخت ہے جس سے شراب بنتی ہے۔ ۱۲ مترجم۔

میں منتشر ہو گئے۔ سکندریہ۔ روسیٹا۔ ڈومینا اور قاہرہ میں۔ یہاں ایک آٹا پیسے لگا گیا۔
پیرس میں پس سکتا تھا۔ روٹی کے سرکاری گوداموں میں بدولت روٹی کی افواہ
ہو گئی۔ اسپتال قائم ہو گئے ہر مریض کو چار پانی دی گئی۔ شور و ہنسنے اور بارود
تیار کرنے کے پورخانے قائم ہو گئے۔ ٹوباگلونے کا ایک کارخانہ قائم ہوا جس
بہیٹوں کا شور ہو۔ میں گنجتختہ و نقاشی سازوں۔ اسلحہ بنانے والوں۔ قالین بانوں
رسن سازوں۔ رود گردوں اور گاریاں بنانے والوں کے لئے بڑی بڑی دکانیں
قائم ہوئیں چاندی کی صراحیاں اور عترتی ظروف تیار ہونے لگے۔ عربی اور فرنگی
زبانوں کا ایک چھاپ خانہ قائم ہوا اور حرفت کی شان میں بے حد جوش پیدا کر دیا گیا
پولیس کی وہ ذکاوت تھی جو کبھی نہ شکستہ تھی وہی سب باتوں کی ایجاد کرتی تھی اور وہی
سب کی رہنمائی کرتی تھی۔

صدیوں کی سیکاری اور نحوست کے بعد یہ دن جواب آئے تھے ابستہ
خوش نصیبی کے دن تھے۔ سڑکوں کی پیمائش ہوئی آمد و ایسی نہروں کے تھینے ہوئے
جن میں جہاز چل سکیں۔ ایک توقاہرہ کے فریب بحر احمر کو دریاے نیل سے جوڑنے
والی تھی اور دوسری۔ خاکسے سوئز بحیرہ مدی۔ میں بحر احمر اور بحر روم کو ملانے
والی تھی۔ ڈھالی کروڑ فرانک اور دوبرس کی محنت اس عظیم الشان کام کو مکمل کرنے
کے لئے درکار تھی۔ اور ہر سہ ہزار غنموں کے لئے سنت جنگ شروع ہو جاتا۔ یہ
غیر ممکن ہے کہ ان واقعات پر کف انسوس نہ لے جائیں جنہوں نے ان سرسبز
ممالک پر از سر نو افلاس اور وحشت کا بادل چھا دیا۔ ان عظیم الشان تجویزوں کی
مکمل دریاے نیل اور فرات کے کناروں پر وہی ازبس و زخشاں غم و محبت متحمل
کر دیتی جواب دریاے اوہیو Ohio اور دریاے سیسیپیسی Mississippi

اس لئے یہ دونوں ممالک متحدہ امریکہ کے دریا ہیں ۱۲ مترجم۔

کے کناروں پر ممالک متحدہ امریکہ میں دیکھے جاتے ہیں۔ ٹیلر انڈیا کا قول ہے: ”یہ اٹل
یقین سے باہر ہے کہ پنولین کتنے کاموں کی تکمیل کرنے کے لائق تھا۔ وہ ہر ایک شخص
واحد سے زیادہ کام انجام دے سکتا تھا۔ یہ نہیں بلکہ ہر ایک چار آدمیوں سے زیادہ
کام کر سکتا تھا جن کو میں نے دیکھا ہے اُس کی ذکاوت احاطہ خیال سے باہر ہے
اُس کی جفاکشی۔ اُس کی ہمت۔ اُس کے کام کرنے کا سلیقہ۔ اور اُس کے منصوبے
سے کوئی شے بالاتر نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اُن سب آدمیوں سے
زیادہ حیرت انگیز تھا جو میں نے دیکھے بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ اُن سب آدمیوں سے زیادہ حیرت انگیز تھا جو میرے زمانہ
یا بت سے زمانوں میں ہوئے۔ پنولین کے تھامی غم بہت دھانی۔ ان بڑے عظیم الشان اور فراعہ
کے کاموں میں مصروف تھے۔ عیاشی اُن کے سامنے کوئی ایسی صورت پیش نہیں کر سکتی تھی جس
سے وہ نعرش میں آجائے۔ اُس کا قول تھا کہ عورتوں اور قمار بازی کی طرف سے تو مجھ میں جذبات
پیدا ہی نہیں کئے گئے۔ میں تو زرا مصالح ملکی کا بنا ہوا آدمی ہوں۔“

عربوں کو حیرت تھی کہ ایسا شخص جو لوہوں کو استعمال کرتا ہو اور ایسا بالعلق
اور رحم دل ہو۔ مشرق میں تو ایسی فیض رسانی اور نفس کشی کبھی سنے میں بھی نہ آئی تھی
عرب اس کا بھید سمجھتے ہی نہ تھے تو ہم سے اُن کی مستورات امن میں تھیں۔ اُن کے
جان و مال کی حفاظت تھی۔ تیس ہزار فرانسیسیوں کی جماعت۔ مصر والوں کے آرام
و آسائش اور بیہودگی کے لئے محنت کر رہی تھی۔ عرب پنولین کو رسول کا خلف اور
اللہ تعالیٰ کا محبوب کہتے تھے۔ انھوں نے اپنے خطبوں میں پنولین کی تعریف و خل
کی تھی اور مسجدوں میں قرأت سے پڑھتے تھے۔ یعنی: ”وہ کون ہے جس نے کہ
نصرت و ظفر کے محبوب کو سمندر کے خطرات اور اعدا کے غصہ سے حفاظت میں
رکھا؟ وہ کون ہے جو شجاعان مغرب کو بحفاظت تمام دریائے نیل کے کناروں
پر لایا؟ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ ملوک اپنے رہواروں پر بھروسہ کرتے ہیں اور

پہلوں کو جنگ کی صفوں میں آرا، سوار بنے، بہرین نسرت و ظفر کا محبوب محبوبوں
کے سواروں، ویرانیوں کو برباد کر چکا، سحرِ حیرتِ صبح کا مرقعِ نقاب کی شمع کے منے
پہرہِ محبوب، بسے، اسی طرح، محبوبوں کی فوج شجاعانِ مغرب کے سامنے منتشر ہو گئی
کیونکہ سحرِ صبح، ان مغرب، سحرِ تعالیٰ کے نزدیک آنکھ کی تپتی کی طرح ہیں۔

صفحه

تیسرا پہلا نمبر۔ دوں میں پیو گرنے کے لئے اور اُن کے چال چلن سے اچھی طرح باہم ہونے کے لئے۔ ان کے قومی ہشوں اور عام عبادتوں میں جایز کرتا تھا۔ اگرچہ ان نے حکایت شیعوں کے ہاتھ میں دسے رشی تھی، مگر ان پر محض ایک تھی کہ اپنے پیسوں میں وہ حد درجہ کی بے تعلقی و عدم طرفداری کو کام میں لائیں۔ رگیت ترقی کے فرائض کا جو ہر حد پر صدیوں سے غارتگری کرتے تھے۔ پوچھنے سے بڑے بڑے اہل علم سے استیصال کیا اور اُن کے باغرم عہد حکومت میں ہنصر کے اندر جان و مال اسی طرح محفوظ تھے جیسے فرانس اور انگلستان میں تھے۔ ہنصر و انوں میں نرہنسی و سہا ہی نہایت ہر و لغزیز تھے۔ وہ اُن کے مکانات میں بگڑ والوں کے درمیان بے جملے حق پیتے اور اُن کے اور خانہ داری میں رہ دیتے ہوئے نظر آتے تھے اور اُن کے کچوں سے کھیلتے تھے۔

ایک دن پولین اپنے محل میں چٹا بہت سے شیخوں اور دوسرے مسلمانوں سے باتیں کرتا تھا کہ اتنے میں اُس کے پاس خبر آئی کہ چند قزاقوں نے ایک عجیب تنہا کاشکار کو ہلاک کیا اور اُس کا گلہ لے گئے۔

سوار اور دو سوا دھنٹ لے جاؤ اور قزاقوں کا تعاقب کر دو ان کو گرفتار کر دو اور اس قتل کا بدلہ لو۔“

بدلہ لو۔“ شیخون میں سے ایک شہرج نے حقارت سے کہا ”کیا وہ نیر ابن عم تھا کہ اس کی

موت پر تجھے اس قدر غصہ آگیا ہے۔“

نپولین نے جواب دیا: ”وہ ابنِ عم سے بھی بڑھ کر تھا۔ وہ اُن شخصوں میں سے ایک شخص تھا جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپی ہے۔“

شیخ نے جواب دیا: ”عجب ہے! یہ تو اس طرح گفتگو کرتا ہے جیسے صاحبِ وحی کیا کرتے ہیں۔“

ترکی سرداروں نے چند مرتبہ اس نیت سے قاتل بھیجے کہ نپولین کو قتل کر ڈالیں لیکن مصر والوں نے حبِ اخوت سے اُس کی حفاظت کی اور ان تجویزوں سے نپولین کو موقعہ موقعہ سے آگاہ کیا۔ اور قاتلوں کو اپنی تجویزوں میں کامیابی نہ ہوئی۔

انھیں حیرت زار کامیابیوں کی حالت میں فرانسیسی فوج پر ایک لا علاج شدید اور اچانک حادثہ ہوا۔

امیر البحر بردز جس کو نپولین سے بڑی الفت تھی پیشتر اس کے کہ نپولین کو اُس کی قسمت پر چھوڑے یہ معلوم کرنے کے لئے بہت متروک تھا کہ آیا نپولین کا مصر میں قدم جم گیا یا نہیں اور اسی لئے نپولین کی تاکید اور ہدایت کے خلاف خلیجِ ابوکر سے بیڑہ

ٹھانے اور جاے امن میں لیجانے میں اُس نے تساہل کیا۔ قاہرہ میں پہنچنے کے دوسرے روز مراسلات کے ذریعہ سے نپولین کو معلوم ہوا کہ بیڑہ ہنوز خلیجِ ابوکر

ہی میں تھا اور دشمن کے حملوں کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خبر پر اُسے تعجب ہوا۔ اور اُس نے بتحقیق تمام ایک قاصد روانہ کیا کہ جاکر امیر البحر بردز سے کہے کہ

اُس کے اس تساہل پر نپولین سخت ناراض ہے اور بلا تو قفسِ ساعت یا تو وہ اسکندر پر کے بندرگاہ میں چلا جائے جہاں اُس کو امن ملیگا اور نہیں تو جزیرہ کر فیو

کا راستہ لے۔ مگر یہ قاصد راستہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن یہ قاصد اگر مارا نہ جاتا تو بھی بیڑہ کی بربادی سے قبل نہ پہنچتا۔ اسی اثنا میں لارڈ ویلسن

کو معلوم ہوا کہ فرانسیسی مصر میں اتر گئے ہیں اور وہ فرانسیسی بیڑوں کی تجویزوں سے اپنے پاؤں بچ رہے۔
 یکم اگست ۱۸۸۲ء کی صبح کے شام کو ہرام مصر کی جنگ کے دس دن بعد انگریزی
 پر شکوہ بڑھ چلا اور کرس واخل ہوا۔ اور اپنے لشکر سے ابھرا۔ فرانسیسی بیڑے میں پندرہ
 بڑے اور چار چھوٹے جہاز تھے اور ہلالی شکل میں جیسا سمندر کا ساحل نیم دائرہ کی صورت
 کا تھا کھڑے تھے۔ نیسن کے حملہ کی تجویز میں ذکاوت کی جدت اور سادگی تھی۔ پہلے
 ہی لمحہ سے فتح یقینی تھی۔ جیسے کہ نیسن نے فرانسیسی بیڑے کے مقام قیام کو دیکھا اُس نے
 عزم باہر کر لیا کہ اپنے کل جہازوں سے دشمن کے آدھے جہازوں کو آگے پیچھے سے
 گھیر لے اور یہ وہی طریقہ تھا جس کو خشکی میں پولین نے صدر کامیاب پایا تھا۔ نیسن نے
 حکم دیا کہ اس کے جہازوں میں سے آدھے جہاز تو فرانسیسیوں کے آدھے جہازوں کو
 پیچھے سے گھیریں اور آدھے سامنے رہیں اور اس طرح فرانسیسی ایک جہاز پر انگریزی دو
 جہازوں کی مار ہوگی۔ باقی فرانسیسیوں کے جہاز ہوا کے رخ کے خلاف کھڑے تھے
 اور ان کا اپنے اصل ریدہ دوستوں کی مدد کو آنا آسان نہ تھا۔

امیر البحر بریڈر کو خیال تھا کہ وہ ساحل سے اس قدر غلطی کھڑا تھا کہ انگریزی جہاز اس کے
 جہازوں کے عقب میں نہ آ سکتے تھے لیکن نیسن نے فوراً طے کر لیا کہ جس مقام پر فرانسیسی
 جہاز کو جھوٹے لے کر گنجائش تھی اس کے جہاز کو کھڑے ہونے کی ضرورت تھی۔ نیسن
 کے کپتانوں میں سے ایک کپتان نے جہاز سے حملہ کی تجویز سے آگاہی ہوئی غلط
 مسرت سے کہا کہ ”اگر ہم کو فتح ہوئی تو دنیا کیا کہے گی؟“ اس پر نیسن نے جواب دیا کہ
 معاملہ میں اگر کی گنجائش نہیں۔ یہ امر تو یقینی ہے کہ ہماری فتح ہوگی۔ رہی یہ بات کہ اس
 قصہ کو بیان کرنے کے لئے کون باقرہ لپیگا یہ سوال ایک جدا سوال ہے ۵

فرانسیسی قابل تعریف شجاعت سے مبارز ہوئے۔ یہ نابراہ جنگ پندرہ گھنٹہ
 کاں ہوئی رہی جہاں تک کہ شب تار آ پہنچی۔ خلیج ابوکرالتش فشان پہاڑ کی ایک

دریائی نیل کی جگہ

وسیع چادر نظر آ رہا تھا جو گندھک کے تاریک سے تاریک دھوئیں کے فلانوں میں پٹا ہوا تھا۔ بحرِ اعظم میں اس سے خوفناک اور سنگین تر جنگ کبھی نہیں ہوئی۔ گیارہ بجے شب کو اورینٹل سمندر جہاز میں آگ لگی۔ اس بڑے جلتے ہوئے جہاز سے دھوئیں کا بادل بڑے کانے بخارہ کے مثل آسمان میں چڑھ گیا۔ اور اس دھوئیں کے درمیان سے شعلوں نے یکایک بلند ہو کر بڑی چمک دمک سے افق کو روشن کر دیا۔ حتیٰ کہ اُس کا بڑا میگزین جس میں صد ہا سیپے بارود بھری اوڑا اور ایسا مہیب صدمہ ہوا کہ جہاز بالکل کانپ گئے۔ توپوں کی متواتر گرج سے یہ آواز سبقت لے گئی۔ فریقین ستاٹے میں آگئے تو پانچاؤں نے اپنا کام بند کر دیا اور قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔ لیکن ایک لمحہ کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ موت اور بربادی رات کی خوشگوار تاریکی میں تلخ کے درمیان جتن اڑا رہی تھی۔ ہزارا عرب اس خوفناک تماشے کے دیکھنے کو ساحل پر جمع تھے۔ تمام رات صبح کو۔ اور اس وقت بھی جبکہ آفتاب آسمان میں بہت بلند ہو چکا تھا متواتر جنگ ہوتی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ توپچانوں کی گرج میں کمی ہوئی اور فرانسیسی بیڑہ غارت ہو گیا۔ صرف چار جہاز بچے اور مالٹا کو راہی ہوئے لیکن انگریزی جہاز بھی اس قدر پاش پاش ہو گئے تھے کہ فراریوں کا تعاقب نہ کر سکے۔

امیر البحر برٹرز آغاز جنگ ہی میں مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن وہ عرشہ سے نیچے نہیں گیا اور اُس نے کہا: ایک امیر البحر کو زیبا سے کہ فوج کو حکم دیتا رہے اور مے۔ پھر اُس کے توپ کا ایک گولہ لگا، اور اس کے جسم کے پُرزے ہی پُرزے نقطہ دستیاب ہوئے۔ نیلسن *Nelson* کے سر میں بھی زخم آیا اور جب وہ نیچے جہاز کے ترخانہ میں خون سے شہر ابور لیجا یا گیا تو اُس نے بڑی فیاضی سے اُن ہانچھوں سے پہلے جو ترخانہ میں اُس سے قبل مجروح لائے گئے تھے اپنا زخم

بند سونے سے نکلے کیا گرہاں شدت سے خون پر ہاتھ کہ نلیسن کی جان کا منظر تھا۔ اس نے کہا میں اپنے ہاؤس تھیوں کے بعد جب میری باری آئیگی اپنا زخم بندھواؤنگا۔ نلیسن کو واقعی یقین تھا کہ وہ جبر منوگا اور اس نے پادری کو بلانا کہا۔ لیڈی نلیسن سے میرا آخری سلام کہہ بیگیا۔ جب ٹوکرے لے کر زخم دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوچھ زخم تھا۔

تمام کشتیاں اور بحرے جن کے ذریعہ سے پولین کے سپاہی اور جہاز سامان کنارہ پر گیا تھا ہنوز بندرگاہ میں موجود تھے اور یہ سب محفوظ رہے اسلئے کہ نلیسن کے پاس ہلکے جہاز تھے جن کے ذریعہ سے ان تک اٹھنے پانی میں جاتا۔ فرسنگوں تک کنارہ کنارہ شکستہ جہازوں کے پچھے کچھے حصے اور قتلوں کی لاشوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔ باوجودیکہ ان لاشوں کے عرق کرنے کی بہت سی تہ میریں کی گئیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ یہ بڑے شان و شکوہ کا بیڑو چار ہفتے قبل ٹوٹوں سے چلا تھا بالکل برباد ہو گیا۔ اگر یزیدوں کی طرف قریب ایک ہزار کے اٹلاف جان ہوا اور فریسیوں کی جانب پانچ ہزار کام آئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔

جب کامل فتح ہو چکی نلیسن نے جہاز والوں کو نماز شکرانہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا اور تمام فوج میں گویا یوم السبت کی سی خموشی چھا گئی اور اس ناموس فتح کے بدلہ میں خداوند تعالیٰ کا شکرانہ ادا کیا گیا۔ آرمی کا دل بھی منایت ہی عجیب و غریب ہٹے ہوئے۔ اٹھکستان تمام شاکستہ دنیا کو جنگ سے برباد کر رہا تھا کہ فرسسی حکومت جمہوری قائم کرنے سے باز ہیں اور شخصی سلطنت قائم کریں اور ایسے خونریز ہنگام میں جبکہ قلعہ ابوکر ہزاروں لاشوں سے پٹا پڑا تھا جن کو اگر یزید کے زبردست اسلحہ نے ہلاک کیا تھا وہ منایت غیر قابل اعتراض صدق دل سے خدا کا شکر اور حمد کر رہے تھے اور اٹھکستان کے ہزاروں گرجوں اور مکانات

سے لاکھوں۔ است باز دل ابور کی فتح کے متعلق خدا کی درگاہ میں بڑے چوش سے شکرانے پہنچ رہے تھے۔

یہ دریا بے پیل کی مشہور جنگ تھی۔ کیونکہ اس جنگ کا اُس دن سے ہی نام ہے۔ یہ بڑی فتح تھی اور انگلستان کی فتوحات میں سے یہ نامی فتح شمار کی جاتی ہے لیکن مقاصد انسانی کے خلاف اس جنگ سے زیادہ ملک جنگ بھی شاید کوئی دوسری نہیں ہوئی ہے۔ ترقی کرتی ہوئی مصر کے لئے یہ جنگ صد مہرگ تھی۔ اسی جنگ نے مصر کی تاشنگی اور علوم کی روشنی کو جو ابھی اُس کے سسنانِ جلو پر روشن کی گئی تھی بجھا دیا اور آدھی رات کا ساندھیر کر دیا۔ بے رحم ناخدا ترسوں نے ایشیا اور افریقہ کو پھر اپنے فولادی پنجہ میں گالنس لیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جبرائیم شہید۔ اور مظالم نے ان ممالک کو جھلس دیا اور اس بات کو اب آدھی صدی بھی بوجھی۔

نیولین نے فوراً معلوم کر لیا کہ اُس کی سب امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ صد مہرہ علاج تھا۔ نیولین کا گو یا یورپ سے رشتہ قطع ہو گیا۔ کیونکہ اب اُس کو کوئی سامان نہ مل سکتا تھا اور نہ وہ لوٹ سکتا تھا۔ مصر اُس کا زندان ہو گیا تاہم اُس نے اس بڑے حادثہ کو غیر متزلزل استقلال سے برداشت کیا۔ اُس کے بسترے یا زبان سے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ پریشان خاطر ہے اسی سرگرمی سے جس میں وہ ابھی کمی واقع نہ ہوئی وہ اپنی بنجاویز کی پروہی کرتا رہا اور سپاہیوں کو یہ صد مہرہ فراموش کروینے میں جلد کامیاب ہوا۔ اُس نے جزائرِ کلیبر کو لکھا "ہم کو اس ملک میں یا تو فیضیائے ناظر لگا یا ہم اُس سے اس شانِ عظمت سے باہر نکلیں گے جیسے قدماہ تھے۔ یہ امر ہم کو اُن سے بھی بڑے بڑے کاموں کے گم کرنے پر جیسا ہمارا راہ تھا مجبور کر لیا۔ ہم کو تیاری کرنا چاہئے اور انجام میں

دریا سے
نیل کی جنگ
کا خلافتی
نتیجہ

نیولین
جنگِ نیل
کا اثر

ہم مقرر کے لئے برا عظیم الشان ترکہ چھوڑینگے۔“

جنرل کلیئر نے جواب میں لکھا: ہاں بیشک ہم کو بڑے بڑے کام کرنا چاہئے ہیں اپنے قوائے فطری کو سمہال رہا ہوں۔“

یورپ میں اس فریق شاہی کی فتح پر بے حد نہایت مسرت و انبساط کا ظہار ہوا۔ انگلستان نے فوراً نینلس برن آف دی نائل کا خطاب دیا اور دو شپت تک دو ہزار پونڈ سالانہ کی پشن مقرر کی۔ شاہ ترکی (سلطان روم) شاہنشاہ روپس سارڈینیا اور نیپلس کے بادشاہوں اور ایٹ انڈیا کمپنی نے اُسے گراہنا سونو عا بھیجیں۔ یورپ میں شخصی حکومت جس کو نیپولین کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدے پہنچ چکے تھے خوش حال ہونا اور اُس میں از سر نو جان پڑنا شروع ہوئی۔ تازہ آزاد لوگ (رعایا) جو آزادی کی زندگی کے لئے جھگڑ رہے تھے بیدل ہو گئے۔ بائع باغ انگلستان نے نئے جتھے قائم کئے کہ بوربون خاندان کو فرانس کے تخت پر بٹھایا اور رعایا کی آزادی اور عسری کو پامال کر ڈالیں جس نے فرانس میں قدم جمانے شروع کر دیے تھے۔ بادشاہی یورپ میں جشن نوروز تھا اور جمہوری یورپ میں گھر گھر صفِ کما بچھی ہوئی تھی۔

۱۔ اس مژدہ فتح پر یورپ کی جملہ بادشاہی و رباروں میں مسرت کی موجیں جوش مارنے لگیں لیڈی ہلٹن نیپلس کی بدنام ملکہ کے متعلق لکھتی ہے جس پر اس فتح کی خبر سے حسب ذیل اثر ہوا تھا۔ ”اُس کی خوشی کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ روتی تھی۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے بوسے لیتی تھی۔ اور جھپٹوں کی طرح کمرے میں ادھر سے ادھر جاتی تھی۔ پھر رازدار روئے لگتی تھی۔ اور ہر ایک کو جو قریب تھا بغیر کرتی تھی اور جوش مسرت سے کستی تھی“ اوٹجا نیلسن۔ اور خداوند تعالیٰ جاسے بسادہ بچانے والے نیلسن کو برکت دے۔ اور اپنی امان میں رکھ۔ اوٹلسن اوٹلسن تیرام برکیا کچھ احسان نہیں ہے۔ اسے فتح سے الٹی کورائی دینے والا۔ کاش میرا پر جوش دل خود تیرے سامنے اظہار کر سکتا کہ میرے ہم پر کیا کیا احسان ہیں“ مصنف ۱۲

فرانس کے لئے جنگ۔ ابورکھان واقعی مصیبت کا دل تھا۔ اپنے خاص دوستوں سے پتولین اس مصیبت کو کہ وہ کسی بڑی مصیبت تھی پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ ایک ذرا سی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جانکاہ فکر میں ڈوب گیا۔ اور اس کی لوگوں نے لایان اضطراب سے دو تین مرتبہ کہتے سنا: ”مارے کہتے تھے تو یہ کیا کر بیٹھا، لیکن اس مصیبت خیز خبر کو سننے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ پتولین کے معمولی حواس اور استقلال قائم ہو گئے اور سپاہ کا غم و الم دور کرنے میں وہ جلد کامیاب ہوا۔ اس لالعلج نقصان کے ہلے تاج کو اس نے ایک نظر میں دیکھ لیا اور اس واقعہ سے اُس کے دل کا بخوبی حال معلوم ہوتا ہے کہ اس خطرناک ایسی کی حالت میں وہ اپنا غم بھول گیا اور اپنے دوست امیر البحر بروئز کی میوہ کو ایک تعزیت نامہ لکھا۔ ایک پرانگندہ خاطر شخص ایسا موثر تعزیت نامہ جیسا پتولین نے ملیم بروئز کو لکھا ہے ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ وہ لکھتا ہے:-

ملیم۔ آپ کا شوہر اپنے جہاز کے عرشہ پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے چاہے گولہ سے مار گیا۔ وہ اس طرح مرا کہ اسے ذرا تکلیف نہ ہوئی۔ یہی وہ موت ہے جو سب زیادہ آسان ہے اور جس پر بہادر رشک کرتے ہیں۔ آپ کے غم پر مجھے بڑا اصرار ہے۔ وہ لمحہ جو ہم کو ہماری زندگی کی محسوس چیزوں سے جدا کر دیتا ہے بہت گراں ہوتا ہے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں اٹھیلے رہ گئے اور ہم کو قریب قریب وہی تکلیف ہوتی ہے جو سکرات موت کے وقت پیش آتی ہے۔ تو ای روحانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور پھر اس روح کا دنیا سے ایک درد انگیز تخیل کی طشت سے تعلق باقی رہ جاتا ہے جو ہر شے کو پریشان کر دیتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ اب کوئی شے نہیں جو دنیا سے ہمارا رشتہ قائم رکھے اور خیال آتا ہے کہ مر کھنا بہت آسان ہے۔ لیکن جب ایسی حق بجانب اور ناگزیر مصائب پر ہم اپنے

بچوں کو اپنے کلیجہ سے لگاتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو اُبلتے ہیں اور بڑے شفقت آمیز خیال پیدا ہو جاتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں بچوں کی خاطر دنیا قابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ بیشک میٹھو بھی آپ کے بچے آپ کے سبب میں محبت کے چشمہ کو جاری کرینگے آپ ان کی طفلی میں ان کی پرورش اور ان کے شباب میں ان کی تربیت کرینگے۔ آپ ان سے اُن کے باپ کا ذکر کرینگے اور اپنے موجودہ بچ و نعم کا حال کسینگے اور اُس نقصان کا ذکر کرینگے جو ان بچوں اور فرانس کی جمہوری حکومت نے امپریلر پر دایمی مفارقت پر برداشت کیا ہے۔ محبت ماورائے کے رشتہ سے اس زندگی کے تعلقات کو از سر نو اختیار کر لینے پر شاید آپ کو اُس لچھسی اور ہمدردی سے کچھ تشفی ہوگی جو میں اپنے دوست کی بیوہ کے معاملات میں ہمیشہ ظاہر کرتا رہا ہوں گا۔

فرانسیسی سپاہیوں نے اُسی طبیعت کے موافق جس میں ہر رنگ کے اختیار کر لینے کی صلاحیت تھی اور جس نے ہر ایک سبک و دل قوم کو ممتاز کیا ہے یہ دیکھ کر کہ فرانس کو واپس جانے کی سب اُمیدیں منقطع ہو گئیں اپنی معمولی بٹاشی اختیار کر لی اور سرگرمی سے پولین کی تجویزوں میں اُس ملک کی بہبودی کے لئے مصروف ہو گئے جو معلوم ہوتا تھا کہ بہت دنوں تک اُن کا وطن رہیگا۔

باب دوازدهم ملک شام کی مہم

جنرل ڈیزے کی حکومت - بحاجر کے کنارہ گشت - نپولین کے خلاف تاجداروں
جیتھ قائم ہونا - قاہرہ میں مفسدہ برپا ہونا - سائڈنی سواروں کا رسالہ - شدید
مصائب - العریش - حیص و بیص - بارش ہونے پر سپاہیوں کی خوشی -
مشورہ جنگ - بیورین کا بیان - عکا یعنی اکیڑی پر یورش - احمد پاشا کے ہمارے
خط - دبائے طاعون - کلیبر کے دستہ پر حملہ - نپولین کا جاہل پنچا - سرسٹ کے ہاتھ
کی لاپس دلانے والی بیشکس - بم کا گولہ -

اگرچہ اہرام مصر کی جنگ کے بعد نپولین مصر کا بلازم احمدتِ نویرے مالک ہو گیا
تھا تاہم باقی ماندہ بہادر ملوکوں کے تعاقب اور اُن افواج کے مقابلہ کو جن کی بابت
توقع تھی کہ انگلستان اور مصر کی نپولین کے خلاف بھیجیں گے نپولین کو بہت کچھ کرنا
باقی تھا۔ مراوبے اپنے چند ہزار ملوکوں کے ساتھ بالاسے مصر میں بھاگ گیا اور
نپولین نے جنرل ڈیزے کو دو ہزار سپاہ کے ساتھ اُس کے تعاقب میں روانہ
کیا۔ چند غریز محاربوں کے بعد جنرل ڈیزے نے آبشاروں تک بالاسے مصر کو

قبضہ کر لیا۔ پتولین کی سی رحم دلی اور مصالح ملکی کا پابند ہو کر ڈیرے اپنے رحم و انصاف کے لئے ووردور تک مشہور ہو گیا۔ اس فوجی دستہ کے ہمراہ علماء کا بھی ایک گروہ تھا اور ہر عقیدہ شیعہ اور نجیب مقام کو دیکھتا بھاتا جاتا تھا اور اُس فیہ الاموالی اور چار پھل میناروں۔ معبدوں اور مقبروں کے ٹھیک ٹھیک نقشے اتار لئے۔ جو اپنی سنسان عظمت کے ساتھ چار ہزار برس کے زمانہ کی دست درازمی کا مظہر کر چکے تھے۔ ڈیرے کی رحم دلی اور نرم لیکن زبردست حکومت کو مہر دے آج کی گھڑی تک محبت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ترکوں کی ظالم بادشاہت سے ڈیرے کی حکومت کو ہمیشہ متاثر کرتے ہیں۔

اسی آثار میں پتولین بذات خود بحراجر کے ساحل پر گیا کہ زیر تجویز نر کو بحر احرار کو بحر دوم سے ملانے والی قطعی معائنہ کرے۔ نہ ٹھکنے والی پستی و مانع سے اُس نے سونز کی بندرگاہ کے استحکام کے لئے نئی تعمیروں کا حکم دیا اور ایک جدید بحری فوج کے قیام کرنے کی تجویز کی۔ ایک دن جبکہ اُس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے خاصہ کے ہمراہی تھے وہ بحراجر کی اُس مشہور جگہ پر گیا جس کی بابت روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے وہیں سے عبور کیا تھا۔ جو اُس وقت اتر چکی تھی اور پتولین ایشیائی کھلے ہوئے میدان پر چلا گیا۔ شام کے قریب تک وہ غنیمت و نجیب خیز دیکھتا رہا اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ شام کی سرخی زائل ہو چکی تھی اور جلد تاریکی چھا گئی اور یہ چھوٹا سا گردہ راہ بھول گیا۔ جبکہ وہ ریگ کے ٹیلوں میں پریشانی سے راہ کی جستجو کر رہا تھا۔ سمندر

علاء ابوالمولیٰ۔ انگریزی میں اس کو *علاء الدین* کہتے ہیں اصل اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ایک خیالی جانور ہے جس کا چہرہ عورت کے چہرہ سے مشابہ ہے اور جسم شیرنی کے جسم کی طرح ہو لیکن منہ میں اس صورت کی سورتیں ہیں جو قد میں بہت بڑی ہیں اور قدیم زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔ ۱۲ متر

باڑھنے اُس کو آیا۔ تاریکی اور بڑھ گئی اور دم بدم بڑھتے ہوئے پانی میں گھوڑے گھبرائے ہوئے پھر نے لگے۔ اب پانی گھوڑوں کے تنگ تک آگیا اور سواروں کے پیروں میں ٹھکریں مارنے لگا۔ اہل برسر سیدہ معلوم ہوتی تھی۔

اس مسئلہ سے بھی پنولین نے انھیں حواسوں اور جلد فیصلہ کر لینے والی طبیعت کی بدولت جھٹوں نے کبھی اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا خلاصی پائی۔ یہ بڑا دروایت کا وقت تھا۔ تاہم اس تاریکی اور سمندر کی بڑھتی ہوئی موجوں میں پنولین کے استقلال کا وہی حال تھا جو اُسے سیلیپ پہنے اپنے کمرے میں حاصل تھا۔ اُس نے اپنے ہر سیلو کو دائروں میں اپنے گرد جن کا ایک ہی مرکز تھا جمع کیا اور ہر سوار کا جو دائروں کی مختلف صفوں میں تھا باہر کی جانب رخ پھیر دیا اور پھر اُس نے ہر ایک کو ایک خط مستقیم میں آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب اس آگے پیچھے چلنے والی قطار کے سب آگے والے سوار کے گھوڑے کے قدم اکٹھا جائیں اور وہ تیرے لگے تو یہ قطار فوراً واپس آئے اور اُس قطار کے پیچھے ہو جائے جس کے گھوڑوں کے قدم نہیں اکٹھا ہوئے۔

اب سواروں کے یہ نصف قطر مختلف سمتوں میں چل دیے اور یکے بعد دیگرے واپس آئے اور انجام کار یہ سب نصف قطر اسی ایک قطار کے پیچھے ہو گئے جس کے قدم ابھی تک جمے ہوئے تھے اور یہ سب سمندر کے باہر نکل آئے۔

یہ سوار آدھی رات سے قبل خشکی میں نہیں پہنچے تھے۔ اور اس تمام وقت میں وہ چھاتی چھاتی پانی میں پھرتے رہے تھے۔ اُس مقام پر جہاں یہ گروہ بھٹسا تھا بائیس مائنٹ اونچی جوار آتی ہے۔ پنولین بولا۔ ”اگر میں فرعون کی طرح اس مقام پر غرق ہو جاتا تو تمام عیسائی دنیا کے واعظوں کو میرے خلاف اپنے وعظوں میں خوب ہی خوب فخر سے چت کرنے کے موقع ملتا۔“

انگلستان نے اپنی آلو کر کی فتح سے جان تازہ پاکر یورپ کی جملہ فوج کو جمبوری

۱۵۔ ابوکر تھریس اس سمندر سے دس میل کے فاصلہ پر بندرگاہ ہے جس کو ابونیر کہتے ہیں۔ ۱۲۔ تمبرم

حکومت کے خلاف آمادہ کرنے میں دو چند سچی کی نپولین کو بڑی فکری تھی کہ قسطنطنیہ کے سلطان سے اُس کی جنگ نہ ہو۔ ملوکوں نے دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور اُس کے دل کو اس طرح سمجھا دیا تھا کہ اسے خراج پر صلح کو خرید لیا تھا نپولین نے چاہا کہ سلطان کو معمولی خراج بھیجتا رہے کہ ملوکوں کے ظالم ہاتھوں سے مصر کے ٹکٹے اور متبر ہاتھوں میں پہنچنے سے سلطنت ترکی کی عزت کم نہ ہو۔ اس پر تو سلطان بڑی کوشش نہوا کہ مصر ملوکوں کے ہاتھ سے بھگ گیا لیکن اس کو ضرور ترکی نے حسد کی نگاہ سے دیکھا کہ یورپ کی ایک فاتح قوم اُس کے سر پر سلطنت کے قریب آ پہنچی۔

نپولین کے بیڑہ کی غارتی نے نپولین کو بحر لیبیا کی حکومت سے محروم کر دیا اور انگلستان کو برتری ویدی اور انگلستان کے بحیث ترکی کو ابھارنے اور شمشیر بکف کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہ صوبہ مصر کو جو ترکی سے ملوکوں نے قبل اس کے نپولین اُسے ملوکوں سے چھینے چھین لیا تھا۔ پھر اپنے قبضہ میں لے لے۔

روس کو بھی مع اُس کی وحشی افواج کے انگلستان کے فصحا لے جنگ پر آمادہ کر دیا کہ اس مصیبت کے وقت میں وہ فرانسیسی جمہوری سلطنت پر حملہ آور ہو۔ اور فرانسیسیوں کے استیصال کو مصر پر اُس کی افواج شمال سے آ کر دستار پوشش ترکوں کی شریک ہوں۔ اپنے مشترکہ خطرہ کے وقت جو اُن کو حکومت جمہوری کی طرف سے تھا و دونوں طاقتوں نے اتفاق کر لینے میں اپنی پرانی عداوتوں اور دوسری رنجشوں کو دل سے قطعی بھلا دیا۔

آبنائے باسفرس میں ہو کر روسی بیڑہ بحر اسود سے گولڈن ہارن کو پہنچا اور قسطنطنیہ پر۔ اسکیوٹری کی پراثر ہام سڑکوں کے لاکھوں آدمیوں نے نعرے خیر مقدم بلند کئے اور توپوں کی سلامیوں کے ساتھ یہ روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کا آکر شریک ہو گیا۔

گولڈن ہارن۔ یہی وہ لہر سمندر مقام ہے جہاں شہر قسطنطنیہ آباد ہے۔ کھا ہے کہ دنیا کو سب سے خوبصورت مقاموں میں سے پہلی ایک ہے۔ (۱۱ مترجم)

جبکہ ماہ ستمبر کی مسافت دھوپ میں یہ شاندار بیڑہ سلیپ اسٹ کے خوبصورت سمندر میں
 ہو کر چلا تو فی الواقع قابل دید منظر تھا۔ یورپ اور ایشیا کے ساحلوں پر جو اس
 مشہور آبناے سے جدا ہوتے ہیں لوگوں کے بڑے گروہ جمع تھے اور یہ ہلالی
 اور صلیبی پھر پرے دوستی سے ملے جلے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ پھر یہ متحدہ جہیں
 بڑھ کر بحرِ روم میں پہنچیں کہ انگلستان کے فتح مند بیڑے سے جواب سمندر کا بلا دھجٹ
 غیرے مالک تھا جالیں۔ مذہبی عداوتیں جو سب سے زیادہ سخت ہوتی ہیں اور قومی
 محاسنین جو سب سے زیادہ زبردست ہوتی ہیں صرف اس لئے فراموش کر دی
 گئی تھیں کہ رعایا کی آزادی کے اصولوں کا دیاؤ جو سلطانِ ترکی اور زارِ روس
 دونوں کی شخصی حکومتوں کے اسٹ دینے کی وجہی دے رہا تھا متذکرہ بالا عداوتوں
 سے بھی زیادہ دشمنی سے بھرا ہوا تھا۔

سلطانِ ترکی نے بیس ہزار فوج حسینیرہ روڈس میں جمع کی تھی اور یہ فوج
 متحدہ بیڑہ کے ذریعہ سے مصر کو جانے کو تھی جہاں وہ اس بیڑہ کی توپوں کی مدد
 میں ساحلِ مصر پر اترتی اور ایک اور بڑی فوج شام میں جمع کی گئی تھی کہ
 ترکیستان کے راستہ سے مصر میں فرانسیسیوں پر بڑے اور بیڑہ کی فوج سے
 ملکر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہو۔ اور انگلستان اور بوربون خاندان کے بیچے ہو
 ایجنٹ اُس روپیے جو یورپ کے بادشاہوں سے لے کر فراہم کیا گیا تھا
 شام کے ساحل پر بڑی چستی سے لائق لائق فوجی انجنیر اور سامانِ حرب
 کے ذخیرے اتار رہے تھے۔ برٹش گورنمنٹ ہندوستان میں بھی ایک
 بڑی فوج کھڑی کر رہی تھی کہ وہ جہازوں کے ذریعہ سے بحرِ احمر میں بھیجی جاوے
 اور فرانسیسیوں پر بھیجے سے حملہ آور ہو۔ ہسٹریا۔ سارڈینیا اور نیپلس کو بھی اپنا
 شریک کر لینے میں انگلستان کا میاب ہوا کہ فرانسیسی اٹلی سے نکال دیے

جاویں اور بڑی بڑی ڈلی ول فوجوں سے فرانس پر حملہ کیا جاسے۔ پس فرانس کی ڈاکٹر کی کو اپنے وزیر اعلیٰ جنرل پنولین کے لئے کمک بھیجنے کا خیال تک محض فضول تھا۔ کیونکہ جب پنولین پر اس طرح چاروں طرف سے بے شمار فوج کی چڑھائی ہوتی تو وہ ہر آسانی دشمن کا شکار ہو سکتا تھا۔ اب یکا یک چاروں طرف سے فرانس کو خطرہ نکھیں دکھانے لگا۔

اپنے فاتح دشمن کی بربادی کی توقع سے جوش میں اگر مہادے نے ایک بڑی لمبی چوڑی سازش کا جال بچھایا۔ اور ملکوں اور ترکوں کے جہز خیر خواہوں کو اس میں شریک کر لیا اور یہ تجویز ہو کہ تمام ملک میں ایک ساعت کے اندر فرانسسی ایک ایک مار دیا جاوے یعنی یہ سازش کرنے والے اپنے نہ شہہ کرنے والے شہوت پر خیر اور تلواریں لے کر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔ لیکن اس جمع ہونے والے خطرہ کی تاریکی میں پنولین کی ذکاوت نئی خوفناک دنیا کے ساتھ درخشاں ہوئی۔

اس زمانہ میں قاہرہ میں بہت تھوڑی فوج تھی کیونکہ کسی خطرہ کا خیال نہ تھا اور فرانسسی تمام مصر میں منتشر تھے اور رفاہ عام کی تجویزوں میں مصروف تھے۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۴ء کی پانچ بجے شام کے پنولین اس خبر سے چونک پڑا کہ شہر میں بغاوت ہو چکی ہے۔ پھاٹکوں پر عرب سواروں کے غول کے غول جمع ہیں۔ اور چند افسر اور بہت سے سپاہی قتل ہو چکے ہیں۔ پنولین نے ایک معصوب کو حکم دیا کہ گارڈ کے سپاہی لے جا کر فوراً اس مفسدہ کو فرو کرے۔ لیکن تھوڑی دیر میں انھیں سپاہیوں میں سے ایک سپاہی لٹولمان واپس آیا اور خبر لایا کہ باقی سب اس کے ساتھ ہی رہ گئے۔ یہ بڑا ہی پرخطر وقت تھا۔ لیکن پنولین نے اس کا بڑے استقلال۔ برہمی اور بڑی سے مقابلہ کیا۔

فوراً گھوڑے پر سوار ہو وہ گارڈ کا ایک جزو ہمراہ لے کر اسی مقام پر پہنچا

جہاں بلوائیوں کا بہت زور تھا۔ اور فوراً پنپولین کی موجودگی کا اثر محسوس ہوا۔ گراب۔ سیل اور توپ کے گولوں نے سڑکوں پر بربادی پھیلا دی۔ خون کے دھارے بہ گئے۔ پریشانی کی حالت میں مفسدہ شہر کے نہایت آباد حصہ کی طرف بھاگے۔ اور پنپولین ملک الموت کی طرح اُن کے پیچھے ہوا اور گراب سے مار کر اُن کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اب انتہائے پریشانی سے گردہ کے گردہ بے دم بدحواس مسجدوں میں جا کر پناہ گیر ہوئے۔ لیکن توپ کے گولوں نے مسجدوں کا ڈھیر کر دیا اور آگ لگا دی اور اندر کے مصیبت زدہ آدمی جل کر راکھ ہو گئے۔ پنپولین کے شعلے لیکن خطرناک انتقام نے جو اُس نے فرانسیسیوں کے قاتلوں سے لیا مصر میں لپکا پھیلا دی۔

پنپولین کی یہ زبان انتقام بڑی خوفناکی کے ساتھ فصیح تھی۔ وہ سنی گئی اور اُس کی توجہ ہوئی اور اُس نے وہ مقصد پورا کر دیا جس کی غرض سے وہ بولی گئی تھی اسلئے کہ نہ پھر ترکوں نے اور نہ عربوں نے پنپولین خلاف خفیہ تلوار اٹھانے کی جرات کی۔ مصر میں زبردست فاتح کے سحر کا اثر محسوس ہوا اور ملک میں خاموشی رہی۔ اور اب پنپولین نے انگلستان ٹرکی اور روس کی مجتمع طاقتوں کے مقابلہ کی تیاری کی۔ پنپولین کا قول تھا ”میرے سپاہی میرے بچے ہیں۔“

تیس ہزار فرانسیسیوں کی جانیں اُس کی حفاظت میں تھیں۔ اگر بے رحم ترکوں پر اس وقت رحم کیا جاتا تو کمزوری پر محمول کیا جاتا۔ اور پنپولین اور اُس کے سپاہی کی ہڈیوں سے ساحل فوراً سفید ہو جاتا۔ جنگ تو سترنا پاؤں زری اور ظلم کا نظام ہے اور اُس کی پوری تکمیل کے لئے نہایت کروہ تفصیلوں کی ضرورت ہے ہم کے گئے محبت سے نہیں پھینکے جاتے۔ رسالوں کے دھارے حلیم اور برباد طبعیت کے ساتھ نہیں ہوتے۔ سرخ انگاری سے گولے جو محصور شہر میں گرتے ہیں بھلا ممکن ہے کہ

شیرخوار بچوں کے گواروں اور جاں لب لڑکیوں کے بستر رنج سے اُن کا رخ پھیرا جاسکے اور دنیا میں ہی تماشے ہوتے رہیں گے جب تک دنیا کی قومیں جنگ کا قطعی ترک کرنا نہ سیکھ جائیں گے۔

مشرق جزیری ششماخ میں نپولین کے پاس خبر آئی کہ شام کی فوج کے ہراول نے زبردست ٹوپ خانوں کے ساتھ جوا انگلستان نے مہیا کئے تھے مصر پر چڑھائی کر دی اور وہ شام کے بڑے رگستان کے کنارے پہنچا۔ اور اعلیش کو لے لیا۔ نپولین نے سرعت باد کی مانند اس رگستان کو عبور کر کے شام کی حرکت پر مشدستی کرنے کا غم بالآخر کم کر لیا کہ دشمن پر بے خبری کے عالم میں چڑھ کر اور بیشتر اس سے کہ یہ فوج روڈس کی فوج سے ملکر یورپی طاقت حاصل کرے اُسے کا ٹکڑا کر کے کر دے۔

نپولین نے ارادہ کیا کہ وہ لبنان کے عیسائیوں کو اپنے جھنڈے کا شریک کرے اور شام کی جملہ عیسائی قوموں کو اپنا طہذاربنا لے جو اُس کی آمد کا بڑے تر دوسے انتظار کر رہی تھیں اور دولت عثمانیہ سے رشتہ دوستی پیدا کر کے ایک لاکھ فوج کے ساتھ اُن کے ملک کو عبور کرے اور ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکال دے اور چونکہ انگلستان لاکھام سمندر کا مالک تھا پس جمہوری فرانس کے لئے ہندوستان ہی وہ مقام تھا جہاں وہ انگلستان اپنے بپرو دشمن پر حملہ کر سکتی تھی۔ جب نپولین اُس اقتدار اور سلطنت کا جو اُس کے خیال کے سامنے پیدا ہوتے تھے خیال کرتا تھا تو خدا معلوم اُس کے خیال کہاں کہاں پہنچتے تھے۔

ایسی بڑی مہم کی تکمیل کے لئے یہ جاہ طلب جنرل صرف دس ہزار فوج کے ساتھ رگستان چھوڑ کر لے کر روانہ ہوا۔ جو ٹو بڑھ سبیل عریض تھا اور افریقہ کو ایشیا

سے جدا کرتا تھا۔ تمام شام والے۔ احمد المصطفیٰ بقصاب پر اس کی ہونا ک بھری
 کی وجہ سے نفربین کرتے تھے۔ پنولین کے پاس عیسائی قوموں کے وکیل اکرا التجا
 کر چکے تھے کہ وہ آکر ان کو غیر قابل برواست ظلم سے رہائی دے۔ اور اس کو
 یقین دلایا تھا کہ وہ اس کی شکست کو تیار ہیں۔ انگیزیوں نے پنولین کے خیال
 شام کی جانب سے پھیر دینے کے لئے اسکندریہ پر گورہ باری شہر دعو کر دی
 لیکن پنولین ان کے بیکا مقصد کو سمجھ گیا اور کچھ پروانہ کی۔ پنولین نے ایک نئی قسم
 کی فوج تیار کی تھی جو سائڈنی سواروں کے رسالے تھے۔ ہر ایک سائڈنی پردو
 سوار آگے پیچھے سوار ہوتے تھے اور ان سائڈنیوں کے تحمل اور طاقت کا یہ
 حال تھا کہ دو سوار لے کر بے آب و دانہ اور بغیر آرام کئے نوے میل جا سکتی تھیں
 پنولین نے یہ رسالے اس لئے قائم کئے تھے کہ عرب قزاقوں کا تعاقب کیا
 کریں جن کے خوفناک حرامی غول مصر کے لئے ایک بلا تھے۔ ان قزاقوں پر
 ایسے خوفناک تعاقب کرنے والوں سے خوف چھا گیا تھا پنولین خود بھی ایک
 سائڈنی پر سوار تھا۔

دس ہزار سپاہیوں کی فوج اس کے توپ خانوں۔ سامان حرب
 اور گھوڑوں کو ایسے بظاہر ناپید اکنار ریگ رواں کے رگستان کے درمیان
 لیجانا بڑی بڑی مصیبتوں کا باعث ہوا۔ سپاہیوں کی مایوسی کم کرنے کو پنولین
 استقلال کے ساتھ کیسی ہی مصیبت کا وقت کیوں نہ ہو بڑی جوانمردی سے
 پیدل ہو لیتا اور ادنیٰ ادنیٰ سپاہیوں کے ساتھ چلتی ہوئی ریگ پر پیدل
 چلتا اور اس کی مصیبت میں شریک ہوتا۔ اس مایوسی سے بھر دینے والے
 رگستان کو عبور کرنے میں پانچ دن صرف ہوئے فوج کے لئے مشکوں میں
 پانی ساتھ لیا گیا تھا اکثر انتہائے مایوسی میں سپاہی جن کا پیاس سے دم

کھٹکا ہوتا تھا ہمت ہار جاتے تھے لیکن پتیلین کے پہنچنے ہی اُن میں جانِ تازہ اور توانائی آجاتی تھی اور یہ سپاہی جب اپنے نوجوان - دُبلے پٹے جنرل کو جس کی صحت میں سخت دستورِ واقع ہو گیا تھا اپنے ساتھ پیرل چلتے ہوئے دیکھتے تھے اور اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں میں خوشی سے شریک پاتے تھے تو اُن کو شکایت کرنے سے شرم آجاتی تھی۔

اس جلتے ہوئے ریگستان کی گرمی جو صاف آسمان کی دھوپ کی حرارت سے تپتا رہتا تھا غیر قابلِ برداشت تھی ایک ایسے موقع پر جبکہ حرارت آفتاب کی شدت سے پتیلین کا دم رُک جانے کے قریب ہو گیا تھا فوج کا ایک اُقتادہ عمارت کے قریب سے گزر ہوا اور ایک سپاہی نے ایک ٹوٹے ہوئے ستون کا ذرا سا سایہ تلاش کر کے پتیلین کو بتایا جس میں پتیلین نے چند ساعت اپنے سر کو پناہ دی۔ اس پر پتیلین نے کہا کہ ”اس سپاہی کی یہ غنا ذرا سی عنایت نہ تھی“ ایک اور موقع پر سپاہیوں کی ایک جماعت رگ کے ٹیلوں میں راستہ بھول گئی اور قریب رگ ہو گئی۔ پتیلین نے اپنے ساتھ سائڈ نیوں پر چند عرب لئے اور اُن کی تلاش میں ردانہ ہوا۔ اور جب ان سپاہیوں کو پایا تو کیا دیکھتا ہے کہ پیاس - ماندگی اور مایوسی سے اُن کی جان لبوں پر آ رہی ہے۔ ان میں سے بعض نوجوان سپاہیوں نے شدتِ بدحواسی میں اپنی بندوقوں کو توڑ کر پھینک دیا تھا اپنے محبوب جنرل کو دیکھتے ہی ان مایوس سپاہیوں میں جانِ تازہ آگئی اور اُن کے ہوش بجا ہونے لگے پتیلین نے اُن سے کہا مت گھبراؤ۔ پانی اور کھانا قریب ہے“ اور پھر اُن سے کہا۔ ”لیکن اگر تم کو امداد و فرا اور زباوہ دیر میں پہنچتی تو کیا تمھارا اس وجہ سے شاک ہونا اور ہمت ہار جانا قابلِ معافی ہو سکتا تھا؟ نہیں! اے شیر مرد! برد

کے ساتھ مرنا سیکھو۔

پانچ دن کے کوچ کے بعد پنولین العریش جا پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا مستحکم قلعہ دارقصبہ ہے اور اس کو بھی اسی جوہر و قلعہ سی نے جس سے سارا ملک شام پامال تھا بہ صورت اور مفلس کر دیا تھا۔ العریش مصر کی حدود میں تھا۔ ترکوں نے اسے لے لیا تھا۔ اور یہاں بہت ساحری سامان جمع کیا تھا۔ آدھی رات کو پنولین العریش کی فصیلوں کے نیچے پہنچا۔ اور ترک جن کو خیال بھی نہ تھا کہ کوئی دشمن قریب ہے پنولین کے توپ خانوں کی گرج سے جن کے گولے دیواروں کو ہلارہے تھے اور چھتوں کو ڈھارہے تھے بیدار ہوئے ترک فوراً اپنی توپوں پر پہنچے اور فصیلوں کی آڑ سے اپنی جانی مانی سجاوحت کے ساتھ لڑنا شروع کیا لیکن تھوڑی دیر کی خونریز لڑائی کے بعد ترک پس پا ہوئے اور پریشانی سے بھاگے۔

شتر کی فوج جو قریب دو ہزار کے تھی قید کر لی گئی۔ لیکن پنولین سخت جھنجھٹ میں تھا کہ ان قیدیوں کا وہ کیا کرے۔ اُس کے پاس صرف دس ہزار سپاہ تھی جس سے اُسے سلطان ترکی کی پوری طاقت کا جس کی کمک کو انگلستان اور روس کے بڑے موجود تھے مقابلہ کرنا تھا اور اُس کے لشکر میں کھانے کی اس قدر قلت تھی کہ یومیہ راشن سپاہیوں کو بہ وقت پہنچایا جاتا تھا۔ ان قیدیوں کو وہ اپنے ہمراہ بھی نہ رکھ سکتا تھا کیونکہ وہ اُس سب کچھ کھانے کو جس کی خود پنولین کی فوج کو حاجت تھی کھا لیتے پھر ان کی حفاظت کے لئے ایک زبردست گارڈ کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن فرانسیسی فوج عینم کے مقابلہ میں اس قدر تھوڑی تھی کہ ایک سپاہی بھی چاق و چست خدمات سے بجا یا نہیں جاسکتا تھا۔ جنگ کے خطرناک موقع پر ممکن تھا کہ یہ قیدی بغاوت کر بیٹھتے اور اس طرح شاید ساری

فرانسیسی فوج کی بربادی کا باعث ہوتے پس ان قیدیوں کو لشکر میں رکھنے کا تو خیال بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ یہ بات بھی خطرناک تھی کہ اُن کے ہتھیار لے کر اُن کے قول و قسم پر اُن کو ہار دیا جاتا کیونکہ وحشی ترکوں میں غیرت کا کچھ پاس و لحاظ نہ تھا۔ کافروں کے ساتھ اپنے قول و قسم پر قائم رہنے کے خیال پر وہ ہنستے تھے۔

ترکی فوج کے وہ سب قریب والے حصہ سے جا ملتے اور اُس کی تعداد کو ایک تلوہ دیے ہی بڑی تھی اور بھی بڑھا دیتے اور اگر نیپولین کی پوری ہزیمت کا باعث نہ ہوتے تو اُس کی فوج کے بہت سے سپاہیوں کی اُتلافِ جان کا تو ضرور ہی سبب ہوتے۔ یہ بھی نہوسکتا تھا کہ اُن کو سامانِ خوراک دیکر اور ایک گارٹو ساتھ کر کے رگیستانِ پارمصر میں بھیج دیا جاتا۔ اُن کو بے رحمی سے قتل کر دینا انست کے خلاف تھا۔ مگر نہیں نیپولین نے بڑی فیاضی سے یہی ارادہ کیا کہ اُن سے اس بات کا قول و قسم لے کر کہ وہ اُس کے خلاف پھر نہ جنگ کریں گے اُنھیں رہا کر دے۔ پھر قول و قسم پر قائم رہنے ہیں اُن کی امداد کرنے کو اُس نے اپنی فوج کا ایک دستہ ایک منزل تک اُن کے ہمراہ بھیجا اور اُن کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا جہاں جانے کا اُنھوں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی کہ فرانسیسی گارٹو نے پشت پھیری یہ سپاہی تو تعداد میں ایک اور دو ہزار کے درمیان تھے اپنے قریب خوردہ و شمنوں کی سادہ لوحی پر ہنستے ہوئے جافہ (یافہ) کے قلعہ کو چلتے ہوئے لیکن نیپولین وہ شخص نہ تھا جس پر کوئی ہنستا۔ کیونکہ بہت جلد ان سپاہیوں کی یہ خوشی داویلا سے مبدل ہو گئی۔ یہ سپاہی یافہ میں جا کر احمد قصاب کی قواعد و فوج میں جا ملے۔ ان سپاہیوں کو اس خوشخوار پاشا نے پھر مسلح کیا اور اپنی فوج کی اگلی صفوں میں جگہ دی کہ نیپولین کی چھوٹی سی جماعت پر گولیوں کا مینہ برسائے العیشِ مصر میں رہے اور اُن سکیں میناروں کی قطار سے جو ایشیا اور افریقہ

کی حدود پر میں اٹھارہ میل ہے۔ پنولین نے اب ایک بیابان اور ویران ملک میں کوچ شروع کیا۔ ڈیڑھ سو میل کا رگستان عبور کرنے کے بعد ملک کی حالت تبدیل ہوئی۔ آسمان پر جو اب تک صاف گرمی سے بختا ہوا تھا بجائے رات کے سہرے دیکھنے سے سپاہی شاد و ماں ہوئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے جو ریگ رواں اور برہنہ چٹانوں کو دیکھتے دیکھتے تھک گئی تھیں پھولوں سے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے دامان کوہ۔ داویاں۔ زیتوں کے باغات اور سبز جنگل خوابِ طلسم کی مثل نظر آ رہے تھے۔ رگستان کے اس سفر کا پنولین نے اکثر اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اُس کے دل کے لئے یہ منظر پُر استغنیٰ دینے والا تھا۔ اُس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے رگستان میں سفر کیا ہو اور میرے قلب میں بڑا زبردست جوش نہ پیدا ہوا ہو۔ میرے خیال کے نزدیک یہ بیابانی کی تصویر تھی جس کی کوئی حد ہی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اُس کی ابتدا تھی نہ اُس کی انتہا تھی۔ انسان کے قدموں کے لئے وہ بحرِ اعظم تھا۔ جس وقت شام کے کوہستان میں فوج پہنچی آسمان بادلوں سے تاریک ہو گیا اور جب مینہ کے قطرے گرنا شروع ہوئے اور یہ وہ منظر تھا جو سپاہیوں نے مہینوں سے نہیں دیکھا تھا۔ تو سپاہیوں میں بڑی خوشی کا جوش برپا ہو گیا اور تمام لشکر میں شور مچ گیا اور جب تا شا نظر آتا تھا یعنی سپاہی منہ پھیلا پھیلا کر مینہ کے قطرے اپنے منہ میں لیتے تھے اور اپنے جھلسے ہوئے خشک ہونٹوں کو تر کرتے تھے۔

لیکن جب شب تاریک آئی اور شبِ بامشی کے لئے وہ بھگی شرابور و رویاں اپنے برستے ہوئے مینہ میں گیلی زمین پر لیٹے تو وہ مصر کا بے ابر و بارش ملک اور صاف تاروں بھرا آسمان یاد کرنے لگے۔ چند روز کی مسافت کے بعد وہ غارِ پونچے اور ہیاں ترکی فوج کے ایک اور جزو سے مقابلہ ہوا۔ اگرچہ اُس کا

سردار خود احمد خوجوڑ تھا تاہم ایک گھنٹہ کے اندر فرانسیسیوں کے زور کے جاسکتے
والے حملہ کے مقابلہ میں ترک منتشر ہو گئے اور جگہ ساہان حرب جو اُس مقام پر جمع تھا
فتحخندوں کے ہاتھ لگا۔ لیکن اس قسمت آزاگرد کے گرد مصیبت جلد جلد جمع ہو رہی
تھی۔

اس نہ ٹھکنے والے دلی فاتح کی ترقی روکنے کو انگلستان اپنے ناقص بڑے سے
فوجیں۔ ساہان حرب۔ تو بچانے اور یورپ کے انجینئر ساحل پرتا مار ہاتھ اور رو
اور ترکی بڑے ساحل پر بند لا رہے تھے کہ ان حربی سٹاؤں کو جو اسکندریہ سے
نیپولین کو بھیجے جاسکتے تھے راستہ ہی میں روک لیں۔ دمشق میں ترکوں کی
تیس ہزار سپاہ قواعد میں مصروف تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں قسم کی
سپاہ تھی۔ بیس ہزار فوج جزیرہ رودوس میں جمع تھی۔ شام کی جگہ گھاریوں
سے دستار پوش مسلمان اپنی جھلکتی ہوئی تنواریں لئے ان خاصانہ فوجوں کی
تعداد بڑھانے کو جو بظاہر نیپولین کو براہ کرنے کے لئے مہیا کافی تھیں چلے آ رہے
تھے۔ لیکن نیپولین اب بھی بڑی بڑی سے سرعت کے ساتھ اپنے دشمنوں
میں گھس چلا گیا۔ ۳۔ پاریس کو قاہرہ چھوڑنے سے ۲۳ دن بعد نیپولین یاق پونچپ
یہ مقام جس میں کثرت سے فوج جمع تھی ایک مضبوط شہر سپاہ سے جس پر برج
بنے ہوئے تھے محصور تھا۔ نیپولین کے پاس بھاری تلخ شکن توپیں تھیں
کیونکہ ان بھاری توپوں کا ریگستان میں کھینچنا غیر ممکن تھا لیکن اُس نے
حکم دیا تھا کہ تھوڑی بھاری توپیں چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سے اُسے
اسکندریہ سے بھیج دیئے جاویں کیونکہ یہ چھوٹے جہاز ساحل سے ملے ہوئے
چل سکتے تھے مگر نیپولین کی ان توپوں کو انگریزی نگراں جہازوں نے راہ
میں گرفتار کر لیا۔

لیکن ایک ساعت بھی ضائع نہ کی جاسکتی تھی۔ محیط وائرہ کے ہر نقطہ سے جس کامرکز پینلین کا چھوٹا گروہ تھا دشمن اس کے مقابلہ کو چلے آ رہے تھے۔ ان جہازوں سے سمندر سفید ہو رہا تھا اور ان کی فوج کے گھنے کالموں کے قدموں کی آواز سے زمین دہل رہی تھی۔ اگر کوئی امید تھی تو اسی میں تھی کہ پینلین بہت جلد نقل و حرکت کرتا کہ ان سب فوجوں کے جمع ہونے سے قبل ان کو الگ الگ شکست دیدیتا۔ پینلین نے اپنے ملے توپ خانوں سے یا فہ کی فسیل میں ایک شگاف کر دیا اور پھر اس غرض سے کہ خونریزی نہ ہو اس نے یا فہ کے کمانڈر کو پیغام بھیجا کہ وہ اطاعت قبول کر لے لیکن وحشی ترکوں نے جنھیں شائستہ قواعد جنگ کی اصلا پر وہ نہ تھی پچارہ پیغامبر کا سر تسلیم کر دیا اور اس خوفناک خون آلودہ سرکوبج پر ایک ہلی سے آویزاں کر دیا۔ گویا یہ دلیل تھی کہ یا فہ والے مقابلہ کریں گے۔

پرنیٹ فرانسسی سپاہیوں نے حیرت انگیز شجاعت سے شگاف چرملہ کر کے سخت انتقام لیا اس میں فرانسیسیوں کا سخت نقصان ہوا اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے لیکن حو آوروں کے عصہ کو کوئی چیز نہ روک سکی کیونکہ آہستگی کے قتل کے بدلے پر انھیں سخت طیش تھا۔ یا فہ کے کوچوں میں گھنٹوں قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا اور اگر شیطاؤں میں بھی جہنم کے درمیان جنگ ہوتی تو اس جنگ سے سہقت نہ لیجا سکتی تھی۔ وینا میں اس سے زیادہ کوئی منظر خوفناک نہیں ہوتا جیسا کہ کسی شہر کو ہلہ کر کے فتح کیا جائے فوجوں میں عام قاعدہ ہے کہ سب سے زیادہ او باش آدمی جمع رہتے ہیں اور اس بات کے خیال سے کہ ایک آباد شہر میں مکاؤں کے اندر دس ہزار پر غضب شیطاں گھس پڑیں تصور بھی تو خوف سے جھجک جاتا ہے۔

پنولین اُن حرکات سے جو شہر میں واقع ہو رہی تھیں ڈر گیا۔ اور سپاہیوں کا غصہ فرو کرنے کو اُس نے دو افسر بھیجے کہ فوراً اس قتل عام کو روکیں۔ سپاہیوں نے اس رحم بھرے ہوئے حکم پر عمل کیا اور وہ ایک بڑی عمارت کی طرف بڑھے جہاں غنیم کی سپاہ کے ایک جزو نے پناہ لی تھی اور جب وہ دیرپوں سے نظر آتے تھے سپاہی اُن کے گولیاں مارتے تھے۔ پھر وراڑوں کو گولوں سے توڑ کر مکان میں آگ لگا دی کہ سب جل کر خاکستر ہو جائیں۔ لیکن یہ ترک سپاہی بھی بڑا جی توڑ کر لڑے لیکن اتفاق سے یہ وہی سپاہی تھے جنہوں نے العریش میں پنولین کی اطاعت قبول کر کے اُس سے قول و قسم کیا تھا اور اپنے معاہدہ کو توڑ ڈالا تھا اور اب اُنہوں نے پھر اطاعت کرنا چاہی بشرطیکہ اُن کی جان بخشی کی جائے۔ پنولین کے بھیجے ہوئے افسروں نے بڑی کوشش سے مجنوں سپاہیوں کے غصہ سے ان کو بچایا اور قریب دو ہزار کے قیدی بنا کر وہ فرانسیسی کیمپوں لے گئے۔

پنولین اپنے خیمہ کے سامنے ٹہل رہا تھا اور اُس نے اس گردہ کو اتلے ہوئے دیکھا اور وہ سب خوفناک معاملہ جو میں آنے والا تھا اُس کی نگاہ کے سامنے پھر گیا اُس کا چہرہ اتر گیا اور وہ بڑے عنناک لہجہ میں کہنے لگا: اُن کو میرے سامنے کس غرض سے لائے ہو۔ کیا ان کے واسطے میرے پاس کھانا دھرا ہے۔ یا میرے پاس جہاز ہیں کہ میں انہیں مصر بھیج دوں۔ آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟ اس پر دونوں افسروں نے یہ عند کیا کہ ”ہم نے ان کو صرف اس لئے قید کیا کہ آپ نے ہمیں قتل و خونریزی بند کرنے کو بھیجا تھا۔“ پنولین نے تا سَف سے جواب دیا: ہاں۔ ہاں۔ میں نے تم کو بھیجا تھا اور میرا تو اسی قدر مشتاق تھا کہ بچوں۔ عورتوں۔ اور اُن شخصوں کو جو صلح پسند ہیں اور جنگ نہیں کرتے قتل ہونے سے بچاؤ۔ لیکن مسلح سپاہیوں سے میری مراد نہ تھی۔ تمہارا فرض تھا کہ تم مارے گئے ہوتے اور ان

ہستوں کو سیرے پاس نہ لائے ہوئے۔ اب تجھیں بتاؤ کہ میں ان کا کیا کروں۔
 ان قیدیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کو پولین کے حینہ میں جنگی کونسل ہوئی۔
 بہت دیر تک کونسل ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور کونسل دوسرے دن کے لئے
 ملتوی کر دی گئی۔ دوسرے دن پھر کونسل ہوئی اور رنج کے جملہ افسر طلب کئے گئے
 گھنٹوں مہر ان کونسل نے بڑے تردد سے مشورہ کیا اور وہ بڑی صدق دلی سے
 چاہتے تھے کہ کوئی ایسی تجویز نہ نکلے کہ ان کجنت اسیروں کی جان بچ جائے لیکن آخر
 سپاہی سخت شاک کی اور فریادی تھے کہ ان کا قلیل کھانا ان قیدیوں کو دیا جا رہا تھا
 اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہر گز رہا نہ کئے جاویں کیونکہ انھوں نے اپنے قول قسم کو توڑا
 تھا اور بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کی ہلاکت کا باعث ہوئے تھے۔

جنرل بان *General Ban* نے کونسل میں بیان کیا کہ سپاہیوں
 میں اس قدر سخت ناراضی پھیلی ہوئی ہے کہ اگر ان قیدیوں کی بابت فوراً کوئی تجویز نہ ہو
 تو فوج میں مفسدہ کا سخت اندیشہ ہے، لیکن اس پر بھی کونسل ملتوی ہوئی اور تیسرا
 دن آیا لیکن اب تک ان اسیروں کی جانوں کے مفید کوئی بات قرار نہ پائی
 تھی۔ پولین اس موقع پر بڑے تردد سے غور کرتا تھا اور خلافت امید توقع کرتا تھا
 کہ کوئی فرانسیسی جہاز نظر آجائے کہ وہ اس بار سے سبکدوش ہو جائے۔ لیکن مصیبت
 بڑھتی گئی۔ شکایتوں کی آواز زیادہ بلند ہو گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ فوج میں بغاوت
 کا خطرہ واقعی اور ہر سرسیدہ تھا اور جتنی دیر ہوتی جاتی تھی خطرہ بڑھتا چلا جا رہا
 تھا۔ ان قیدیوں کا اب زیادہ عرصہ تک کیمپ میں رکھا جانا غیر ممکن تھا اور ان کو رہا
 کر دینا گویا احمد قصاب کی فوج میں اسی قدر تعداد سپاہ اپنے ہاتھوں سے
 بڑھاتا تھا اور اس سے شاید پولین کو کافی ہزیمیت ہوتی اور اس کی ساری فوج
 برباد ہو جاتی۔

ترک کبھی قیدی کو زندہ نہ رکھتے تھے اور جب کبھی کوئی اون کے ہاتھ پڑ جاتا تھا بڑی خوفناک ایذاؤں کے ساتھ مارا جاتا تھا۔ کونسل نے آخر کار یک زبان ہو کر تجویز کیا کہ یہ قیدی ضرور قتل ہونا چاہئے۔ نپولین نے نہایت ہی مجبوری سے اس مسلک حکم بردار دستخط کئے اور یہ جماعت پالوسی کے سناٹے میں نہایت مضبوطی سے پانچواں سمندر کے کنارے ریگہ کے ٹیلوں پر بھیجی گئی اور وہاں چھوٹے چھوٹے ریلوں میں تقسیم کی گئی اور متواتر بندوقوں کی بارشوں سے مارا کر ڈھیر کر دیے گئے۔ یہ ہولناک تماشہ جلد ختم ہو گیا اور سب قیدی موت کی خواب گراں میں خاموش ہو گئے۔ ان کی ہڈیوں کا توڑہ ریگستان میں اب تک موجود ہے اور خطرات جنگ کی ہولناکیاں یادگار ہے۔

فیصل نپولین کے چال چلن پر نہایت ہی سیاہ و سہ خیاں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ بات قرین القیاس ہے کہ ہم اس کی صفائی کو نپولین کے لفظوں میں پیش کریں نپولین نے سینٹ ہلینا میں کاسینے ہزار بارہ سو قیدیوں کو گولی سے مار دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔ شہر یافہ کے قلعہ کی فوج میں بہت سے ایسے ترک سپاہی پائے گئے جن کو چند سے قبل سینے العرش میں گرفتار کیا تھا اور بغداد کو بھیجا یا تھا کیونکہ انھوں نے مجھ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ایک برس تک وہ میرے مقابلہ میں جنگ نہ کریں گے۔ مینے ان کو چھتیس میل تک اپنی فوج کے ایک دستہ کے ہمراہ بغداد کے رستہ پر پہنچا دیا تھا۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ بغداد کو چلے جاویں وہ یافہ میں داخل ہو گئے اور شہر کی حفاظت میں آخر دم تک جنگ کرنے رہے اور میرے بہت سے بہادر سپاہیوں کو قتل کیا۔ اس کے سوا میں نے یافہ پر ہتھ کرنے سے قبل ان کے پاس صلح کا جھنڈا بھیجا تھا لیکن چند ہی عرصت میں مینے کیا دیکھا کہ میرے پیغامبر کا تفصیل پر ایک بتی سے آویزاں ہے۔ آ۔

اگر میں اُن کو دوبارہ رہا کر دیتا یا اپنی سپاہ کا ایک جزو اُن کے ہمراہ کر کے تھوڑے فاصلہ تک اُن کو بھیج بھی دیتا تو کیا نتیجہ ہوتا۔ یہی نتیجہ ہوتا کہ یہ جا کر اِکری (عکرا) میں داخل ہو جاتے اور دوبارہ وہی مزہ چکھاتے جو ایفہ میں چکھایا تھا۔

اپنے سپاہیوں کی جانوں کے ساتھ انصاف کرنے میں جیسا ہر جنرل کو چاہئے کہ اپنے کو اپنے سپاہیوں کا پدر مرہبان خیال کرے اور سپاہیوں کو اپنا تحت جگر سمجھے مینے اس مزہ کو دوبارہ چکھنا نہ چاہا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ ان قیدیوں کے لئے میں اپنی فوج کا ایک جزو اس خیال سے کہ یہ قیدی پہلے معاہدہ شکنی کر چکے تھے بطور گارڈ کے مخصوص کر دیتا۔ اس وجہ یہ تھی کہ میری فوج کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور اس میں شک نہیں کہ سوائے اُس تجویز کے جس پر میں نے عمل کیا اگر میں کسی اور تجویز پر عمل کرتا تو یقینی تھا کہ میری ساری فوج برباد ہو جاتی۔ پس میں نے حقوق جنگ سے فائدہ اٹھا کر جن سے یہ اختیار حاصل ہے کہ ایسے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے جیسے کہ میں نے گرفتار کئے تھے حکم دیا کہ یہ قیدی جنھوں نے اِطاعت اختیار کرنے کے بجائے مقابلہ کیا تھا اور میرے خلاف مسلح پائے گئے تھے جنت کئے جاویں اور گولی سے مار دیئے جاویں۔ اور اس میں میں نے اُس استحقاق سے کام نہیں لیا کہ شہر کو میں نے ہلہ کر کے فتح کیا تھا اور مجھے ترکوں سے انتقام لینا واجب تھا۔ شناخت کے بعد بہت سے ایسے قیدی تھے جن کو میں نے رہا کر دیا۔ اگر یہی حالات پھر پیش آئے تو کل ہی کرنے کو میں پھرتیا رہوں ہی و لیکن یا دوسرا جنرل کریگا جو انھیں حالات میں فوج کا سپہ سالار ہو گا۔

یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ آنے والی نسلیں اس مقدمہ میں کیا فیصلہ دیں گی لیکن بسا کوئی شخص نہیں ہے جو اس فعل سے پولین کی سرشت میں ماورزا و ظلم پسندی کا اظہار ثابت کر سکے۔ اس فعل کو پولین نے جنگ کی ضروریات میں سے ایک اشد

ضرورت خیال کیا۔ نظام جنگ جس شے کا نام ہے وہ تو سرتاپا ہول ہے۔ جاکوڑ ہے کہ ہم کئے گئے شہروں میں کس غرض سے برساے جاتے ہیں؟ اسی غرض سے برساے جاتے ہیں کہ دوشیزہ لڑکیوں کے کمروں اور شیرخوار بچوں کے گھوڑوں میں پھٹیں اور بے کس و بے گناہوں کی اتفاقیہ بربادی کا اس میں کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا جنگ کے لئے تو بڑی قابلِ نفرت خونریزیاں لازمی اور ضروری ہیں۔ یہ کہنا کہ نپولین کو ان قیدیوں کو قتل نہ کرنا چاہئے ہوتا تو کیا یہ کہنا ہے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو جانا اور خود اپنی فوج کو ترکوں کی شفقت بھری مہربانی کے حوالہ کر دینا اور انگلستان۔ اسٹریا اور روس کو اجازت دیدینا کہ غلامی سے آزاد کی ہوئی فرانسیسی قوم پر مکروہ اور بون خاندان کی حکومت کو پھر جبریہ قائم کر دیں۔ انگلستان فرانس کے شہروں پر گولے برسا رہا تھا کہ ایک ملعون اور نفرت کئے گئے باؤشا کو پھت نشین کرنے میں ایک مغرور قوم کو مجبور کرے۔ فرانسیسی اپنے حفاظت میں میں ہندوستان پر یورش کر کے جہاں سے انگلستان پر حملہ ہو سکتا تھا اپنے زبردست دشمن کے حملہ کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور یقینی اس جنگ کی جو ابھی حملہ آوروں کے ذمہ ہے فرانسیسیوں کے ذمہ نہیں ہے جن چرملہ ہو رہا تھا۔

برٹش پارلیمنٹ اور تمام قوم انگریزی میں ایک زبردست فرتقی تھی جو اصلاح اور رعایا کی آزادی کی حامی تھی اور اس جنگ میں اُس کو فرانسیسیوں سے پوری ہمدردی تھی اور یہ فرتقی بڑی صدق دلی سے اس جنگ کے خلاف تھی جس کو وہ معاملات ملکی اور بین الاقوامی کے خلاف خیال کرتی تھی لیکن بادشاہ اور امراء و اعیانہ رہے۔ اور چونکہ فرانسیسی اُن کے تحکم کی تعمیل میں عاجزی سے گردن نہ جھکاتے تھے بس ساری دنیا میں خون کا طوفان برپا ہو گیا تھا ایلین

صاحب فرماتے ہیں: یہ بات سب سے آسان تھی کہ ان قیدیوں کے ہتھیار لے لئے جاتے اور ان کو چھوڑ دیا جاتا۔ یہ اسے ایسے ممتاز اور فصیح مورخ کے جیسے ایسٹن منہ سے نکلا صاحب میں شایاں نہیں ہے اس کے تو صرف یہی معنی ہیں کہ فرانسیسی جنگ سے دست برداری کر لیتے اور انگلستان کے مطیع ہو جاتے اس موقع پر یہ اسے دینا البتہ زیبا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی بات آسان نہ تھی کہ انگلستان فرانس کو اجازت دیدنیا کہ اپنی حکومت کی وضع کو فرانس خود انتخاب کر لے۔ لیکن بھلا انگلستان اس کو کیونکر گوارا کر سکتا تھا۔ اگر انگلستان ایسا کرتا تو انقلاب کے بھونچال سے انگلستان کے بادشاہ کا تخت اور اس کے امراء کے ایوان الٹ نہ جاتے۔ وائے ہر حال حضرت انسان!

یورپین نے جس کو نیپولین نے عہدہ سکریٹری سے معزول کر دیا تھا اور اب وہ اپنے اقلے سابق نیپولین کا مخالف ہو گیا تھا اور لوی سپجہم (بادشاہ فرانس) کا وزیر ہو گیا تھا اور اس کی خوشامد میں لگا ہوا تھا یورپ کے تاجداروں کے اس بڑے رقیب یعنی نیپولین کا بڑی چلانے والی تلخی سے کارنامہ لکھا اور ان قیدیوں کے قتل کے متعلق وہ اپنے بیان کو ان لفظوں سے ختم کرتا ہے: ”میں نے صحیح لکھا اور سب سچ لکھا۔ میں نے جملہ مشوروں اور بحثوں میں مدد دی تھی۔ گویہ امر واقعی ہے کہ مجھ کو مباحثوں میں کوئی باختیار اسے زنی کا مجاز نہ تھا لیکن یہ بات میں راست راست کہتا ہوں کہ اگر مجھے اسے دینے کا مجاز ہوتا تو میں ان قیدیوں کے قتل ہی کئے جلنے کی اسے دیتا۔ مباحثوں کے نتیجے اور فوج کے حالات مجھے قتل ہی کی اسے دینے پر مجبور کرتے۔ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ جنگ ایسی ایسی مثالیں پیش کرتی ہے اور یہ مثالیں شاذ نہیں ہوتیں کہ ایک جماعت کثیر کی عافیت کے مقابلہ میں چند اشخاص کی جانوں کی پروا نہیں کی جاتی بلکہ رحم سہی چیز بھی بالاسے طاق رکھ دی

جاتی ہے۔ یہ ناگزیر قانون ہر زمانہ اور ہر قوم میں ایسا ہی حکم دیتا ہے۔ یہ تو میں آنے والی
 نسلیں کے لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ بونا پارٹی کی بھی اُس وقت بھی نازک حالت
 تھی یا نہیں لیکن مجھے تو یقین دہانی ہے کہ میکائیل اُس کی نازک حالت تھی اور یہ نازک حالت
 ایک واقعہ سے اور بھی نازک ہو گئی تھی یعنی کونسل کے حملہ اراکین قتل کی رائے میں ایک
 زبان نہجے اور پس یہ حکم اُن کے فیصلہ کے بعد دیا گیا تھا۔ مجھ پر یہ بیان کر دینا بھی فرض
 ہے کہ یونین نے نہایت انتہائی حالت پر جا کر ان ممبروں کا کٹنا مانا تھا اور شاید ان
 شخصوں کے جہنوں اس قتل کو نہایت ہی گہرے تاسف سے دیکھا بونا پارٹی بھی ایک
 شخص تھا۔

مختصر یہ ہے کہ۔ سردار اسکاٹ بھی جو ہمتی سے اپنے لوری میلان طبع سے اپنے
 بے غور کے ہوئے تاہم مستند صف میں یہ لکھنے کے بعد کہ ”یہ ظالمانہ فعل مولین
 کے چال چلن پر ہمیشہ گہرا وجہ رہیگا“ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ باایں ہر قسم اس
 فعل کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ وہ اور زائد ظلم پسندی کے شوق سے کیا گیا تھا اسلئے
 کہ بونا پارٹی کے کارنامہ میں ہیں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو بونا پارٹی میں اس خباثت کے
 وجود کو ظاہر کرتی ہو۔ بلکہ اُس کے کارنامہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم
 ہوتا ہے کہ اُس کا مزاج فطرتی جیم تھا۔

اب یونین نے ایکری (عکا) پر حملہ کی تیاری کی جو ملک شام میں سب سے بڑا
 کارآمد فوجی مقام تھا اُس کی فسیلیوں کے اندر احمد قصاب نے اپنی تمامی فوج جمع
 کی تھی اور حملہ سامان حرب فراہم کیا تھا اور سب سے زیادہ مستقل مقابلہ کا عزم تھا۔
 کرمل فلیٹو نے یونین کا سابق اسکول فیلو تھا اور جس کو بوربون خاندان نے اپنا

علی ٹری۔ دربار انگلستان میں دو فریق تھے۔ ایک دگ جو آدوی اور دوسری کا حامی تھا۔ دوسرا فریق

وٹری تھا یہ بادشاہ اور امریکی برتری کے طالب تھے ۱۲ ہجری

سفر کر کے بھیجا تھا کامل انجیری کے فن سے ایکری کی فسیلوں پر توہیں چڑھائی تھیں اور شہر کی حفاظت کا اہتمام کیا تھا۔ احمد نے سرسڈنی اسمتھ کو جو کہ لیوانٹ میں اپنے جہاز لئے گشت کر رہا تھا آنے والے حملہ کی فوراً اطلاع کی اور وہ ایک دم ایکری کو روانہ ہوا اس کے ہمراہ دو بڑے اور چند چھوٹے جہاز تھے اور وہ فرانسسبیل کے ایکری پہنچنے سے دو دن قبل بندرگاہ میں داخل ہو گیا اور احمد کی طاقت کو بہت سے انجیریوں - گولندازوں - اور گولہ بارود سے - بڑھا دیا۔

نپولین کے لئے یہ بڑی فہمستی کی بات ہوئی کہ سرسڈنی اسمتھ نے بندرگاہ میں داخل ہونے سے قبل ان فرانسسبیل چھوٹے جہازوں کو جو کارمل اسمتھ کی راہ کے نزدیک بڑی ہوشیاری سے ساحل سے ملے ہوئے اسکندریہ میں سامان حرب لارے تھے گرفتار کر لیا۔ اور قلعہ شکنی کا سامان جس میں چوالیس بڑی توپیں تھیں ایکری کی فسیلوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور ان پر انگریزی سپاہی متعین ہو گئے۔

نپولین کا یہ ایسا نقصان ہوا کہ جس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا تھا لیکن اس پر بھی اپنے تھوڑے ہی سامان سے محاصرین نے بے کم و کاست سرگرمی سے محاصرہ کا کام جاری کیا۔ نپولین نے اب ایک مراسلہ دیکر ایک قاصدا احمد کے پاس صلح کے جھنڈے سمیت اشتی اور صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔ نپولین نے اس خط میں لکھا تھا کہ میں ایک بڑے شخص کو جس سے میری ملاقات نہیں چند سال کی باقی ماندہ زندگی سے کیوں محروم کروں۔ اس سے کیا برج ہے کہ چند فرسنگ زمین میں ان ممالک میں جن کو میں نے فتح کیا ہے اور اصفاء کر لوں۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے فتح تیرے ہاتھ میں دی ہے میں چاہتا ہوں کہ خدا ہی کی طرح میں بھی رحم کروں اور معاف کروں اور یہ رحم و معافی صرف دایا کے لئے نہیں ہے حاکموں کے لئے بھی ہے۔

۔ (اس وحشی ترک احمد) نے صلح کر جھنڈے کی پروانہ کر کے قاصد کا سر کاٹ دیا

باوجودیکہ پولین احتیاطاً جھنڈے کے ہمراہ ایک ترک قیدی بھی بھیج دیا تھا اور پھر احمد نے اس مقتول پیغامبر کا خونناک فیصل پر ایک کٹی سے آویزاں کر دیا۔ گویا بدحشیانہ مقابلہ کی نشانی تھی۔ احمد نے اس مقتول پیغامبر کے تن بے سر کو ایک بورے میں سی کر سمندر میں ڈال دیا۔ اس کے بعد پولین نے شاہیوں کو ایک اعلان بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ”میں شام میں اس لئے آیا ہوں کہ ملوکوں اور پاشا کی فوج کو یہاں سے نکال دو“ احمد کو کیا حق تھا کہ اُس نے اپنی فوج مصر میں مجھ پر حملہ کرنے کو بھیجی۔ اُس نے مجھے جنگ کے لئے متعلق کیا ہے اور پس میں اُس سے لڑنے آیا ہوں لیکن اسے شاہیو جنگ کے خطرات کو تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ چین سے اپنے گروں میں بیٹھے رہو اور وہ لوگ جنہوں نے دُر سے گھر چھوڑ دیئے ہیں گھروں کو واپس چلے آئیں۔ ہر شخص کے مال کی جو اُس کے قبضہ میں ہے اس میں حفاظت کرو لگنا۔ میں چاہتا ہوں کہ بقا صنی بدستور اپنا کار منصبی عدالت کے متعلق کئے جائیں۔ مذہب کی خاص طور سے حفاظت کی جائیگی۔ مسجدوں میں سب مومن جماعت کی نمازوں کے واسطے جمع ہوتے رہیں۔ جتنی اچھی اچھی باتیں ہیں سب خدا کی جانب سے ہیں اور وہی ہے جو فتح روزی کر رہا ہے عازہ اور یادہ کی شاہلوں سے تم کو آگاہ ہونا چاہئے کہ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا سخت ہوں لیکن میں اپنے دوستوں پر مہربان ہوں اور غریبوں پر میں سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں اور اُن کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتا ہوں۔“

اب طاعون جو مشرق کی ایک بلا سے تھراؤ دہے پولین کی فوج میں شروع ہوا۔ یہ عجیب نیا خطرہ تھا۔ اس سے ہولناک پریشانی پھیل گئی۔ سپاہیوں نے اپنے بیمار ساتھیوں کے قریب جانے سے انکار کیا اور چونکہ یہ مرض متعدی تھا اطبائک کا یہ حال ہوا کہ بیماریوں کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا اور اُن کی کوئی مدد نہ کی۔ پولین فوراً اسپتالوں میں جا پہنچا اور مریضوں کی چار پائیوں کے قریب بیٹھا اور اُن کے

بنجار سے پھٹتے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور جی کہ اُن کے سپاہی اور لہو بہتے ہوئے پھوٹروں کو اپنے ہاتھوں سے دبا کر دیکھا اور اُن کو تسلی دے دی جاں بلبسا ہی اپنے سوراہہ دروہہ خواہ کو شکر گزاری کی پر نعم آنکھوں سے دیکھتے تھے اور غامض دیتے تھے۔ اُن کو ڈھارس بندھی اور از سر نو طاقت آئی کہ اُن کی طبیعت اس خوفناک مرض کو دفع کرے۔ ایک گرانڈیل سپاہی نے جس پر مرض کا اتنا غلبہ ہو چکا تھا کہ وہ کوئی عضو بدن نہ ہلا سکتا تھا کما ۲۰ جنرل تم سچ کہتے ہو کہ تمہارے گرانڈیل اسپتالوں میں مرنے کو نہیں پیدا ہوئے تھے۔

اطباء پنولین کی شجاعت و پیکر شنائے اور اپنے فرائض منصبی پر مستعد ہوئے اور سپاہیوں نے اپنے سپہ سالار کی بہادری دیکھ کر اپنے ساتھیوں کی تہادری شروع کی اور اس طرح مرض کی ترقی فوج میں گھٹ گئی۔ اطباء میں سے ایک طبیب نے پنولین کو ملامت کی کہ وہ بڑا کوتاہ اندیش ہے جو اس طرح اپنے کو معرض خطر میں ڈالتا ہے اس پر پنولین نے استظلال سے جواب دیا ”حکیم صاحب میرا تو یہ فرض منصب ہے۔ میں سپہ سالار جو ہوں۔“

اب پنولین نے ایکری کے محاصرہ پر زور دیا اور شام میں ہی ایک ایسا قلعہ تھا جو اُس کی ترقی کو روک سکتا تھا اور اس قلعہ کو فتح کر لینے سے وہ شام کا بلا تعرض لگا تھا۔ پنولین نے دروزیز اور دوسری عیسائی قوموں سے اتحاد پیدا کر لیا تھا جنہوں نے ترکوں کے استحصال با مجبر کی وجہ سے کوہ لبنان میں جا کر پناہ لی تھی۔ اور اُن کو صرف یہی انتظار تھا کہ پنولین ایکری فتح کر لے اور وہ اگر اُس کے شریک ہو جائیں اور مسلمانوں کی اطاعت کا غیر قابل برداشت جو اگر دونوں سے اُتار کر پھینکیں۔ پنولین کے خیموں اکثر اُن کے معزز و کلاؤ کی جامعیت آتی تھیں اور وہ فرانسیزیوں کی فتح کی دعائیں کرتے

۱۱ دروزیز عیسائیوں کا ایک گروہ جو کوہ لبنان اور قرب وجوار میں اب بھی رہتا ہے۔ مترجم ۱۲

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ پنولین مخلوق کی آزادی کے لئے لڑتا تھا اور متحدہ بادشاہ خود سرزماں ردائی کے واسطے جنگ کر رہے تھے۔ ترک بھی کابل نہ تھے بڑی سعی بلیغ سے انھوں نے تمام قوم مسلمان کو آمادہ کر لیا کہ عیسائی گٹوں کے تباہ کرنے کو وہ رسول کے نام پر آمادہ ہوں اور ایک بہت بڑی فوج مسلمانوں کی کھڑی ہو گئی اور محصور شہر کی امداد کو روانہ ہوئی۔ دمشق سے ہزاروں مسلمان آ موجود ہوئے۔ خوفناک ملکوں کی بچی کچھی فوج اور ریگستان کے بدو سوار جمع ہوئے کہ ایسی بڑی جماعت سے جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے اپنے گستاخ دشمن پر حملہ آور ہوں۔

پنولین دس دن سے ایکری کی فصیلوں پر متواتر حملہ کر رہا تھا اور اب اس کو ترکوں کی بڑی فوج کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ اس میں قریب تیس ہزار کے سپاہ تھی جس میں بارہ ہزار دنیا کے سب سے زیادہ خوفناک اور قواعد والے سوار تھے۔ پنولین کے پاس صرف آٹھ ہزار کارآمد فوج تھی جس سے اسے یورپین اور ترکی قواعد والے افواج کا جو ایکری کے اندھنیں اور ان بے شمار فوجوں کا جو ایکری کی امداد کے لئے آ رہی تھیں مقابلہ کرنا تھا پنولین نے اپنی مجموعی تیزی سے کام کیا۔ دو ہزار سپاہ اس غرض سے کہ محاصرہ جاری رکھے اور مورچوں کی حفاظت کرے ایکری کے سامنے چھوڑ کر وہ ایسی تیس ہزار فوج کے مقابلہ کو جو پنولین کی بربادی کے خیال سے خوش تھی صرف چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جنرل کلیئر کو تین ہزار فوج دیکر بطور ہرا دل کے آگے بھیج دیا اور تین ہزار فوج لے کر خود جلد پیچھے سے روانہ ہوا۔

جیسے کہ کلیئر اپنی چھوٹی جماعت کے ساتھ کوہ ٹیر کے دامن کی ایک تنگ گھاٹی سے نکلا تو وہ ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ یہ ۱۶۔ اپریل ۱۹۱۹ء کی صبح تھی اور آفتاب فلسطین کے پہاڑوں پر نمودار ہو چلا تھا۔ کلیئر نے تمام ترکی فوج کو اپنے سامنے مسلح دیکھا۔ اس حالی شان منظر سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی یعنی نورانی صبح کی روشنی میں

شوخ رنگ و تساریں۔ طُروں کے پر صیقل کئے ہوئے اسلحہ اور شاندار جھنڈے جھل جھل ہو رہے تھے۔ بارہ ہزار سوار حملہ سامان جنگ سے آراستہ بادرقار عربی گھوڑوں پر سوار ہر سوچک رہے تھے اور ترکوں نے جس وقت اپنے لشکار کو میدان میں لائے ہوئے دیکھا انتقام اور خوشی کے نعروں سے ہواگو بخنے لگی۔ فرانسیسی فوج کو جسے اپنے بھروسہ تھا کہ کسی تعداد کے مقابلہ میں قدم پیچھے نہ ہٹائیگی مشکل سے اتنی مہلت ملی کہ تنوکیل کے لافتح مربعوں میں اپنے کو تقسیم کرے۔ جبکہ سارا رسالوں کا طوفان جھلکا ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لئے چھپتا ہوا اُس پر اٹوٹا۔ فرانسیسی فوج کے ہر ایک سانیہ کو معلوم تھا کہ اُس کی جان کی خیر اسی میں تھی کہ وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے اور ہر ایک دوش بدوش پتھر کی چٹان کے مانند اپنے ساتھی سے ملا ہوا کھڑا رہے۔

سنگین کی آہنی کے مقابلہ میں گھوڑے کو آگے بڑھا دینا غیر ممکن ہے گھوڑے کو اپنی حفاظت کا ایک فطری خیال اور سمجھ عطا کی گئی ہے جن پر کسی مہمیر کی طاقت سما نہیں اسکتی۔ سنگین کی نوک تک تو وہ لایا جاسکتا ہے لیکن اگر اُس کے سینہ کے مقابل سنگین مضبوط رہے تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہے۔ پشتک چھینکتا ہے اور گھوم پڑتا ہے اور پھر اُس کا سوار اُس کو سنگین کے مقابلہ میں بڑھانے کی کوشش ہی کو شش کیوں نہ کرے وہ آگے نہیں بڑھتا۔ جب یہ سواروں کا بڑا گروہ رعد کے مثل فرانسیسی مربع پر آیا فوج کے سپاہیوں نے آتش فشانی گولوں اور گولیوں کی جھپٹ شروع کی اور سوار معرہ رہواروں کے خاک میں غلطایں بچاں ہو گئے چھبیلے والے نیزوں کی طرح سنگین سامنے تھیں جو اس آگ برسانے والے زندہ قلعہ کے چاروں طرف نظر آرہی تھیں اور مربعوں کو توڑ کر اندر گھس جانا غیر ممکن تھا چہ گھنٹہ تک یہ ذرا گروہ اس نابرابر لڑائی کے صدمے چھیلے گیا۔ ترکوں کی توپوں سے اُن کی صفوں میں کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور اسی طرح بے فائدہ چاروں طرف سے گھوم گھوم کر سوار اُن پر

بیکار چلے کرتے تھے۔ فرانسیسیوں نے اپنی متواتر باڑھوں سے اپنے گروسواروں اور گھوڑوں کے پستے باندھ دیے تھے۔

اپنی مملکت سنگینوں کے پیچھے سے اپنے دشمنوں کے غیظ و غضب کا فریسی مقابلہ کرتے رہے مصیبت کے ساتھ گھنٹے گزر گئے اور جنگ بے کم و کاست شدت سے جاری رہی اب دوپہر کا آفتاب اس ٹھکے ہوئے گروہ کے سروں پر چمک رہا تھا اور گولہ بارود بھی ختم کے قریب آگیا۔ باوجودیکہ فرانسیسیوں نے بہت کشت و خون کیا تھا لیکن ترک فوج کسی طرح گھٹتی ہوئی نہ معلوم ہوتی تھی اور یہ نابرابر لڑائی اب زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ بڑے عالی خیال سپاہیوں کی طرح فرانسیسی جان بازی کر رہے تھے اور یہی غم کرایا تھا کہ وہیں پرارے جائینگے لیکن آخر سپاہی ایک اپنی جان بڑی گراں قیمت پر بچے گا۔

معاملات کی یہ حالت تھی کہ ایک بچے پتولین اپنی تین ہزار فوج لے کر موئے اُن بلندیوں پر پہنچا جہاں سے یہ موکر جنگ آرہا تھا۔ میدان بے شمار ادیبوں سے بھرا ہوا تھا جو خوفناک پریشانی اور شور و غوغا کے ساتھ ادھر سے ادھر جارہے تھے۔ دھوئیں کے تاریک پردہ میں وہ پوشیدہ تھے جس میں جنگجو شکل سے نظر آتے تھے۔ پتولین نے فرانسیسیوں کو صرف اس قرینے سے پہچاناکہ اُن کی صفوں سے باقاعدہ متواتر باڑھیں چل رہی تھیں اور متحرک انہوہ کے درمیان جس میں وہ گھومے ہوئے تھے ایک جگہ سے اُن کی توپوں اور بندوقوں کے شعلے نظر آتے تھے۔ تجویز قائم کر لینے کے اُس فطرتی مادہ سے جس سے پتولین برقی سرعت کے ساتھ نہایت ہی اہم معاملات فیصلہ کر لیا کرتا تھا اُس نے ایک تجویز قائم کر لی یعنی اُس نے اپنے چھوٹے گروہ کے دو مربیعے بنائے اور اس طرح چلا کر کلیہ کے مربیعے سمیت ان تین مربعوں نے ایک مثلث بنالیا اور اس مثلث میں ترکوں کو

گھیر لیا اور اُس بیب کی سے جس کی نظیر نہیں ہے اُس نے چھ ہزار سے تیس ہزار کو گھیرا۔ اور یہ تیس ہزار وہ خوشخوار اور جبری سپاہی تھے جن سے بڑھ کر دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔

بڑی احتیاط اور خاموشی سے یہ دونوں مربے اپنے رفیقوں کی رہائی کو جلد جلد بڑھے اور اپنی آمد کی کوئی اطلاع نہ دی جب تک کہ میدان میں نکلنے کے قریب نہ ہو گئے پہاڑیوں پر ایک ٹوپ کی آواز نے ان تھکے ہوئے شیروں کو مسرت مہیز تعجب سے چونکا دیا اور اُنھوں نے فوراً پتلیں کو جو اُن کی ملک کو آ رہا تھا پہچان لیا اور ایک دفعہ سے ایک وحشیانہ نوہ مسرت جو عالم بیہوشی کا ساتھ بلند ہوا۔ "لونا پارٹی! لونا پارٹی! بس پتلیں کے نام نے ہر ایک قلب پر طلسم کا کام کیا ان خون سے نہاے ہوئے کار آزمودہ سپاہیوں کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اسلئے کہ اب ان میں زیادہ مقابلہ کرنے کی جان باقی تھی اور اُنھوں نے اپنے اسلحہ کو عزم و ہمت کے مضبوط ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے بے شمار دشمنوں پر نہایت ہی سخت اور زندہ جکھ کیا اور ترکوں پر اب اس شلٹ کی تین اطراف سے خوریزیاں پڑنے لگی۔ اور اُس بیباک استقلال سے بے دل ہو کر جس نے اب تک اُن کو پس پا کیا تھا اور ترسے حملے سے بدحواس ہو کر وہ منتشر ہو گئے اور فرار ہوئے۔

یہ زبردست فوج امواج بحر کی مانند تمام میدان پھیل گئی۔ اور اس حالت بدحواسی میں اُس کا لیکا لیکا ایک تازہ دم مربع سے سامنا ہو گیا۔ اور لوٹتی ہوئی موج کی طرح وہ خوف زدہ ہو کر پچھلے پاؤں بھاگی اور اب وہ خوفناک منظر پیش آیا جو احاطہ قیاس سے باہر ہے۔ ترکوں کو کسی سمت بھاگنے کا موقع نہ رہا تھا۔ پیدل نہ سہلنے والا انہوہ۔ سوار۔ تو بچانے۔ سامان کی گاڑیاں ایک دوسرے پر بڑی وحشت خیز خوفناکی سے گڑبڑ ہو گئیں۔ فرانسیسی مرلہوں سے برابر آگ کی بوچھا

ہو رہی تھی۔ تو میں علی الاصال گرج رہی تھیں اور فرانسسی جو اعلیٰ درجہ کے قواعد
 و اں تھے ایسے صحیح اور ایسی سرعت سے فکر کر رہے تھے کہ ترکوں کو یہ بات فوق العادہ
 معلوم ہوتی تھی۔ اس خم غفر میں ہمیں تل رکھنے کا ٹھکانا تھا گو لے گرا ب اور گویاں
 برس رہی تھیں اور سنگینوں سے لوٹیک رہا تھا۔

مرات مع اپنے معزور سالہ کے اس جنگ میں موجود تھا۔ یہ وہی مرآت
 تھا۔ جس کی بابت نپولین نے کہا ہے کہ جنگ میں شاید وہ سب دنیا کے بہادروں
 سے زیادہ بہادور تھا۔ مرآت بڑا دل شل جوان تھا۔ نہایت ہی اعلیٰ فوجی سجاد سے بہ
 کو سبے ہوئے اور بڑے زوردار و بگھوڑے پر سوار وہ سب جوانوں سے بلند
 نظر آتا تھا۔ بڑے جوش و خروش سے وہ ان دستار پوش سروں اور تلواروں
 کے اُبلتے ہوئے مد و جز میں حملہ آور ہوا اور جیسے کہ اُس کا گھوڑا تلواروں کی تلوار
 ضربوں میں جو چاروں طرف سے پڑ رہی تھیں اُچھلتا اور پیچھے ہٹتا تھا مرآت کی کٹنی
 کا سفید پر جس نے ہمیشہ مسخ کی رہنمائی کی تھی اس پر شورا بنوہ میں جھنڈے کی طرح
 چمک رہا تھا۔

انسان کی کبھی عجب لایان سرشت ہے۔ یعنی مرآت نے کہا۔ مجھے اس
 ہونک معرکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خیال آیا کہ اسی مقام پر اُن کی تبدیل
 ہیئت کی گئی تھی جس کو وہ نہرا برس کا عصہ ہوا اور اس خیال سے مجھ میں چند
 ہمت و دیری بڑھ گئی۔ ایک فرانسسی سپاہی کے چال چلن سے اس امر کی
 مثال ملتی ہے کہ ان خوفناک منظروں سے مزاج میں کیا شیطنت پیدا ہو جاتی
 ہے۔ یہ سپاہی ایک کاری زخم سے جاں بلب ہو گیا تھا لیکن با ایں ہمہ وہ
 رنگ کر ایک ملوک کے قریب گیا جو اس سے بھی زیادہ خستہ جان تھا اور بالکل
 قریب مرگ تھا۔ اس سپاہی نے اس ملوک کا گلہ پکڑ لیا اور اُس کے دم

نکال ڈالنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ یہ دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر نے اس خوشخوار آدمی سے کہا ”ایسی حسراب حالت میں تو ایسی زبون حرکت کا ترکب ہوتا ہے“ سپاہی نے جواب دیا ”یہ باتیں صرف اسلئے ہیں کہ آپ ہٹے کٹے ہیں۔ آپ صحیح اور تندرست آدمی ہیں اور میں جو مر رہا ہوں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب تک امکان میں ہے میں بھی مر نہ لوں“

پنولین کو کامل فتح حاصل ہوئی یعنی ترکی فوج صرف فتح ہی نہ کر لی گئی بلکہ برباد کر دی گئی۔ جیسے کہ آفتاب نقاب و خاں منہ پر ڈالے ہوئے کرۂ آتش کی مانند کوہ لبنان کے نیچے ہوا۔ یہ تمامی پر شکوہ فوج جو مصر کے حملہ کے لئے جمع ہوئی تھی اور جس کو فخر تھا کہ آسمان کے ستاروں اور ریگستان کے درختوں سے بھی زیادہ بے شمار تھی کہیں نظر نہ آتی تھی۔ تمام ترکی لشکر گاہ۔ چارسوا سنٹ اور بے شمار مال غنیمت فرانسیسیوں کے ہاتھ لگا۔

یہ نامی فتح پنولین نے کھلے ہوئے میدان میں ایک جہی ہوئی لڑائی میں صرف چہ ہزار سپاہ سے حاصل کی اور ایسی نامی فتوحات کا بیان تاریخ میں بلا اظہار استنجاب نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑا مقصد جس کے لئے پنولین شام میں آیا تھا حاصل ہو گیا اور اب وہ آئیری کو لوٹا کہ محاصرہ کا کام بڑے شد و مد سے شروع کرے کیونکہ گو یہ بڑی فوج جو اُس کی پالی کو جمع ہوئی تھی اب برباد ہو چکی تھی لیکن اُس کے وسیع و مانع میں تو اور بہت سی بڑی بڑی تدبیریں سما رہی تھیں۔ ایک مرتبہ شام کو پنولین اپنے سکڑی بیورین کے ہمراہ اُس ٹیلہ پر کھڑا تھا جس کو اب تک رچرڈ شیردل کا ٹیلہ کہتے ہیں اور اپنے گرد و خیزری اور بربادی کے اُداس منظر کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ تھوڑے سکوت کے بعد کہنے لگا۔

”ہاں بیشک اسے بیورین اس منحوس قلعہ نے میرا بڑا نقصان کیا اور اب

معاملات اُس حد کو پہنچ گئے ہیں کہ آخری کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ صرف ایکری کی فتح پر مشرق کی قسمت کا فیصلہ ہے یہی قسطنطنیہ یا ہندوستان کی کلید ہے اگر اس ذلیل قلعہ کے فتح کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے تو میں پاشا کے خزانہ پر قبضہ کر دوں گا اور اُس کے اسلحہ کو نکاجوتین لاکھ سپاہیوں کے لئے کافی ہیں اور پھر میں شام کے سب جوانوں کو ابھار کر مسلح کر دوں گا کیونکہ احمد کے ظلم سے یہ تنگ آ گئے ہیں اور اُس بر باد ی کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور پھر میں دمشق اور حلب پر بڑھوں گا اور جس قدر میں آگے بڑھتا جاؤں گا ناراض رعایا کو فوج میں بھرتی کر کر کے فوج کی تعداد بڑھاتا جاؤں گا۔ میں لوگوں پر اعلان کر دوں گا کہ میں اُن کی بیڑیاں کانٹے آیا ہوں۔ اور پاشاؤں کی ظالمانہ حکومت کا استیصال کرنا چاہتا ہوں۔ کوہ لبنان کے عیسائیوں کو صرف ایکری کی فتح کا انتظار ہے اور وہ اگر میرے شریک ہو جائیں گے۔ دمشق کی گنجیاں تو میرے سامنے پیش کی جا چکی ہیں۔ میری مسلح فوجیں قسطنطنیہ تک پہنچ جائیں گی اور سلطنت اسلام الٹ جائیگی۔ میں مشرق میں ایک زبردست جدید سلطنت قائم کر دوں گا جس سے میرا نام ورتبہ نسلاً بعد نسل قائم ہو جائیگا۔

ان ان خیالات سے اپنے منصوبہ کو تازہ کر کے اور پورے اعتقاد سے کہ وہ قسمت کا قابل ہے جہاں تک اس سے ہو سکا اُس سے ایکری کے محاصرہ میں کوشش کی لیکن اُس کی بندگاہ میں انگریزی۔ ترکی اور روسی بیڑے موجود تھے اور مستحکم فصیلوں کے پیچھے بڑی جدوجہد سے حملہ آوروں کے مقابلہ میں ہمت و تہمت۔ علم اور شجاعت کے ساتھ انگریزی جنرل۔ فرانسیسی انجینئر اور یورپ و ترکی کے سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔

کسی قلم کی مجال نہیں کہ اُن خونریز منظروں اور نہایت ہی ہولناک محرکات و ایاموں کو جواب پیش آئیں حیطہ تحریر میں لاسکے۔ دنوں۔ راتوں۔ ہفتوں۔ متواتر قتل و خونریزی کا

بازار گرم رہا۔ اسکندریہ سے اب چند قلعہ شکن توپیں جہازوں کے ذریعہ سے فرانسس
منگالینے میں کامیاب ہوئے اور انگریزوں کی دیواریں مسمار کر کے سیاہ دھیر کر دیا۔ ٹرکوں
پر گولے پڑ رہے تھے اور مکان بم کے گولوں سے اڑ رہے تھے۔ خون سے لہڑے
ہوئے سپاہی جو دھوئیں سے کالے ہو گئے تھے اور جن کے کپڑے جل گئے تھے
اور پھٹ گئے تھے خون فشاں تلواریں اور سنگین لے لے کر ایک دوسرے
پر حملہ آور ہوتے تھے اور ان کے نعرہوں سے توپوں کی گرج مات ہو گئی تھی۔ شور و
توپوں کے شعلے۔ گندھاک کا چھٹا جانے والا دھواں دن کو خوفناک رات بنا دیتا
تھا اور متواتر توپوں اور بندوقوں کی آگ رات کو منحوس اور ڈھنڈھلا دینے لگتی
تھی اور سپاہیوں کی شکلیں جو آسمان کی طرح تیزی اور دیووں کی سی خود بخود
سے حملہ آور ہوتے تھے۔ بوق وقرنا کی آوازیں ہلہ کی غل اور جاں ملیب مجروحوں کی
چھینیں وہ منظر تھا کہ نہ کسی زبان کو یاد رہے کہ بیان کرے اور نہ کسی تصور کی مجال
ہے کہ خیال کر سکے۔

مردوں کے دفن کرنے کی ایسے میں بھلا کہاں ملست تھی اور صد ہا لاشوں
کے تیز دھوپ میں سڑ جانے سے نہایت پریشان کن خطرہ بڑھ گیا تھا۔ فلکی اور
کو جو آسمانی مخلوق میں علی حلی محبت والفت سے رہتی ہیں یہ سب تماشا تو ایسا تماشہ
معلوم ہوتا ہو گا جو ایک شیطان گاہ کے شایاں تھا لیکن تاہم انسان کا دل
ایسا بے دروہ ہے کہ وہ اکثر ایسے منظروں کی زبونت بھول کر ان کی اظہار جو ان
اور استقلال پر خیال کرنے سے ایک عجب مسرت حاصل کرتا ہے۔ فی الواقع
ہم آدمی لوگ بھی ایک بڑی ذلیل مخلوق ہیں۔

کبھی کبھی اس خطرناک طوفان میں خاموشی بھی ہو جاتی تھی کہ فریقین اور زیادہ
شدت سے پھڑنے کو تیار ہو جائیں۔ حملہ آور گری گری سرنگیں اکیڑی کی فضیلتوں

اور بچوں کی بنیادوں کے نیچے وٹر اگر صد ہا پیسے بارود سے کوہ آتش فشاں کے کڑے ہا کی طرح آدمیوں اور چٹانوں کو اڑا کر خوفناک ڈھیر کر دیتے تھے۔ اور اس بربادی کی حالت میں جبکہ آسمان تاریک ہو جاتا تھا حملہ آور خون بھری سنگین ہاتھوں میں لے کر حملہ کرنے کو جھپٹتے تھے۔ فرانسیسی اُس مہیا کی اور خوفناکی سے حملہ آور ہوتے تھے۔ جو انسان کی طاقت میں ہوا اور اُسی مستقل نڈری اور شجاعت سے محصورین اُن کو پس پا کر دیتے تھے۔

سر سڈن نے آئینہ ترکی اور انگریزی افواج کے ساتھ اس محاصرہ کا کارپرداز تھا اُس نے کامل ہزار و لاسخ استقلال کا اظہار کیا اور ہر ایک کا رگڑا کر حرب سے کام لیا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ فرانسیسی فرانس لوٹنے کو دیا نہ ہو رہے تھے اور اپنے بیڑہ کی بربادی سے یابوس ہو گئے تھے اور اب وطن پہنچنے کی کوئی صورت باقی نہ تھی اُس نے فرانسیسی سپاہیوں میں ایک اعلان شائع کر دیا جس میں وعدہ تھا کہ جو فرانسیسی نپولین کا جھنڈہ چھوڑ کر بھاگ آئیگا وہ خیریت سے فرانس پہنچا دیا جائیگا اور بہت سے اس قسم کے ہشتمار سپاہیوں کے سامنے دیواروں سے نیچے ڈال دیئے اس سے بڑھ کر لالچ و لانے والی کوئی دوسری بات نہ ہو سکتی تھی تاہم ایک فرانسیسی سپاہی کی بابت یہ بات نہیں سنی گئی کہ اُس نے اُس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ نپولین نے اس کے جواب میں ایک اعلان شائع کیا جس میں لکھا کہ واقعی سر سڈن نے آئینہ کو حلق دیا ہو گیا ہے سر سڈن نے آئینہ کو اس پر ایسا غصہ آیا کہ اُس نے نپولین کو لکھا کہ میدان میں آکر اُس سے دودھ و جنگ کر لے۔ اس پر اس نوجوان جنرل نے بڑے تکبر سے جواب دیا۔ اگر سر سڈن آئینہ مار لے گا تو میں اس کا سر اُس کی قبر سے اٹھا کر بھیج دے گا تو البتہ اس

سے مار لے گا۔ انگلستان کا مشہور جنرل تھا۔ ملکہ ایسی کی عہد حکومت میں جس نے آئینہ سے آئینہ مل گیا

حکومت کی اس جنرل کے کارنامے مشہور ہیں۔ ۱۲ مترجم۔

میں لڑ سکتا ہوں اور اگر سر سدنے سمجھ کو خود شوق مبارزت ہے تو میں اپنا ایک گرائڈل بھیجے دیتا ہوں اور دیوار کے ایک شگاف کو چند لمحوں کے لئے قواعد جنگ سے مستثنیٰ کئے دیتا ہوں اُسے اور نیٹ لے۔“

محاصرہ کے دوران میں جنرل گیفرلی کے کاری گولی کا زخم لگا اور اٹھارہ دن تک بڑی تکلیف چھیل کر انتقال کیا۔ نپولین کو اس جنرل سے بڑی محبت تھی اور ہر روز دوسرے جاکر اُس کو دیکھا کرتا تھا۔ نپولین کا اس جنرل پر اتنا اثر تھا کہ اگرچہ وہ اکثر غافل و بیہوش رہا کرتا تھا لیکن جہاں نپولین کا نام سنتا تھا اُس کے حواس صحیح ہو جاتے تھے اور وہ بڑی ہوشیاری سے باتیں کیا کرتا تھا۔

سپاہیوں نے نپولین کو اپنی جان نثاری کے اکثر ثبوت دیئے ہیں۔ ایک دن ویدمرے کے قریب کھڑا ہوا نپولین کچھ ہدایتیں دے رہا تھا کہ ایک بم کا گولہ جس کا نشانہ بڑی تیزی سے سلگ رہا تھا اُس کے پیروں کے قریب آکر گرا۔ دو گرائڈل نے نپولین کو اس خطرے میں دیکھا اور جھٹ دوڑ کر اُس کو اپنے ہاتھوں کے حلقے میں لے لیا اور اُس کے بدن کو اپنے جسموں سے بالکل چھپا لیا۔ یہ گولہ پھٹا اور اتنا بڑا گڑھا زمین میں ہو گیا کہ ایک گاڑی مع دو گھوڑوں کے اُس میں اچھی طرح سما سکتی تھی اور نپولین اور وہ دونوں گرائڈل لڑھک کر اُس گڑھے میں گر پڑے اور پتھروں اور خاک سے نہٹ گئے۔ ان میں سے ایک گرائڈل کے ذرا زیادہ چوٹ آئی اور نپولین خفیف چوٹ کھا کر باہر آگیا۔ اور دونوں سو رماؤں کو ترقی دے کر افسر بنا دیا۔

نپولین نے کہا ہے کہ ”مجھے یقین ہے کہ کسی جنرل کے سپاہیوں نے اُس کے ساتھ وہ جان نثاریاں نہیں کیں جو میرے سپاہیوں نے میرے ساتھ کی ہیں۔ آکر کولاکے مقام پر کرنل میورن میرے سامنے آگیا اور اُس نے دیکھا کہ اپنے اوپر لیا

جو میرے اوپر کھتی اور دو میرے قدموں کے سامنے گرا۔ اُس کے خون کا فوارہ میرے
 چہرہ پر کیا۔ میری جملہ مصائب میں میرے سپاہی ٹک حلائی میں کبھی کم نہیں پائے
 گئے۔ کسی انسان کی اُس کے سپاہیوں نے ایسی وہ شکاری سے خدمت
 نہیں کی جیسی میرے سپاہیوں نے میری کی۔ مینے یہاں تک دیکھا ہے کہ آخری
 قطرہ خون کے نکلنے تک میرے سپاہیوں کے لبوں پر یہی جملہ ہوتا تھا۔ ”پہلین
 زندہ ماناد“

باب سیزدہم

محاصرہ سے دست برداری

سخت خوزیزی - تلخ یایوسی - اپنے دشمنوں کے ساتھ نیولین کی فیاضی - دیو تیل
 سے نفرت - اعلان - فرانسیسیوں کا اگیری (عکس) چھوڑ کر چلا جانا - بیارو
 کے ساتھ نیولین کی رحم دلی - بیرن لارے - نیولین کا غصہ - اُس کا قہرہ پہنچنا - حب
 قاصد - ابوکریں بری فتح - بوناپارٹی کا فرانس لوٹنے کی بابت غم -

اب محاصرہ کو ساٹھ دن ہو چکے تھے اور تناوار و طاعون سے نیولین کے تین ہزار
 سپاہی مر چکے تھے۔ مجروحوں اور مریضوں سے اسپتال بھرے پڑے تھے
 اس پر بھی نیولین اپنی کوششوں سے باز نہ رہا۔ وہ کہتا تھا فتح اُسی کو ہوتی ہے
 جو سب سے زیادہ مستقل ہے۔ نیولین کے اب سب گولے ختم ہو چکے تھے۔
 ایک عجیب انوکھی تجویز سے اُس نے نئے گولے بہم پہنچائے۔ اُس نے
 ساحل پر اپنے سپاہی بھیجے اور اُن کو کام میں مصروف کیا جس سے ظاہر
 معلوم ہوتا تھا کہ وہ دمد مدہ باندھ رہے ہیں جس پر توپ خانہ قائم کرنے کی نیت ہے

یہ دیکھتے ہی سرسند نے آستہ فوراً مع انگریزی جہازوں کے مقابلہ میں آپہنچا اور اپنی جہاز کی باٹریوں سے گولوں کا مینہ برسا شروع کر دیا۔ فرانسیسی سپاہی جو اس کارروائی کا پورا مطلب سمجھ رہے تھے اس قدر منتسے تھے کہ آفتوں میں بل پڑ پڑ جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر ان لوگوں کو جو ریگ پر لڑھکتے تھے اٹھا اٹھا کر جمع کرتے تھے۔ نیولین نے فی گولہ پانچ فرانک قیمت لگا دی تھی جب یہ ذخیرہ ختم ہو جاتا تھا وہ کچھ سوار اور گاڑیاں ساحل پھینک دیتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کارآمد حرکت میں مصروف ہیں اور انگریزی سپر لار فوراً سمند میں مقابل پہنچ کر اپنے معمولی گنز میں سے ایک اور بڑی لوگوں کی تعداد اندازہ دیتا تھا۔ بہت دنوں تک اسی طریقہ سے نیولین اپنے ذخیرہ کو مدد دیتا رہا۔

ماہ می میں سہ پہر کو تیس جہازوں کا ایک بڑا سمندر میں دوسرے نظر آیا اور یہ ایکری (علک) کی طرف آ رہا تھا۔ سب لوگ اسی طرف بے زور دیکھنے لگے اور اس منظر سے حائیر اور محسورین دونوں کے دلوں میں ایک عجب تردد پیدا ہوا۔ فرانسیسیوں کو تو یہ توقع تھی کہ فرانس یا اسکندریہ سے ہمارے لئے مدد آ رہی ہے اور محسورین کی یہ امید تھی کہ یہ بڑا اُن کے کسی رفیق بادشاہ کا ہے اور ہماری مدد کو آ رہا ہے اور اب ہم اپنے خوفناک دشمن کو پوری طرح ہزیمت دینگے۔ انگریزی جہاز خلیج سے نکلا اس بڑے کے تارگھاٹ کو جس کا حال انھیں معلوم نہ تھا باہر کھڑے ہو گئے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ ترکوں اور انگریزوں کا متحدہ بڑا خلیج کی طرف آ رہا ہے فرانسیسیوں کی مایوسی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ یہ ترکی بڑا بارہ ہزار فوج اور بہت بڑی مقدار سامان حرب کی لایا تھا۔

نیولین کو صرف یہی ایک موقع باقی تھا کہ اس فوج کے اترنے سے قبل ایکری پر قبضہ کر لے۔ یہ اندازہ کر کے کہ چھ گھنٹے سے کم میں یہ فوج جہازوں سے اتر رہی تھی اُس نے فوراً حملہ کرنے کا غم کیا۔ نیولین کے مستحکم کالم شام کی جھلکتی ہوئی تاریکی میں خلموشی سے نہایت مستقل حملہ کے لئے بڑھے۔ محسورین کو معلوم تھا کہ اگر وہ چند گھنٹہ اور

دشمن کو روک لیں تو ملک کا آنا یقینی تھا پس بڑی جاں بازی سے مقابلہ پر کمر بستہ ہوئے اور غوریزی کا سخت ہونک منظر پیش آیا۔ جہازوں سے افواج بڑی سرعت کے ساتھ کشتیوں میں اتاری گئیں اور اپنے ہار تے ہوئی دوستوں کی کمک کو بڑی تیزی سے خلیج میں جھٹلیں۔ سرسٹ نے سمجھ اس جہاز والی فوج کا خود سردار بنا اور جھپوں سے اس کو مسلح کر کے شگاف پکڑا۔ حملہ آور فیصل کے اس افتادہ تودہ پر جس کو مسمار کر کے انھوں نے انھوں نے ڈھیر کر دیا تھا چڑھ گئے اور یہاں تک ہوا کہ پاشا کے باغ میں رہے لیکن جینی زری کا ایک تازہ گروہ ان پر اگر احسن کے ایک ہاتھ میں تیز تلوار اور دوسرے میں خنجر تھا اور ایک ساعت میں سب فرانسیزیوں کے تنوں سے سر جدا کر دیئے ترک پناہ نہ دیتے تھے اور بے رحم قصاب اپنے محل کے صحن میں بیٹھا ہوا بڑی فیاضی سے ہر ایک سر کی بابت جو اس کے سامنے لایا جاتا تھا الغام دیتا تھا اور سروں کے انبار کو جو اس کے سامنے لگا تھا دیکھ کر مسکراتا تھا۔

بہادر سرسٹ نے کو بالضرور بار بار اپنے رفیقوں کے افعال پر غور کرنے سے شرم آتی ہوگی۔ مگر وہ تو جمہوری افتادہ گاہوں کی ترقی روکنے کو لڑتا تھا اور ایسی خدمت انجام دینے کے لئے ترکوں کی تلوار موزوں آتی تھی۔ اسی مقصد کے لئے چند ہی سال قبل بھائی اور تیرامر کیس خون کا طوفان برپا کر چکے تھے۔ پولین احمد قصاب کے ہاتھ سے یہ خون تلوار چھین لینے کی کوشش کر رہا تھا اور سرسٹ نے سمجھ اس سعی میں تھا کہ یہ تلوار احمد کے ہاتھ میں باقی رہے۔

سرسٹ نے سمجھ نے دروزیر اور شام کی دوسری عیسائی قوموں کے پاس اعلان بھیج کر لکھا کہ وہ مسیحی سورما (سرسٹ نے سمجھ) کے سچے عقیدے بھروسہ رکھیں اور ایک پنے اصولے مرتد (پولین) کا خیال نہ کریں۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ کشت فتح میں مسیحی سورما نے پیارہ دروزیر اور دوسری شام کی قوموں کو بالکل جی سے

بھلا دیا اور ہمدردی کا ایک لفظ کے بغیر ان کو چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کے موہری تلوار کے نیچے اس زمانہ تک جس کی انتہا معلوم نہیں پڑے سسکتے تھے۔ فرانسیسیوں کا ایک کالم دوسرے کے بعد بڑھتا تھا اور ہونا ک خونریزی کے ساتھ پس پایا جاتا تھا۔ برصاوت دشمن کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور سرحد پولین کی فوج قلعہ کی باڑیوں کی مار سے گھٹتی جاتی تھی۔ اس خوفناک معرکہ میں جہاں ہزاروں سپاہی دست بدست لڑ رہے تھے یہ بات ثابت ہوئی کہ ترکوں کی تلوار یورپ والوں کی سنگین سے زیادہ زبردست اترے قتل تھی۔

اب کامیابی کی امید باقی نہ رہی اور پولین نے غم کے ساتھ محاصرہ اٹھا لینے کی تیاریاں کیں اسے معلوم تھا کہ ایک زبردست ترکی فوج روسی اور انگریزی بیڑہ کی مدد کے ساتھ روٹس سے بڑھ جانے والی تھی اور اس فوج کے مقابلہ کو داپہن جانے میں ایک ساعت کی دیر نہ کی جاسکتی تھی۔ اگر لو کر کی بحری جنگ میں پولین کا بیڑہ برباد ہو گیا ہوتا تو اس کے لئے اکیڑی فوج کر لینا بہت آسان تھا اور ان نتائج پر غور کرنے سے جو اکیڑی کی فتح کے بعد پیدا ہوتے خیال گم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سرسٹڈے آہستہ کی دلیبری۔ بڈر چستی اور غم و ہمت درمیان میں نہوتے تو اس بیڑہ کے نہونے پر کبھی اکیڑی فتح ہو جاتی اور قصاب کاخونی دُور حکومت ختم ہو جاتا۔ پس کوئی کلام نہیں ہے کہ پولین کی پیش بندیوں میں نا کامی بڑی بھاری یا یوسسی کا مقام ہے یہ پولین کی زندگی کی بہت بڑی امید کا خاتمہ تھا۔ ایشیا کی کروڑ ہا مخلوق کی بیڑیاں کا تختہ کی نیت جو ان کو نہایت ہی ذلیل غلامی میں جگر ٹھی ہوئی تھیں اور ایک بے انتہا اور بے حد سلطنت قائم کرنے کا ارادہ جیسی کہ دنیا نے کبھی دیکھی نہو جس سے انسان کی جسمانی ذہنی اور اخلاقی بہبودی دعا ہو ایک بہت دہ سالہ جوان کے دل میں بڑا عالی شان حوصلہ تھا۔

تناج نہ غلطی کرنے والی صداقت۔ سے آدمی کی کارردائیوں اور اُس کی مسلمہ تجویزوں کو تفصیل کے ساتھ لکھ سکتی ہے۔ ایک دوسرے سے جھگڑنے والی تجویزوں کی تصویر کھینچنے کا ارادہ جو بودے انسان کے دل کو تحریک دیا کرتی ہیں خطرناک ہے۔ نہایت ہی عاجز مزاج عیسائی بھی اپنے بہترین افعال میں نازیبا تحریکیں مخلوط پاتا ہے۔ نپولین عیسائی نہ تھا اُس نے مسیحی اسکول میں کوئی سبق نہ پڑھا تھا۔ کیا اُس کا یہی منشا تھا کہ اپنے کو بڑھلے اور دنیا کا سب سے بہتر اور سب سے بڑا بادشاہ ہو کر خود اپنی شہرت کو پیدا کرے اور اُس کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دے یہ مسیحی خیال تو نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال ایسا بھی نہیں ہے جس نے نیرو کے دل کو شیطانی بنادیا تھا ہنرمی ہشتم بادشاہ انگلستان کی شہوت پرستی کو تحریک دی تھی اسکندر کے سینہ کو جس کے ہمراہ لافٹخ افواج تھیں جوش سے بھر دیا تھا اور جس نے تیمور لنگ کو میدان قتال میں ہمیز کیا تھا۔

ایسا پُر ہوس فاتح جو صلح طلب ملک پر یورش کرتا ہے اور آتش و شمشیر کے زور سے بڑوں اور بے کس قوم کو مطیع کرتا ہے کردہ غلامی کے جوئے کے پیچھے اپنی گردنیں رکھ دیں اور یہ فاتح اُس قوم کو ذلت و جہالت کے سمندر میں ڈبوئے اور قید خانہ۔ تلوار اور دُڑوں کے بل سے اُس کے خزان چھین لے اور جو فاتح کُردوں و محقوق کو کپے و لیل جھونپڑوں اور افلاس و مصیبت میں رہنے کو مجبور کرے تاکہ وہ خود اور اُس کے متکبر دسترخوانی بلاؤ عیش و عیاشی میں جشن اڑائیں دنیا کی لعنت کا مور دہے۔ مشرقی بادشاہوں کا یہی حال تھا۔ لیکن اسی سختی کے ساتھ ہم اُس شخص کی ہوس پر الزام نہیں لگا سکتے جو بیڑیاں تیار کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ بیڑیاں کاٹنے کی مدعا سے۔ خود سر بادشاہت قائم کرنے کی منشا سے نہیں بلکہ خود سرفا صوب پر حملہ کرنے کے ارادہ سے محقوق کو مغلس بنانے اور دلیل کرنے کے مقصد سے

نہیں بلکہ اُن کی ترقی و اخلاق بہبودی۔ اور دولت بڑھانے کی نیت سے یورپ کو تیار ہوا اور عوام کی پونجی زبردستی چھین کر عیش و عشرت میں بسر کرنے کو نہیں بلکہ مصیبتیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اور بے آسائی صحت اس مدعا سے خود بخوشی برداشت کرتا ہو کہ اپنا بیج قوموں کو قسمت آزمائی محنت اور کفایت شعاری پر آمادہ کرے پنولین کی ہوس ایسی ہوس تھی اور اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی فریخ الشان ہوس تھی۔ ایکری پر ناکام رہنے کے بیس برس بعد جبکہ سینٹ پٹین میں پنولین مقید تھا اُس نے اپنے شروع جوانی کے خیالات کی طرف اس طرح اشارہ کیا تھا کہ اگر ایک مرتبہ ایکری تک گری جاتی تو فرانسیسی سپاہ اڑ کر حلب اور دمشق پہنچتی اور پھر دم زدن میں وہ دریا فرات کے کنارے جوتی۔ شام اور ارمینیا کے عیسائی اور دروزیر میری فوج میں لجاتے اور مشرق کے گل آدمیوں میں جوش پیدا ہو جاتا۔

کسی نے اس پر کہا کہ آپ کی فوج میں ایک لاکھ آدمی بھرتی ہو جاتے۔

پنولین نے جواب دیا "نہیں یوں کہو کہ چھ لاکھ آدمی بھرتی ہو جاتے۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ کیا ہوا ہوتا۔ میں قسطنطنیہ پہنچتا اور ہندوستان پہنچتا اور دنیا کی دکان بدل دیتا۔"

جس حیرت انگیز استقلال سے پنولین نے اس مایوسی کو برداشت کیا اُس کی تصدیق پنولین کے اس بیان سے ہوتی ہے "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اندازہ کر لیا ہے کہ میں بڑی بڑی مایوسیاں برداشت کروں گا اُس نے مجھے سنگم کا دل دیا ہے۔ گرج سے اُس پر شکن نہیں آتی اور تیر گولی وغیرہ صرف قریب سے جو کہ مکمل جاتے ہیں۔ اُس کے نہایت ہی بے تکلف دوستوں کو بھی معلوم نہوا کہ اس حاوٹ پر اُس کو کوئی نارضا مندی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو صرف اس قدر خیال تھا کہ مشرق میں سلطنت کی بنیاد ڈالنا اُس کی تعزیر میں نہ تھا۔ پس تقدیر پر قانع

رہ کر اُس نے دوسری مہمات کی طرف اپنی توجہ پھیر دی۔ نیپولین نے سرسڈ نے ہمتہ کی طرف نہایت ہی نیک ولی سے اشارہ کر کے کہا کہ اُس آدمی نے میری تقدیر کا لکھا مٹا دیا۔

اپنے دشمن کی صفات نیک تسلیم کرنے میں نیپولین حیرت انگیز فیاضی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ سرسڈ نے ہمتہ کی طرف سے اُس کے دل میں ذرا کاوش نہ تھی۔ باوجودیکہ سرسڈ نے ہمتہ ہی وہ شخص تھا جو ایکری میں نیپولین کی ناکامی کا اصل عہد ہوا تھا۔ ورم سر کے متعلق جس سے اُٹلی میں نیپولین کی سخت معرکہ رائیاں رہیں وہ کہا کرتا تھا کہ ورم سر بیاض دل دشمن تھا اپنی فتح مندی کی حالت میں نیپولین نے ورم سر سے اس قدر عنایت کا برتاؤ کیا کہ نیپولین اگر کسی اپنے خالص دست پر بھی فتح پاتا تو اس سے بڑھ کر برتاؤ نہ کر سکتا تھا۔

شاہزادہ چارلس کے بارہ میں جس سے دانا کی یورش میں نیپولین کی سخت لڑائیاں ہوئیں نیپولین کا مقولہ ہے کہ شاہزادہ چارلس ایک نیکو صفات شخص ہے اور جب لفظ نیکو صفات کا اطلاق کسی شاہزادہ کے متعلق کیا جاتا ہے تو اُس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ پرنس چارلس سے ممکن نہیں کہ وہ کوئی نازیبا فعل کر سکے۔ اپنے ایکری کے متلون مزاج اور غیر قائم طبیعت دشمن (سرسڈ نے ہمتہ)

کی بابت نیپولین بڑی جی تلی تجویز سے بے رو در عایت کہتا ہے۔ سرسڈ نے ہمتہ بہادر سپاہی ہے فرانسیسیوں سے مصر خالی کرانے کے صلحنامہ میں اُس نے بہت بڑی شرافت کا اظہار کیا اس بات سے بھی بڑی فیاضی پائی جاتی ہے کہ لارڈ کینٹھ کا انکار دوبارہ عہدہ آرمڈ صلحنامہ میں نے جنرل کلیبر کو فوراً بھیج دیا جس کو فرانسیسی فوج نے لگائی۔ اگر یہ انکا رسات آٹھ روز اور پوشیدہ رکھا جاتا تو قہر و ترکوں کے حوالہ کر دیا جاتا اور فرانسیسی فوج کو انگریزوں کی اطاعت قبول کرنا پڑتی۔ اُس نے اُن

فرانیسیہوں کے ساتھ بھی جو اُس کے یہاں قید تھے نہایت سلوک اور مدارات کا برتاؤ کیا۔ وہ بڑا چست - ذہین - جوتوڑ کا اور نہ تنگنے والا شخص ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ نیم خطی ہے۔ ایکری میں ناکامی کا یہ سبب ہوا کہ اُس نے میری توہمیں اور قلعہ شکنی کا سامان جو چھوٹے چھوٹے جہازوں پر آرہی تھیں سمندر میں گر قذار کر لیا۔ اگر یہ نہ ہو گیا ہوتا تو باوجود سرسٹ نے اُنہ کے میں ایکری فتح کر لیتا۔ اُس نے بڑی بہادری سے کام کیا۔ اُس نے ایک لفٹنٹ کے ذریعہ سے صلح کے جھنڈے کے ساتھ مجھے دوبارہ جنگ کرنے کا پیغام بھیجا۔ میں اس پر ہنسنے لگا اور میں نے جواب دیا کہ اگر وہ مارلبروک کو بھیجے تو میں جنگ کو آمادہ ہوں۔ باوجود اس کے میں سرسٹ نے کے چلن کو پسند کرتا ہوں اُس میں بہت سی اچھی صفات ہیں اور ایک دشمن کی حیثیت سے میں اُس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔“

فطرت انسانی کو نظر و متین سے دیکھنے والا ممکن ہے کہ اس انوکھی صداقت میں اصول کی سنجیدگی نہ پاسکے کیونکہ دل نرم نگاہی کے قابل نہیں رہتا جبکہ حق و ناحق کی عمیق صداقت کی اُس کو جستجو ہوتی ہے۔ یہ بلا کم و کاست صحیح ہے کہ میدان جنگ میں نپولین اپنی اعداء کا اُسی خیال کے ساتھ مقابل کرتا تھا جس سے بازی شطرنج میں وہ اپنے شریف کا سامنا کرتا تھا۔ یہ لڑائیاں بادشاہوں اور رعایا میں سخت جنگیں تھیں۔ نپولین بادشاہوں سے خفا نہ تھا اسلئے کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت میں لڑتے تھے۔ یہ قدرتی ہے کہ غصے کے لمحے ہوتے تھے لیکن اُس کے خیالات بجا یہی تھے کہ اُس کے دشمن فتح کئے جائیں مجرم قرار نہ دیے جاویں۔ ایک موقع پر نپولین کو سخت تعجب ہوا کہ اسکندر شاہنشاہ روس نے اپنی شرکت جنگ میں ذاتی مخالفتوں کو جعل انداز ہونے دیا تھا۔ ایک شاعر اپنے مخالف کے شاہ کو بازی شطرنج میں شہ لگنے پر غصے دیکھنے سے نپولین سے زیادہ غیر مصنوعی اظہار تعجب نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ نپولین نے کسی گہرے اخلاقی جبر سے کام نہیں کیا ہے

اُس کا انصاف فیاضی۔ لطافت۔ ایک اعلیٰ فطرت کی طبعی تحریکیں تھیں نہ عمیق عقیدہ
فرائض کے نیچے تھے۔ پتولین کے کارنامہ میں ہم کو چند ہی ایسے موقع ملتے ہیں
جہاں اُس نے قوتِ ایمانیہ کی نزاکت سے کام لیا ہے۔ اس قوت کے لئے تربیت
کی حاجت ہے اور پتولین کو یہ تربیت نصیب نہ ہوئی تھی۔

اُس کا عقیدہ تھا کہ اُس کے دل کو تقدیر سے تحریک ہوتی ہے جس سے وہ آگے
چلتا ہے۔

ڈرائی فینڈیل *Macaulay* کا قول ہے کہ مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ
کی مجھے تعلیم دی گئی ہے کہ انسان خود کچھ نہیں کرتا وہ موج کے جھاگ کے مثل ہے
جو پیدا ہوتا ہے اور بلبے پیدا کرتا ہے اور پھر بیٹھ جاتا ہے اور یہ سب خود اُس کی سعی
سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ تقدیر کی قوی تحریک سے ہو کرتا ہے جو اُس کو مجبور کرتی ہے
یہ اصول جس کو پتولین تقدیر مانتا تھا اور پرستے *مذہب فلسفیانہ*
ضرورت سے موسوم کرتا ہے اور کالون نے قضا و قدر نام رکھا ہے ہر ایک
دل میں جدا جدا متبادل صورت سے اُس نام کے موافق جو ہر ایک نے اُس کو دے
رکھا ہے اثر اختیار کرتا ہے یعنی کہیں وہ بہادر سے بہادری کا رسیوں کی توفیق دیتا ہے
اور کہیں یہ اصول زبوں بد کاریوں کا سبب ہوتا ہے۔

پتولین ڈیولس کا سخت مخالف تھا اور اپنی فوج میں اس کی سخت ممانعت
کردی تھی۔ مصر میں ایک شب ایک بڑے جگہ دعوت میں لے لے *Canouse*

ڈیولس کے معنی ہیں کرد و بخش بذر بدو ق یا تلوار کے اپنے باہمی تانہ کو طے کریں۔ اس کا پہلے زینا
رسم مختصر تھا فوج میں۔ اسی طرح مبالغہ ہوتا تھا کہ دو مشرق یا دو شخص ایک دوسرے کے لئے بدعا
کیا کرتے تھے۔ ڈیولس کا ایک لفظ سے صحیح ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ مترجم ۱۲۔

نے حالت فوج پر کچھ طرزِ آمیز گفتگو کی جو تو سمجھا کہ یہ اشارہ خود نبوتین پر تھا۔ جو نبوتین کی گویا پرستش کرتا تھا اور اس کو فوراً غصہ آگیا۔ اور لے لسی

سے بولا کہ تو نمک حرام ہے، اس کے جواب میں لے لسی نے کہا ”تو کمینہ ہے“ یہ کہنا تھا کہ دونوں کی میان سے تلواریں باہر آگئیں اور تمام جلسہ کے لوگ کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ یقیناً ایسی شخصیں کہ دونوں میں سے ایک کا خون ہوتا۔

جو تو نے سخت لہجہ میں کہا ”میں نے آپ کو نمک حرام کہا اور میں نہیں خیال کرتا کہ آپ نمک حرام ہیں۔ آپ نے مجھے کمینہ کہا اور آپ جانتے ہیں کہ میں کمینہ نہیں ہوں۔ لیکن باوجود اس کے ہم لڑائیے اور ہم میں سے ایک کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ مجھے آپ سے نفرت ہو گئی ہے اس لئے کہ آپ نے ایسے شخص کے خلاف گفتگو کی ہے کہ اگر خدا سے بڑھ کر نہیں تو اس کے برابر جب بھی میں اس کو عزیز رکھتا ہوں اور اس کا ثنا خواں ہوں“

رات اندھیری تھی اور مشعلوں کی روشنی میں ساری جماعت ہانغ کے کنارے گئی جو دیہائے نیل کی طرف ڈھلوان ہوتا گیا تھا اور دونوں غصہ سے متوالے جنرل تلواریں لے کر ایک دوسرے پر چھپٹے لے لسی کا سر شگاف ہو گیا اور جو نو کے ایک ہاتھ ایسا لگا کہ آنتیں باہر نکل آئیں۔ دوسری صبح کو جب یہ خبر نبوتین کے پاس پہنچی تو وہ نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگا۔

”ارے کیا ان کا ارادہ ہے کہ ایک دوسرے کو ذبح کر ڈالیں کیا ان کا جی چاہتا ہے کہ نیل کے نرکلوں میں جا کر مگروں سے جنگ کریں۔ مملوکوں۔ عربوں اور طاعون سے شاید ابھی سیری نہیں ہوئی ہے، اور پھر وہ اس طرح کہنے لگا گویا جو نو اس کے سامنے موجود تھا۔ ”ماشیور جو نو تم اس کے مستوجب ہو کہ صحت ہو جانے پر ایک مہینہ حوالات رہو۔“

ایکری کا محاصرہ چھوڑنے کی تیاری میں پولیس نے اپنی فوج کو حسب ذیل علان بھیجا۔

”اے سپاہیو۔ تم نے اُس ریگستان کو جو ایشیا کو افریقہ سے جدا کرتا ہے عرب افواج کی تیزی کے ساتھ طے کیا۔ وہ فوج جو مصر پر حملہ کرنے کو جا رہی تھی برباد ہو گئی تم نے اُس کے جنرل کو پکڑ لیا۔ توپیں۔ ادٹ اور سامان حرب چھین لیا۔ تم نے وہ سب تحکم مقامات جن سے ریگستان میں چاہات کی حفاظت ہوتی تھی لے لئے تم نے گوٹمیر کے قریب اُن سب بد معاشوں کو جو مصر میں لوٹ کی امید سے ایشیا کے تمام حصوں سے جانے کو تھے پر اگندہ کر دیا۔ وہ تیس جہاز بارہ دن ہوئے جن کو تم نے ایکری کے بندر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اسکندر یہ چرچہ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ لیکن تم نے انھیں مجبور کر دیا کہ بجائے اسکندر یہ پر حملہ کرنے کے ایکری کی مدد کو وڑیں۔ دشمنوں کے بہت سے جھنڈوں سے مختاری فوج کو جبکہ وہ فتح و فیروزگی کے ساتھ مصر میں داخل ہوگی زیبائش ہوگی۔ تین مہینے تک مٹی بھر آویسوں سے جنگ جاری رکھنے کے بعد اور وہ بھی عین شام کے بیچ میں۔ اور غنیمت کی چالیں تو ہیں اور پچاس جھنڈے چھپنے لینے اور چھ ہزار سپاہ کو اسیر کرنے اور غاروں۔ یاغہ اور ایکری کی فضیلوں کو سمار کر دینے کے بعد ہم مصر واپس چلنے کی تیاری کرتے ہیں جہاں دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور ہماری موجودگی کی سخت ضرورت ہے۔ اگر تم حذر روزیاں اور ٹھہر سکتے تو ہم پاشا کو اُس کے محل میں قید کر لیتے لیکن ایسی حالت میں ایکری اتنی بھی قیمتی نہیں ہے کہ تین دن ضائع کئے جاویں یا سپاہیوں کی جانیں تلف کی جاویں جو نہایت ضروری خدمات کے لئے درکار ہیں اے سپاہیو اب ہمیں نہایت خطرناک مصیبتوں میں کام کرنا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد ہم اپنے کو مشرقی حملوں سے محفوظ کر لینگے اور مغربی حملوں کا دفع کرنا باقی رہے گا“

۲۰۔ مئی ۱۹۹۱ء کو نیپولین نے پہلی دفعہ تھی کہ ایک مہم کو نامکمل چھوڑا۔ نیپولین کے مورچوں سے اُدھر تو متواتر گولہ باری ہوتی رہی اور اُدھر سامانِ سیدانوں میں کام دینے والی توپیں اور بیمار میچھے کو روانہ ہونا شروع ہوئے تاکہ ترکوں کو یہ شبہ نہ کہ محاصرہ چھوڑے جاتے ہیں۔ نیپولین نے اپنی سپاہ کے تین ہزار آدمی ایکری کی ایک میں مذکور چھوڑے اور یہ یا تو لڑائی میں کام آئے تھے یا طاعون سے مرے تھے وہ اپنے حملہ کا ضروری اور اصل مقصد پورا کر چکا تھا۔ وہ اُن ٹڈی دل انہوہوں کو جو مصر کے حملہ کے لئے جمع ہوئے تھے برباد کر چکا تھا۔ اور اُس ملک میں اپنے دشمنوں کی ایسی خراب حالت کر چکا تھا کہ وہ مصر پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے تھے۔ اُس کی گولہ باری سے ایکری جلد ایک ڈھیر ہو گئی تھی۔ اپنی مشرقی نورانی فتح کے خیالات اُس نے سپاہیوں پر ظاہر نہ کئے تھے اور وہ یہی جانتے تھے کہ انھوں نے بڑی فحتمندی کے ساتھ اُس مقصد کو پورا کر دیا جس کا اُن پر اخبار کیا گیا تھا۔ یعنی ترکوں کی بڑی فوج کو ستیاناس کر دیا تھا۔ فحتمندوں کے سے تکر سے پھول کر انھوں نے نوٹنے کی تیاری کی اور بڑی تیزی سے روانہ ہوئے کہ ایک بڑی فوج کا مقابلہ کریں جو رڈوس *Rhodes* میں اس غرض سے جمع ہوئی تھی کہ مخالف بیڑہ کی مدد سے مصر کے ساحل کے کسی حصہ پر جاؤ۔ در اس طرح اگرچہ نیپولین اپنی نہایت ہی عظیم الشان اور محقق تجاویز میں ناکام ہوا تھا لیکن دنیا کی نگاہ میں وہ لائقِ فاتح تھا۔

اسپتالوں میں بارہ سو مریض و مجروح تھے۔ جن کو گھوڑوں پر یا ڈولپوں میں جہازانے کو تھے۔ نیپولین نے مجروحوں کے لئے اپنا گھوڑا چھوڑ دیا تھا اور اُن کے سپاہیوں کے ساتھ جلتی ہوئی ریگ پر پایا وہ چلتا تھا۔ اور وزیر اور دوسری قومیں جن کو سلطان سے مخالفت تھی نہایت پریشان تھیں کیونکہ اب اُن کو فرانسیزیوں

کی دہی کا حال معلوم ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ احمد قصاب سخت انتقام لے گا۔ متحدہ بادشاہوں کی فتح نے اُن کے لئے نئی بیڑیاں تیار کیں اور خوف زدہ وہیات سے باپوں۔ ماؤں۔ بچوں کی فریاد و زاری نے اُس تشدد سے جواب ترکوں کے ہاتھوں سے اُن پر پورا ہاتھ بلند ہو کر تمام مسیحی دنیا کے کانوں کو جھنجھنا دیا۔ لیکن انگلستان تو اتنا دور تھا کہ اُس کے خدا ترس ایوانوں میں بھلا یہ جھنجھکیو مگر بچ سکتی تھیں۔!

یافہ میں منجہد بہت سے بیماروں کے ساتھ قریب مرگ پائے گئے یہ طاعون سے مر رہے تھے اور ہمراہ نہیں لئے جاسکتے تھے نپولین بے خطر اسپتال میں خود گیا اور اُس کے سب کمروں میں پھرا اور بیماروں سے تسلی دلا سہ کی باتیں کیں۔ جاں بلب مریض اُس کو دیکھ رہے تھے اور لابیائیں محبت سے اُس پر لگا ہوا کرتے تھے جیسے کہ ایک کمرے سے وہ دوسرے کمرے کو جاتا تھا۔ اُن سات بیماروں کے متعلق جن کا ساتھ لے جانا غیر ممکن تھا نپولین بڑے نرود سے غور کرتا تھا اور اس خیال کو برداشت نہ کر سکتا تھا کہ اُن کو چھوڑ جائے اور وہ ترکوں کے ہاتھ پڑیں کیونکہ ترک ہر ایک قیدی کو بڑی ایذا دے کر قتل کرتے تھے پس اُس نے ڈاکٹر سے ایک تجویز کا اشارہ کیا اور وہ یہ تجویز تھی کہ اُن کو افیون کی ایک ایک گولی دے دی جائے جس سے بہت جلد اُن کی مصیبت آسان ہو جائے اور وہ ظالم دشمنوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ اس پر ڈاکٹر نے نہایت ہی قابلِ تعریف جواب دیا کہ ”میرا کام چمکا کرنے کا ہے ہلاک کرنے کا نہیں ہے۔“

نپولین ایک لمحہ سوچا رہا اور پھر اس معاملہ میں کچھ نہ کہا۔ بلکہ پانسوسپاہیوں کے ایک چند اول اُن کے ہمراہ چھوڑ دیا کہ اُن کے پاس موجود رہیں جب تک کہ آخر سپاہی کا انتقال ہو اس افیون کی گولی کے اشارہ کرنے سے نپولین پر بڑی

بڑی نکتہ چینیاں ہوئیں۔ مسیحی نصیحت کو اس اشارہ سے چاہے جس قدر غلط لگا ہی ہے
 دیکھنا ثابت ہو لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو نہیں سکتا کہ پولین ظالم مزاج کا شخص تھا۔
 یہ اُس کی رحم دلی اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ الفت تھی جس نے اُس سے
 یہ تجویز کرائی تھی۔ ایک بے دردمن شیطان کو کیا پڑی تھی کہ ان چند بیکار اور جان بلب
 آدمیوں کے خیال سے اپنے دل کو تکلیف دیتا بلکہ اُن کا ذرا بھی خیال نہ کر کے اُن کو
 اُن کی قسمت پر چھوڑ دیتا۔ اُس بے رحمی کے متعلق جس سے پولین پر اس واقعہ
 کی بدولت بھرمار ہو رہی تھی پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ہے :-

”میری دانست میں ان مریضوں کو افیون دے دینا کوئی مجرم نہ تھا۔ بلکہ جرم
 تو کجا میری رائے میں ثواب تھا۔ بچارے چند مریضوں کو جن کو ہرگز صحت نہ ہو سکتی تھی
 اس غرض سے چھوڑ دیا جانا کہ ترک اپنے دستور کے موافق اُن کو بڑی اذیت دیکر
 قتل کریں میرے خیال میں ظلم کی بات تھی۔ جزل کو اپنے سپاہیوں سے وہی
 کرنا چاہیے جو وہ خود اپنے ساتھ کیا جانا پسند کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کوئی
 شخص جس کے حواس بجا ہوں ایسی حالت میں چند ساعت قبل آسانی سے مرنے
 کو ترجیح دینگا یا نہیں جبائے اس کے کہ ظالموں کے پیچھے پیچھنکر ایدائیں جھیلے
 اور مرے۔ اگر میرا خود بیٹا۔ اور میں اپنے بیٹے سے اسی قدر محبت کر سکتا ہوں
 جتنی کوئی دوسرا باپ کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہوتا جیسی ان مریضوں کی ہو رہی
 تھی تو میں ہی تجویز کرتا۔ اور اگر میری خود ایسی حالت ہوتی تو میں اسی تجویز پر اگر
 مجھ میں جو اس اور کافی طاقت ہوتی اصرار کرتا۔ مگر معاملات کی ایسی نازک حالت
 نہ تھی کہ میں اُن کے ہمراہ کچھ آدمی نہ چھوڑ سکتا۔ چنانچہ میں نے اُن کے ہمراہ آدمی
 چھوڑ دیے۔ اگر میں اسی افیون کی تجویز کو ضروری خیال کرتا تو میں جنگی کوسل
 جمع کرتا اور اُس کی ضرورت کا اظہار کرتا اور یومیہ احکام میں اس حکم کو بھی درج کر دیتا

اور یہ بات معنی نہ رہتی۔ کیا یہ بات نتھاری سمجھ میں آتی ہے کہ اگر مجھ میں اپنے سپاہیوں کو خفیہ زہر دینے کا مادہ ہوتا اور اس طرح ایک ضروری فعل کو پوشیدہ کرنے سے اُسے بجرانہ فعل بنایا کرتا یا میں ایسا ظالم ہوتا کہ اپنی گاڑی کو اپنے مجروح سپاہیوں کے جسموں پر جن سے ہنوز خون بہ رہا تھا دوڑا کرتا تو کیا میرے سپاہی اُسی جاں نثاری اور محبت سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں میرے لئے جنگ کرتے۔ اگر ایک تہہ میں ایسا رکھی لیتا تو دوبارہ مجھے ایسا کون کرنے دیتا۔ جس وقت میں صفوں کے سامنے سے جاتا ہوتا کوئی سپاہی میرے گولی مار دیتا یہاں تک کہ مجروحوں میں سے کوئی مجروح جس میں بندوق کا گھوڑا چڑھانے کی طاقت ہوتی میرا کام تمام کر دیتا۔ میں نے اپنے تمامی ملکی درمیں ایک جرم بھی نہیں کیا۔ میں یہی بات اپنے آخری لمحہ میں کہہ سکتا ہوں اگر میں جرائم کا ترنگب ہوا ہوتا تو آج میں سینٹ ہلینا میں نہوتا مینے بوریون خاندان کو قتل کروا دیا ہوتا۔ یہ فقط میری مرضی پر تھا اور دنیا سے اُن کا نشان معدوم ہو جاتا۔

اس نکتہ اخلاقی پر میں نے ہمیشہ غور کیا ہے اور ہمیشہ یہی بہتر خیال کیا ہے کہ آدمی کو اپنی تقدیر کا لکھا پورا کرنے کی آخری دم تک اجازت دی جائے اور یہ قسمت کیسی ہی کیوں نہ ہو اپنے رفیق و یو راک کے معاملہ میں بھی میں نے یہی تجویز کیا تھا جس کی میری آنکھوں کے سامنے آئینیں باہر نکل آئی تھیں اور وہ مجھ سے بار بار التجا کرتا تھا کہ اُس کی مصیبت کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ لیکن میں اس سے یہی کہتا رہا ”اے رفیق تیری مصیبت پر مجھے بڑا غم ہے لیکن کیا تدبیر کروں۔ آخر دم تک تجھے یہ اذیت برداشت کرنا پڑے گی“

سر رابرٹ ولسن تحریر فرماتے ہیں ”اس بے رحم اور خون کے سیا شیطاں نیپولین نے یافہ میں اپنے مریض و مجروح پالسنوا اسی سامیون کو صرف اس غرض زہر دے دیا کہ اُن کی خبر گیری کے بارہائے سبکدوش ہو جائے“ یہ بیان تمام یورپ اور امریکہ میں مشہور ہوا اور بہتوں نے

اس پر یقین کر لیا۔ اور ایسے ہی بیانیوں کو دیکھ کر اب بھی ہزاروں آدمی نپولین کے چل چلن کا اندازہ کرتے ہیں۔ سر رابرٹ کو بعد کو معلوم ہوا کہ اُس نے بڑی غلطی کی اور پھر وہ نپولین کا موافق ہو گیا۔ اسی بدنام کرنے والے بیان کے متعلق کسی شخص نے نپولین کے سامنے سر رابرٹ ولسن کی طرف سے غصہ کا اظہار کیا۔ اس پر نپولین نے کہا:-

”تم کو آدمیوں اور آدمیوں کے جذبات کا حال معلوم نہیں ہے جن سے اُن کو تحریک ہوتی ہے تم نے کس بات سے جان لیا کہ سر رابرٹ ولسن سرگرم اور تند جذبات کا آدمی نہیں ہے۔ اُس نے وہی لکھا ہے جس کے صحیح ہونے کا اُسے یقین تھا۔ ممکن ہے کہ اُسے غلط اطلاع ملی ہو یا اُس کو کسی نے دھوکا دیا ہو۔ اور اب اُس کو اپنی تحریر پر تناسف ہو۔ ممکن ہے کہ اب وہ ہمارا اسی قدر ہی خواہ اور مخلص ہو جیسا پہلے جو“

تھا۔“

اس کے بعد نپولین نے پھر کہا ”یہی نہیں ہے کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا نہیں بلکہ جرم کا تو میں نے دل میں بھی کبھی خیال نہیں کیا۔ میں تو ہمیشہ پچاس ساٹھ لاکھ آدمیوں کی رائے پر چلتا ہوں۔ باوجود ان بدنام کرنے والی افواہوں کے مجھے تو شتم بھرا اپنی شہرت کی طرف سے خطرہ نہیں ہے۔ میرے ساتھ تو آنے والی سلیس الضاف کریگی سچائی کھل جائیگی اور وہ بھلائی جو میں نے کی ہے میرے قصوروں سے مقابلہ کی جائیگی اور نتیجہ کی طرف سے مجھے ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے۔“

سر شہنشاہی میں **بارن لارے** *Baron Larrey* ایک خاص افسر تھا۔ نپولین نے **او میرا** *O'Meara* سے کہا ”لارے سب سے زیادہ ایماندار آدمی تھا اور جتنے آدمی میں نے اب تک دیکھے ہیں اُن سب میں وہ سپاہی کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ مجردوں کی دیکھ بھال سے وہ کبھی نہ تھکتا تھا جس وقت اُڑائی ہو جاتی تھی وہ نوجوان جراحوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر یہ دیکھتا پھرتا تھا کہ کس کس میں

جان کی رقی باقی ہے۔ اپنے ماتحتوں کو وہ لینے کی فرصت نہ دیتا تھا اور ہمیشہ اُن کو اُن کے کام پر مستعد رکھتا تھا۔ وہ خبروں کو حیران کر دیتا تھا اور راتوں میں اُن کو سوتے سے جگا دیتا تھا جب کبھی اُس کو مجبوزوں یا مریضوں کے لئے رہنے کی جگہ یا کسے اور مریض کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب سبزل اُس سے ڈرنے رہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر لارے کی مرضی کے موافق اُس کی مدد نہ کی جاوے گی تو وہ مجھ سے شکایت کرے گا۔ پورپ واپس آنے پر لارے نے طب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کو پیولین کے نام سے اُس ننورہ پر داخت کی شکر گزاری میں جو پیولین نے مریضوں اور مجبوزوں کے متعلق کی تھی معنون کیا *ایسڈ پیولین*۔ مشہور معروف طبیب تھا لکھتا ہے ”پیولین نے جو ضرورت کے موقع پر بڑے کام کا آدمی ہے۔ چند موقعوں پر بیماری لگ جانے کے خطرہ کا ڈری سے مقابلہ کیا۔ میں نے اُسے یافتہ کے اسپتالوں میں دیکھا ہے کہ بیماروں کے کمرے ملاحظہ کرتا پھرتا تھا اور اسپاہیوں سے جنھیں طاعون ہو گیا تھا بڑی بے تکلفی سے بات کرتا تھا۔ اس بہادرانہ نظیر سے فوج میں خطرہ گھٹ گیا۔ بیماروں کو تسلی ہوئی۔ اور اسپتال کے ملازموں کی ہمت بڑھی جن کو مرض کے متقدی ہونے کے خطرہ نے بڑا پریشان کر رکھا تھا۔“

جلتے ہوئے ریگستان پر رہنا کوچ بنایت مصیبت خیز تھا۔ بہت سے مجروح و مریض تو جان بحق ہو گئے فوج کی مصیبتیں خیال سے باہر ہیں۔ بارہ سو تو ایسے شخص تھے جو شدت مرض سے ناتوان ہو رہے تھے یا شکستہ ٹہنیوں اور بدنما زخموں کی وجہ سے جاں کنی کے درو میں مبتلا تھے اور ناہموار تکلیف وہ رستہ میں گھوڑوں پر لیجا کر جا رہے تھے اور ان میں بہت سے درو اور مرص سے اس قدر کمزور تھے کہ گھوڑوں پر باندھ دیئے گئے تھے اور اسی حالت میں جلد جلد آگے لیجا کر جا رہے تھے بعض

مجرور ایسے تھے کہ اُن کے اعضا تازہ کھوئے تھے اور ٹہریاں پاش پاش تھیں۔ فوج کا نشان اُن مردوں سے لگتا تھا جو رستہ کے کنارے پڑے تھے۔ مریضوں اور مجروحوں کے لئے کافی گھوڑے نہ تھے اگرچہ خود نیپولین اور اُس کے جنرل پیدل چل رہے تھے۔ توپیں ریگ کے ٹیلوں میں چھوڑ دی گئی تھیں کہ گھوڑے مریضوں کے کام میں آسکیں۔ بہت سے مجروح اور مریض بہ ضرورت رستہ میں چھوٹ گئے۔ بہت سے ایسے مصیبت زدہ تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ اگر وہ گئے تو ترکوں کے ہاتھ پڑینگے اور بڑی اذیتوں سے مارے جائینگے۔ اور اُن کو گھوڑے میسر نہ آئے تھے۔ خون بہتے ہوئے زخموں سمیت انتہائی درد کی حالت میں اپاچوں کی طرح لنگڑا لنگڑا کر چلتے تھے۔ بڑی خوشامد سے گرہیکار وہ اپنے ساتھیوں سے امداد کی استدعا کرتے تھے۔ مصیبت کے وقت رحم کمال باقی رہتا ہے۔ جنگ کے خطرات اور اُس کے بد اخلاق نتائج کا جیسا اس چھپس دن کے سفر میں اظہار ہوا ہے شاید اس سے زیادہ کسی موقع پر نہوا ہوگا۔

اس مصیبت کے منظر سے جو نیپولین کے گرد تھا اس پر بڑا اثر تھا۔ ایکے بن جیسے کہ وہ تنہا ریگ پر کشاں کشاں پیدل جا رہا تھا اور ملک شام کی تیر و تھوہہ اُس کے بے پناہ سر پر پڑ رہی تھی اور مریض و مجروح اُس کے گرد تھے وہ کیسا دیکھتا ہے کہ ایک ہٹکاٹا افسر گھوڑے پر چڑھا چلا جا رہا ہے اور اپنا گھوڑا بیمار کو دینیے سے انکار کرتا ہے۔ اس پر نیپولین کو ایسا سخت غصہ آیا کہ اپنی شمشیر کا قبضہ اُس افسر کے اس سذت سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا گھوڑا ایک نجس سپاہی کو دے دیا۔ اس فعل پر تمام فوج میں تعریفوں کے نعرے گونج گئے۔ کراما کا تبین اس فعلِ ظلم کو جو نیپولین سے اس افسر کے بارہ میں سرزد ہوا ہے اب اشک سے مٹا دینگے۔

مورخ کو یہ استحقاق نہیں ہے کہ نفرت خیز خطرات جنگ پر نقاب اخفا ڈالے
 اگرچہ اُس کا جی یہی چاہتا ہے کہ ڈراوٹی داستانوں سے اپنے صفحہ کو محفوظ رکھے لیکن
 نہیں انسانیت کا یہی تفاضل ہے کہ وحشیانہ حرکات - جبرائیم اور جنگ سے واقع ہونے
 والے ظلموں کی تصویر کھینچی جاوے۔ اکثر سپاہی مجروحوں اور ملینین کی ذرا بھی مدد نہ
 کرنے تھے۔ انھیں ڈرتھا کہ جو شخص تندرست نہ تھا یا معون میں مبتلا تھا۔ اور سب وہ
 جہاں بلبوں کو جو ریت پر گر پڑتے تھے اٹھنے کی تسبیح کو شیش کرتے ہوئے دیکھتے
 تھے تو بے طرح فحشے لگاتے تھے۔ ایک کہتا تھا "دیکھو وہ اپنے دن پورے
 کر چکا" دوسرا کہتا تھا "ہاں اب وہ آگے نہ جاوے گا" اور جب یہ نچیان الیا گرتا تھا
 کہ پھر نہ اٹھ سکتا تھا تو یہ سپاہی بڑی بے پروائی سے کہتے تھے "لو وہ تو بڑا کمانے
 ہو گیا۔"

اس کوچ میں فوج کو عرب سواروں سے جو اُس کے گرد منڈلاتے رہتے تھے
 تکلیف پہنچتی رہتی تھی۔ اپنے کو حملہ سے محفوظ رکھنے اور حملوں کا انتقام لینے کے
 لئے وہ دیہات میں آگ لگاتے جاتے تھے اور اناج کے کھیت جلاتے جاتے تھے
 اور رندوں کی سی شدت سے۔ چھٹی ہوئی بوڑھی عورتوں اور کنواری لڑکیوں کے پیچھے
 دوڑتے تھے۔ فوج کے رستہ میں بھی تماشے ہوتے جاتے تھے کیونکہ بد معاش
 سے بد معاش آدمی کی کھپت صرف فوج ہی میں ہے۔ پولین بھی بعض وقت جو اس خیمہ
 ہو جاتا ہو گا جبکہ وہ دیکھتا ہو گا کہ اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے وہ کیسے جہنمی عمل
 سے کام لے رہا تھا۔ پولین کی طرف سے جو عذر پیش کیا جاسکتا ہے وہ صرف یہی عذر
 ہے کہ اُس زمانہ میں بھی اور اب بھی دنیا کا یہی عقیدہ ہے کہ جنگ مع اپنی نہ ملنے والی
 آفتوں کے ایک ضروری پلا ہے۔ سپاہی خوش ہوتے تھے اگر کسی مکان سے
 اُن پر گولی آتی تھی کیونکہ اس سے اُن کے ہاتھ ایک عذر آتا تھا کہ اُس مکان میں

گھس جائیں اور اُس کے پوشیدہ کمروں میں ناکردنی افعال کے مرتکب ہوں۔
 طاعون کے مریض اصل فوج سے کچھ فاصلہ پر چلتے تھے اور شب میں بھی فوج
 سے علیحدہ ٹھہرتے تھے اور ایسے دلیر سپاہی جو باٹریوں پر بے خوف و ہراس حملہ کر سکتے
 تھے ان مریضوں کے قریب نہ جاتے تھے۔ لیکن نپولین کا خیال اُن کے قریب کھڑا
 کیا جاتا تھا اور شام کو وہ ہمیشہ خود جا کر دیکھتا کہ مریضوں کی حواج پوری ہوئیں یا نہیں اور
 صبح کو وہ خود کھڑا ہو کر بدریہ شفقت سے دیکھتا کہ وہ ٹھیک طور سے روانہ ہو گئے یا نہیں
 نپولین کی رحم دلی نے جو اپنی شہرت سے دنیا کو بھر رہا تھا سپاہیوں کے دلوں کو فریفتہ
 کر لیا تھا۔ وہ سپاہیوں کی محبت کا مستحق تھا اور آج کے دن تک یہی حال ہے کہ نپولین
 کے وقت کی لڑائیوں کے معذور و مجروح سپاہی جو شہرِ پیرس کے دارالمعذورین
 میں ہیں نپولین کا نام سنتے ہی متیاب ہو جاتے ہیں۔ زمانہ موجودہ یا زمانہ گزشتہ کا کوئی
 شخص نپولین بوناپارٹ کی طرح محبوب و ہر دلعزیز نہیں ہوا ہے اور وہ لوگ جو اُس کو سب
 سے اچھی طرح جانتے تھے اُس سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

فوج کی واپسی کے وقت ایک دن ایک عرب قبیلہ کے کچھ لوگ نپولین سے ملنے
 آئے اور اپنی خدمات بطور بدرقہ کے پیش کیں اور اس قبیلہ کے سردار کا وازدہ سالہ
 بیٹا ایک سائڈنی پرنسپلین کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتا
 جاتا تھا۔

یہ گیدو عرب بولا۔ ”سلطان کبیر اب چونکہ تم قاہرہ جا رہے ہو میں تم کو ایک مشورہ
 دینا چاہتا ہوں۔“

نپولین نے جواب دیا ”کو کیا مشورہ ہے اگر تمہارا مشورہ اچھا ہو گا تو میں اُس پر
 عمل کروں گا۔“

عرب نے جو ان مکنے لگا۔ ”میں تم کو وہی مشورہ دوں گا جو میں خود کرتا اگر میں تمہاری

جگہ پر ہوتا یعنی جیسے کہ میں قاہرہ پہنچتا۔ میں چوک کے سب سے امیر کنیزوں کے تاجر کو طلب کرتا اور سب سے زیادہ حسین میں عورتیں اپنے واسطے منتخب کرتا۔ پھر میں سب سے دولت مند جوہروں کو بلاتا اور ان کے سرمایہ کا بڑا جزو لے لیتا اور وہ سرے تاجروں کے ساتھ بھی بی کرتا۔ اسلئے کہ بادشاہ اور صاحب اختیار ہونے سے آخر نتیجہ ہی کیلئے۔ اگر دولت جمع نہ کی جائے۔“

اس پرنسپلین نے جواب دیا: ”اے دوست تم نے سچ کہا۔ لیکن فوض کرو کہ اگر یہی فعل زیادہ فیاضانہ ہو کہ یہ سب چیزیں جن کا تم نے ذکر کیا میں دوسروں کے لئے چھوڑ دوں۔“

یہ نوجوان وحشی عرب ایسی۔ وسیع۔ شائستہ۔ اور اخلاقی ہوس کا احاطہ کرنے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد نپولین نے کہا ”مگر یہ نوجوان بہت ہونہار نظر آتا تھا۔ وہ بڑا دل چلا اور بہادر تھا اور اپنے سپاہیوں کو بڑی شان اور ترتیب سے لے چلتا تھا اور شاید اس کی تقدیر میں لکھا ہے کہ قاہرہ کے چوک میں ایک دن وہ اپنے احکام کی تعمیل کرائیگا۔“

تین مہینے باہر رہنے کے بعد آخر کار نپولین قاہرہ پہنچا۔ شہر میں وہ بڑے کرفرو سے داخل ہوا۔ مصر میں واپس آنے پر اسے معلوم ہوا کہ فوج میں بڑی ناراضگی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک سال سے زائد ہو چکا تھا کہ سپاہی فرانس سے علیحدہ تھے اور چھ مہینے سے انھوں نے وطن کی کوئی خبر نہ سنی تھی کیونکہ ایک بھی فرانسیسی جہاز بحر روم عبور کرنے کے لائق نہ ہوا تھا۔ نپولین نے یہ دیکھ کر کہ مشرق میں سلطنت قائم کرنے کی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا جس سے تمام مشرق اندہ ہوتا اپنی توجہ فرانس واپس جانے کے متعلق مقرر کر دی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ردس میں ایک اور بہت بڑی فوج جمع تھی اور روس اور انگلستان کے بیڑوں کی مدد سے مصر پر ویرش کر گئی پس اس نئی فوج کا قلع قمع

کے بغیر وہ مصر میں اپنی فوج کے چھوڑ جانے کا خیال نہ کر سکتا تھا۔ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فوج کس مقام پر اتر گئی ہیں اُس نے اُس کا انتظار شروع کیا۔

جولائی ۱۸۵۷ء کی ایک شام کو نیپولین ایک دوست کے ساتھ قاہرہ سے قریب اہرام مصر کے پیچھے ٹہل رہا تھا کہ ایک عرب سوار گروہ کے بادل میں لپٹا ہوا رگستان کی سمت سے بہ سرعت تمام اُس کی طرف آتے ہوئے نظر آیا۔ یہ اسکندر یہ سے ایک سحر لایا تھا جس سے معلوم ہوا کہ خلیج ابو کر میں ایک بڑا زبردست بیڑہ نظر آیا اور اٹھارہ ہزار غوثیاں، ڈنڈرک سپاہی جو بندوق پستول اور تلوار سے مسلح تھے کنارہ پر اتر آئے اُن کے ساتھ بے شمار توپیں ہیں اور ان توپوں پر انگریز افسر ہیں۔ اور روس۔ انگلستان اور ترکی کا متحدہ بیڑہ بڑے سامانوں کے ساتھ خلیج میں کھڑا ہے اور مراہب بہت سے مملوک سواروں کے ساتھ بالائے مصر میں رگستان عبور کر رہا ہے کہ حملہ آوروں کا اگر شریک ہو جائے۔ ابو کر کی بستی پر ترک قبضہ کر چکے ہیں اور بستی کے فرانسیسی سپاہی قتل ہو چکے اور گڈہ کو لے لیا اور اس طرح مصر پر طوفان اٹھ اٹھا ہے۔

نیپولین فوراً اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا۔ اور تین بجے صبح تک فوج کے فوری کوچ۔ متعلق اور اُس سپاہ کے لئے جو قاہرہ میں رہنے کو بھٹی احکام لکھواتا رہا۔ چار بجے فجر کو وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج نے کوچ شروع کیا۔ بہ ضرورت تمامی فرانسیسی فوج مصر میں بھٹی ہوئی تھی۔ یعنی کچھ تو بالائے مصر میں تھی جو قاہرہ سے آٹھ سو میل تھا۔ اور کچھ رگستان کی حدود پر تھی کہ شام کے حملوں کو روکے اور کچھ فوج اسکندریہ میں تھی۔ پس نیپولین اپنے ہمراہ صرف آٹھ ہزار فوج لے سکا۔ رات دن دم بند کر دینے والی گردیں جلتی ہوئی ریاک پر جھلسا دینے والے آفتاب کی شعاعوں کے نیچے نیپولین کی فوج بھوکے پیاسی نوادہ پھٹوں کے ساتھ قریب قریب دوڑی چلی گئی اور وہ حیرت انگیز منزلیں طے کیں جس سے دنیا دنگ ہو گئی۔ سات روز میں نیپولین خلیج ابو کر جا پہنچا۔

۲۵۔ جولائی ۱۹۹۱ء کی نصف شب کا وقت تھا کہ چھ ہزار فوج کے ساتھ نیپولین ترکوں کے سامنے جو مضبوط مقامات پر مورچہ بندی تھے جا پہنچا۔ ترکوں نے ریگ میں خلیج کے کنارے مورچے قابم کئے تھے۔ نیپولین ایک بلندی پر چڑھ گیا اور خوابیدہ دشمن کی مورچہ بندی کو غور سے دیکھا اس نے چاندنی میں دیکھ لیا کہ متحدہ برطانیہ خلیج میں لنگر انداز تھا۔ اور اُس کی مشاق نگاہ نے اس زبردست دشمن فوج کے پیدلوں۔ زسالوں اور توپخانوں کی تعداد کو شمار کیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ ترکوں کو مصر کے زبردست سواروں اور بہت سی پیدل لگاکا جو ایکری اور دوسرے مقامات سے آنے کو تھی انتظار تھا۔ جنرل کلیئر ابھی دو ہزار فوج کے ہمراہ نہیں آیا تھا۔ لیکن نیپولین نے فوراً حملہ کرنے کا عزم کر لیا باوجودیکہ ترک پورے اٹھارہ ہزار تھے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ برابر کی لڑائی نہ تھی۔ یہ ترک سب سے زیادہ خوفناک۔ بے رحم اور بادر تھے اور اُن کے عزم و ہمت کی انگریزی افسروں اور فرانسیسی انجیئروں نے رہنمائی کی تھی۔ یہ وہی سمندر کا کنارہ تھا جہاں ٹھیک ایک سال قبل نیپولین اپنی افواج کے ساتھ اترتا تھا اور اب جس مقام پر یہ متحدہ برطانیہ غور سے کھڑا تھا اُسی جگہ پر فرانسیسی برطانیہ غارت ہوا تھا۔ اس حادثہ کی آتش انتقام سے نیپولین کا کلیجہ بھٹا ہوا تھا جیسے کہ وہ خاموش اس منظر پر غور کر رہا تھا۔ مرآت اس کے قریب کھڑا تھا اُس نے اُن بڑے بڑے تیغوں کو جو اس جنگ کے آغاز سے پیدا ہو سکتے تھے پہلے سے دیکھ لیا یعنی شکست کی لٹا میں اُس کی قطعی بربادی تھی۔ اور اگر اُس کو جزوی فتح ہوتی تو یہ جنگ بہت عرصہ تک جاری رہ سکتی اور پھر عزت کے ساتھ مصر چھوڑنا اور فرانس کو جانا غیر ممکن تھا۔ لیکن ہاں اگر وہ اپنے دشمنوں پر قطعی فتح پاتا اور اُن برباد کر دیتا تو لائحہ فوج کی طرح وہ اپنی فوج کو اٹلیان و حفاظت کے ساتھ مصر میں چھوڑ کر برس کو لوٹ سکتا تھا۔ اور وقت کی ہنگامہ پر دازیوں کے سبب سے اُس کو شبہ نہ تھا کہ اُس کے سامنے نشان و شوکت کا رستہ

کھلا ہوا تھا۔ اُن بڑی بڑی باتوں کے خیال سے جن کی بابت اُس کو یقین تھا کہ وہ پہلا ہوا تھا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ کہنے لگا۔ "مراثی یہ جنگ دنیا کی قسمت کا فیصلہ کرے گی" یہ سوال کا متنازعہ کا نڈر۔ نپولین کے عظیم الشان خیالات کی بڑی وقعت کرتا تھا اور وہ کہنے لگا کہ سب سے کم یہ جنگ اس فوج کی قسمت کا ضرور فیصلہ کرے گی۔ یعنی فرانسیسی سپاہی غم بالجرم کر چکے ہیں کہ یا فوج کرینگے یا ایک ایک کر کے مرجائینگے اور آپ یقین فرمائیں کہ رسالوں اگر کبھی پدیدوں پر اُن کے منہ تک حکم کیا ہے تو کل میرے رسالے اسی قسم کا حکم کرینگے" مشرق میں سپیدہ صبح آغا ز ہوا تھا کہ ترکی فوج فرانسیسیوں کے قدموں کی دہل اور اُن کے گولوں کی بوجھار سے جو ترکوں کے مورچوں میں برس رہے تھے بیدار ہوئی۔ اور اب اُن نہایت ہی ہولناک لڑائیوں میں سے جن کا صفحات تاریخ میں تذکرہ ہے ایک لڑائی شروع ہوئی۔ اس موقع سے بڑھ کر نپولین کی ذہانت کسی اور موقع پر زیادہ خوف کی سے ظاہر ہوئی۔ وہ ساکت، مستقل، غیر مضطرب اور بے رحم ایک ڈھلوان پہاڑی پر کھڑا تھا۔ اور نہ روکے جاسکے والے ہنر سے خونریزی کی ہدایت کر رہا تھا۔ فرانسیسی بھیتروں کے مانند حملہ آور ہو رہے تھے اور ترک غولوں کی طرح بھاگ رہے تھے ہر شخص کو یاد تھا کہ مغرور فرانسیسی پڑھ اسی خلیج میں برباد ہوا تھا۔ ہر سپاہی کو معلوم تھا کہ یورپ کے تاجداروں نے فرانسیسی جمہوری حکومت کے برباد کرنے کو الیکا کیا تھا ہر شخص کو اس بات سے سسرت تھی کہ چھ ہزار جمہوری فرانسیسی انگلستان، روس اور ترکی کے متحدہ پورے میں ہزار سپاہیوں پر حملہ آور تھے۔ حملہ کی ترکیب اور بے باکی سے ترک بد جو اس ہو کر ایک دوسرے پر تہ و بالا ہو گئے۔ فرانسیسی اسی سرعت سے بند و قیں بھر اور فیر کرنے کے مشاق تھے کہ معجزہ معلوم ہوتا تھا۔ گولوں۔ گولیوں اور سیل کے گولوں کا ترکوں پر طوفان برپا تھا۔ ترک پاش پاش کر دیے گئے تھے۔ کاٹ ڈالے گئے تھے اور انگلیوں سے چھید ڈالے گئے تھے اور گھوڑوں کے آہنی سمنوں سے پاؤں ہونے لگے

تھے۔ پریشانی اور بدحواسی کی انتہائی حالت میں ہزاروں سوار پیدل سمندر میں بچا نہ
 پڑے اور مجنوں کی طرح یہ کوشش کی کہ تیر کر جہازوں تک جا پہنچیں جو تین میل پر سمندر
 میں کھڑے تھے غم و ہمت کے نہایت ہی خوفناک سکورت سے فانیسیوں نے ان
 ڈوبتے ہوئے ترکوں پر اپنی بارٹریوں سے طوفان برپا کر دیا اور پانی پر اولوں کی طرح گرا
 کا نہیں برسنے لگا۔ ترکی فوج جزیرہ نمائی نوک پر تھی۔ اور خشکی میں ہو کر بھاگ جانا غیر ممکن
 تھا۔ انھوں نے پناہ نہ طلب کی اور پولین کی خاموش اور مغرور طبیعت اس غم سے
 مشغول تھی کہ ایسی فتح حاصل کرے جس سے ابوکر کا نام فرانسیسی فوج کے لئے حیات
 لے۔ مرآت نے حبیباً کہا تھا ویسا ہی کیا یعنی وہ ترکوں کے نہایت ہی گھنے انہوں میں
 رسا لے کر گھس گیا اور اپنے بے خطر زبردست گھوڑے کو یہاں تک مہم نہ کیا کہ
 وہ فوج کے مرکز میں جہاں مصطفیٰ پاشا کھڑا تھا جا پہنچا۔ اس تکبر پاشا کو مشکل
 سے اتنی مہلت ملی کہ اپنا سپتول مرآت پر سر کرے جس سے مرآت کو ایک اوچھا
 زخم پہنچا۔ لیکن مرآت نے اپنی تلوار سے مصطفیٰ پاشا کی کلائی سے اُس کا آہ جھا ہاتھ
 کاٹ دیا۔ اور اس طرح ترکی فوج کا سردار مجروح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بڑی شہد مانی
 سے پولین کے سامنے بھیجا گیا۔

جس وقت یہ نامور قیدی پولین کے سامنے آیا پولین نے اُس کو اُس کی فاش ہمت
 پر تشفی و تسلی دی اور کہا کہ میں آپ کی بہادری کا حال جو اس جنگ میں آپ نے ظاہر کی
 ہے سلطان کو لکھ دینگا اگرچہ بدتمنی سے آپ یہ جنگ ہار گئے ہیں۔
 اس پر مغرور ترک نے تکبر سے جواب دیا۔ ”آپ کو تکلیف فرمانے کی کوئی حاجت نہیں
 ہے میرا آقا مجھے اُس سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے جیسا کہ آپ جان سکتے ہیں۔“
 چار بجے شام سے قبل تمام ترک فوج برباد ہو چکی تھی اور مشکل سے ایک آدمی بچا
 جان سلاٹ لے گیا تھا۔ قلعہ میں قریب دو ہزار کے سپاہ قید کر لی گئی اور باقی سب یا لو

مارے گئے یا ڈوب گئے سرسند نے سمجھ جس نے ترکی فوج کے لئے یہ جگہ منتخب کی تھی بہتر
 دشواری گرفتار ہونے سے بچ۔ اس قتل و خونریزی کے سنگام میں وہ ایک کشتی کے ذریعہ
 سے ایک جہاز تک پہنچ گیا تھا۔ بارہ ہزار سے زیادہ ترکوں کی لاشیں خلیج ابو کر کی
 لال موجوں پر اتر رہی تھیں۔ چند ہی ماہ قبل اسقدر فرانسیسی اسی خلیج میں مارے جا چکے
 تھے۔ صفحات تاریخ میں ایسی خونریز لڑائیاں کم نظر آتی ہیں۔ اگر بحری جنگ میں خدا فرمائیو
 سے ناراض تھا تو فرانسیسیوں کے دشمنوں پر بری جنگ میں اُسی قمر کے ساتھ خدا کا غضب
 نازل ہوا۔

اب بحروم کی امواج کے نیچے آفتاب ڈوبا۔ نپولین اپنے خیمہ کے دروازے
 پر کھڑا خاموشی سے اُس منظر پر غور کر رہا تھا جہاں سے اُس کے دشمن قلعی اور لیک ایک ٹاپ
 ہو گئے تھے۔ اب دو ہزار فوج کے ساتھ کلیر بھی آ پہنچا۔ جس کا نپولین نے انتظار کیا
 تھا۔ یہ نامور میدان ہجاء عرصہ سے نپولین کا دل دادہ تھا اس فتح کی غنیمت پر غور کرنے
 سے حیرت میں ہو گیا اور فرط جوش سے اپنے محبوب جنرل کے گلے میں ہانپیں ڈال کر
 کہنے لگا آئے ذرا آپ سے بغلیہ تو ہوں۔ آپ تو اکیلے ایک عالم کے برابر ہیں۔
 اب مصر میں خاموشی ہو گئی تھی اور کوئی دشمن باقی نہ تھا جس کا مقابلہ کیا جاتا۔ اور
 کسی جانب سے فوراً حملہ ہونے کا خدشہ باقی نہ رہا تھا۔ اور مصر کی شیرخوار نوآبادی کے
 یومیہ امور انتظامی کے سرانجام کے سوا کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ جس کو کسی مخصوص بیاقت
 والے شخص کی حاجت نہ تھی اور اُس کو ایک عزت دار افسر اچھی طرح کر سکتا تھا۔

لیکن یہ فتح جو اسقدر مصائب اور اتلاف جان کے بعد حاصل کی گئی تھی ایک بے شر
 فتح تھی۔ اب فوج کو ہندوستان کے حملہ کا خیال کرنا بیکار تھا۔ کیونکہ وہ تیار نہ ہو گئی تھی
 اور اُس کے تعلقات یورپ سے قطع ہو گئے تھے۔ فرانسیسی سپاہیوں نے گویا ناٹا
 فتح کیا تھا۔ یعنی اب ایسی حالت میں مصر میں نوآبادی قائم کرنے سے کیا فائدہ تھا کیونکہ

روسی انگریزی اور ترکی بڑے بحروم میں منڈلا رہے تھے اور انھیں جہازوں کی وجہ سے فوج کافر انس کو لوٹنا غیر ممکن تھا اس طرح فاتح فرانسیسیوں نے اپنی فتح و فیروزی کے عین شباب میں خود اپنے لئے ایک مجلس تیار کیا تھا جس سے وہ حکمران بھاگ نہ سکتے تھے اگرچہ اپنے دشمنوں کو اس کے قریب سے پس پا کر سکتے تھے۔ رہی مسٹر کی بادشاہت تو وہ اتنی چھوٹی تھی کہ پولین کے بے پایاں ہوس کی پیاس نہ بجھا سکتی تھی۔ پولین نے صرف یہ خیال کیا کہ تقدیر نے مشرق میں اسے اس لئے سلطنت قائم کرنے نہیں دی کہ وہ مغرب میں ایک سلطنت کی طرف اس کی رہنمائی کر رہی تھی۔

اب دس عینے سے پولین کو یورپ کے متعلق کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تھی۔ سرحد سے سمجھنے نے یا تو یہ خیال شرافت و اخلاق یا حاشہ انہ مسرت سے ان حادثات کی خبریں دینے کو جو فرانس پر یکے بعد دیگرے پڑ رہی تھیں پولین کو ایک پلندہ اخباروں کا بھیج جان میں فرانس کے متعلق نہایت ذلیل کرنے والی خبریں درج تھیں۔ اب مخالف بیڑہ نے اپنے اٹھارہ ہزار آدمی یا تو پانی میں غرق یا ریگ میں دفن چھوڑ کر لنگر اٹھایا اور غائب ہو گیا۔

پولین تمام رات یہ کافذات پڑے شوق سے پڑھتا رہا اور اس کو معلوم ہوا کہ فرانس کی سخت نازک حالت ہو رہی تھی اور رعایا کو نالائقی ڈانڈ کرکڑوں سے جو نہایت ہی مہل تجویزیں پیش کرتے تھے سخت نفرت اور بے پروائی پیدا ہو گئی تھی اور سازشوں اور قتلوں کی گرم بازاری ہو رہی تھی اور اس کو اس سے سخت تعجب ہوا کہ یورپ کے بادشاہوں سے فرانس کی پھر جنگ چھڑ گئی تھی اور آسٹریا والوں نے فرانس پر زور دیا شروع کوئیے تھے اور فرانسیسیوں کو کوہِ آلپس کے پار بھاگ دیا تھا اور بدو اس جمہوری فرانس کی سرحدوں پر متحدہ بادشاہوں کی فوجیں چڑھی چلی آ رہی تھیں۔

پولین نے بیورین سے کہا: "ہاے افسوس دیکھو نا۔ میرے خیالات ٹھیک

ان اہم ڈاکٹروں نے اُٹلی کو ہاتھ سے کھو دیا۔ اور میری جملہ فتوحات کا پھل ضائع ہو گیا۔ اب میں مصر میں نہیں رہ سکتا۔ مجھے فوراً فرانس واپس جانا چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو ان بگڑے ہوئے معاملات کو درست کرنا۔ اور فرانس کو براہِ وی سے بچانا چاہئے۔

نپولین کے دماغ میں یہ خاص خصوصیت تھی کہ اُس کے فیصلے فوری اور طبعی ہوتے تھے اور عام قاعدہ کے موافق بہت سے سوچ بچار کے بعد نہیں کئے جاتے تھے۔ برقی سرعت کے ساتھ وہ سوال کے جملہ پہلوؤں پر نظر ڈال جاتا تھا اور فوراً نتیجہ نکال لیتا تھا۔ نپولین کی تجویز جو بظاہر سرسری معلوم ہوتی سب دوراندیشیوں کا احاطہ کر لیتی تھی اور ایسی تجویز ہوتی تھی کہ دوسرے شخص بڑے دروسر کے بعد ہفتوں کی کاہشوں اور مباحثہ کے بعد شاید نہ نکال سکتے تھے۔ اس طرح میدانِ جنگ میں جبکہ مختلف مقامات پر بازارِ قتال گرم ہوتا وہ ایک ساعت کے واسطے بھی متفکر نہ معلوم ہوتا تھا اور کبھی اس پس و پیش میں نہ جاتا تھا کہ کونسی تجویز اختیار کرے بلکہ فوراً بغیر ذرا سی بھی غلطی کے اُسی تجویز پر راسے قائم کر لیتا تھا جس کی طرف بڑے عموماً بحیثیت کی مباحثے اُس کی رہنمائی کرتے۔ اُس کے فیصلوں کی یہ طبعی سرعت اُس کی زبردست طاقت کا بڑا راز تھی اور یہی بات ہر امر میں دیکھی جاتی تھی جس سے بشر کے دماغ کو کام پڑ سکتا ہے اور اسلئے وہ لحوں میں اُس قدر کام انجام دے سکتا تھا جس میں دوسروں کو دن لگ جاتے تھے۔

اسی طرح معاملہ موجودہ میں اُس نے فرانس کی دلچسپی کے وقت کو انتخاب کیا۔ اپنی مراجعت کے متعلق ہر ایک امر فوراً اُس کے دل میں طے ہو گیا یعنی فوج کس کام میں لگائی جاوے۔ رستہ میں انگریزی جہازوں سے کس طرح بچے اور اپنے ساتھ کون کون سے اشخاص لے۔ اُس نے بیورین۔ برتھیر۔ اور گینتھیوم کو بلایا اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کے معاملہ کو سخت پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی کہ مبادا اُس کی

تیار یوں کی خبر متحدہ بیڑہ کو پہنچ جائے۔ اُس نے کین تھیوم *Cantharum* کو حکم دیا کہ اسکندریہ کی بندرگاہ میں دو چھوٹے جہاز اور دو چھوٹی کشتیاں جن میں دو ماہ کے لئے چار سو آدمیوں کا کھانا موجود ہو تیار رکھے۔

پھر نپولین مع فوج کے قاہرہ کو لوٹا اور ۱۰ اگست ۱۷۹۹ء کو قاہرہ جا پہنچا اور پھر ایسے فاتح کے کوفہ کے ساتھ جس کو کوئی روک ہی نہ سکتا ہودہ شہر میں داخل ہوا۔ اور مصر کی تحقیقات کے واسطے ایک ہم کی تجویز کر دینے سے اُس تمام شہر کو روک دیا جو اُس کی مجوزہ مراجعت کے متعلق سپاہ میں پیدا ہو سکتا تھا۔

ایک دن اُس نے اعلان کیا کہ وہ دریائے نیل کے ڈیلٹا کی جانچ کو جاتا ہے جہاں اُسے چند روز درکار ہونگے اور اُس نے چند ہمراہی اپنے ساتھ لئے اور تیزی سے ریگستان عبور کر کے بہت جلد اسکندریہ جا پہنچا اور یہاں ۲۲ اگست کو وہ داخل ہوا اُسی دن رات کی اندھیری میں آٹھ رفیقوں کے ہمراہ مٹر چھوڑ دیا اور گارڈ کے چند لوگ اُس کے ساتھ تھے۔ بڑی سرعت اور خاموشی سے وہ خلیج کے سمنان مقررہ موقع پر آیا اور اس جماعت کو حیرت تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے یہاں تاریکی میں دو چھوٹے جہاز کچھ فاصلہ سے سمندر میں لنگر انداز معلوم ہوتے تھے اور چند چھوٹی ٹمچلیاں پکڑنے کی کشتیاں کنارہ سے لگی کھڑی تھیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی منتظر تھیں۔ اب نپولین نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ ہم فرانس جاتے ہیں۔ اس جماعت کی مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے گھوڑے تو کنارہ پر چھوڑ دئے گئے کہ اسکندریہ کو چلے جائیں اور تختہ فراری کشتیوں میں چڑھ گئے اور تارک سمنان رات میں جہازوں پر جا پہنچے۔ فوراً پال کھول دئے گئے۔ اور سمیہ پہنچ کے آغاز سے قبل نیچے ریگ کے مصری کنارے سمندر کی آفتاب میں نظروں کو نہاں ہو گئے۔

لے ڈیٹا اس قلعہ میں کوکے ہیں جو دریائے کے دبانے کے قریب دریائی کچی پہلی وادیوں کی شکل سے گھرجاتی ہے ۱۲ مترم۔

باب چہارم

مصر سے مراجعت

فرانس کی ملکی حالت۔ پولین کا انسانوں کی بابت اندازہ۔ کبریٰ سفر کے خطرات۔
پولین کی کتب بینی میں مصروفیت۔ ملحدوں کو جواب۔ مسیحی مذہب کی ستادت۔ کورسیکا
میں پہنچنا۔ فریکس میں اترنا۔ پولین کی آمد کی خبر پر فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں
جوش۔ رعایا میں دلورہ مسرت۔ جوزیفائن کا تردد۔ پیرس والوں میں پولین کا خیر مقدم
پولین اور جوزیفائن کی ملاقات۔

انسان کی تجویز کی ہوئی مہمات میں سے مصر کی مہم بھی ایک نہایت ہی عظیم الشان
مہم تھی اور اگر اس سے بڑھ کر کوئی مہم عظیم الشان تر ہو سکتی ہے تو وہ مہم پولین کی فرانس
کی مراجعت ہے جس میں اخلاقی عظمت کی غرض اور بھی زیادہ شامل تھی۔ اگر فرانسیسی
پیڑہ کی دریائے نیل کی جنگ میں ہونا کتنا ہی نہ ہو گئی ہوتی تو پولین کی مشرق کے
متعلق تجاویز غالباً بڑی شاد کامی سے کامیابی کو پہنچتیں۔ اور اس میں شک نہیں ہو سکتا
کہ کم سے کم تمام مشرقی دنیا میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہو گئی ہوتیں۔ اب وہ تجویزیں تو
بیکار ہو چکی تھیں فوج تنہا رہ گئی تھی اور جملہ سامانوں سے اس کا علاقہ قطع ہو گیا تھا

پس سب سے بہتر تجویز جو نیپولین فوج کے لئے کر سکتا تھا وہ یہ تھی کہ وہ فرانس کو مراجعت کرنا اور اُس کو ملک بھیجنے کی حتی المقدور سعی کرتا۔ نیپولین کا مراجعت کرنا ثابت کرتا کہ اُس کو اپنی فوج سے جس کو اُس نے بہ ضرورت پیچھے مصر میں چھوڑا تھا حد درجہ نفرت تھی۔ اپنی کامیابی کے لئے معاملہ کو حد درجہ مخفی رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ اگر اس تجویز کا اظہار ہو جاتا تو انگریزی جہاز اور بھی زیادہ ہوشیاری سے چوکسی کرتے اور نیپولین کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہوتی۔ یہ مراجعت جو اس جسارت سے اختیار کی گئی تھی دنیا کی حیرت کا باعث ہے۔

اس مراجعت کے اخلاقی پہلو کو ایک لمحہ کے لئے سوچو۔ تین کروڑ آدمیوں کی ایک قوم متواتر دس سال سے نہایت ہی خوفناک انقلاب کی بدولت پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ کون سے وہ جرائم اور بد اعمالیاں تھیں جو اس بد بخت اور برباد ملک میں ہوئی تھیں ایک جذبہ کا طوفان جو ذلیل انسان کے دل کو خوار کر سکتا ہے فرانس کے شہر اور قروں میں بادِ سموم کے مثل چل چکا تھا۔ امراء کے ایوانوں کو انتشار و گی نے جہلدار خاکستر کر دیا تھا اور سبزے۔ جہاں بچے کھیل کرتے تھے۔ باپ بیویں کے لمبے لال ہو گئے تھے۔ مکانات و آرائشیات اور ہر قسم کا اسباب لوٹ مار کا نشانہ تھا۔ اور لاکھوں بڑے بڑے مالدار شخص خوار و محتاج ہو گئے تھے۔ یا قتل کروئے گئے تھے۔ اور خدا سے مقابلہ کرنے والی عیاشی نے زنا کو مباح کر دیا تھا اور فرانس جس میں اب کوئی مذہب باقی نہ تھا معصیت اور بدنامی کا مکروہ گودام ہو گئی تھی۔

قانون نے دستِ خودکشی سے اپنی گردن کاٹ لی تھی اور قانونی عدالتوں کے فیصلے طوفانِ بدتمیزی کی مکروہ چٹوں کے فرماں بردار ہو گئے تھے اور گلوٹین جس کے تبروں پر انسان کے تارے لمبے ہوئے تھے صرف ایک بُرہان قاطع تھی کہ جس کو طوائف الملوکی نے ازراہ شفقت اختیار کیا تھا اور اسی سے خلاف

کہنے والے کی زبان کافی طور سے روکی جاتی تھی۔ ایک کونسل کے بعد دوسری کونسل ایک ہی شب میں کوکرتے کی طرح پیدا ہوتی اور ایک ہی دن میں کوکرتے کی طرح ناپید ہو جاتی تھی۔ بڑی خونریز وفنا کی کے ساتھ فرانس میں خانہ جنگی کا بازار گرم تھا۔ اور بالوسانہ غیظ کی حالت میں فریق شاہی کے موافقین و مخالفین ایک دوسرے سے پتھ پتھ کر رہے تھے۔ یورپ کے متحدہ بادشاہ جنہوں نے ایک جتھہ باندھ کر اس شعلہ غیظ و بربادی کو اور ہوا دی تھی اس تماشے کو خطرناک لگا ہوں سے دیکھتے تھے اور فرانس کو اپنی بڑی و بڑی افواج سے گھیر رہے تھے۔

بادشاہوں اور امیروں نے رعایا کو صدیوں سے غلام بنا رکھا تھا اور ان کا ظلم نہایت قابل نفیرن اور غیر قابل برداشت ہو گیا تھا۔ رعایا غصہ سے با آواز بلند کہہ رہی تھی کہ ”ہم کروں اب تمھاری عیاشی پرستی اور گھمنڈ کے لئے سامان مہیا نہ کریں گے“ بادشاہ اور امراء کہتے تھے نہیں تم کو ضرور مہیا کرنا ہوگا اور ہم تمھاری فریادوں کا پرکانہ نہیں دھرتے، ”پوپ صاحب فرماتے تھے۔ ”نہیں تم کو ضرور سامان مہیا کرنا ہوگا اوروہ دنیا کے ایوانوں سے یہی صدا آتی تھی اور کیم لٹن کے گنبدوں اور مارکی کے محلوں سے یہی آوازیں آرہی تھیں اور زیادہ دھمکی۔ مستعدی اور مضبوطی سے پارلیمنٹ والے آزادی پسند انگلستان سے بھی یہی آواز آرہی تھی۔

اس زمانہ میں فرانس کو آتش فشاں ہو رہا تھا اور اُس کے پگلے ہوئے مادہ کی دھاروں سے یورپ میں طوفان آرہا تھا۔ رعایا جان پر کھیلنے کو تیار تھی اور اپنے اندھا دھند غصہ اور مجنونانہ حفاظتِ خود اختیار میں اُس نے جملہ ادب و لحاظ کو بالائے طاق رکھ دیا تھا امراء کے گڈھ گزشتہ محصولِ ستانی اور علامی کی بلو گارتھے اور نفرت کے نعرے بلند کر کے پریغیظ رعایا نے ان گڈھوں کو مسمار کر کے زمین کی برابر کر دیا

۱۷۸۹ء - برٹش پارلیمنٹ کا نام ہر جہاں سے پڑانے والا حکومت شہر آسکومیں ہے ۱۲ مترجم۔

بادشاہوں کے ایوان جہاں ہزار ہا سال سے عیش و عشرت کے متوالے نامزد کر دینے والی اور ممنوع عیاشی میں گچھے اڑاتے رہے تھے، ایوان کی غلامی کے تنے تھے۔ غضبناک انہوہ ان ایوانوں میں سیلاب کی طرح گھسٹاڑا اور سنگ مرمر کے فرسوں دیواروں اور پردوں اور چھت گہروں پر اپنے غصہ کے نشان چھوڑا گیا۔ ایک چھلکا خود سر حکومت سے فرانس طوائف الملوکی کی حالت میں بھاپوٹا اور بادشاہ مع اپنے افسرین اور عصائے امنی اور وہ لقمہ امرا اور بدکار عورتوں کے ناپید ہو گیا اور بہت سے سردوں والا۔ غارتگر۔ خون کا پیاسا۔ جاہل اور باغی شیطان کانوں و کانوں۔ بدی اور افلاس کے ترخانوں سے پریوں کے قصہ کی کتاب کی ساحرہ کے مانند اس ناپید بادشاہ کی جگہ لینے کو نکل پڑا۔ بادشاہت دفع ہونے پر فرانس میں کوئی خوش حال سلطنت جمہوری قائم نہ ہوئی بلکہ مخالفین سرکار یعنی مجمع عوام کا عدم حکومت شروع ہو گیا۔ بادشاہ کے ظلم سے نوپولین کو قطعی نفرت تھی لیکن بنا لفظ سرکار کی کٹی ظلم اور خونریزی اور طوفان بدتمیزی کی خود سری سے اسے نہایت ہی پرلے سرے کی کھن تھی اور اس آخر الذکر حالت کو وہ پہلی بیان کی ہوئی صورت سے بہت برا جانتا تھا اس نے بار بار علانیہ کہا کہ ”اگر ان دونوں حکومتوں میں مجھ سے انتخاب کرنے کو کہا جائے تو میں بوربون خاندان کے ظلم کو منتخب و پسند کروں گا۔“

فرانس کی دس سال سے یہی حالت تھی اور رعایا کا ایک بڑا حصہ ظلم جھیلنے جھیلنے جان سے تنگ آ گیا تھا اور امن و چین کی آرزوئیں کرتا تھا۔ ملک میں سارنشین اور سازشوں کے توڑ پھور رہے تھے لیکن کوئی ایک آدمی ایسا سربراہ نہ تھا کہ قوم کو اپنے پیچھے لپیٹا ڈاکٹرڈوں کی حکومت کی کسی کو پروانہ تھی رعایا کو ان سے نفرت تھی اور فرانس بربادی کی حالت میں تھا۔ بہت سی آوازیں آرہی تھیں ”فلاح الہی۔ فلاح مصر۔ یونا پارٹ کمل ہے۔ صرف وہی ہم کو بچا سکتا ہے“ اس کی شرہ آفاق ٹیکن می بے قوم کی نگاہ کو اسی

طرف پھیر دیا تھا گویا وہی صرف اُن کی ایک امید تھا۔

معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ نپولین نے جو تین سال قبل نہ مشہور تھا اور نہ امیر تھا فرانس کی مراجعت کا ارادہ کیا۔ تاکہ ڈائرکٹروں کی حکومت کو جو ملک کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے الٹ و سے اور فرانس میں طوائف الملوکی کا انسداد کرے اور باہر والوں کی یورشوں کو روکے اور تین کرڈر باشندوں کو بربادی سے بچائے۔ یہ ارادہ اپنی عظمت کے اعتبار سے بڑا رفیع الشان اور اپنے مقاصد میں بلا اشتباہ بڑا فیاضانہ تھا۔ نپولین کا دشمنوں سے سامنا تھا اور دونوں زبردست دشمن تھے ایک تو متحدہ یورپ کے شاہی فریق کے طرفدار اور دوسرے پریس کا انبوہ عوام الناس۔ نپولین کے تمامی حیرت انگیز کام نامہ میں مستقل اور شک نہ کرنے والی خود اعتمادی جس سے اُس نے اس مہم کو اختیار کیا سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اُس نے اس مقابلہ کو پست کرنے کے لئے اپنے ہمراہ کوئی فوج نہ لی اُس نے کسی گہری اور لمبی چوڑی سازش سے بھی کام نہ لیا صرف اپنے ہی دماغ اور غم و ثبات اور قوم کے بڑے حصہ کی ہمدردی پر بھروسہ کر کے صرف ایک یا دو رفیق ہمراہ لے کر جن پر اُس نے اپنے خیالات ظاہر نہ کئے تھے وہ تنہا چلا کہ منتشر طاقت کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے۔ نپولین کو اس خطرہ سے بڑھ کر کبھی کسی خطرہ سے سامنا نہیں ہوا۔ یعنی انگلستان۔ روس۔ ترکی اور تمامی متحدہ یورپ کے ہماں بجز روم میں نہایت کثرت سے گشت کر رہے تھے ان سے بچنے کی نپولین کیونکر توقع کر سکتا تھا۔ گلوٹیں لہو سے لال تھی اور ہر ایک شخص کی جان جس نے انبوہ عوام کا مقابلہ کیا تھا اس گلوٹین کی تدر ہو چکی تھی۔ نپولین تنہا غور طلب بات ہے۔ اُن تمامی خطرات کا ہوا پر مذکور ہوئے۔ بھلا کیونکر مقابلہ کر سکتا تھا؟ ۹۔

جب وقت میورن Massena جہاز پر نپولین فرانس آنے کو سوار ہوا تو

۲۲۔ اگست ۱۷۹۹ء کی شب کے دس بجے تھے۔ اُس کے جاں نثار گارڈ کے چند آدمی اور آٹھ ہمراہی جو یا تو فوجی افسر تھے یا علما کے فریق میں سے تھے اُس کے ہمراہ تھے اور جہازوں پر پالسوس سپاہی تھے۔ ملک شام کے آسمان میں ستارے بڑی عینا سے چمک رہے تھے اور اُن کی دھیمی روشنی کے نیچے بحرِ روم کی موجیں ساکت حالت میں ان جہازوں کے سامنے پھیلی ہوئی تھیں۔ جہازوں کے باؤں کھول دیئے گئے۔ نیپولین خاموش اور خیال میں ڈوبا ہوا جہاز کے عرشہ پر بہت دیر تک ٹٹکتا رہا اور جیسے کہ مصر کا ساحل رات کی اندھیری میں نظر سے نہاں ہوتا جاتا تھا وہ اُس کو بھجور و بکچر رہا تھا۔ اُس کے ساتھی فرانس لوٹنے کے خیال کے نشہ سرست سے چور تھے لیکن نیپولین نہ خوشی سے پھولا ہوا تھا نہ شکستہ خاطر تھا۔ مستقل اور خاموش وہ جی ہی جی میں باتیں کر رہا تھا اور جب ان خفیہ باتوں کی ہم کو جھلک ملی ہے تو ہم نے اُن میں ہمیشہ عظمت و رفعت کا اثر پایا ہے۔

اگرچہ نیپولین کی عادت تھی کہ سپاہیوں کے پاس الاؤ پر جا بیٹھتا اور نہایت بے تکلفی سے باتیں کرتا لیکن اُس کے چال چلن کی رفعت سے اُس کے افسر خائف رہتے تھے اور اگرچہ بدرجہا مالِ نیپولین کے ساتھ اُن کو محبت تھی لیکن وہ علیحدہ علیحدہ رہتے تھے۔ اگرچہ نیپولین کے ہنر سے کوئی رعوت نہ پائی جاتی تھی لیکن عادتاً وہ جملہ افسروں سے ایک طبقہ بالا میں بلند رہتا تھا۔ ان افسروں کی گفتگو میں تاش و شتراب، اور گلزار پر ریوشوں کے تذکرہ کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ مگر نیپولین کے خیالات میں سلطنت نام آوری۔ اور دولت تھی۔ نیپولین ان افسروں کو اپنا راز دار و دستِ مقصور نہ کرتا تھا بلکہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اُن کو ایک کارآمد آلہ خیال کرتا تھا۔

نیپولین کے نزدیک رات دس ہزار سواروں کی جمعیت کی برابر تھی جو ہمیشہ درو

جاسکے والے حملہ کے لئے تیار تھا۔ لائسن پپولین کے لئے پیدلوں کی ایک پوری فوج
 تھا جو چھپیدنے والی سنگینوں سے مسلح ہو اور جس جماعت کو نہ کسی رسالہ کی تاب تھی اور نہ کسی
 توپ خانے کی طاقت تھی کہ توڑ سکے یا اڑا سکے۔ اگر وہ *Augereau* ایک
 افصح پلٹن کا کالہ۔ نگھنا اور بہت بڑا۔ نذر۔ نذر کرنے والا اور دیو سیکل قدموں سے اسی
 طرف جانے والا کامل تھا جس طرف فلاح کی انگلی اشارہ کرتی۔ یہ لوگ پپولین کے
 جسم کے اعضاء تھے جو اُس زبردست روح کے فرماں بردار تھے جو اُن پر حکومت
 کرتی تھی۔ لیکن وہ اُس کے رازدار نہ تھے وہ صرف اُس کی مرضی کے تابع تھے اور
 اُن لوگوں کی تعداد قلیل اور نہایت ہی قلیل تھی جن کو پپولین اپنا دوست کہہ سکتا تھا۔
 لسنری فطرت کا پپولین کی نگاہ میں نہایت ہی ذلیل اندازہ تھا اور اسی لئے لسنری
 کمزوری سے واقف ہونے والی باتوں پر بہت درگزر کیا کرتا تھا۔ بیورین کا بیان ہے
 کہ پپولین کتنا تھا۔ دوستی صرف ایک نام ہے۔ میں کسی سے محبت نہیں کرتا۔ نہیں میں
 اپنے بھائیوں سے بھی محبت نہیں کرتا۔ جو یقین سے کسی قدر شاید محبت کرتا ہوں
 اور اگر میں اُس سے واقعی محبت کرتا ہوں تو یہ صرف عادت کی وجہ سے ہے اور کہ
 وہ مجھ سے بڑا ہے۔ ڈیوراک۔ ہاے۔ ہاں میں اُس سے بھی محبت کرتا ہوں۔
 لیکن میں اس سے کیوں محبت کرتا ہوں۔ وہ قوی دل خلوت پسند اور من چلا ہے
 اور مجھے یقین ہے کہ اُس کا واقعی کبھی آنسو نہیں نکلا ہے رہا میں خود تو میں یقین سے
 جانتا ہوں کہ میرا کوئی سچا دوست نہیں ہے اور جب تک میری موجودہ حالت قائم
 رہیگی میری اسی قدر مصنوعی دوست بے رہینگے جبکہ میرا جی چاہیگا۔ رقیق قلبی ہم کو
 غورتوں کے واسطے چھوڑنا چاہئے۔ یہ انھیں کا کام ہے۔ مرد کو اپنے ارادہ اور
 دل سے مضبوط رہنا چاہئے۔ میں تو اُن کو جنگ اور سلطنت سے کیا سروکار ہے
 میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں۔ نہیں میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں اور نہ کبھی میں

پسندیدہ خصلت رہا ہوں۔ میں تو انصاف پسند ہوں۔“

ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں جبکہ نپولین کے قلب کی مغلوب و رقیق حالت تھی اور لیس کس ان لوگوں پر سختی سے حرف کر رہا تھا جنہوں نے نپولین کو حالت زوال میں چھوڑ دیا تھا نپولین نے کہا: ”لیس کس تم آدمی کے حال سے واقف نہیں ہو۔ اگر سخت انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو آدمی مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیا آدمی خود اپنا چال چلن سمجھتا یا اُس کی تصریح کر سکتا ہے۔ قریب قریب وہ سب لوگ جنہوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اگر میں سابق کی طرح کامیاب رہا ہوتا تو وہ اپنے اس نقص کا کبھی خواب بھی تو نہ دیکھتے۔ ایسی بریاں اور ایسی نیکیاں ہوا کرتی ہیں جو حالات پر منحصر ہوتی ہیں۔ ہماری آخری مصیبتیں آدمی کی طاقت سے خارج تھیں علاوہ اس کے مجھے کسی نے دغا نہیں دی۔ مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میرے گرو فریسی لوگ اس قدر نہ تھے جیسے کہ کمزور تھے۔ میرا چھوڑا جانا اُسی طرح کا چھوڑا جانا ہے جیسے سینٹ پیٹرس لوگوں نے انکار کیا تھا لیکن غالباً وہ وقت قریب آ پہنچا ہے کہ یہ لوگ پچھتاؤں گے اور دُئیگے صفحات تاریخ میں مجھ جیسا شخص کہاں نظر آتا ہے جس کے میری برابر دوست اور شریک ہوں مجھ سے زیادہ ہر و لغز اور مجھ سے زیادہ محبوب کون ہوا۔ نہ میری برابر کسی کے حال پر اتنی شدت سے افسوس کیا گیا۔ خود اس سینٹ ہلینا کی چٹان سے فرانس کی ابریاں دیکھ کر کس کا جی نہیں چاہتا ہے کہ میں اب بھی فرانس میں حکومت کرتا۔ نہیں بشری فطرت زیادہ خرد آ پر تو سے نظر آئی ہوگی۔“

لیس کس جو نپولین کی مصائب میں سینٹ ہلینا میں شریک رہا ہے کہتا ہے ”اپنے زوال کے پیچیدہ حالات کو نپولین ایسی بلند نظری سے دیکھتا ہے کہ افراد انسانی اُس نگاہ سے چھوٹ جاتے ہیں اور اُن لوگوں کی طرف سے جن کی نسبت خیال کیا جاسکتا ہے کہ نپولین کو اُن سے بڑی وجہ شکایت کی ہوگی وہ ذرا بھی اظہارِ مال نہیں

کرتا اور اُس کی سب سے بڑی شکایت کا صرف اسی قدر اظہار ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کا اُس کے سامنے تذکرہ آتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتا ہے اور یہ بات مینے بار بار دہائی ہے۔ بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جب نپولین کے پاس رہنے والے شخص ان لوگوں کا سختی سے ذکر کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ ان کو روک دیتا ہے۔

پھر لیس کیس کہتا ہے کہ ”اس موقع پر مجھے یہ کہنا لازم ہے کہ جب سے میں شہنشاہ نپولین کے چال چلن سے آگاہ ہوا ہوں مینے کبھی نہیں دیکھا کہ اُس نے ایک لمحہ کے واسطے بھی کبھی اُن لوگوں کی بابت نعتہ کا اظہار کیا ہو یا عداوت ظاہر کی ہو جن سے اُس کو نہایت ہی شدید نقصان پہنچا ہے اور وہ ان لوگوں کا بڑی بے پروائی سے بغیر اظہارِ طعن ذکر کیا کرتا ہے اور اُن کے طرزِ عمل کو اُن پیچیدہ معاملات سے منسوب کرتا ہے جن سے وہ گھرے ہوئے تھے۔ اور باقی سب کو وہ بشری کمزوری سے محمول کرتا ہے لیس کیس نے مارمونٹ کو سخت الزام دیا جس نے مخدہ بادشاہوں کے پیرس کو حوالہ کر دیا تھا۔ اس پر نپولین بول اٹھا۔ ”اُس کی بربادی کا سبب اُس کی خود بینی ہوئی۔ یہ سچ ہے کہ اُنے والی سلیس اُس کے اس فعل پر اُس کو الزام دینگی تاہم اس کا دل اُس کے فعل کی یادگار کی نسبت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔“ لیس کیس نے کہا۔ ”برقیہ کے ساتھ تو آپ کو اس قدر محبت تھی کہ ہم حیرت میں تھے۔“

علامہ مارمونٹ نپولین کا بڑا نامور جنرل تھا۔ علامہ میں جب مخالفوں نے پیرس پر قبضہ کیا تو نپولین اپنی بقیہ فوج کے ساتھ خان شین بلیس تھیں اور مارمونٹ بارہ ہزار چیدہ افواج کے ساتھ خان شین بلو اور پیرس کے مابین متعین تھا اور نپولین اور متحدہ بادشاہوں میں صلح کی گفتگو ہو رہی تھی کہ مارمونٹ عداوت کر کے اپنی فوج کو لے گیا اور دشمن کے حوالہ کر دیا۔ اس فعل سے نپولین نہایت کمزور ہو گیا اور اس کو تخت سے ہٹ برداری کرنا پڑی۔ اس کی مفصل کیفیت باب ۶۱ میں ناظرین ملاحظہ فرمائیے۔ مترجم ۱۳

نپولین نے جواب دیا ”برقیہ جو ہر سے خالی نہ تھا اور میں اُس کی یاقت یا اُس پاسداری سے جو میں اُس کی کیا کرتا تھا انکا نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن افسوس وہ اپنی رائے پر قائم رہنے والا شخص نہ نکلا۔“

لیس کیس نے کہا ”وہ بہت سخت اور مغرور آدمی تھا۔“

”اُس پر نپولین نے کہا ”میرے شفیق لیس کیس بودے شخص سے جو ایک بڑے قوی آدمی کی حفاظت میں ہوا اور کون آدمی زیادہ مغرور ہو سکتا ہے۔ مثال کے لئے تم خود ہی کو دیکھو۔“

یہ وہی برقیہ تھا جس نے نہایت پرے سے اپنے محسن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جب کوئی سجدہ ہم بڑے کروفر سے پر میں اپنی گاڑی پر سوار ہو کر نکلا ہے تو یہ برقیہ اُس کے سامنے پائیں میں سوار تھا۔ نپولین نے کہا میں اس ذلیل بھیر سے صرف اسی قدر انتقام کا طالب ہوں کہ اُسے کوئی کے باڈی گارڈ کے کپتان کی دروی پہنے دیکھوں۔“

نپولین کا سکرٹری میورین جسے نپولین نے عہدہ سے معزول کر دیا تھا کہتا ہے۔ ”نپولین کا چال چلن ظالمانہ نہ تھا۔ نہ وہ کینہ پرور تھا نہ انتقام طلب مزاج کا شخص تھا۔ سوائے اُن لوگوں کے جن کی آنکھوں پر غصہ نے پٹی باندھ دی ہے کوئی اور شخص نپولین کو نیرتو دھمک یا کالی گولا حملہ نہ کر سکتا تھا۔ جو نہ صرف نہیں کہتا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے

۱۷۹۰ء۔ روم کا بادشاہ تھا شروع عہد حکومت میں رحم اور انصاف سے کام کیا۔ لیکن بعد کو نہایت ہی ظالم اور سفاک ہو گیا اور شہریوں کو قتل کیا۔ آخر تنگ آکر اُس کے خلاف سازش ہوئی خوشامیوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد کو قتل ہوا اور ولادت ۱۷۹۶ء وفات ۱۸۰۶ء مترجم

۱۸۰۶ء کالی گولا۔ روم کا نہایت ظالم۔ سفاک اور مغرور بادشاہ تھا۔ اپنے ایوان میں درندوں کو زندہ آدمی کہلاتا تھا آخر میں قتل کیا گیا۔ ولادت ۱۷۹۶ء عمر اکتالیس سال کی ہوئی قتی ۱۸۰۶ء مترجم

نپولین کے اصلی عیوب کافی صداقت کے ساتھ بیان کر دیے ہیں اور میری بات باور کرنا چاہئے
میں علامہ کہتا ہوں کہ معاملات ملکی کو علیحدہ کر کے بونا پارٹ - نرم دل - مہربان اور رحم تھا
بچوں سے اُسے بڑی الفت تھی اور خراب آدمی میں یہ صفت نہیں ہوتی۔ خانگی زندگی
میں وہ بڑا فیاض اور بشری کمزوری پر بہت درگزر کرنے والا شخص تھا اور یہ میں کچھ زیادہ
نہیں کہتا۔ لیکن انیسویں صدی کے خلاف ایسی مستقل رائے جمی ہوئی ہے کہ مجھے توقع
نہیں ہوتی کہ لوگ اس رائے سے دست بردار ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میری لفظوں پر
لوگ نکتہ تعجبی کرینگے۔ لیکن میرا خطاب صرف ان لوگوں سے ہے جو سچائی کے جو یا
ہیں۔ چونش برس کی عمر تک میں نپولین کے ہمراہ اس طرح رہا ہوں کہ اُس کی کوئی حالت
مجھ سے مخفی نہیں رہی۔ پس میں بے وقعت بات نہیں کہہ سکتا۔ یہ اُس شخص کا بیان ہے
جس کو نپولین نے برخاست کیا تھا اور جو نپولین کے خلاف ہو کر پھر سے بنا لے ہوئے
بادشاہ لوئی کاورباری ہو گیا تھا۔ یہ ایک دشمن کا سچا بیان ہے۔

جہازوں نے اس توقع سے لنگر اٹھایا کہ صبح ہونے سے قبل انگریزی جہازوں
سے جو اسکندریہ میں منڈلا رہے تھے پار ہو جائیں بد قسمتی سے ادھی رات کو ہوا لگئی
اور بالکل سکوت ہو گیا بعضوں نے اس ڈر سے کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائیں یہ زور و ظاہر کیا
کہ کنارہ کی طرف لوٹ جائیں لیکن نپولین نے کہا نہیں خاموش رہو ہم بہ امن و امان
فرانس پہنچینگے۔

ابراہیم لکین تھیوم نے یہ چاہا کہ فرانس کا سب سے قریب والا راستہ اختیار
کیا جائے۔ مگر نپولین نے یہ ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو ساحل افریقہ سے ملے
ہوے چلنا چاہئے۔ اور اسی راستہ پر چلے جائیں جس پر جہاز نہیں ٹککتے تھے۔ جب تک
کہ جزیرہ ساردینیا Sardegnia سے پار نہ ہو جائیں۔ اور اُس نے کہا کہ اس اثنا میں
اگر کوئی انگریزی جہازوں کا بیڑہ نظر آئیگا تو ہم کنارہ پر بھاگ چینگے اور اپنے ان

تھوڑے سے ہماروں اور چند توپوں کے ساتھ خشکی میں اور آواز یا پٹوں سے دور
تک سفر کر کے جہازوں پر پھر سے سوار ہونے کا انتظام کر لینگے۔

پس اس خوفناک سفر میں پنولین نے ہر ایک خطہ کا مقابلہ کیا۔ انگریز ہی تہیہ خانے
میں پڑنے کا سب سے زیادہ اور برسرِ سیدہ خطہ تھا۔ میں دن تک ہوا ایسی مخالفت
رہی کہ جہاز تین سو میل سے زیادہ نہ جاسکے۔ بہت سے لوگوں کی ہمت تو ایسی ٹوٹ
گئی تھی اور گرفتار ہو جانے کا اس قدر خطہ چھا گیا تھا کہ اسکندریہ ٹوٹ چلنے کی سہولت
دیتے تھے۔ لیکن پنولین کی تو یہ عادت تھی کہ انگریز مصائب کا بڑے استقلال
سے مقابلہ کرتا تھا۔ پس ان مصیبتوں میں بھی وہ مستقل اور قائم رہا اور ہر اسیوں کی شکایت
پر اس نے جواب دیا کہ ہم بخیر عافیت فرانس پہنچیں گے۔ میرا ارادہ ہے کہ کیسے ہی
خطہ کا سامنا کیوں نہ لیکن ہم برابر چلے چلیں گے۔ ہمت ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔
یورپ جو اس سفر میں پنولین کے ساتھ تھا کہتا ہے کہ ”لوگ اکثر ہمت کا نام

یا کرتے ہیں جو ہر شخص منہ سے متعلق ہوتی ہے اور تمام عمر ساتھ دیتی ہے۔ اس قسم
کی تقدیر پر اگرچہ میرا اعتقاد نہیں ہے لیکن جب میں غور کرتا ہوں کہ بڑے بڑے سردوں
میں بونا پارٹ خطرات سے محفوظ رہا ہے اور کیسے کیسے ہولناک موقعوں پر اُس نے
اپنی جان کو معرضِ خطر میں ڈال دیا ہے اور کیسے کیسے اتفاقات سے اُس کو کام چلا
تو میں خیال کرتا ہوں کہ دوسروں کو ہمت جیسی چیز پر اعتقاد ہو سکتا ہے لیکن پنولین
کے کارنامے پر جو ہمت کا قائل تھا زمانہ دراز تک غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ
چیز جس کا ہمت نام رکھا گیا ہے پنولین کی ذکاوت تھی اور اُس کی کامیابی اُس کی حیرت
پیش بینی۔ برقی سرعت سے معاملات کے اندازہ کر لینے اور اس اعتقاد کی وجہ سے
تھی کہ اکثر مواقع پر جسارت سب سے زیادہ صحیح عقل ہوتی ہے۔ مثلاً ہمارے
مصر سے مراجعت کے دریائی سفر میں اگر پنولین بڑے زور کے ساتھ غیر مستقل رہتا

پر چلنے کا اصرار نہ کرتا بلکہ اسی عام رستہ پر چلنے دیتا جس سے عموماً جہاز اٹے جاتے تھے تو کیا ممکن تھا کہ وہ اُن خطرات سے جو اُس کے رستہ کو گھیرے ہوئے تھے بچ جائے؟
غالباً نہ تھا۔ اور کیا یہ سب امر اتفاقی تھا؟ نہیں یقینی نہیں تھا۔

ان پریشانیوں کے ایام میں نپولین نے جس کی ہمت ایسی ہی نڈر اور مستقل تھی جیسے کہ وہ سکوت جو امواج بحر کو اکثر سناکت کر کے سطح آب کو چاندی کے مانند سفید اور بے حرکت کر دیتا تھا اپنے قوائے دماغی کو اپنے اختیار میں رکھا اُس کا قاعدہ تھا کہ جہاں کہیں جاتا تھا ایک منتخب کتب خانہ ساتھ رکھتا تھا اور اپنے وقت کو لکھنے پڑھنے میں صرف کرتا تھا۔ اقلیدس کے نہایت ہی مشکل اختلاف حل کرنے سے اُسے خوشی ہوتی تھی اور ایسے علوم کی تحقیقات میں مصروف رہتا تھا جن سے رفادہ عام ہوتی قرآن مجید اور انجیل مقدس کو اُس نے بڑی توجہ سے پڑھا اور دونوں کی تعلیموں پر فلسفیانہ نگاہ سے غور کی قرآن شریف کی حاقق اور انجیل مقدس کی عظمت نے اُسے وق اور محو کر دیا تھا۔ حضرت مسیح کا وہ وعظ جو پاڑ پر فرمایا گیا تھا وہ بار بار نظر حیرت سے پڑھتا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو اُن کی تماش کی میزوں سے بلا بلا کر یہ وعظ اپنے سامنے اُن سے پڑھوا کر سنا کرتا تھا تاکہ وہ بھی اُس کے اخلاق و نصاحت کی تعریف کریں اُس کے ایک لمحہ سا تھپی نے کہا کہ آپ تو بہت جلد زاہد ہوا چاہتے ہیں؟

نپولین نے جواب دیا۔ ”ہاں میرا جی تو یہی چاہتا ہے کہ میں زاہد ہو گیا ہوتا اور انجیل اُس شخص کی کتنی بڑی تسلی کا باعث ہو سکتی ہے جو بے شک و ریب اُس کی سچائی پر اعتقاد رکھے۔“

لیکن عملی سبھی مذہب کو اُس نے صرف پوپ صاحب کی گرجا کے ہمیں میں دیکھا تھا۔ مسیحی مذہب کے روزوں۔ شب بیداریوں۔ ریاضتوں۔ صوموں اور بگڑے

سے بقول مصنف مغزوہ بالمد مترجم۔

ہو سبھی مذہب کے تازیانوں کو یاد کر کے اور اُن کو پر عیش جنت اور شہواتی حوروں سے جنھوں نے مسلمانوں کے آرزو مند وہم کو بھڑکا دیا ہے مقابلہ کر کے اُس نے ایک مرتبہ اپنے معمولی زور کے لہجے میں کہا: مسیحی مذہب ایک دھکی ہے اور اسلام ایک عہد ہے مگر مسیحی مذہب دھکی نہیں ہے گویا مخلوق پر خدا کا قہر نازل ہو گا۔ ہمارا نجات دہندہ نرم اور شیریں دلکش آواز سے ہم کو ہستی کفغان کی سبب چرچا ہوں میں اور ساکت پانی کی طرف دعوت کرتا ہے اور ایسے شہروں کی طرف جو سونے اور موتیوں سے جگمگا رہے ہیں اور ایسے محلوں میں جن کا معمار خود صانع قدرت ہے مدعو کرتا ہے وہ فرشتوں کے راگوں کی طرف بلاتا ہے اور ارواحِ سادی کے پرداز کی طرف جو اپنے نہ تھکنے والے شہ پروں سے پرداز کر رہی ہیں پکارتا ہے وہ بے پایانی کے مادرات۔ قوتِ انبیاء کی سلامتی۔ اور قلبِ طاہر میں رہنے والے وجدان عاشق و معشوق کی مبارک ہم نشینی۔ جسم کی عظمت۔ قوتِ متینہ کی رفعت۔ فرزندوں اور ذویِ متر لتوں کی طرح خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو اور دائمی سعادت کی طرف بلاتا ہے۔ نہیں سچی مذہب دھکی نہیں ہے اگرچہ اُس کے غلط فہم اور بد اندیش حامیوں نے اُسے اکثر اسی طرح ظاہر کیا ہے۔

ایک دن جہاز کے عرش پر چند افسر خدا کے وجود پر بحث کر رہے تھے اور ان میں کئی خدا کے وجود کے قائل نہ تھے۔ یہ شبِ ہوائے تمدن سے محفوظ بلے ابر اور ریشہ تھی اور آسان جو صانعِ حقیقی کی ایک دستکاری ہے سروں پر شامیانہ کی طرح تنہا ہوا تھا اور قہر کو اکب جو خدا کی مرضی کے محکوم ہیں بڑی ضیاء کے ساتھ چمک رہے تھے۔ جس وقت یہ افسر خدا کے عدم وجود پر دلائل پیش کر رہے تھے پتولین عرش پر ٹپل رہا تھا اور اس گھٹو میں شریک نہ تھا اور ظاہر اپنے خیالات میں غرق معلوم

ہوتا تھا۔ لیکن وہ یکایک ان افسروں کے سامنے ٹٹ گیا اور اُسی شان کے لیے جس سے سب خائف ہو جایا کرتے تھے کھٹے لگاؤ اے شرفاء تمھاری دلیلیں سب معقول ہیں لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ نورانی عالم جو ہمارے سروں پر چمک رہے ہیں کس نے بنائے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو؟ کسی افسر نے اس کا جواب نہ دیا۔ نپولین تو پھر اُسی طرح ٹٹیلے لگا اور افسروں نے اس بحث کو چھوڑ کر دوسرے مضمون پر باتیں شروع کر دیں۔

کتب کا مطالعہ کرتے کرتے آخر نپولین نے بھی مسیحی مذہب کی تعریف شروع کی اس سے قبل وہ غیر متعصب وضع کا آدمی تھا۔ جو یہود۔ مسیحی اور مذہب اسلام کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اب اس نے مذہب مسیحی کی فائق برتری کو سمجھنا شروع کیا۔ اور اگرچہ وہ افکار اور کار و مشاغل میں اس قدر گھسپا ہوا تھا کہ دوسرا کبھی نہ پھنستا ہو گا تاہم جتنا وقت گزرتا جاتا تھا اُس کی نگاہ میں انجیل کی وقعت بڑھتی جاتی تھی۔ بت پرست فرانس میں مسیحی مذہب کو پھر سے قائم کرنے میں اُس نے کافی عرصہ کے مطابق کاٹری ولیری سے مقابلہ کیا فوجی افسروں میں اپنی ہرولٹریزی کو اُس نے معرض خطر میں ڈال دیا اور اپنے سب سے بڑے بااثر دوستوں کے مقابلہ کی پروا نہ کی کیونکہ اُس کو یقین ہو گیا تھا کہ سلطنت کی سبودی کے لئے مذہب بڑی شے تھی۔

سینٹ ہلینا میں اُس نے اپنی پر آب و تاب نصاحت سے جس کی نقل نہیں کی جاسکتی یا نہ تو لون سے کہا "میں آدمیوں کو جانتا ہوں اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح آدمی نہ تھے۔ مسیحی مذہب راز ہے جو خود اپنی قوت سے قائم ہے اور ایسے دل سے نکلا ہے جو بشری دل نہیں ہے۔ ہم اس میں ممتاز تفصیلت پاتے ہیں اور یہ تفصیلت ایسے الفاظ اور اصول کے سلسلے سے پیدا ہوئی ہے جو پہلے کسی کو معلوم نہ تھے۔ ہمارے علم پر مسیح نے کچھ مستعار نہیں کیا۔ مسیح نے اپنے احکام کی مکمل مثال خود

دکھائی ہے۔ مسیح فلسفی نہ تھے کیونکہ مسیح کا ثبوت اُن کے معجزے ہیں اور ابتدا ہی سے اُن کے اُمتی اُن کے پرستار تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ علم اور فلسفہ نجات کے لئے بیکار ہیں۔ مسیح دنیا میں اسلئے آئے تھے کہ روح القدس اور سموات کے تو انین کے راز ظاہر کریں۔ سکندر قیصر۔ شارلیمان اور خود میں نے سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ لیکن اپنے ذہن کی آفریدہ سلطنت کو ہم نے کونسی بنیاد پر قائم کیا۔ صرف افواج پر قائم کیا۔ لیکن مسیح نے اپنی سلطنت کو صرف محبت کی بنیاد پر قائم کیا۔ اس وقت مسیح کے لئے لاکھوں آدمی اپنی جانیں دیدینگے۔ اگر میں رجاؤں تو مجھے خاک کو سونپ دینگے اور میرا جسم غذا سے مور ہو جائیگا اور یہ اُس آدمی کا انجام ہونے والا ہے جس کو پوپولین اعظم کہتے ہیں۔ پس میری اور مسیح کی قدیم سلطنت میں جس کا اعلان کیا جاتا ہے جس کی پرتش ہوتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے جو تمام روئے زمین پھیلی ہوئی ہے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیا تم اُس کو مرنا کہو گے نہیں بلکہ یہ تو زندہ رہنا ہے۔ مسیح کا نام مرنا خدا کا نام مرنا ہے۔

مصر کی یورش کے زمانہ میں پوپلین ہر مذہب کو مساوی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُس کو خیال تھا کہ اپنی شائستگی اور معقولیت میں مسیحی مذہب دوسرے طرق عبادت سے فائق ہے لیکن کسی مذہب کو وہ ایسا خیال نہ کرتا تھا کہ وہ منزل من الہ ہے۔ ایک مرتبہ پوپلین نے اپنے طرز عمل کا جو اُس نے مصر میں اختیار کیا تھا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ فوج کا مزاج اس قسم کا تھا کہ اُس کو صرف اس بات پر اُمل کرنے کے لئے کہ وہ مذہب کا ذکر سن لے میں مجبور ہوا کہ مذہب کا بڑی سبکی سے ذکر کروں اور عیسائیوں کی برابر یہودیوں کو اور یہودی راہبوں کی برابر عیسائی پادریوں کو اپنے بیان میں جگہ دوں۔ اور اگر معاملات مجھے مذہب اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے تو یہ کچھ بہت تعجب کی بات نہوتی لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے تہذیب مذہب

کے متعلق میرے پاس بہت مقبول وجوہ موجود نہیں کیونکہ اس طرح کم سے کم فرات تک میں بڑی عافیت سے پہنچ جانے کے لائق ہو جاتا۔ ہاں خانگی اغراض سے مذہب کا بدل دانا ضرور غیر قابل معافی بات ہے لیکن اہم معاملات و مقاصد کی کے مقابلہ میں فیض معاف کیا جاسکتا ہے۔ ہنری چہارم کا مقولہ تھا کہ پیرس کی حکومت ماس کے قیمت کی برابر ضرور ہے۔ تو اب کیا کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ سلطنت مشرق یا شاید تمامی ایشیا کا زیر نگین ہو جانا ایک پاجامہ اور ایک عمامہ کی بھی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جملہ معاملات مذہب مختصر ہو کر بس پاجامہ اور عمامہ تک محدود بھی ہو گئے تھے۔ یعنی شیوخ شریعت نے غور کے بعد طے کر لیا تھا کہ وہ اسلام ہم پر کس طرح آسان کر سکتے تھے۔ بڑی بڑی رد کیں انھوں نے اٹھا دی تھیں۔ یعنی ہم کو شراب کی اجازت دیدی تھی۔ نماز کا اٹھنا بیٹھنا معاف کر دیا تھا۔ پس خلاصہ آنکہ ہم کو اپنی جاگت پتلون۔ اور سیٹ چھوڑنا پڑتی۔ اور طے لے کر دو سو جہاز کی نسبت پولین کلام ملائت آمیز بولا کرتا تھا اور کہتا رہا کہ دو سو جہاز خراب۔ نہایت ہی خراب آدمی تھا۔ فرانس میں انقلاب کا باعث

وہ ہی ہوا۔“

ایک شخص نے اس پر جواب دیا کہ مجھے یہ خبر یہ تھی کہ فرانس کے اس انقلاب کو آپ نرمی مصیبت ہی مصیبت خیال کرتے ہیں۔“

پولین نے جواب دیا کہ ”امنوس شاید اس کہنے سے آپ کا یہ مدعا ہے کہ اگر یہ

۱۔ ہنری چہارم انگلستان کا بادشاہ تھا۔ پیرس فرانس کا دار الحکومت ہے۔ ہنری کہتا تھا کہ اگر مجھے پیرس بجا سے تو رومن کیتھولک نماز (ماس) پڑھنے یعنی رومن کیتھولک ہو جانے میں کوئی حصار نہیں ہے۔ ۱۲ مترجم۔

۲۔ روسو فرانس کا مصنف۔ اس نے حضرت مسیح کے غظوں اور معجزوں پر اعتراض کیا۔ خود تمام عمر مصائب میں مبتلا رہا۔ ولادت ۱۷۱۲ء وفات ۱۷۶۶ء مترجم۔

انقلاب واقع نہوتا تو میں بادشاہ نہوتا لیکن باوجود اس کے اگر یہ انقلاب واقع نہوا ہوتا تو فرانس ایک خوش نصیب ملک ہوا ہوتا۔ جب پولین سے درخواست کی گئی کہ دوستوں کے حجرے میں جا کر اس کی ٹوپی - میز - اور بڑی کرسی وغیرہ کی زیارت کرے تو اس نے کہا - لا حول ولا قوۃ ! ایسی حالتوں کا مجھے ذوق نہیں - یہ چیزیں تو میرے بھائی کوئی کو دکھاؤ اور وہ ان کے لائق ہے۔“

سینٹ ہلینا میں پولین نے مذہب کے متعلق حسب ذیل ریمارک کئے ہیں اور ان سے اس کے مذہبی خیالات کا صحیح اندازہ ہوگا۔ اس نے کہا ”مذہبی خیالات استعد تشفی بخش ہیں کہ ان کو آسانی برکات کتنا چاہئے۔ اگر ہم مذہب کے پابند ہوں تو وہ کونسی ایسی شے ہے جو ہم کو اس سے یہاں حاصل نہو گی چنانچہ وہ کونسا ایسا انجام ہے جس کی مجھے توقع نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی پُر آشوب زندگی کے باوجود جیسی میری تھی ادھر میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ایسی زندگی میں کونسے ایسے جرائم تھے جن کا میں مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ میں عادل حقیقی کے دربار میں کھڑا ہو سکتا ہوں اور بے خطر اس کے فیصلہ کا انتظار کر سکتا ہوں۔ خدا میری توث ایمانہ کو - قتل - زہر خورانی - ظلم اور پیلے سے منصوبہ کر کے کسی کو ہلاک کرنے کے دھبوں سے رنگا ہوا نہ پائیگا۔ اور یہ جبرائیم ایسے ہیں جو مجھ جیسے اشخاص کی دُور زندگی میں عام طور سے پائے جاتے ہیں میں نے تو صرف فرانس کی شان - عظمت - اور اقتدار کی تمنا کی ہے۔ میرے تمامی تو اسے دماغی کوششیں اور کارروائیاں - صرف اسی مقصد کے حصول کی خاطر مصروف رہی ہیں۔ یہ جرائم نہیں ہو سکتے۔ مجھے تو یہ سب نیکو کاریاں نظر آتی تھیں۔ اور اگر میرے آخری لمحے آئندہ نورانی امیدوں کا تاج پہنیں تو میری خوشی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔“

پھر ایک لمحے کے بعد جس میں وہ خیال میں مستغرق نظر آتا تھا اس نے کہا لیکن ہمارے دنوں تکدقین کا اس صورت میں رستہ پانا کس طرح ممکن ہے کہ یہ زیادہ تر انھیں

لوگوں میں بدزبانی اور بد اعمالی دیکھتے ہیں جو پیشوایان و ہادیان مذہب ہیں۔ میرے گرد وہ پوری جمع ہیں جو کہتے ہیں کہ اُن کی سلطنت اس دنیا کے متعلق تھیں ہے اور تاہم وہ اُن سب چیزوں پر دست درازی کرتے ہیں جو اُن کے ہاتھ آسکتی ہیں۔ پوپ صاحب تو سردار مذہب ہیں اور یہ مذہب آسمانی مذہب ہے۔ لیکن موجودہ پوپ صاحب جو بیشک نیک پاک آدمی ہیں وہ کونسی ایسی شے ہے جو پیشکش نہ کر دینگے اگر اُن کو سلطون لوٹ جانے کی اجازت دے دی جائے اور اگر ایک مرتبہ اور وہ وینوی بادشاہ بنا دئے جائیں تو کلیسائی حکومت اور پاپوں کے دارالافتادہ کو ترک کر دینا اُن کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔“

پھر فراتامل کر کے پولین نے کہا ”لیکن ایک شاہنشاہ کی حیثیت سے اس میں شک نہیں کہ میری بے اعتقادی اُن قوموں کے لئے مفید تھی جن پر مجھے حکومت کرنا تھی۔ کیونکہ اگر میں کسی ایک فرقہ کا شریک ہو جاتا جو دوسرے سے مخالف ہے تو میں دونوں فرقوں کے ساتھ پورا انصاف نہ کر سکتا اور اگر میں ایک پیشوا سے مذہب کے دباؤ میں ہوتا اور وہ جہنم کا خوف دلا دلا کر مجھ پر حکومت کرنا تو میں اپنے خیالات اور اپنے افعال کی آزادی کیونکر قائم رکھ سکتا؟“ پھر پولین نے اس گفتگو کو یہ لکھر ختم کیا کہ ”انجیل لاری اور حضرت مسیح کے اُس وعظ کو جو اُمیتوں کے سامنے حضرت نے پہاڑ پر فرمایا تھا شروع سے آخر تک باوازمند پڑھا اور اُس کی پاکیزگی۔ منانیت اور اُس کے محبوبہ اخلاق کی تکمیل پر اظہار حیرت و تحسین کیا۔“

چالیس روز تک ہوائے مخالف سے جہاز ڈالنا ڈول پھرتے رہے اور یکم اکتوبر کو جزیرہ کورسی کا کے کنارے پہونچ کر اچیشیو کے بندرگاہ میں لنگر انداز ہوئے اپنے پیشو

شہر میں نپولین کے اترنے کی خبر ہو اُس کے جھوکے کی طرح پھیل گئی اور ساری مخلوق بندرگاہ پر اپنے ہم وطن کی ایک جھلک دیکھ لینے کو جمع ہوئی۔

نپولین نے کہا ہے ”ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آؤ سے سے زیادہ باشندوں نے تو مجھ سے ناتا اور رشتہ نکال لیا تھا“ لیکن ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ میڈیم لنشیا کا گھر انھیں سب نے لوٹ لیا تھا اور تمام یوناپارٹ خاندان کا افلاس اور تنہائی کی حالت میں بچھا کرتے پھرے تھے اور یہ خاندان سات کو ایک کھلی ہوئی کشتی میں فرار ہوا تھا۔ اب یوناپارٹ کے نام نے ہوا کو تختین کے نعروں سے گونج دیا تھا۔ لیکن نپولین ایسی غیر انصافانہ نکتہ چینی یا ایسی بے سوچے سمجھے تختین و آفرین سے یکساں بے توجہی ظاہر کرتا تھا۔ اور جس طرح وہ بد دعاؤں سے بے دل ہوتا تھا اسی طرح سبحان المداور واہ واہ سے معذور ہوتا تھا۔

رہبر اجم کرنے کی غرض سے چند روز قیام کر کے ۷ اکتوبر کو جہاز کا ننگراٹھا یا گیا اور یہ پچھلے سفر پر شروع ہوا۔ دوسرے روز شام کو جیسے کہ آفتاب غیر معمولی شان سے خوب ہو رہا تھا آفتاب کی سنہری شعاعوں میں ایک انگریزی بیڑہ کی اچھی طرح اچھی تصویر دکھائی گئی۔ فرانسیسی امیر البحر نے دشمن کے نشان سے یہ بات معلوم کر لی کہ انگریزوں نے فرانسیسی جہازوں کو دیکھ لیا اور اس تجویز پر نوردیا کہ اجیشیو کے بندر کو لوٹ جانا چاہئے۔ لیکن نپولین نے یہ خیال کر کے کہ اگر اجیشیو لوٹے تو گرفتار ہو جائے گا ”فرانکا“ اجیشیو کو لوٹنا انگلستان کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اور میں فرانس کے راستہ کا متلاشی ہوں۔ سب پال کھول دو اور سب آدمی اپنی اپنی جگہ پر مستعد جاؤ اور شام و مغرب کو روانہ ہو اور جلد آگے بڑھو۔“

شب تاریک تھی اور عمدہ ہوا چل رہی تھی اور فرانسیسی جہاز مخالف بیڑہ کے سامنے ہر سیدہ گرفتاری کی حالت میں فرانس کے ساحل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ بچپنا

محال معلوم ہوتا تھا۔ سب جہازوں کے لئے یہ رات بڑے خطرہ اور تشویش کی رات تھی۔ الاپولین کو کوئی تردد نہ تھا۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ اگر معاملہ وکرگوں ہو تو کشتی میں سوار ہو کر تاریکی اور ڈانڈوں کی مدد پر بھروسہ کر لیا۔ چنانچہ بڑے کامل استقلال اور جواہر دہی سے اُس نے حکم دیا کہ لمبی کشتی تیار رکھی جاوے اور اُن لوگوں کو بھی منتخب کر لیا جن کو وہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا اور بڑی احتیاط سے اُن کاغذات کو علیحدہ کر لیا جن کو وہ محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ تمام رات جہازوں پر کشتی کی پلاک سے پلاک نہ لگی۔ حقیقت میں موجودہ مسئلہ کا حل کرنا بڑا دشوار کام تھا۔ یعنی کیا یہ تھکے ماندے آوارہ وطن چند گھنٹوں میں اپنے بیوی بچوں سے ہم آغوش ہونگے؟ یا۔ دوسرا لمحہ ان کو انگریزی جنگی جہازوں کا کالا کول تاریکی سے برا بد ہوتا ہوا دکھائیگا۔ اور پھر ان کو انگریزی محبس کے سپرد کر دینگا کہ اسیری کی سائنس دراز مصیبت پڑے پھیلے رہیں۔ اس خوفناک موقع پر بھی کوئی شخص نہ دیکھ سکا کہ نپولین کے استقلال میں کچھ بھی فرق آیا ہو۔

سیدہ صبح کے آغاز پر فرانسیسیوں نے چند فرسنگ پر اپنے سامنے فرانسیسی ساحل کے پہاڑ دیکھے اور اب مخالف بیڑہ شمال و مشرق کی طرف سمندر کے افق میں نظروں سے غائب ہو رہا تھا۔ لیجئے فرانسیسی فوج گئے اب فرانسیسی جہازوں سے مسرت کے لئے بلند ہوئے۔ لیکن نپولین بڑے استقلال سے اپنی مجبورہ فرانس کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کے رخسار زرد تھے۔ اور پیشانی سنگ مرمر کی طرح سفید تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ اُس پر کسی خوشی کا اثر نہیں ہے۔ آٹھ بجے صبح کے چاروں جہازوں میں منظر ہر طرف کے بندیں لنگر انداز ہوئے۔ یہ ۸ اکتوبر کی صبح تھی۔ نپولین پچاس روز تک بحرِ روم کی موجوں پر دھکے کھاتا پھرتا تھا۔ اور انگلستان۔ روس اور ترکی کے جہازوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور پھر بھی ان کے ہاتھوں سے بچ گیا تھا۔

اس طرح نپولین کے تعجب نیز بیکر چلے آنے پر یورپ کے اجازوں کو مضحکہ خیز

تصاویر بنانے کے خوب موقعے ہاتھ آئے۔ ان تصویروں میں سے ایک تصویر جولین کی دکانوں کی دیکھپوں میں نمایاں طور سے رکھی گئی تھی ایسی سچی اور تاریخی واقعہ کی تصدیق کرنے والی تھی کہ بیان کیا گیا ہے کہ نپولین اُس کو دیکھ کر ہنسنے ہنسنے لوٹ گیا تھا۔ ٹارڈ نیلسن جیسا مشہور ہے باوجود اپنی شجاعت کے بشری کمزوریوں سے خالی نہ تھا اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ نپولین لارڈ نیلسن کی حراست میں ہے۔ اور اسی حالت میں لیڈی ہیلن برآمد ہوئی اور لارڈ نیلسن اس کے حسن وادار اور ایسا مفتوں و از خود رفتہ ہو گیا کہ نپولین لارڈ نیلسن کی ہانگوں کے بیچ میں ہو کر کل گیا۔ بھلا یہ تصویر مضحکہ آیز تصویر کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ تو تاریخی واقعہ کی صداقت ہے۔ اسلئے کہ جب نپولین ساحل افریقہ کے سامنے مخالف طوفانوں کے مقابل میں جدوجہد کر رہا تھا لارڈ نیلسن اپنی طبری فتح کی خوشی سے پھولا ہوا بادشاہ اور مسرور بادشاہوں کے درباروں میں اپنی دقت و لیلا (لیڈی ہیلن) کے ساتھ جشن میں مصروف تھا۔

نپولین کا قول ہے کہ ”حضرت عشق کا مرید ہو کر بھلا ممکن ہے کہ بشر اپنی نیکنامی کے تھوڑے بہت حصہ سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔“

جب چاروں جہاز فرجیس کے بندر میں داخل ہوئے تو میورن نامی جہاز کے قبیلہ سے ساحل کے اندروں کو اطلاق دی گئی کہ نپولین جہاز پر ہے۔ تمام سستی میں تلاطم برپا ہو گیا اور قبل اس کے کہ جہازوں کے لنگر ڈالے جائیں بندگاہ کشتیوں سے بھر گئی۔ پرچوں مخلوق نے جہازوں کو گھیر لیا۔ اور جہازوں پر چڑھ کر عرشہ پر ہجوم کر دیا اور لہروں سے آسمان سروں پر اٹھایا۔ قرطبیہ کے چلے قواعد توڑ دیے گئے۔ رعایا طوائف الملوکی سے تنگ اگئی تھی اور آنے والے اسٹیریا کے حملہ سے کانپ رہی تھی۔ اب گویا

اس موقع کی تصدیق بنائی جاوے گی۔

سہ ڈیلا کا نوٹ پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۴ مترجم

خدا نے آسمان سے ایک رہائی دینے والا بھیج دیا تھا جس کی عظمت پر اس کو پورا بھر دوسرے تھا۔ لوگ اس وقت فطرت سے دیوانے ہوئے جاتے تھے۔

جب یہ خبر دی گئی کہ یہ جہاز اسکندریہ سے آئے تھے اور ممکن تھا کہ طاعون پھیلے تو ان لوگوں نے جواب دیا ”ہم کو طاعون منظور ہے لیکن ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے یہاں اسپر یا وائے آئیں۔“ پس میونسپل کے قواعد حفظانِ صحت کا کچھ لحاظ نہ کر کے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ نپولین کو کشتی میں اتار دیا اور بڑی خوشی کے ساتھ کنارہ پر لگے یہ خبر گاؤں گاؤں برقی سرعت سے پھیل گئی اور تمام دیہات کے مرد عورتیں اور بچے فریجس میں جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مجروح سپاہی اسپتالوں کے کمرے چھوڑ کر رہینگے ہوئے سمندر کے کنارے آگئے کہ اس سورما کو ایک جھلک دیکھ لیں۔ کنارہ پر اشد ہام کی وہ کثرت تھی کہ نپولین بہت تمام خشکی پر ترسکا۔ یہ انبوهہ داسنے اور یہیں ہٹا جاتا تھا اور نپولین اس کے درمیان سے گزرتا جاتا تھا اور ”فاتحِ اٹلی۔“ قلعِ مصر رہائی دہندہ فرانس زندہ مانا دے کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔

فریجس کا یہ چھوٹا پرامن بندر گاہ ایسا جوش سے بھر گیا تھا کہ یہ جوش کبھی سنا نہ گیا تھا قلعہ کی ٹولوں کی سلامی کو ہستان اور سمندر کی موجوں پر گونج رہی تھی۔ اور بڑھتے ہوئے گروہ کے نعرے جو نپولین کے گرد جمع ہو رہا تھا ہوا کو بھارے ڈالتے تھے نپولین کے جہاز کو ڈیمیر (سنگھڑ) اور ابوکر کی بڑی فتوحات کی خبر پہلی دفعہ لائے تھے اور فرانسسیسی جو شکست سے ذلیل ہو رہے تھے پھر اس قومی اعزاز سے خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ نپولین کے آنے کی خبر تار کے ذریعہ سے پیرس کو فریجس سے چھ سو میل تھا بھیجی گئی۔

جب پیرس میں یہ خبر پہنچی کہ نپولین فریجس میں آگیا تو ۴ اکتوبر کی شام تھی اور جوزیفائن بالٹیر کو میر کے یہاں جو ڈاکٹری کا پریسیڈنٹ تھا بڑی دھوم دھام کی عزت

میں گئی ہوئی تھی۔ پیرس کے جہم ممتاز اور معزز لوگ وہاں جمع تھے اور اس خبر سے بڑی سخت کھل بلی پڑ گئی۔ ان میں سے بعض جو بڑے بڑے عہدوں کو مال عنایت سمجھ کر جشن اڑا رہے تھے تشویش سے زرو ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نپولین اپنی دو گنا ودانائی کے سبب سے بے حد ہرول و عزیز تھا اور اب اُن کو دوسرے انقلاب کا خوف پیدا ہوا جو اُن کو اُن کے عہدوں سے علیحدہ کر دیتا۔ اور بعض امید و خوشی سے بھولے نہ سماتے تھے کیونکہ ایسی شدید ضرورت کے وقت میں خدا نے اپنی قدرت سے ایک بچانے والا بھیج دیا تھا اور ٹیپٹوں میں سے ایک ٹیپٹ جس کا ریلک کے برہلو کرنے والے حادثات نے خراب حال کر رکھا تھا نپولین کی واپسی کی خبر سن کر واقعی شادی رگ ہو گیا۔

جوزیفائن کو اس اچانک اطلاع سے حیرت ہو گئی اور غلبہ و عورت کو چھوڑ کر وہ فوراً مکان پر واپس آئی اور بغیر آرام کئے ہوئے وہ آدھی رات کو گاڑی میں سوار ہو کر اپنے شوہر کے ملنے کو روانہ ہوئی۔ لوی لوئس نارٹ۔ اور ہونٹن جس کے بعد کو لوسی سے شادی ہوئی اُس کے ہمراہ تھے۔ اُسی وقت نپولین مع اپنے ہمراہوں کے فریجس سے روانہ ہوا۔ ہر قدم پر بغیر معمولی سرگرمی اور جوش مسرت سے اُس کا استقبال ہوتا تھا۔ پہاڑیوں پر آگ روشن کی جاتی تھی۔ لوگ جلد جلد حرا میں بنانا اُس کے گزرگاہ میں قائم کرتے تھے۔ لڑکیوں کی لمبی لمبی دو روئی قطاریں اُس کے راستہ میں بھولوں کا مینہ برساتی تھیں اور قہقہہ کے ساتھ خیر مقدم کے ترانوں سے اس کو مبارکباد دیتی تھیں۔ شام کو وہ لیانس میں پہنچا۔ تمام شہر چراغوں سے دن ہو گیا تھا اور مجنوناہ جوش کے نغزوں سے لوگوں نے نپولین کو حلقہ میں لے لیا۔ افسران شہر نے اُس کی گاڑی تک آکر اُس کا خیر مقدم کیا۔ افسر اعلیٰ نے اس موقع پر ایک ایڈریس تیار کیا تھا۔ لیکن نپولین کو اتنی مہلت نہ تھی کہ اُس کو سن سکتا۔

اپنے ہاتھ سے خاموشی کا اشارہ کر کے نپولین نے کہا "اے شرفا میں نے سنا تھا کہ فرانس مبتلائے مصیبت ہے۔ پس مینے بے پس و پیش مصر میں اپنی فوج چھوڑ دی اور میں فرانس کی مدد کو آیا۔ اب میں یہاں سے جاتا ہوں اور چند روز میں اگر تم میرے پاس آنا مناسب خیال کرو گے تو تمہارا ایلدریں سننے کی مجھے فرصت ہوگی" اب نپولین کی گاڑی میں دوسرے تازی گھوڑے جوتے گئے اور سفر کرنے والی پارٹی جو شتاب ثاقب کی طرح ان لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی تھی شتاب ثاقب ہی کی طرح انکے سامنے غائب ہو گئی اب معلوم نہیں کیوں نپولین نے یانس سے پیرس کی اُس سڑک کو چھوڑ دیا جس پر کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی اور ایک دوسری غیر آباد سڑک اختیار کی۔

جوزیفائن کو یانس پہونچکر معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے نپولین یانس سے روانہ ہو چکا تھا اور جوزیفائن اور نپولین مختلف راستوں سے ایک دوسرے سے گذر گئے۔ اس خبر پر جوزیفائن کو سناٹا ہو گیا جوزیفائن کے صدمہ کی کوئی انتہاء تھی۔ کئی مہینے سے اُس کے محبوب شوہر کا ایک دوحرفی خط بھی اُس کے پاس نہ آیا تھا۔ اور جوہ خطا کوئی کو انگریزی جہازوں نے راہ میں گرفتار کر لیا تھا۔ جوزیفائن کو معلوم تھا کہ اُس کے حاسدوں نے اُس کی نسبت بدچلنی کی جوٹی خیریں و درودزنک پھیلا رکھی تھیں۔ جوزیفائن جانتی تھی کہ نپولین کے پیرس پہونچنے ہی دشمن چاروں طرف سے جمع ہو جائیں گے اور اُس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر نپولین کے خوب کان بھرینگے۔

یانس پیرس سے ۴۵ میل ہے اور جوزیفائن بہ سرعت تمام پہاڑیوں اور گھاٹیوں کو طے کر کے یانس پہونچی تھی اور راستہ میں استراحت کرنے یا کھانا کھانے کو بھی گاڑی سے نہ اتری تھی۔ تھکی ماندی اور اس فکر سے مغموم کہ اُس کا شوہر اُس سے جدا ہو جائیگا اب اُس کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ نپولین سے ملنے میں وہ چوک لگی تھی۔ اب سوائے واپس جانے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن جوزیفائن کے حتی الامکان جلد

کرنے کے باوجود وہ نپولین سے ایک یا دو دن بعد پیرس میں پہنچ سکتی تھی۔ اس وقت غالباً تمام فرانس میں جوزیفائن سے زیادہ غمزدہ کوئی عورت نہ تھی۔

نپولین کے دل کو بھی تشویش اندر ہی اندر سے کھائے جاتی تھی۔ عشق انسانی کی تہ کو بھلا کون پہنچ سکتا ہے؟ ان واحد میں سب سے زیادہ زبردست عشق اور سب سے قوی نفرت کے ریشے باہم ایک دوسرے سے ایسے الجھ سکتے ہیں کہ پھر ان کا سلجھنا محال ہو جاتا ہے۔ کسی اور معاملہ میں انسان کا ارادہ ایسا بودا ہوتا نہیں ہوتا جیسا اس قوی جذبہ کی تحریکوں کو رہنما کرنے یا روکنے میں دیکھا جاتا ہے۔ نپولین جوزیفائن کو اسی فوق العادہ شدت سے چاہتا تھا جس نے اُس کی زبردست طبیعت کے دیگر معاملات کو متنازع کیا تھا۔ نپولین کی طبیعت کا چشمہ اُٹھنے ظرف میں نہ بہتا تھا بلکہ یہ طرف تو اتنا عمیق تھا کہ جس میں عواصی کرنا بہت دشوار کام تھا۔ نپولین کو دنیا میں دو ہی چیزیں محبوب تھیں ایک تو نام و شہرت دوسرے جوزیفائن۔ نام و شہرت تو اول درجہ پر تھی اور اُس کے ساتھ ہی پیچھے لگا ہوا یہ زیادہ مادی بت تھا۔ (یعنی جوزیفائن)

پیرس کی بہت سی لیڈیاں جن کو جوزیفائن سے کہیں زیادہ عالی خاندان ہونے کے فخر حاصل تھا جوزیفائن کی فضیلت پر جلی مرتی تھیں۔ جوزیفائن کا نپولین پر اثر مشہور تھا حکماء۔ مدبران ملک۔ پرہوس جنرل جوزیفائن کے کمرے میں جمع رہتے تھے۔ اور اُس کی خوشامد میں لگے تھے۔ جوزیفائن کا ایک لفظ شہرت و دولت کا راستہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس طرح بڑی خوبی کے ساتھ جوزیفائن پیرس کے محلوں سے اپنے شوہر کے جاہ و جلال کے جلوے دکھا رہی تھی چونکہ جوزیفائن اپنے شوہر کے آئینہ مقاصد میں اُس قدر معاون پیدا کرنا چاہتی تھی جتنے ممکن تھے لہذا اگر میں بیٹھ کر وہ دونوں کو اسی طرح تسخیر کرتی تھی جس طرح نپولین باہر صوبجات کو فتح کرتا تھا جوزیفائن کی خوبی اخلاق۔

قدروانی کی کامل نزاکت - بلند ذہنی برکات - اور لہریں شیریں لہجہ نے درباریوں - حکیموں - اور مدبروں کو تسلیاں سحر کر لیا تھا۔ اُس کے کرے ہمیشہ بھرے رہتے تھے اور اُس کی دعوتوں میں پیرس کے بڑے بڑے رتبہ دار و با اختیار لوگ اگر حسبِ کوروتی دیا کرتے تھے اور جس گروہ میں جوزیفائن نمودار ہوتی مٹرفا کی آنکھیں پہلے اُسی پر پڑتیں۔ دو مقناطیسی طاقتیں جن کا مقابلہ نہ کیا جاسکتا تھا ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی تھیں یعنی ایک تو جوزیفائن کا مخصوص حسن و اخلاق و دلکش تھا اور دوسرے اپنے نامور شوہر کا ذریعہ جس سے وہ ایک نعمت عظمیٰ ہو رہی تھی۔

اب اُس رشک و حسد کا اندازہ کر لینا کچھ دشوار کام نہیں ہے جو ان وجہ سے پیدا ہوا ہوگا۔ بہت سی مشہور امیرزادیوں کو غیر قابلِ برداشت اشتعال پیدا ہو گیا تھا کہ جوزیفائن امریکہ کے ایک غیر خطاب یافتہ کاشتکار کی لڑکی پیرس والوں پر اس طرح فانی تھی اور خود یہ امیرزادیاں باوجود اپنے بڑے رتبہ حسن و جمال و مشہور کے جوزیفائن کے مقابلہ میں ہیچ تھیں۔ ان میں سے مورو کی بیوی جسکر جوزیفائن کی فوقیت کو اپنی ذاتی توہین سمجھتی تھی۔ وہ خیال کرتی تھی کہ جبرل مورو بھی اُسی اعزاز کا مستحق تھا جس کا نپولین تھا۔ اور اسی رشک کی وجہ سے جس کا خاں اُس کے دل میں کھٹکتا تھا اُس نے انجماکار اپنے شوہر کو نپولین کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ کیا اور ہوبن لن ڈون کے فلاح (یعنی جبرل مورو) کا کام تمام ہو گیا۔

خود نپولین کے بھائی بہنوں میں سے چند جوزیفائن کے اس اعلیٰ اثر کو نگاہِ رشک و حسد سے دیکھتے تھے اور اُس کا ایک حصہ جوزیفائن سے بخوشی چھین لینے کو آمادہ تھے۔ معاملات کی یہ حالت تھی اور اب مختلف ذریعوں سے جوزیفائن کے چال چلن کے خلاف نپولین کے کانوں تک خبریں پہنچانی لگیں اور سازش کے

شریک دشمن زیادہ گستاخ ہوتے گئے۔ بیان کیا گیا کہ جوزیفائن تو پنولین کو بھول گئی تھی اور عورتوں کی سی سخت سے عیش و عشرت میں غرق ہو گئی تھی اور انجام کار فاش بدکاری کی مجرم ہوئی۔ قریب قریب وہ تمامی خطوط جو پنولین نے جوزیفائن کو اور جوزیفائن نے پنولین کو لکھے تھے راستہ میں انگریزی جہازوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اگرچہ پنولین نے ان مکتوبوں کو پوری طرح باور کیا تاہم اُس کو ویسا فخر و راجی باقی نہ رہا جس سے قیصر کا کرتا تھا قیصر کی بیوی پر ہرگز شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

اپنے مصر کے قیام کے اواخر شور میں پنولین کا دل بہت متفکر حالت میں رہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے خیمہ میں جو عرب کے بڑے ریگستان میں ایسا وہ تھا تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کئے مہینے سے جوزیفائن کا کوئی خط نہیں آیا تھا۔ اور ابھی وہ دنوں کے باہم ملنے کو بھی پیرس درکار تھیں۔ جو تو جس کے پاس کسی حاسد نے حاسدانہ راہ سے پیرس کی خبریں بھیجی تھیں پنولین کے خیمہ میں آیا اور بڑی احتیاط کے ساتھ لیکن پوری مفصل پیرس کی گپ پنولین کو سنائی۔ جو نہ نے کہا۔ جوزیفائن کو اپنے شوہر کی غیر حاضری کی تلافی حاصل ہو گئی۔ یعنی اُس نے دوسروں سے یاری کر لی ہے اُس کے گرد اُس کی تعریف کرنے والے جمع ہیں اور اُن کے ساتھ وہ آشنائی اور کرشمہ سازی میں مصروف ہے۔ اور غیرت و ناموس کی کچھ پروا نہ کر کے وہ نفس مارہ کی مطیع فرمان ہو گئی ہے۔

اس پر پنولین کو چند لمحے بڑی تشویش رہی اور چہرے ہوئے شیر کی طرح وہ خیمہ میں جلد جلد ٹٹکتا رہا اور پھر کہنے لگا۔ نہ معلوم اس عورت سے میں اتنی محبت کیوں کرتا ہوں اور اُس کی تصویر کو اپنے سینہ سے نوچ کر پھینک کیوں نہیں دیتا۔ نہیں میں ضرور نوچ کر پھینک دوں گا۔ میں فوراً اطلاق بائن ویدو لگا بڑی صریح اور اعلان کے ساتھ۔ اور اُس نے جوزیفائن کو نہایت سخت الفاظ میں خط لکھا اور اُس پر الزام لگایا کہ وہ آدمی دنیا

کے ساتھ عشوہ گری کر رہی ہے۔“ یہ خط انگریزی جہازوں سے بچکر جوزیفائن کو پہونچ گیا اور اس نے جوزیفائن کے با و فادول کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مختصر آنکھ معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی اور اب اٹھارہ ماہ کے بعد جوزیفائن پیرس میں پنولین سے ملنے کو تھی جوزیفائن کو بڑی فکر تھی کہ پنولین سے اس کی ملاقات اس سے قبل ہو جاتی کہ اُس کے دشمن پنولین سے ملتے۔ پس غور کیا جاسکتا ہے کہ جوزیفائن کی تشویش کی کیا نسبت ہوئی ہوگی جبکہ اُس کو معلوم ہوا ہوگا کہ پنولین لیا نس سے روانہ ہو گیا۔ اب جوزیفائن کے پیرس واپس پہونچنے تک ضرور تھا کہ پنولین کو پیرس پہونچے دو یا تین دن ہو چکے۔ اس اثنا میں پنولین کی گاڑی بڑی تیزی سے پیرس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رات میں تمام راستہ خوشی کی روشنی کی ہوئی آگ اور چراغاں سے دن ہو گیا تھا۔ قدم قدم پر گھنٹے بچ رہے تھے سلامیاں داغی جا رہی تھیں اور خیر مقدم کے نعرے بلند تھے۔ لیکن اُس کے درو اور فکر میں ڈوبے ہوئے لبشرہ پر کوئی شادمانی کا اثر نہ تھا۔ اور وہ تبسم تک نہ کرتا تھا۔ اُس کے جی میں تو یہی خیال بسا ہوا تھا کہ اُجڑے ہوئے گھر کو واپس جا رہا تھا۔ غم نے اُس کے دل میں گھر کر لیا تھا۔ وہ پیرس میں داخل ہوا اور یہاں اپنے گھر کی طرف پہونچا اور لیجے جوزیفائن گھر میں موجود نہ ملی۔ پنولین کو فوراً خیال ہوا کہ ”شاباش کیوں نہو! اپنی خطا سے آگاہ ہے پس مجھ سے کیوں نہ ڈرتی“ اس وقت پنولین کے سوا ہاں روح کا حال دریافت کرنے کی کوشش کرنا ہمارے لئے بیکار ہے۔ لیکن اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے کہ پنولین کو غایت درجہ گناہ روحانی صدمہ پہونچا ہوگا۔ جوزیفائن کے سخت دشمنوں نے پنولین کو آگھیرا اور اُس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر پنولین کے رشک و غیظ کے شعلہ کو چالاک اشاروں کی ہوا سے اور بھی بھڑکا دیا۔ یوہن پنولین کے ہمراہ مصر سے آیا تھا اور اُس کا دل اپنی باں کی محبت میں جل رہا تھا۔

بڑی آرزو سے جو اذیت و عذاب کے درجہ کو پہنچ گئی تھی وہ کھرکی میں سٹیٹھا اپنی ماں کی آمد کا منتظر تھا۔ اب ایک حضرت نے اس بدیتی سے کہ جو زلیفان اور نیولین میں لمبائے کا امکان ہی نہ رہے نیولین سے اس طرح فرمایا: آپ کے سامنے تو جو زلیفان اپنی حملہ و لغزبیبوں کے ساتھ آئیگی اور جملہ معاملات کی تاویلین کر دیگی۔ آپ اُسے معاف کر دیجئے اور پھر سب پین چان ہو جائیگا۔“

نیولین کے حصار سے ہوئے تھے۔ ہونٹھ کانپ رہے تھے۔ اور وہ مضطرب کرہ میں ادھر سے ادھر جاتا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا: اے۔ میں اور معاف کر دوں! ہمیں ہرگز معاف نہیں کروں گا۔“ پھر لپکا یک ٹھکر اور اس خلیج کو دشت کی آنکھ سے دیکھ کر غضبناک چتون سے بولا: تم مجھے جانتے ہو۔ اگر مجھے اپنے غم پر لفین نہوتا تو میں اپنے دل کو چیر کر آگ میں جھونک دیتا۔“

انوس انسان کے دل کی سرگزشت بھی کیا ہی عجیب ہے۔ اپنی پیرس کی آمد اور اس ملاقات سے دو گھنٹہ بعد نیولین جس کی روح معاملاتِ خانگی سے سرتاپا سستائی ہوئی تھی لکسم برگ کے ایوان کو ڈاکڑی دیکھنے گیا۔ تاکہ فرانس کی موجودہ وضع حکومت کو میٹ دینے کی تدبیریں کرے۔ نیولین زرد۔ اوداس اور خیال میں غرق تھا اور اُس کی لوح نہ کھلنے والی بلند نظری اور ہوس میں غیش نہ تھی اور اُس کے آہنی غم و ثبات مغلوب نہ تھے۔ اگرچہ جو زلیفان قابلِ پرستش بت تھی لیکن نیولین اس پر بھی لعنت کر رہا تھا۔ وہ اُس سے بلا کی محبت کرتا تھا۔ وہ گویا اُس کی پرستش کرتا تھا اور ساتھ ہی اس کے وہ اُس سے انتہا کی نفرت کرتا تھا۔ وہ اُس سے آرزو بھرے ہوس و کنارے کے ساتھ ہم آفوش ہو سکتا تھا اور دوسرے ہی لمحہ میں وہ جو زلیفان سے اس طرح نفرت کر سکتا تھا جیسے کوئی شخص کسی سب سے زیادہ گھٹوئی اور دلدار سے نفرت کرتا ہے۔

لیکن شان و عظمت اس سے بھی زیادہ محبوب شے تھی اور اس بت کے معبد میں
نپولین جیش نہ کرنے والی عقیقت سے سجدہ کرتا تھا۔ پس اپنی عظمت کی تدابیر کو نئی طاقت
کے ساتھ عمل میں لانے میں وہ اپنی خانگی مصیبت کو بھی بھول گیا۔ جیسے کہ وہ لکسم برگ
کے زینہ پر چڑھا گاڑ کے بعض سپاہیوں نے جو اٹلی میں اس کے ہمراہ رہے تھے
اُسے پہچان لیا اور ”بوناپارٹ زندہ ماناؤ“ کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ ایوان کے تمامی
کمرہ میں گونج گیا اور ڈاکٹر کمرہوں کے کانوں میں آواز مرگ کی طرح پہنچا۔ یہ آواز صحن
کے دوسرے آدمیوں نے سنی۔ پھر تو کوچہ کوچہ یہی آواز آنے لگی تھیلروں میں شامش
اور سوانگوں میں راگ اُسی وقت ملتوی ہو گئے کہ ایٹلیچوں نے نپولین کے پیرس
والس آجانے کا اعلان کر دیا جاسے۔ مرد و عورت اطفال اٹھ کھڑے ہوئے اور
وحشیانہ جوش مسرت سے آسمان سروں پر اٹھالیا۔

تمام پیرس میں تلاطم برپا ہو گیا۔ ہر زبان پر بوناپارٹ کا نام تھا۔ یہ جوش
منتہی تھا۔ جا بجا روشنی ہونے لگی اور عام مسرت سے چراغان نے تمام پیرس کو
دن کے مانند منور کر دیا۔ خوشی میں پہلے ایک گھنٹہ بجا۔ لیکن اس کو سن کر دوسرا
منشوع ہوا یہاں تک کہ پھر تو ہر ایک مینار سے غیر مقدم کے گھنٹوں کی برابر آواز آنے
لگی۔ شہر میں پہلے تو ایک توپ کی آواز آئی اور پھر ذرا دیر میں یہ نوبت پہنچی کہ ہر ایک باڑی
سے توپوں کی سلامیوں نے شہر کو ہلا دیا۔ ابو کرا در کوہ قیسر کی بڑی فتوحات کی
خبر نپولین کے ساتھ آئی تھی۔ یہ مشترقی شہر کی سڑکوں پر گونج رہے تھے اور روشنی
کے حروف میں شادمان خلوق کی آنکھوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس طرح ایک
گھنٹہ کے اندر تمام پیرس جوش مسرت سے بھر گئی اور اگرچہ کوئی پہلے سے تیار نہیں
کی گئی تھی تاہم پیرس میں بڑے دھوم کا جشن نظر آ رہا تھا۔

اس زمانہ میں فرانس کی طرز حکومت ممالک متحدہ امریکہ کے ڈھنگ پر قائم

ہوئی تھی لیکن بجائے ایک پریٹینٹ کے پانچ تھے اور یہ ڈاکٹر مکملاتے تھے۔ اور ان کی مجلسِ مدران کا نام مجلسِ قدامت *House of Ancients* تھا اور ان کی مجلسِ وکلاء کا نام مجلسِ پنج صدی تھا۔ یہ قدرتی ہے کہ یہ پانچوں ڈاکٹر مکملاتے تھے۔ ایک دوسرے کے مخالف تھے اور ان میں سے ہر ایک اعلیٰ طاقت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ موافقین سرکار و مخالفین سرکار یعنی مجمعِ عوام اور وسط خیال جمہوری ایسی موجودہ گورنمنٹ کی حالت میں اتفاق کے ساتھ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہو سکتے تھے وہ ایک دوسرے کی ناک گھات میں تھے اور گورنمنٹ بربادی کے سمندر میں غرق ہو رہی تھی۔ ڈاکٹرکوں میں ابی سیائی لاکلام بڑی لیاقتوں کا شخص تھا اور سب سے زیادہ فائز متکبر میر تھا اس کا چال چلن ذیل کے واقعہ سے ثابت ہو جائیگا جو اس کے متعلق خود نوپولین نے بیان کیا ہے۔

”فرانس کے انقلاب سے قبل یہ ابی سیائی ایک ملکہ کا ہادی بن گیا تھا۔ ایک دن ابی سیائی ملکہ اس کے ملازموں اور ایک بڑی جماعت کو نماز پڑھارہا تھا کہ کچھ سیاح واقعہ پیش آیا کہ ملکہ جمہوری کمرے سے چلی گئی۔ دوسری لیڈیاں اور امرا جو ملکہ کی خوشام سے نماز میں شریک تھے اور بندہ ہی خیال سے نماز کو نہ آنے لگے تھے ملکہ کی طرح کمرہ سے چلتے ہوئے۔ ابی سیائی انجیل خوانی میں ایسا غرق تھا کہ ہٹوڑی دیر تک ان سب کو چلے جانے کی اسے خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب کتاب سے اس نے آنکھیں اٹھائیں تو کسی مقتدی کا پتہ نہ تھا۔ ابی سیائی نے یہ دیکھ کر بڑے غصہ اور حقارت سے کتاب بند کر دی۔ اور مہر سے اتر آیا اور کہا کہ ان جاہلوں کے لئے میں نماز ادا نہیں کرتا“ اور کمرہ سے چلا گیا اور نماز کو ادھورا چھوڑ دیا۔

نپولین ۱۷ اکتوبر ۱۷۹۹ء کی شام کو پیرس میں داخل ہوا تھا۔ دورات اور وہیں کے بعد جوزیفین واپس آئی۔ اور روچنٹن *Rue Charente* جو زلیفان

کے مکان کے صحن میں اس کی گاڑی کے پہنچوں کی آواز سُنی گئی۔ یوحین تو بڑے تزد کے ساتھ اپنی ماں کا انتظار کر ہی رہا تھا نوراً جا پہنچا اور اُس کو اپنے ہاتھوں کے جلق میں لے لیا۔ یہ ۱۹۔ اکتوبر کی آدھی رات کا وقت تھا۔ پئولین نے ہی جوزیفائن کے آنے کی خبر سنی لیکن بڑی مڑمڑی کے ساتھ وہ اپنے کمرہ میں بیٹھا رہا۔ پئولین کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جوزیفائن کو دروازہ تک جا کر لیتا تھا۔ چاہے وہ صبح کی ہو اور ہی سے ہی کیوں نہ دالیں آئی ہو۔ اس وقت وہ کچھ پردہ نہ کیا کرتا تھا۔ کسی قسم کا کام چاہے وہ کیوں نہ کر اور کیسے ہی مہمان اس کے پاس کیوں نہ بیٹھے ہوں وہ ہر خیر کو چھوڑ دیتا تھا اور جھپٹ کر دروازہ پر جاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے جوزیفائن کو گاڑی سے اتارتا تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ مکان میں آتا تھا۔ لیکن ایک یہ موقع ہے کہ اٹھارہ ماہ کے بچہ یہ وفا شعار جوزیفائن تھکی ہوئی نیچان دروازہ پر گاڑی میں کھڑی ہے اور سُتے ہوئے رُسناروں اور بچھے ہوئے لبوں والا پئولین جس کے دل میں خارِ جھکٹک رہا ہے اسی طرح سروا اپنے کمرہ میں بیٹھا ہے اور جوزیفائن پر اپنے غضب کا طوفان توڑنے کو تیار ہے۔

جوزیفائن کا جسم تزد سے کانپ رہا تھا اور پاؤں ٹلگنا رہے تھے اور دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ یوحین اور ہوٹس کے ساتھ اُن کے سہارے سے وہ کانپتی ہوئی چھوٹے ملاقات کے کمرہ کی میٹھیوں پر چڑھی اُس نے دروازہ کھولا۔ پئولین پتھر کے بُت کی طرح آشدان کی محراب سے دھوک لگائے کھڑا تھا اور دونوں ہاتھ سینہ پر باندھے تھا۔ بڑی بے توجہی اور خاموشی سے اُس نے جوزیفائن کو نگاہ غیظ سے دیکھا اور پھر اُس لہجہ سے جس نے جوزیفائن کے دل پر خنجر کا کام کیا وہ کہنے لگا۔ ”سکیم صاحبہ میری خواہش ہے کہ آپ اسی وقت مالمیسین کو چلی جائیں“ جوزیفائن کے گویا زخم کاری لگا۔ وہ لکھڑائی اور ضرور گر پڑتی اگر یوحین اُس کو تھام نہ لیتا۔ انتہائی بُرج و مصیبت کی حالت میں جوزیفائن سسکیوں سے رونے لگی۔

یوحین اُس کو خود اُس کے کمرے میں لے گیا لیکن اس وقت پنولین کے دل کو کبھی بھی خوفناک تکلیف تھی۔ جوزیفائن کی حالت دیکھ کر پنولین کے زبردست محبت کے زخم ہرے ہو گئے۔ لیکن اُسے قطعاً یقین تھا کہ جوزیفائن نے اُس کی محبت کی غیر قابل معافی توہین کی تھی اور مینہا۔ چاہنے والوں سے تعلق رکھا تھا اور اُن کے ساتھ ایک بازاری کی وضع اختیار کر کے اپنی اور اپنے شوہر کی تدبیل کی تھی۔ پنولین کی متکبر طبیعت جوزیفائن کی اس حرکت کو جو اُس نے اپنی شوہر کے محبت کے بدلہ میں کی تھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ مضطربانہ کمرے میں جلد جلد ٹٹلنے لگا اور اپنے غصہ کو خیالات کی غذا سے بڑھانے کی کوشش کرتا تھا۔ جوزیفائن کی سہکیوں نے پنولین پر بہت اثر کر دیا تھا اور بے ساختہ ہی پاہنسا تھا کہ اُس کو چھاتی سے لگائے۔ لیکن اس پر بھی اُس نے بکمر سے یہی خرم کیا کہ ہرگز رحم نہ کر لگا۔ جوزیفائن نے اُس مستعدی سے جس سے وہ ممتاز تھی پنولین کے حکم کی تعمیل کی فوراً تیاری کی۔

یہ بھیک آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک ہفتہ سے قریب قریب بے خواب و خور جوزیفائن گاڑی میں سوار رہی تھی۔ مالمیس پریس سے بارہ میل تھا۔ پنولین کو خیال تھا کہ صبح سے قبل جوزیفائن مالمیس کو نہ جاگی۔ لیکن پنولین کو سخت ہی تعجب ہوا کہ جوزیفائن یوحین اور ہورٹس فوراً زینہ سے نیچے اترنے لگے کہ گاڑی میں سوار ہو جاویں۔ لیکن باوجود ایسے سخت غصہ کے پنولین انسانیت سے خارج نہ تھا۔ کیونکہ پنولین کا قول ”میرا دل ہرگز ایسا نہیں بنا ہے کہ میں کسی کو روتے دیکھوں اور میرے قلب پر اثر نہ ہو“ چنانچہ وہ فوراً اتر کر صحن میں آیا اور گو اُس کے تکبر نے یہ اجازت نہ دی کہ وہ جوزیفائن سے بات کرے اُس نے یوحین سے کہا کہ سب لوٹ آئیں اور کمانا کھا کر آرام کر لیں۔ جوزیفائن تو سراپا اطاعت تھی۔ پنولین کی خواہش کے موافق بے پس و پیش واپس چلی گئی اور پھر زینہ پر چڑھ کر انتہائے غم اور ماندگی سے اپنے کمرے میں پلنگ پر جا بیٹھی۔

ایسا ہی تباہ حال نیولین بھی اپنے کمرہ کو لوٹ گیا۔ کامل مصیبت کے دودن گزر گئے اور ان مجبورین میں کسی قسم کی بات چیت و معیرہ کی نوبت نہ آئی۔ باوجودیکہ طرفین سے فوق العادہ محبت تھی۔

انجکا مکار محبت جب سہ موانع پر غالب آئی۔ خیالات میں بڑے حیرت و حیرت ہو گئے لیکن رفتہ رفتہ غصہ اور تکبر مغلوب ہونے لگے اور محبت نے غلبہ پایا۔ تیسرے دن نیولین اس قدر نرم پڑا کہ جوزیفائن کے کمرہ پر گیا۔ وہ سنگھار کی میز پر بیٹھی ہوئی تھی اور اندر دماغ کی مبتلا اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لے ہوئے تھی اور نیولین کے خطوط جن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت پڑھ رہی تھی اُس کے سامنے میز پر پھیلے ہوئے تھے۔ بوٹس جو اندوہ و دلاں کی تصویر تھی ویرچی میں کھڑی تھی۔ نیولین نے نہایت ہی آہستہ سے دروازہ کھولا تھا اور اُس کا اندر آنا معلوم نہ ہوا تھا بڑا لانہ قدموں سے وہ اپنی بیوی کی طرف بڑھا اور قریب آکر مغموں الفت آمیز آواز سے کہنے لگا۔ "جوزیفائن" اس جانی پجانی آواز پر جوزیفائن چونک پڑی اور اپنی سوچی اور السنوؤں میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اوپر اٹھا کر مغموں لمحہ سے جواب میں کہا "ماں ایمی" یہی وہ پیارا نام تھا جس سے وہ اپنے پیارے شوہر کو ہمیشہ مخاطب کیا کرتی تھی جوزیفائن کے منہ سے اس لفظ کا نکلنا تھا کہ ہزاروں پرانی خوشگوار یاد گاریں تازمی ہو گئیں۔ نیولین مستوح ہو گیا۔ اور اُس نے ہاتھ آگے بڑھایا جوزیفائن نے اپنے تئیں اُس کی گود میں ڈال دیا اور اپنے سر کو اُس کے سینہ پر رکھ دیا۔ اور مرکب رنج و خوشی کی شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ طرفین سے بڑی دیر تک گلے شکوے ہوتے رہے اور نیولین کو یقین ہو گیا کہ واقعی جوزیفائن پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ بلاپ سچا اور پورا بلاپ تھا اور پھر جیتے ہی اس میں کبھی خلل نہ پڑا۔

باب پانزدہم

ڈاکٹری کا توڑ دیا جانا

۔ (۲) ۔

ملکی توڑ جوڑ۔ ڈاکٹری کو میٹ دینے کی کوششیں۔ جوزیفین کی محبت بھری یاد۔
 پنولین کی تجاویز میں کاسیابی۔ مجلس قدامت کے ہال میں ہونا پارٹ۔ مجلس پنج صدی
 میں اس کا استقلال۔ اس کی رحم دلی۔ جوزیفین کی طرف نہایت محبت آمیز التفات
 اعلیٰ صاحب کار بیکارک پنولین پر۔

اب پنولین فرانس کو طوائف الملوکی سے خلاص کرنے کی تجویزیں پوری کرنے کو بڑے
 قوی دل کے ساتھ متوجہ ہوا۔ اسے اپنی اس لیاقت پر کہ وہ قوم پر حکومت کر سکتا تھا پورا
 اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ قوم اس بات پر متفق تھی کہ وہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے
 اور اس کو یقین دلاتی تھی کہ رعایا سچے سچے اُن تجویزوں کے پورا کرنے میں اُس کی
 معاون ہوگی جن کو وہ اختیار کرنا چاہیگا۔ تاہم پانچوں ڈاکٹروں اور اُن کے تحت کوٹا
 دینا اور مجلس قدامت اور مجلس پنج صدی پر قابو پانا کوئی ذرا سہی دشواری کا کام نہ تھا۔
 اور جس دلیری اور کبر سے پنولین نے اس دشوار مرحلہ کو سر کیا اس سے بڑھ کر کبھی

نہ ہوا تھا۔

بہت دنوں تک تو نپولین پردہ میں رہا کہ اُس کو کوئی دیکھ نہ سکے اور بڑی کوشش سے مجمع عام کے سامنے آنے سے بچتا رہا۔ اُس نے اپنی فوجی وردی اتار رکھی اور نیشنل انسٹیٹیوٹن کی صلاح جو پوشاک پہن لی گاہے گاہے وہ خوبصورت ترکستانی تلواریفیتہ سے اویزاں کر کے زیب کر کرتا تھا اور یہ سادھی پوشاک لوگوں کے خیالات کو ابور اور کوٹھیر *Salwar* اور ابرام مصر کے واقعات کی طرف منتقل کر دیا کرتی تھی۔ بڑی کوشش سے وہ علماء کے جلسہ میں شریک ہوتا تھا اور اپنی توجہ کو اُن کی طرف متوجہ کر دیتا تھا وہ انسٹیٹیوٹن کے ممتاز اراکین کو دعوت میں بلایا کرتا تھا۔ ملکی بحث سے بچتا تھا اور صرف علمی معاملات پر بحث کرتا تھا۔

مور *Morcar* اور برناڈوٹ *Bernadotte* صرف ایسے دو جنرل تھے جن کی رقابت سے نپولین کو سب سے زیادہ اندیشہ تھا۔ پیرس میں آئے ہوئے نپولین کو صرف دو دن ہوئے تھے کہ اُس نے بیورین سے کہا ”مجھے یقین ہے کہ مورد اور برناڈوٹ میری مخالفت کریں گے۔ لیکن مورد سے میں خائف نہیں ہوں اُس میں غم و ثبات نہیں ہے اور اختیارات ملکی پردہ اختیارات فوجی کو ترجیح دیتے ہیں اختیارات فوجی کے وعدہ سے اُسے ہم اپنی طرف کر لینے لیکن برناڈوٹ کے عہدق میں اعرابی خون ہے۔ وہ جبری اور شجاع ہے وہ مجھ کو پسند نہیں کرتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری مخالفت کرے گا۔ اور اگر اُس کے دل میں ہوس کا خیال آگیا تو وہ جو کچھ نہ کر گزرتے تھوڑا ہے۔ علاوہ اس کے یہ برناڈوٹ تھوڑے عرصے میں بھی نہ آئے گا۔ وہ بے غرض اور دانشمند ہے۔ لیکن باوجود اس کے وقت تو آ ہی گیا ہے۔ دیکھا جا سکتا ہے نپولین نے کوئی سازش نہیں کی۔ اپنی تجاویز کا اُس نے کسی کو رازدار نہ بنایا۔ اور تاہم اُس نے تہنوں میں اپنی ہی وسیع لیاقتوں پر اعتماد کر کے اُس نے معاملات

پرخور کیا اور اپنی تجاویز کو نچتہ کیا۔ ابی سیائی ہی وہ شخص تھا جس کی لیاقت اور اثر سے پنولین خائف تھا۔ اور ابی سیائی بھی اپنے رقیب زبردست پنولین کو نگاہ خوف سے دیکھتا تھا یہ دونوں الگ الگ رہتے تھے اور ایک دوسرے کو بھانپ رہا تھا۔ ایک دعوت میں دونوں کیجا ہوئے۔ لیکن دونوں ایسے متکبر تھے کہ گفتگو میں کسی کی طرف سے سبقت نہوئی لیکن ہر ایک ان میں سے ایک دوسرے کا خیال کر رہا تھا۔ اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف سے تلخ خیال لے کر رخصت ہوئے اور آپس میں بات چیت کی نوبت نہ آئی۔

ابی سیائی Sieyeh نے ایک شخص سے کہا کہ ”اس کوتاہ قامت فتنہ کو دیکھیا کہ گورنمنٹ کے ایک ممبر سے بات کرنا تک پسند نہ کیا۔ اور پھر یہ ممبری بھی کن ممبروں میں کا ایک ممبر کہ اگر وہ انصاف کو کام میں لاتے تو اس کو گولی سے مراد دیتے۔“
ادھر پنولین نے کہا ”معلوم لوگوں کو کیا سوچھی تھی کہ ایک پادری کو ڈاکٹر کڑی کا ممبر کر دیا۔ وہ تو پر دشتیا ~~ممبر~~ کے ہاتھ لگا ہوا ہے۔ اور اگر تم ہوشیار نہ ہو گے تو فرانس کو وہ پر دشتیا کے حوالے کر دیگا۔“

پنولین مورد کے ساتھ بھی دعوت میں شریک ہوا۔ اور یہی وہ مورد ہے جس نے بعد کو پنولین کی عداوت سے روسیوں کے توپخانے فرانسیسیوں کے کالموں پر سیڑھے کر دیئے تھے یہ دعوت گوہیر Gohier کے مکان پر ہوئی جو ایک ڈاکٹر تھا پنولین اور مورد میں جو دو قریب جنرل تھے حسب ذیل گفتگو واقع ہوئی۔

جس وقت دونوں کا سامنا ہوا تو ایک دوسرے کی طرف تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اور منہ سے کچھ نہ کہا۔ پنولین نے جس کو اپنی برتری معلوم تھی اور اپنے معاملہ میں مورد کی شرکت کا متمنی تھا پیش قدمی کی اور بڑے تپاک سے کہا ”مجھے تو آپ کی ملاقات کا بڑا ہی اشتیاق تھا۔“

مور نے جواب دیا: آپ مصر سے منظر و منصور آئے اور میں اٹلی سے بڑی ہزیمت اٹھا کر لوٹا ہوں اور یہ وہ مہینہ تھا کہ جنرل جیورٹ *Georg* اپنی شادی کے بعد پیرس میں ٹھہر گیا اور ہماری بڑی ہزیمت کا باعث ہوا اور اسی وجہ سے متحدہ فوجوں کو آٹو فتح کر لینے کی مہلت مل گئی اور دشمن اسی فوج کو جس سے اُس نے مانڈا فتح کیا تھا قلعہ جنگ پر لے آیا اور اپنی دوسری فوجوں کو مدد دی۔ اور کلیہ ہے کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہمیشہ شکست دیتی ہے۔ نیپولین نے جواب دیا درست فرمایا کہ واقعی بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہزیمت دیا کرتی ہے۔ یہ سن کر گوہر نے کہا لیکن باوجود اس کلیہ کے نیپولین تم نے تو چھوٹی فوجوں کو بہت دفعہ بڑی فوجوں کو ہزیمت دی ہے۔ نیپولین نے جواب دیا: اس حالت میں بھی کلیہ قائم رہا ہے کہ بڑی فوج نے چھوٹی کو شکست دی ہے۔ کیونکہ جب کبھی چھوٹی فوج کے ساتھ میرا دشمن کی بڑی فوج سے مقابلہ ہوا ہے تو میں نے یہ کیا ہے کہ اپنی سب فوج کو کھینچ کر کے دشمن کے ایک بازو پر حملہ کر دیا اور اُس کو شکست دے کر اور اُس بے ترتیبی سے فائدہ اٹھا کر جو ایسے موقع پر تمام فوج میں واقع ہو جایا کرتی ہے میں نے پھر حملہ کیا ہے اور ایسا ہی دوسرے موقع پر فائدہ اٹھایا ہے اور اس طرح غنیمت کو ہندرتج ہزیمت دیدی ہے اور اس طرح جو عام فتح واقع ہوئی وہ اُسی کلیہ کا نتیجہ تھی کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہمیشہ ہزیمت دیا کرتی ہے۔ نیپولین نے اس موقع پر بھی اپنے دماغ و اطوار کی انھیں و لفرنیسوں سے جن سے ہر شخص کو جس کو اُس کا جی چاہا کرتا تھا مسخر کر لیا کرتا تھا مور کو اپنی طرف کھینچ لیا اور جبکہ وودن بعد نیپولین نے مور کو الماسوں سے مرصع ایک خوبصورت خنجر دس ہزار فرانک کا قیمتی تحفہ کے طور پر بھیجا تو بس کام پورا ہو گیا۔ نیپولین نے بھی اب اپنے بیاں ایک دعوت میں چیدہ مہمان بلائے اور اُٹانے گفتگو میں نیپولین کا ذکر کیا جن کو مشرقی لوگ اپنے عماموں میں لگاتے ہیں۔ گوہر بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔

نیپولین میز سے اٹھا اور ایک دراز کھول کر دودھ لکھ گیاں نکال لایا یہ دونوں صبح

تھیں اور ایک تو گوہیر کو دی اور دوسری اپنے آزمودہ دوست جنرل ڈویز کے کو دی اور کہا کہ یہ ذرا اسی خیر شے ہم جمہوری ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں اور یہ کوئی نامناسب یا قابل خیال بات نہیں رہے۔ گوہیر اس نغزہ پر خوش ہوا اور ذرا لمبی حنیس لے لیا کہ یہ چھوٹی کوئی رشوت ہو سکتی تھی اور پنپولین کا دل و جان سے جانب دار ہو گیا۔

جمہوری فرانس کو یورپ کے بادشاہ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور ان کی عداوت ایسی گہری پرانی تھی اور خود حالتِ معاملہ کی وجہ سے ایسی برسرِ سرِ پھٹی کہ پنپولین کو خیال تھا کہ دشمن کے حملہ کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور حربی روح میں احتیاط کے ساتھ جوش موجود رکھنا چاہئے۔ یہ بڑی خوش نفسی ہے کہ جمہوری امریکہ کو کسی دشمن سے خوف نہیں ہے اور اُس کے تمام غم و ہمت اپنے ملک کی امن و عافیت اور اُس کو مالا مال کر دینے میں صرف ہو رہے ہیں۔ لیکن فرانس کی اور حالت تھی اس جمہوری حکومت کے گرد تو بادشاہانِ یورپ کے ممالک واقع تھے پس فرانس کے لئے تو یہی ضروری تھا کہ اُس کے باشندے اپنی توپوں کے قریب سوتے۔ اس ملاقات میں پنپولین نے گوہیر سے کہا: ”کیا آپ واقعی امن عامہ کے حامی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ غلطی پر ہیں۔ ہماری جمہوری فرانس کو جزوی امن اور جزوی جنگ چاہئے اور جزوی جنگ صرف اس غرض سے ضروری ہے کہ جوشِ جنگ تازہ رہے“ پنپولین کا یہ رہنما اُس کی حربی سرگرمی پر محمول کر کے جس سے وہ بچپن سے گھرا رہا تھا چنداں قابلِ گرفت نہیں ہے لیکن یہی خطہ اس زمانہ میں بھی موجود ہے اور وہ وقت ہنوز بہت دور ہے جبکہ روئے زمین کی قومیں یہ بات سیکھ چکیں گی کہ اب جنگ منوئی چاہئے۔

لیفیئور *Lefevre* ہر دو قانون ساز مجالس کے گارڈ کا کمانڈر تھا۔ اور اُس کی شرکت بھی ضروری تھی پنپولین نے اس کو خاص طور سے دعوت میں بلایا تھا اور اُس نے

کہا اے لیفیور۔ چونکہ تم ریپبلک کے اراکین میں سے ایک رکن ہو۔ تو کیا تمہارا یہ جی چاہتا کہ ان متنبان کے ہاتھوں میں ریپبلک کو برباد ہونے دو۔ تم میرے شریک ہو اور ریپبلک کے سنبھالنے میں مجھے مدد دو۔ پھر اپنی فکر سے ترکستانی تلوار کھونٹکڑس کا قبضہ لیفیور کے گئے پٹ لیا اور کہا ”لیفیور یہ ہی تلوار جو ابراہم مصر کی جنگ میں میرے زیر کمر تھی اور اب یہ تلوار میں تم کو اسلئے دیتا ہوں کہ میں بخاری عزت کرتا ہوں اور تم پر چھوڑ رکھتا ہوں۔ اور یہ تلوار ان دونوں باتوں کی نشانی ہے۔“

اس فیاضی اور اعتماد پر نہایت ہی خوش ہو کر لیفیور نے کہا ”ہاں بیشک۔ آئے ہم ان متنبان کو سزا دیں ڈال دیں۔“

پنولین نے برناڈوٹ سے جلد ملاقات کی اور پنولین نے بیورین سے کہا ”برناڈوٹ کو یہ تسلیم ہے کہ وہ ہم کو بربادی کی کشتی میں سوار سمجھ رہا ہے۔ اُس نے دغلی و خارجی دشمنوں کا ذکر کیا اور پھر وہ میرے چہرے کو دیکھنے لگا۔ میں نے بھی آنکھ کا اشارہ کیا۔ بیورین۔ ذرا اور صبر کرنا چاہئے۔ سیب جلد لپکا چاہتا ہے۔“

اس ملاقات میں پنولین نے عقیدہ خالین سرکار کے کلب کی مذمت کی۔ اس پر برناڈوٹ نے جواب دیا کہ ”اس کلب کا بانی تو خود تمہارا بھائی ہے۔ اور پھر تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں اُس کلب کا حامی ہوں اور یہ اُسی شخص کی انخوا کی بدولت ہے جس کا نام میں نہیں دیتا کہ یہ لٹلیاں پھیلی ہوئی ہیں۔“

پنولین نے بہت زور دیکر کہا ”جنرل یہ سب درست ہے۔ لیکن ایسی جاعت میں رہنے سے جو ظالموں کی حامی ہو اس شخص میں رہنا بہتر سمجھتا ہوں“ اس گفتگو پر ان کی مخالفت میں جو پہلے سے واضح تھی اور اب زیادہ آگے چلا۔

سطحِ ڈاکس میں اس زمانے پر بہت سے ایسے شخص تھے جو توانف الانو کی کے حامی اور مخالف تھے اور ان میں دو زمرہ کی پابندی کے ساتھ حکومت کے مخالف تھے انھیں کی طرف اشارہ ہے ترجمہ ۱۶

بڑا ڈوٹ اگرچہ لائق اور بہادر اور منتر تھا تاہم وہ حاسد اور لاف زن تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں جبکہ نیپولین اناج اٹلی کا سپہ سالار تھا ان دونوں کو ایک دوسرے سے نفرت ہو گئی تھی۔ اُس وقت بڑا ڈوٹ نے کہا تھا "میںے چھبیس برس کا ایک جوارن تھا جس کی وضع قطع پچاس برس کے آدمی کی سی ہو۔ اور فرانس کی جمہوری حکومت کی بھلائی کے سوا اُس میں ہر بات کے نیک آثار پائے جاتے ہیں۔"

نیپولین نے بڑا ڈوٹ کو یہ کمر فوراً خست کر دیا "تھخار و مانغ فرانسسی ہے اورل رومن ہے"

اس وقت فرانس تین گروہوں میں تقسیم تھا۔ یعنی قدیمی موافقین سرکار جو بوربون خاندان کو بحال کرنا چاہتے تھے۔ دوسرا گروہ مخالفین سرکار کا وہ جزو بسیط تھا جس کا پیرس کے انہو عوام کی مدد سے پیرس سرغنہ تھا۔ تیسرا گروہ اوسط خیال جمہوریوں کا تھا جن کا سردار سیانی تھا یہ تینوں گروہ جو ایک دوسرے سے مخالفت کر رہے تھے اور باہم طرد رہے تھے اس لیے ان کی حالت میں فوراً نیپولین کی خوشامد میں مصروف ہو گئے کہ اُس کے بڑے قوی بازو کی حمایت حاصل کریں۔ نیپولین نے غم کر لیا تھا کہ وہ اوسط خیال جمہوریوں کا شریک ہو گا۔ بوربون خاندان کے تحت فرانس پر کالی حرف خارج از بحث ہی نہ تھی۔ بلکہ نیپولین اور دوشنگلٹن کی حالت قریب قریب یکساں تھی یعنی جس طرح دوشنگلٹن کی طاقت سے یہ بات خارج تھی کہ امریکا کے جمہور کو جارج سوم کی اطاعت پر مجبور کر سکتا اسی طرح نیپولین بوربون بادشاہ کو فرانس کے تحت پر بحال نہ کر سکتا تھا۔

نیپولین نے کہا "کہ اگر میں مخالفین سرکار کا طردار ہو جاتا تو کسی بات کا خطرہ نہ رہتا لیکن حرف اتنا ہوتا کہ ان کی مدد سے مخالفین پر فتح پانے کے بعد اس بات کی ضرورت پڑتی کہ میں پھر خود ان پرستج حاصل کرتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کلب کا ایک ہی سردار ہمیشہ رہ سکے اپنے ہر ایک جذبہ کے لئے جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہتے ہیں کلب کو نئے سردار

کی حاجت ہوتی ہے۔ اب یہ بات کہ آج اس نیت سے ایک فریق کی مدد حاصل کی جائے کہ کل اُسی فریق پر ہاتھ صاف کیا جائے بری سخت بنے ایمانی ہے۔ یہ بات میرے اصول کے قطعی خلاف ہے۔“

پنولین اور متوسط انجمنال جمہوری گروہ کا سردار اہی سیانی ایک دوسرے کو بدل سمجھ گئے اور باہمی شرکت کی ضرورت کو دونوں نے تسلیم کر لیا۔ گورنمنٹ کی حالت درہم برہم جو رہی تھی اور اس وقت ایک ہوشیار جڑ توڑ والے شخص نے کہا ”ہماری بھات کے واسطے دماغ اور تلوار دونوں کی حاجت ہے“ پنولین میں یہ دونوں باتیں موجود تھیں لیچے پنولین کے بندر فچس میں اُترنے سے دو ہفتہ کے اندر سبب پختہ ہو گیا۔

اب اس بڑے جھگڑے کے لئے تجویز مکمل ہو گئی۔ پنولین تنازعہ عسکت و نشان کے ساتھ اپنی رائے پر چار ہا اور اب وہ اپنے سب ماتحتوں کی پوری پوری اطاعت اور ان کی سچی شرکت پر وثوق حاصل کر چکا تھا اور میدان جنگ میں ایک جنرل کی طرح جو فوج کو حکم دیا کرتا ہے پنولین کو بھی صرف حکم دینا باقی تھا کہ کالم دھوا کر دیں اور سپرل حملہ کر دیں اور جنرل یقینی اطاعت کے ساتھ میرا ان کا راز میں جھپٹ پڑیں۔ اگرچہ موجودہ گورنمنٹ کو براہ کرنے کا اُس نے خرم کر لیا تھا تاہم اُس کا ارادہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو تانوں کے پر راز نور سے چارہ چوٹی کرے۔ جیسے کہ ایک فاتح اُسی ہاٹری کو جو وہ دشمن سے چھینتا ہے اسی دشمن پر پھیر دیتا ہے اس سے زیادہ سادی لیکن باوجود اس سادگی کے ایسی دیر اور کافی سازش اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی اور اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اُس کے بعد ایسی ہی سازش عمل میں لانے کے قابل راز کوئی شخص ہو گا تو وہ دوسرا پنولین ہی ہو گا۔

تمام پریس منایت جوش کی حالت میں تھی۔ کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا تھا۔ پنولین یہ کام کرنے کو ضرور تھا۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ کب کیا۔ اور کیسے۔ سب کو

بے صبری کے ساتھ حکم کا انتظار نہ کیا۔ مجلس قدامت کے بہت سے اراکین جن کا رجحان تھا کہ انتظامی حکومت۔ سید محمد ظفر اور اس طوائف الملوکی کے ایام میں خالی نہیں ہوگا کا عمل دیکھ چکے تھے بڑی مدق دلی سے پولین جیسے مستقل سردار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کو مستعد تھے اور انہیں کوئی کلام نہیں ہے کہ یہ لوگ ہر قسم کے ووٹ (راے) پاس کر دینے کو استیصال چاہتے تھے جو پولین پیش کرتا۔ مجلس خصوصی جو اپنی ترکیب کے اعتبار سے زیادہ مہموری تھی زیادہ تر عامی جہال اور پرجوش فتنہ انگیز لوگوں کا ایک مجمع تھی اور غمان حکومت اسپر قبضہ میں رکھنا چاہتی تھی۔ کارنٹ جس کی شرکت پولین قطعی کی کر چکا تھا۔ اس مجلس کا پریسیڈنٹ تھا۔ لیوشین بونا پارسل پولین کا بھائی اس مجلس کا اسپیکر (مقرر) تھا۔ دونوں مجلسیں ایوان ٹولی کریم میں جمع ہوئیں مجلس پانچ صدی۔ نے مجلس تہ ما کو اختیار دے دیا کہ وہ آئندہ دونوں مجلسیں جمع ہونے کا مقام تجویز کریں۔

پیرس کے صیغہ افواج کے امضوں اور حیدر نوجی معزز اشخاص نے جو دار السلطنت میں موجود تھے پولین سے شرف ملازمت حاصل کرنے کی درخواست کی تھی۔ عام اعلان تو کیا نہیں گیا لیکن ہر شخص کو خانگی طور پر اطلاع دیدی گئی کہ ۹۔ نومبر کی صبح کو پولین ان سے ملاقات کرے گا۔ شہر کی سب افواج کی طرف سے بھی یہ درخواست گزری تھی کہ نامور فاتح پولین ان کا ملاحظہ کرے۔ ان افواج کو بھی خفیہ طور سے اطلاع کر دی گئی کہ ۹۔ نومبر کو پولین صبح کے وقت ان کا ملاحظہ کرے گا۔ مجلس قدامت بھی ۹ نومبر کو بجے صبح کے جمع ہونے کو تھی۔ اور مجلس پانچ صدی کا بھی اسی تاریخ ابھی جلسہ ہونے کو تھا۔ اور یہی نومبر کی تاریخ اس بڑے جھنڈے کے آغاز کا دن تھا۔ یہ سمایات اس طور سے تجویز ہوئے تھے کہ عام طور سے پیرس والوں کی اس طرف توجہ ہوتی تھی اور پولین اب اپنی افواج کو اس زبردست واقعہ کے لئے ترتیب دے رہا تھا۔ کسی شخص کو

اُس نے ان جوڑ توڑوں سے آگاہ دیکھا تھا جن سے وہ ایسی فتح حاصل کرنے کو تھا۔
جس میں ایک قطرہ خون بھی نہ رہا۔

نومبر کی تاریخ آئی اور آباد پیرس کے گنبدوں پر نقاب بڑی شان سے چمکا
اس صبح سے بڑھ کر دوسری صبح نہو کی ہوگی۔ اب اس بڑے معمور شہر میں نور کے ترپکے
سے پر جوش مبیڈ باجوں کا شور پیدا ہونے کے قدموں کی دھمک سواروں کے گھوڑوں
کے آہنی سموں اور توپوں کی گاڑیوں کے پیسوں کی آوازیں شہر کوں پر سنائی دینے
لگیں۔ جیسے کہ سوار پیدل۔ اور توپخانے نے شاندار صف بندی کے ساتھ فتح معصرواٹلی
کے مناظر کی عزت حاصل کرنے کو لو کے دار کی طرف روانہ ہوئے تمام شہر میں تلاطم
برپا تھا جس کی اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اپنی نظریہ آنے والی ذکاوت سے نیپولین نے
کر رہا تھا اٹھ بجے صبح تک مغز فوجی افسروں کے انہو زرق برق دریاں بہنے ہوئے
نیپولین کے مکان روم چیمبر میں اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ کمروں میں جگہ باقی نہ رہی
اور یہ مغز مہمان سرگ تک بھر گئے۔ اب مجلس قدامت نے وہ حکم پاس کیا جو نیپولین نے
تجویز کیا تھا یعنی دونوں مجلسیں پیرس سے چند میل کے فاصلہ پر سینٹ کلاوڈ میں اپنی
نشست منتقل کر دیں۔ اور نیپولین بونا پارٹ پیرس کی افواج کا سپہ سالار مقرر ہو۔ تاکہ
مخلوق کو امن و عافیت حاصل ہو۔ مجالس کا سینٹ کلاوڈ کو منتقل کر دیا جانا خونریزی
کے متعلق ایک رحم دل احتیاط تھی۔ اور اس بات نے مجالس کو پیرس کے انہو
عوام کے خوف تک تعرض سے محفوظ کر دیا۔ اس حکم کا لے جانے والا مجلس کا پریسیڈنٹ
تھا۔ اُس شاندار گردہ میں جو نیپولین کے دروازہ اور کمرہ پر کثرت سے جمع تھا پریسیڈنٹ
کنینوں سے اپنا راستہ چیر کر بناتا ہوا پہنچا اور نیپولین کے سامنے یہ حکم پیش کیا۔ نیپولین
اُس کے سننے کو تیار بیٹھا تھا پیرس اس کا غنڈ کو لے کر نیپولین حجبہ پر چڑھ گیا۔ اور آباد
بلند لیکن منتقل لہجہ سے ان زبردست مہمانوں کو یہ حکم سنایا اور کہا۔ اے شرفا۔ کیا

اپنی رپلک بچانے میں آپ میری مدد کریں گے؟ ہر شخص نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے
 لہرے سے آسمان سر پر اٹھایا اور میالوں سے تلواریں کھینچ کر تلواروں کو ہوا میں جلوچھا
 اور کہا ”ہم قسم کھاتے ہیں۔ ہم قسم کھاتے ہیں۔“

ہل میں تو اب پنولین کو فتح ہو گئی تھی اسلئے کہ فرانسیسی قوم کا وہ سردار ہو گیا تھا اور
 اب فتح کو مکمل کرنا باقی تھا اور اُس کے مخالفوں کے لئے مفکر کوئی راستہ اب باقی تھا
 اور ان مخالفوں کے جتھہ باندھنے کا بھی اب کوئی امکان باقی نہ تھا لہذا اپنی فتح کو نہایت
 ہی پریشان بنانے کے لئے پنولین نے اپنے جمیع غم و ثبات کو ہم کیا۔ فوج کے ساتھ
 یہ حکم پڑھنے کو قاصد بھیجے گئے جو بڑی خوشی کے ساتھ پہلے ہی سے جمع تھی کہ اپنے
 محبوب پنولین کو مبارکباد دے۔ وہ پنولین کو اپنا سردار بنانے کے لئے پہلے مستعد
 کھڑی تھی اور اس حکم کو سنتے ہی اُس نے اپنے لہروں سے آسمان سر پر اٹھایا۔
 پنولین فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور اُس کے چاروں طرف ایک بڑا شاندار

افروں کا گردہ تھا جس کو اُس نے بڑی ہوشیاری سے اپنے مکان پر جمع کیا تھا۔
 اُس کے ہمراہ پندرہ سو سوار تھے اور ان کو اُس نے اپنے مکان کے قریب ہی

جمع کر رکھا تھا اور اب وہ ٹولی کریم کے ایوان کو گیا۔ یہ زرق برق منظر تیرم ریس
 والوں کے سامنے ایک طلبہ سا نظر آ رہا تھا۔ یہ پنولین کا پہلی دفعہ منظر عام پر آنا تھا
 وہ شہریوں کی طرح سادی پوشاک پہنے تھا اور اپنے شاندار مرکب پر بیٹھا ہوا مرکب نظر
 ہو رہا تھا۔ جھلکتے ہوئے پرچم ہوا میں لہرا رہے تھے اور اُس کے ہمراہیوں کی سونے
 چاندی کے قیمتی سامانوں نے خود اُس کی سادی وضع کی تلافی کر دی تھی۔

سربراہ بادشاہ کے سے رعب و جلال کے ساتھ وہ مجلسِ قدما میں داخل ہوا
 یہ اراکین پنولین کی صورت سے رنگ رہ گئے جو اس طرح یکایک ایسی غیر متوقع
 شان و شوکت کے ساتھ ظاہر ہوا تھا جو تیرہ چوڑے کرا اُس نے مجلس کو مخاطب

کر کے اپنے عہد و کافکے کیا۔

اُس نے کہا: "اے اراکین آپ قوم کی عقل میں یہ بات آپ ہی کے ذمہ ہے کہ ملک کی نجات کی تجویز سوچیں۔ میں اپنے خزانوں کے ساتھ آپ کو مدد دینے آیا ہوں اور وہ خدمت جو آپ نے میرے سپرد کی ہے میں وفاداری سے انجام دوں گا۔ زمانہ ماضی کی طرف ہم کو نظیر کے واسطے نہ دیکھنا چاہئے۔ اس اٹھارہویں صدی کے مشابہ تواریخ میں کوئی شے نہیں ہے اور اٹھارہویں صدی میں موجودہ لمحہ کے مشابہ کوئی لمحہ نہیں ہوا ہے۔"

فوراً ایک مصاحب اسم برگ جس کے ساتھ اس کے ایوان کو روانہ کیا گیا کہ مجلس سچ صدی کو جو وہاں جلسہ کر رہی تھی اس حکم سے آگاہ کر دے۔ ڈاکٹر کٹرڈن میں دو ڈاکٹر بلجی سیائی اور ڈیو کس تو نیولین سے پہلے ہی میل کھا چکے تھے اور پس انھوں نے اپنے عہدوں سے استعفا دیدیا اور ٹوٹی لریز کو روانہ ہو گئے۔ بیرس نے پریشان ہو کر غصہ سے اہلدار ماضی کی کے لئے اپنا سکرٹری مجلس قدما میں بھیجا۔ نیولین نے جو اختیارات شاہی اختیار کر چکا تھا اور فرانس کو گویا اپنی میراث خیال کرتا تھا سخت زبانی کا ایک طوفان برپا کر دیا۔

وہ بڑے غصہ سے کہنے لگا: "وہ خوبصورت فرانس کہ میرا جو مینے تمہارے اٹھوں میں چھوڑی تھی۔ میں امن و امان چھوڑ گیا تھا لیکن اب میں جنگ پاتا ہوں مینے تم کو فتح مند چھوڑا تھا لیکن اب میں ہزیمت خور وہ دیکھتا ہوں۔ مینے اٹلی کے متعلق لکھ لکھا کی آمدنی چھوڑی تھی لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ محتاجی ہے اور عا پر ٹیکس قائم کیے جا رہے ہیں وہ ایک لاکھ سپاہی کہ ہر گئے جو میری فتوحات میں شریک تھے۔ وہ تو کامیاب یہ موجودہ حالات قائم نہیں رہ سکتے۔ ان کا تو یہی نتیجہ ہو گا کہ کوئی خود میرا شاہ بن بیٹھتا پس کہ بیرس اور گیارا اس کو اندیشہ ہو کہ اکیس نیولین کی تیز نظر اس کے تغلیوں کی تحقیقات بند کرتے لگے چنانچہ اس نے بھی فوراً استعفا دیدیا۔ اب صرف دو ڈاکٹر

یعنی گو میرا پولٹس باقی رہ گئے۔ حسب قاعدہ اجراءے کار کے واسطے کافی ہونے کو پانچ اراکین کی ضرورت تھی لیکن اب یہ دو ڈاکٹر محض بے اختیار تھے۔ چونکہ اب انکو باپسی ہو چکی تھی کہ مقابلہ میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ پولین انتقام لیگا لہذا وہ بھی ٹوٹی لریز کو پولین کے پاس چلے۔ وہ پولین کے سامنے پیش کیے گئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ڈوکس اور سیائی اور ایک زرق برق اسٹاف اُس۔ کہ گرد جمع ہیں۔ پولین ان دونوں سے باخلاق پیش آیا۔

اُس نے کہا آپ کی ملاقات سے میں بہت خوش ہوا۔ مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ آپ استغفار دیدینگے آپ کی حُب وطن آپ کو اجازت نہ دیگی کہ آپ اُس انقلاب کا مقابلہ کریں جو برسرِ رسیدہ اور ضروری ہے۔
گو میر نے بڑے جوش و خروش سے کہا کہ مولٹس میرا شریک ہے اور مجھے یہ سبک بچالینے میں کوئی ناامیدی نہیں ہے۔

پولین نے کہا کہ ”یہ مانا کہ آپ ریپابک کو بچائیگا لیکن یہ تو فرمایا ہے کہ کس چیز سے بچائیگا۔ کیا ہر دو مجالس کے ذریعہ سے بچائیگے۔ مجالس تو خود ریزہ ریزہ ہو رہی ہیں اسی وقت ایک قاصد آیا اور ڈاکٹروں کو خبر دی کہ سائنٹیر لوزہ گرجا انقلاب کے پرنسپل ایام میں مخالفین سرکار کا بدنام سرورارہ چکا تھا محلوں میں مخالفین سرکار کو بلو کر دینے کو بہکار ہا تھا۔“

پولین نے زور دے کر کہا ”جنرل مولٹس۔ سائنٹیر تھا رادوست ہے جاؤ اور اُس کے کان کھول دو کہ اُس کی پہلی ہی حرکت پر میں اُس کو گولی سے مروا دوں گا۔“
مولٹس نے خوف زدہ بہمی سے کہا کہ ”مجھے صاف رکھئے۔“

پولین نے کہا ”بس جناب۔ ریپابک خطرناک حالت میں ہے ہم کو لازم ہے کہ اس کو بچائیں۔ اور یہی میری مرضی ہے۔ سیائی اور ڈوکس نے اور نیز سیرس نے استغفار

دیکھا اب تم دو شخص تہا اور بے اختیار باقی ہو۔ میں تم کو صلاح دیتا ہوں کہ تم عذر مت کرؤ ان دونوں نے اب بھی انکار کیا۔ پولین کے پاس تقریر و حجت کا وقت نہ تھا اور اُس نے فوراً دونوں کو لکسم برگ میں بھیج دیا اور دونوں کو جدا جدا کر کے حوالات کر دیا۔

فوشے جو اس وقت وزیر صیغہ پولیس تھا اور اگرچہ وہ پولین کا راز دار نہ تھا تاہم پولین کی خوشامد میں لگا ہوا تھا اگر کہنے لگا "میں لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا ہے" پولین نے کہا "اس حماقت سے کیا نتیجہ ہے۔ فوراً اس حکم کو جس سے یہاں لوگ آنے جانے سے بند کئے گئے ہیں منسوخ کر دو۔ کیا تم قوم کی رائے اور اُس کی حماقت سے کام نہیں کر رہے ہیں۔ خبردار کوئی شہری نہ روکا جائے۔ سب کام علانیہ ہوئے دو۔"

مجلس پنج صدی بڑی پریشانی سے گیارہ بجے جمع ہوئی۔ پولین نے پولین کے متعلق فوراً حکم سنایا اور کہا کہ اس مجلس کی نشست سینٹ کلاؤڈ کو منتقل کر دی گئی ہے اس پر سب سناختہ ختم ہو گیا کیونکہ حکم قطعی جائز حکم تھا۔ پس اس سے انحراف کرنے کے لئے کوئی جائز عذر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پولین افواج کا محبوب تھا اور سب اُس کے اشارے کی منتظر تھیں۔ لہذا ایسی حالت میں کسی کا مقابلہ کے لئے اٹھنا حماقت سے بھی زیادہ

پولین نے کہا ہے فوشے بڑا ہی بد معاش تھا جس میں سب رنگ موجود تھے۔ وہ پادری بھی تھا وہ باغی خطہ کا پھیلا دینے والا شخص بھی تھا جس نے انقلاب کے زمانہ میں غوریزی کے بہت سے منظر دیکھے ہیں خوب ہی خوب چھپے ہوئے وہ ایسا آدمی تھا کہ تمہارے دل میں کیڑے کی طرح گھس کر بھاگ جی کا تمام حال لے سکتا تھا۔ اور اس وقت اُس کی وضع سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اس معاملہ سے اُس کو غرض و تعلق ہے۔ وہ بڑا امیر تھا۔ لیکن اُس کی کمائی حرام کی تھی۔ میں نے اپنا راز دار اُس کو کبھی نہ بنایا۔ اور میرے سامنے وہ کبھی ایسا نہ آیا کہ زمین تک نہ جھک گیا ہو۔ لیکن میرے جی میں اُس کی ذرا بھی عزت نہ تھی میں صرف اُس سے ایک آدھ کے مثل کام لیا کرتا تھا۔

برا نسل تھا۔ کام تو ہو ہی چکا تھا۔ گیرہ بجے سارے دن کا کام ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر کٹری ٹو اب باقی رہتی اور پنولین کو افواج نے موز کیا تھا اور سپاہیوں سے تمام کو پچے بھرے پٹے تھے اور پنولین زندہ مانا، کے نذروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ مجلس قدما پنولین کے قطعی اختیار میں تھی۔ اور مجلس پنج صدی کے بہت سے اراکین اُس کے تابع ہو چکے تھے پنولین بڑی آن بان کے ساتھ خاموش۔ سب سے علیحدہ علیحدہ۔ اپنی ذہنی فضیلت سے پورا آگاہ اور اپنے آس پاس کے چیزوں۔ مدبروں اور مخلوق کے اثر و نام کو نوڈ سے اور بچے خیال کرتا ہوا ایران کوئی لیریز کے زمین پر یوں چڑھ گیا گویا کہ وہ اُس کا موروثی ملک تھا۔

قریب تریب تمام فریق اُس کی فتح میں اُس کی مدد کرنے کو متحد تھے۔ پنولین ایک سپاہی تھا۔ پیرس کی توپوں نے خوشی سے اُس شخص کی فتح کی سلامیاں دائیں جو کہ مخصوص طور سے جنگ کے وینا کا محبوب تھا۔ پنولین ایک عالم تھا۔ اور ذہن کو اُس کے سب سے زبردست مقاصد کے حصول کے لئے تحریک کرتا تھا اور عملاً سے پیرس نے شکر گزاری سے متفق ہو کر اُس شخص کے سر کے لئے سہرہ گوندھا جو اُن کا عزیز تھی اور سر پرست تھا۔ اُن آیام کی اوباشی اور بے لگام عیاشی کو دیکھتے ہوئے پاکیزگی اختلاف اور بے عیب راستبازی کا پنولین ایک نمونہ تھا۔ اور کرداروں روپیہ کی رشوت پر وہ لغزش نہ کرتا تھا جب الوطنی اور اپنے عہد زندگی کی شادہ محنتوں میں وہ ایسا محتاج تھا کہ ہیرڈ وائس *Herodotus* کی طوائفین باوجود اپنی دلفریبیوں کے اُس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ جامے نے پنولین پر کبھی فتح نہ پائی۔ کسی بدکاری کے مجسم پر منتس کرتا ہوا وہ کبھی نہ پاپا گیا۔ چنانچہ لوہلے والی آکالیشوں سے متفر ہو کر جنھوں نے

لے ہیرڈ وائس تیسری صدی میں یونانی مورخ گذرا ہے۔ اس کی تصانیف ۸ جلدوں میں بمقام رجب سنہ ۸۸۰ میں طبع ہوئی تھیں ۱۲ مترجم۔

یورپوں یا دشمنوں کے ایوانوں کو شہوت پرستی کی مصیبتوں کا زنا خانہ بنا دیا تھا اور اس سے بھی زیادہ بدنما کردہ بدکاری سے لگن کھا کر جس نے فرانس کو بدنامی کے گھر سے مبدل کر دیا تھا۔ فرانس کے بہترین اور پاکیزہ ترین اشخاص نے اس قابل مثال۔ کفایت شعار اور حب وطن کے ساتھ اپنی تمامی ہمدردیوں کا اظہار کیا جس کو شہوت دیا جانا غیر ممکن تھا۔ نپولین قانون و ترتیب کا سب سے زیادہ ذہین سمجھنے والا مضبوط حامی تھا۔ فرانس کے لوگ ایف کی سے تنگ آ گئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ گلوٹین کی موریوں میں پھر خون کے لوتھر جم جائینگے۔ پس مائیں اور کنواری لڑکیاں نپولین کے لئے دست بدعا تھیں جو ان کو آسمانی قاصد کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کو خدا نے ان کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔

سہ پہر اور رات میں ٹولی لریزیں اس کے کمرے منایت مشہور مدبروں۔ خبروں اور پریس کے عالموں سے بھرے رہے جو نپولین کی اعانت کا ذمہ کرنے کو جوق جوق چلے آتے تھے۔ نپولین جو کسی اہم کام کے وقت کبھی پریشان نہ ہوتا تھا منایت متعلق سے بیٹھا ہوا دوسرے دن کے لئے احکام جاری کر رہا تھا۔ لانس ٹولی لریز کی محافظ فوج کا کمانیر تھا۔ اور رات جو ابو کر کی جنگ میں نام پیدا کر چکا تھا بہت سے سواروں کے ساتھ سینٹ کلاؤٹ کی محافظت پر متعین ہوا۔ یہ رات نپولین کے بیدھے ہاتھ میں ایک صاعقہ سمجھنا چاہئے اور اس انبوہ عوام کی خرابی تھی جس پر یہ صاعقہ گرتا۔ پانسو سواروں کے ساتھ مورد۔ لکسم برگ کی حفاظت پر مامور تھا۔ جہاں دونوں مخالف ڈاکٹر کٹر نظر بند تھے۔ سروریر ایک بلند مقام پر مضبوط محفوظ فوج کے ساتھ اسلئے مقرر کیا گیا تھا کہ کسی شد ضرورت کے وقت مدد کو آ پہنچے اور یہاں تک احتیاط کی گئی کہ پریس کے ہمراہ ایک دستہ اس کے وہی قیام گاہ تک بظاہر ہمراہیوں کی وضع میں بھیجا گیا لیکن اس سے دراصل یہ منشا تھا کہ اس متلون مزاج ڈاکٹر ٹریس کوئی ارادہ کی تبدیلی مہربق نہوسکے۔

حتی الامکان جہلہ امور پر لحاظ کر لیا گیا تھا کہ ناراض لوگ جتھ بندی نہ کرنے پادیں۔
 جا بجا اشتہار لگا دیے گئے تھے جن میں شہریوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ خاموش رہیں اور
 اُن کو یقین دلایا گیا تھا کہ رپبلک کے بچانے کو بڑی زبردست دست تدبیریں کی جا رہی
 تھیں۔ ایسی ذرا سی باتوں کا لحاظ رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ نیولین کس قسم کا شخص تھا اُس کو
 تقدیر پر اعتماد تو ضرور تھا لیکن تقدیر کے لئے پورا کرنے کو اُس نے کام کوئی بھی باقی نہ
 چھوڑا تھا۔ ہمیشہ اُس کو یہی جستجو رہتی تھی کہ تمامی ممکن الوقوع امور کے لئے انتظام کر دیا
 جائے کہ اُس کی تجاویز میں پوری کامیابی ہو اور اُس کو اپنی تجویزوں میں کامیابی ہوئی۔
 اگرچہ پیرس کے جوش کی کوئی اتہان نہ تھی تاہم خلافِ قانون ایک بھی بلوہ نہ ہو۔ فیہ پایا۔ اور
 مخالفین سرکار یا موافقین سرکار یا جمہوریوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ نیولین کا کیا ارادہ
 تھا۔ یہ سب کو یقین تھا کہ وہ کچھ کر لیا ضرور۔ یہ اتم متیقن تھا کہ مجلس پنچ صدی کے مخالف
 سرکار اکیں نہایت جان توڑ کر مقابلہ کر نیگے۔ اور چونکہ سیالی کو انقلابی حرکات سے پوری
 واقفیت تھی لہذا وہ نیولین سے باصرہ لگتا تھا کہ مخالفین سرکار میں سے چالیس شخصوں
 کو حوالات کر دیا جاوے جو مجلس پنچ صدی میں سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے۔ اور
 اس سے کل کو فتح بہت آسانی سے ہو جاتی۔ لیکن اس بات کو نیولین نے یہ کمکر رہا
 کر دیا کہ ”میں آج صبح حلف کر لیا ہے کہ قومی وکلا کی حفاظت کروں گا۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا
 کہ آج ہی شام میں اُس قسم کو توڑ دوں“

اگر مجلس کی خاص پیرس میں نشست ہوئی ہوتی تو تمام محفلوں کے عوام سیلاب
 کی طرح اُمنڈائے ہوتے اور اراکین مجلس کی طرف ذرا سی کرتے اور خون کے دھارے
 بہ جاتے۔ لیکن چونکہ بڑی دوراندیشی سے مجلس کی نشست پیرس سے چیمیل سینٹ کلاؤڈ
 میں منتقل کر دی گئی تھی لہذا یہ جانیں چل گئیں۔ زبردست فوجی نمائش لے سینٹ کلاؤڈ پر
 عوام کو یورش کر دینے سے روک دیا۔ لیکن مرات۔ لائن۔ اور سروریر کے مقابلہ میں جن کا

پنولین کی عقل رہنا کر رہی تھی اور جو اپنے ٹھونس کالموں کے ساتھ ان چرکہ کو سینے کو تیار تھے بیچارے عوام کبھی کیا سکتے تھے۔

وہ محبت جس سے پنولین جوزیفائن کے ساتھ پیش آتا تھا پنولین کے چال چلن کا ایک مشہور خاصہ تھی۔ کوئی لعجب نہیں کہ اُسے جوزیفائن سے فوق العادت الفت ہو۔

دن میں تو یہ ہیبت ناک منظر پیش آرہے تھے اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ معاملات پنولین کی تاج کی طرف رہنائی کر رہے تھے یا گلوٹین کی طرف لئے جا رہے تھے۔ لیکن جوزیفائن

کو وہ ایسی حالت میں بھی نہ بھولا۔ وہ روچھٹیرین میں بیٹھی ہوئی بڑے تردد سے نتیجہ کا انتظار کر رہی تھی۔ پنولین دم بدم جوزیفائن کے پاس متا صدمہ بھیجتا تھا اور معاملات کی حالت کی ایک سطر عہدی سے لکھ لکھ بھیجتا تھا۔ رات میں بہت دیر کر پنولین مکان کو پہنچا اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی طرح وہ تازہ دم تھا۔ اُس نے جوزیفائن سے سب مفصل حال بیان کیا اور پھر ذرا آرام کرنے کو وہ لستر پر جا لیٹا۔ علی الصباح وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہانہ موکب کے ساتھ سینٹ کاوٹو کو روانہ ہوا۔

محل میں تین کمرے آراستہ کئے گئے تھے۔ ایک مجلس قدامت کے واسطے۔ دوسرا مجلس تاج صدی کے لئے اور تیسرا جو پنولین کے واسطے۔ اس طرح پنولین نے وہ عمدہ اختیار کر لیا جس کو وہ جانتا تھا کہ قوم کی رائے سے اُس نے اختیار کیا تھا۔ رات میں مخالفین سرکار نے بڑے بھاری مقابلہ کی تیاری کر رکھی تھی۔ پنولین کی مصیبت برسرِ رسیدہ معلوم ہوتی تھی۔ یہ تجویز ہوا تھا کہ اعلان کر دیا جائے کہ پنولین نمک حرام اور باغی تھا۔ سیانی اور ڈوکس کچھ گھوڑے اور ایک گاڑی سینٹ کلاوٹ کے دروازہ پر تیار رکھ چھوڑی تھی کہ اگر معاملہ درگروں ہو تو جان لے کر فرار ہو جائیں۔ بہت سے پُرسوس جنرل بھی پنولین کی تباہی پر آمادہ تھے۔ برناوٹ سے سب سے زیادہ خطرہ تھا یہ بھی

۱۷۵ آرمیوں کو قتل کرنے کی کل - ۱۲ مترجم

حکم ہو چکا تھا کہ جو شخص فوج کے سامنے جوش دلانے والی تقریر کر لیا قتل کر دیا جائیگا۔ پولین اپنے نوجی گروہ کے آگے بے ہراس گھوڑے پر سوار تھا لیکن وہ انہوہ عوام کی متلون جہی سے پورا آگاہ تھا ہوا ایک ہی ساعت میں آفرین کے نعرے بلند کرنے کو اسی طرح آمادہ تھے جس طرح بکشد کی صدا بلند کرنے کو تیار تھے۔

اب دونوں مجلسیں جس میں مجلس پنج صدی میں خونناک جوش تھا۔ ڈاکٹر کیسٹن کو غلام کے لئے مزے موت ہے۔ مجلس کھار کو بٹا چوچہ کی صداؤں سے تمام کمرہ گونج رہا تھا اور مباحثہ کی آواز دب گئی تھی۔ اس غصہ کے سبب اب کے سامنے نہ پولین کے دوست بے گئے تھے۔

یہ بات تجویز ہوئی کہ ہر ایک رکن فوراً اس بات کا حلف کرے کہ وہ کانسٹیبلٹن کی مدد کر لیا۔ اب مجلس میں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ انکار کرے کہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا۔ پہلے ایک کہ خود لیٹن اپنی کرسی سے اٹھنے اور حلف کرنے کو مجبور ہوا۔ مجلس قدامت کی راہن نے اس پنج صدی ماتحت ہر دلعزیز مجلس عوام کے غیر متوقع جوش کو دیکھا اور خوف کھانے پر لپٹان ہونا اور اس کی متابعت کرنا شروع کیا۔ اب مقابلہ نے زیادہ دیر نہ اور دست و راز وضع اختیار کی اور تجویز ہو کر پولین کے خلاف ایک قانون پاس کیا جائے کہ وہ حفاظت قانونی سے خارج کر دیا گیا۔ پولین کے خیر خواہوں کو گذشتہ قتل عام کے منظر یاد تھے۔ اور انھوں نے بزدلی اور اطاعت کا اظہار کیا۔ ہر میت برسر رسیدہ معلوم ہوتی تھی اس نازک وقت میں پولین نے انھیں حواسوں سے استقلال۔ اور سلیقہ شعاوی کا اظہار کیا جن سے وہ میدان جنگ میں نہایت خطرناک وقت پشیمت کے مدوجزر کو نامور فتح سے تبدیل کر دیا کرتا تھا۔ صرف پولین ہی کا دل وہ محفوظ فوج تھی جس کو اس وقت

۱۷۔ ڈاکٹر کیسٹن اس کو کہتے ہیں جس کو تھوڑے عرصہ کے واسطے کل اختیارات دیدئے جائیں۔ مترجم

۱۸۔ معززہ وضع حکومت کو کانسٹیبلٹن کہتے ہیں۔ ۱۲

اُس نے میدان کارزار میں ہاواے کے لئے آگے بڑھایا اور اپنے بھاگتے ہوئے دوستوں کو فراہم کیا۔

اپنے ساتھ چند مصاحب اور گراؤڈیلوں کا ایک دستہ لے کر وہ فوراً کرہ کے دروازہ پر گیا۔ رستہ میں اُس کو بڑا ڈوٹ ملا۔ اور اس حریف نے درشتی سے کہا۔ ”تم گلوٹن کی طرف جا رہے ہو؟“

نپولین نے تندی سے جواب دیا۔ ”دیکھا جائیگا“

سپاہیوں کو اُن کے چمکتے ہوئے فولادی اسلحہ اور ہلتے ہوئے پروں سمیت اُس نے دروازہ کے قریب چھوڑا۔ اور آپ بلند چوڑے پر چڑھ گیا جس سے پرچوش مجلس میں ایک سناٹا ہو گیا۔

اُس نے کہا ”اے شرفا تم ایک کوہ آتش فشاں پر چڑھے ہوئے ہو تم نے رپبلک کو خطرہ میں خیال کیا۔ تم نے مجھے اپنی مدد کو بلایا مینے تعمیل کی۔ اور اب مجھ کو سزاؤں تہمتوں سے حملہ ہو رہا ہے۔ لوگوں میں فیض اور کرامتوں کا ذکر ہو رہا ہے فوجی خود سری کہہ چکے ہیں۔ گویا پرانے زمانہ کی کوئی بات وجودِ لمحہ کے مشابہت ہی خطرہ کا ہجوم ہوتا جاتا ہے۔ خوف بڑھتا جاتا ہے۔ ہماری اب کوئی گورنمنٹ نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے نے استعفا دیدیا ہے۔ مجلس پنج صدی میں تلاطم برپا ہے خفیہ جاسوس پریس میں بات کا اغوا کر رہے ہیں بد معاش بڑی خوشی سے پھر وہی انقلابی کھریاں قائم کر دیں گے۔

لیکن سنہ ڈرو۔ آپ اپنے مسلح ساتھیوں کی مدد سے مختاری حفاظت کرو لگا اپنے لئے میں کچھ نہیں چاہتا۔ صرف رپبلک کو بچانا چاہتا ہوں اور میں حلف سے کہتا ہوں کہ آزادی اور ہمہ گیری کو محفوظ رکھوں گا جن کی خاطر ہم نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔

سنہ قبقرالی میں اور کرامتوں انگلستان میں غاصب فرماں روا خیال کئے گئے ہیں جنہوں نے اپنے زور پر وقت سے قوم پر فرماں دہانی کی تھی ۱۲ مترجم

اتنے میں ایک شخص بول اٹھا "موجودہ وضع حکومت کا کیا ہوگا؟"
 پنولین اپنے حلف میں اس کا ذکر قطعی جان بوجھ کر چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس
 کانسٹیبلشن سے پنولین کو نفرت تھی اور اس وقت اُسی کے بڑا دھوکہ لگنے کی وہ ساری
 کوششیں کر رہا تھا ایک ذرا تاہل کرنے کے بعد اُس نے زیادہ زور کے لہجہ میں کہا
 "کہ موجودہ وضع حکومت تو تمھارے یہاں باقی ہی نہیں رہی۔ تم اُس حکومت سے منحرف
 ہو چکے جبکہ عالمان گورنمنٹ نے دامنِ قانون کے حقوق سے انحراف کیا۔ تم اُس حکومت سے
 منحرف ہو چکے جبکہ دامنِ قانون نے عالمان گورنمنٹ کی آزادی پر حملہ کیا۔ تم تو اُس حکومت سے
 انحراف کر چکے جبکہ منحرف ہاتھوں سے عالمان گورنمنٹ اور دامنِ قانون نے رعایا کے انتحار
 کو ناجائز قرار دیکر رعایا کی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ کیا ہی خوب آپ کی موجودہ وضع حکومت سے
 حکومت کا بے کوسہ ہے ایک مستحضر ہے جس کو مانگ تو سب رہے ہیں لیکن لحاظ اُس کا کوئی بھی نہیں کرتا"
 پنولین کے حواسوں کو جمع دیکھ کر اور ان دلیرانہ لفظوں کو سن کر اُس کے دوستوں
 کے بھی حواس بجا ہو گئے اور مجلس کے دو ٹوٹ اراکین نے اپنے اطمینان اور اپنی مدد کا
 اظہار کیا۔ اسی وقت یہ خبر آئی کہ مجلس پانچ صدی میں لیوشن پنولین کے خلاف اس بات
 کی دوٹی (Motion) پیش کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ پنولین حفاظت قانونی سے خارج
 کر دیا جائے۔ ایک لمحہ دیر کرنے کا وقت نہ تھا۔ اس دوٹ کے پاس ہو جانے میں
 ایک طلسماتی قوت تھی۔ اس دوٹ کا پاس ہو جانا مملکت تھا۔ اب حیات و موت کی تپتلی
 ہی نازک حالت ہو رہی تھی۔ پنولین نے کہا ہے کہ اگر اس موقع پر جبرل نے یہ کہہ
 میرے بازو پر ہوتا تو میں کورڈویدینے کو موجود تھا۔ اور اُس نے اراکینِ قدامت کی
 طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "اگر کسی مقرر نے غیر مالک سے رشوت کھا کر میری حفاظت قانونی
 سے خارج کر دئے جانے کا لفظ زبان سے نکالا تو اپنی حفاظت کی میں اپنے مسلح
 ساتھیوں سے اپیل کروں گا جن کے پروں کے طرے دروازہ پر لہتا رہے ہیں۔ ذرا

اچھی طرح یاد رہے کہ میری ترقی میں دولت و حرب کے خدا میرے ساتھ ہیں۔“

اب اُس نے مجلسِ قدامت کو چھوڑ دیا اور اپنے فوجی گروہ کے ہمراہ فوراً مجلسِ پنج صدیٰ کو روانہ ہوا۔ راہ میں اُسے اگر ملے۔ جس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور بدن کا پربال تھا۔ کیونکہ اب وہ نیپولین کی جان کی سلامتی کی طرف سے ہاتھ دھو چکا تھا۔

اُس نے بڑی پریشانی سے کہا: نیپولین تم بڑی مصیبت میں مبتلا ہو۔

نیپولین نے بہ استعجال جواب دیا: ”چل اپنا کام کر۔ آگے لائیں تو حالت اس سے کہیں زیادہ خطرناک تھے۔ ذرا اٹھ جاؤ۔ آدھ گھنٹہ میں سب ادھر کا ادھر ہوا جاتا ہے۔“ اپنے گرانڈیلوں کے ہمراہ وہ مجلسِ پنج صدیٰ کے بڑے کمرہ میں در آیا۔ سپاہیوں کو دروازہ کے قریب چھوڑا اور چوتھرے تک پہنچنے کو آدھا کمرہ نیپولین نے تنہا طے کیا یہ وہ وقت تھا کہ نیپولین کو اُس کے دماغی ذرائع کے سوا کوئی دوسری چیز بچا سکتی تھی۔ تمام کمرہ سے غضب آلود چہنیں برپا ہو گئیں۔ ہیں۔ ہیں۔ یہ کیا حرکت ہے۔ ارے اس ظالم کو مارو۔ چل دو رہو۔ نکل جا۔ دفع ہو جا۔“

نیپولین نے کہا ہے کہ اگر ایولس *Aeolus* کے غاروں سے یکایک ہوا کا پر شور طوفان نکل پڑے تو اُس پر شور طوفان کی ایک خفیف سی لہیر ہو سکتا ہے جو اس وقت برپا ہو گیا تھا۔“

اس ہیبت ناک شور و غل میں نیپولین نے بولنے کی بیجاادہ کوشش کی۔ ارا مجلسِ بلو ایوں کی وضع سے اُس کے گروامنڈ آئے۔ اب گرانڈیل اپنے سردار کو ایسے پُر خطر نغمہ میں دیکھ کر مدد کو دوڑ پڑے۔ نیپولین کے سینہ پر خنجر کا ایک وار کیا گیا۔ جس کو ایک گرانڈیل نے اپنے ہاتھ سے روک لیا اور سنگینوں کی نوکوں سے اراکین کو منتشر کر کے نیپولین کو کمرہ سے باہر نکال لے گئے۔ باہر کی بیڑھیوں پر اچھی نیپولین نے

لے یہ نمان عقیدہ کے موافق باو و طوفان کا بادشاہ تھا اسی نے بادبان ایجاد کئے تھے۔ ۱۲۸

نہ پایا تھا کہ اُس کو خبر دی گئی کہ اُس کے بھائی لیوشین کو غیظ آلود ڈپٹیوں نے گھیر لیا ہے اور اب اُس کی جان کی خیر نہیں ہے۔

پنولین نے کہا ”کنٹریل ڈپٹیوں Dumondin اور گرانڈیلوں کا ایک دستہ نے کر میرے بھائی کی مو کو فوراً چلے تو جاؤ“

گرانڈیل کمرے میں گھس پڑے۔ انہوہ کو پیچھے ہٹا دیا جو لیوشین کو گھیرے ہوا تھا اور دھکیلیاں دے رہا تھا۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمھارے بھائی کی بدولت ہو رہا ہے، یہ سپاہی لیوشین کو بحفاظت تمام باہر صحن میں لے آئے۔

اب پنولین گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر فوج کے آگے چل دیا لیوشین نے کہا ”مجلس تجھیدی ٹوٹ گئی۔ اور ہتھیس جو ایسی بات کہہ رہا ہے میں ہوں مجلس کے بڑے کمرہ پر قاتلوں نے قبضہ کر لیا ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ چلیے اور ان قاتلوں سے کمرہ کو پاک کر دیجیے۔“

اس پر پنولین نے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”اے جو اغزو دیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔“

سب نے یک زبان ہو کر پنولین زندہ مانا و کا نعرہ بلند کیا۔

رات نے گرانڈیلوں کا ایک دستہ اپنے ہمراہ لیا اور کمرے کے دروازہ پر گیا۔ رات کا کسی فوجی دستہ کا سردار ہونا صاف ظاہر کر دیتا تھا کہ وہ بچوں کا کھیل نہوتا تھا۔ رات نے سخت لہجہ سے حکم دیا۔ ”سگنیں سامنے کر کے حملہ کرو“۔ طبل جنگ سے حملہ کی صدا بلند ہوئی۔ اور سپاہی سگنیں سمجھا کر آگے بڑھے اور خوف زدہ وکلا تپائیاں پھاند پھاند کر بھاگنا شروع ہوئے اور برآمدہ میں پونچھ کر کھڑکیاں کو دگئے۔ اور اپنی ٹپٹیاں۔ رومال۔ اور عجائبی سمجھا لے تو بے پروا اسی سے فرار ہوئے۔ اور دو منٹ میں کمرہ صاف ہو گیا۔ جبکہ یہ وکلا باغ میں ہو کر بھاگتے جا رہے تھے ایک انہر

فنجوزیکہ کہ اُن پر گویاں چلائی جائیں لیکن نپولین نے اس سے قطعی اختلاف کیا اور کہا میری یہ خواہش ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے۔

چونکہ نپولین قانون کی پابندی سے وہاں تک فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جہاں تک ممکن تھا لہذا شام کو اُس نے پھر دونوں مجلسوں کو جمع کیا۔ لیکن ان میں وہی اراکین شریک ہوئے جو نپولین سے موافق تھے اور انھوں نے متفقہً اِلا سے ہو کر کہا "نپولین اپنے ملک کی سزاوار ہے اور اس نے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں" ڈاکٹر کی کو انھوں نے توڑ دیا۔ اور عاملانہ اختیارات۔ نپولین سیائی۔ اور ڈوکس کو تعویض کئے اور ان کا نام کانسل رکھا اور دو مجالس سابق میں سے پچیس پچیس اراکین کی دو مجلسیں ترتیب میں کردہ کانسلس کی معاملات ملکی معاون ہوں۔ شام کے قریب پیرس میں یہ افواہ اُڑی کہ نپولین اپنے ارادوں میں ناکام رہا۔

اس سے بڑی پریشانی پھیلی اور سب درجہ کے لوگوں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ انقلابی خطرات از سر نو پیش آئیں گے۔ اور چونکہ یہ سب اس سے پہلے کی مصیبتیں دیکھ چکے تھے وہ امن و امان کی بڑی تمنا میں کر رہے تھے اُن کو صرف نپولین کی ذات پر ایک امید باقی تھی۔ نوبے شب کے سرکاری طور پر گورنمنٹ میں تبدیلی ہو جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ اعلان خود نپولین نے جلدی سے انھیں آب و تاب کے فصیح الفاظ میں لکھا دیا تھا جن سے اس کے تمام ذہنی افعال متاثر رہے ہیں مشعلوں کی روشنی میں یہ اعلان مضطرب و پریشان جماعتوں کے سامنے تمام شہر میں جا بجا پڑھا گیا اور اس مبارک خبر پر بہت تحسین و اذین کے ساتھ خوشی کے ثبوت دیئے گئے تین بجے صبح کے نپولین پیرس لوٹنے کو اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ یورین اُس کے ہمراہ تھا۔ نپولین خیالات میں ایسا غرق تھا کہ تمام راستہ وہ منہ سے کچھ نہ بولا۔

چار بجے روم پیرس - Rou Chanteur میں وہ گاڑی سے اپنے

- - - eine

مکان کے دروازہ پر اترتا جو زلیفائن بڑے تر دو سے کھڑکی میں بیٹھی نپولین کا انتظار کر رہی تھی تمام پر آشوب دن میں نپولین جو زلیفائن کو ایک سطح پر نہ لکھ سکا تھا۔ اور وہ نپولین سے ملنے کو دوڑی۔ نپولین نے اختصار کے ساتھ تمام دن کے حالات بیان کئے۔ اور کہا چونکہ میں نے اپنے عہدہ پر حلف کر لیا تھا تو میں نے اپنی زبان کو کسی سے ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ میرا جی بھی چاہتا تھا کہ سلطنت فرانس کے واقعی حاصل ہو جانے پر سب سے پہلی مبارکباد کی پیاری آواز جو زلیفائن ہی کی ہو۔ جو زلیفائن ایسی موثر اور شائستہ محبت کی قدر کر سکتی تھی اور اس کا یہ مقولہ بجا تھا کہ دنیا کے سب مردوں میں نپولین سب سے زیادہ دلفریب تھا، اب صبح کے چار بج گئے تھے اور صبح ہوتے ہی نپولین کے سامنے ریڈاک کو ترتیب دینے کی شاد محنت رکھی ہوئی تھی۔ اور جبکہ وہ چند لمحے آرام کرنے کو بیٹھا تو اس نے کہا ”اچھا جو زلیفائن خدا حافظ کل ہم لکسم برگ کے ایوان میں شب باش ہونگے۔“

اس وقت نپولین پورا تیس برس کا بھی نہ تھا۔ اور تاہم ایسے دشوار حالات میں جن کی دشواری خیال میں نہیں آتی اپنے ذہنی ذرائع پر بے پس و پیش بھروسہ کر کے اس نے نین کو روڑا دیوں کی حکومت کے لئے نئی گورنمنٹ ترتیب دینے کا اہم کام اپنے ذمہ لے لیا۔ نپولین سے کبھی ایسی فتح ظہور میں نہیں آئی جس میں اس موقع سے بڑھ کر اس نے کمال عقل کا اظہار کیا ہو۔ اور اس کے دور زندگی میں اس کے قولے ذہنی اس موقع سے بڑھ کر زیادہ آہٹ تاب سے کبھی نہیں چکے۔ یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ ابھی ہزاروں برس تک اس معاملہ کے متعلق لوگ اپنی رائے میں متفق ہو سکیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نپولین کا یہ فعل قانون اور آزادی سے ایک انحراف تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ اس فعل نے بد نظمی اور طواغیت الملوکی کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس بارہ میں جو طریقہ نپولین نے اختیار کیا تھا وہ فرانس کے باشندوں کی نہایت بڑی جماعت کی خواہش کے موافق تھا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ یہ بات تو اب بھی بحث طلب ہے کہ زمانہ موجودہ میں بھی فرانس کے لوگ اس قابل نہ ہو گئے ہیں یا نہیں کہ اپنی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکیں اور اس بات میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ اُس وقت کی بریسلک میں تو ضرور ناکامی ہوئی پنولین خود کہتا ہے ”اس سازش میں میرا اسی قدر صرف حصہ تھا کہ میں نے اپنے ملنے والوں کو ایک ہی وقت میں صبح کو جمع کر لیا تھا اور اختیارات چھین لینے کو میں اُن کا سردار بن کر گیا تھا اور یہ بات میرے ہی مکان کی دہلیز سے شروع ہوئی اور میرے ارادوں کی میرے دوستوں کو ذرا بھی خبر نہ تھی جبکہ میں اُن کو اس فتح کے واسطے لے گیا اور یہ بات میرے زرق برق ساتھیوں کی جماعت سے جو انھوں نے بنائی تھی اور اُن کی زندگیوں کی خوشی اور یک جہت سرگرمی کے درمیان سے ہوئی کہ میں مجلسِ قدام میں اعلیٰ اختیارات کے متعلق جو انھوں نے مجھے عطا کئے تھے شکرگزاری کا اظہار کرنے گیا علماے النیات نے جھگڑا کیا ہے اور وہ بہت عرصہ تک جھگڑا کرتے رہینگے کہ آیا ہم نے قانون سے انحراف کیا یا نہیں اور آیا ہم مجرم نہیں تھے لیکن یہ تو زائد باتیں ہیں جو بڑی بھاری ضرورت کے سامنے سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک ناخدا پر بھی الزام لگایا جاسکتا ہے جو جہاز کو بچانے کی غرض سے ایک مسئول کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر ہم لوگ نہوتے تو ملک برباد ہو گیا ہوتا ہم نے اُس کو بچا لیا اور اس قابلِ یادِ اہم کام کے بانیوں کو چلبے ہے کہ اپنے الزام لگانے والوں کو بڑے روشن سردار کی طرح جواب دیں ”ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کو بچا لیا۔ آؤ ہمارے ساتھ تم بھی خدا کا شکر کرو“

سوائے مخالفین سرکار کے جملہ فریق اس تبدیلی کے حامی تھے۔ دس برس سے رعایا قانون کی خلاف ورزی کی ایسی خوگر ہو گئی تھی کہ وہ اس قسم کی خلاف ورزیوں کو برا نہیں کہتی تھی اور اُن کے نیچوں کو دیکھ کر اُن پر اسے قائم کرتی تھی۔ تمام فرانس میں نئی حکومت

۱۲۔ بڑے روشن سردار سے جو مجلسِ فقیر سے مراد ہے۔

کے متعلق کیاں موافق رائے تھی۔ ایلی سن صاحب کہتے ہیں ”پیولین نے اُس رحم دلی کے اعتبار سے جو اُس نے اپنی فتح کے بعد ظاہر کی قیصر کی ہمسری کی ہے۔ اور جب انقلاب کے بعد پیولین کے ہاتھوں میں ترتیب و انتظام کا کام آیا تو اُس میں کوئی قتل یا حفاظت قانونی نہ خارج کر دینے کا کوئی فعل ظہور میں نہیں آیا۔ معدودے چند اشخاص گرفتار ہوئے۔ قیدہ کئے گئے۔ بلکہ اس کے خلاف کانسل کے اختیارات کو بے شمار رحم دلیوں نے جو عقل مند اور فیاضانہ عقیدے ممتاز کیا ہے۔ پیولین کی ترقی کا دامن صرف خوزیزی کے داغ ہی سے پاک نہیں ہے بلکہ کسی قیدی تک کو بھی اُس کی کانسل کی تقرری پر زیادہ عرصہ تک پھینکانا نہیں پڑا ہے۔

پیولین کا اس پایہ بلند پر سفر افرار ہونا ظالمانہ اصولوں پر ہی صرف ایک نمایاں شواہد کامی نہیں ہے اور وہ صرف اس کام میں شریک ہونے والوں اور اُس زمانہ ہی کے لئے جس میں یہ کام ہوا باعث فخر نہیں ہے بلکہ وہ اس بات کا یادگار ثبوت ہے کہ اعتدال اور عقل سے حاصل کی ہوئی فتوحات اُن فتوحات سے کس قدر پائدار ہوتی ہیں جو ظلم و خوزیزی سے حاصل کی جاتی ہیں“ + ہم اللہ اعلم

باب شانزدہم

کانسل کا تحت

فرانس میں جمہوری حکومت کے ناکام ہونے کے سبب - تین کانسلوں کی مجلس -
 کانسل اور زر - نپولین کا مہل کو ملاحظہ کرنا - جلا وطن پادریوں کا واپس بلانا - تارکان
 وطن جن کا جہاز برباد ہو گیا تھا - قوت ایمانیہ کی آزادی - وضع حکومت جو نپولین نے
 پیش کی - ٹوٹی ریز کو نقل مقام کرنا - عمدہ داران سلطنت کا انتخاب - رعایا کے
 ساتھ ہمدردی - ہونا پارٹ کی جیب خالی ہونے کا حال - ڈانگلٹن اور مالک متحدہ ایرک
 کی بابت خیالات - ترقی کی عظیم الشان تجویزیں - لاؤنڈی میں جنگ -

فرانس نے حکومت جمہوریہ کی آزمائش کی اور اس آزمائش میں ناکامی ہوئی - فرانس کے
 لوگوں میں نہ بیاقت تھی نہ کافی نیکو کاری تھی کہ اپنے اور حکومت کرنے کے قابل ہوتے - چونکہ
 فرانسیسیوں پر صدیوں سے خود سر بادشاہوں کی جابر حکومت چلی آتی تھی پس ایک دن میں
 وہ مذلت کے قمر سے کلکڑا آدمی کی رفعت کو نہ پہنچ سکتے تھے - فرانس کے لوگوں میں مہملہ
 تیس کے ایک بھی ٹپھا لکھا نہ تھا - مذہب اور اس کی روک تھام کو خون خیال کرتے تھے -

ووٹ (راسے) کی وقت کو ایک شخص بھی نہ سمجھتا تھا۔ اور نہ اس فرض سے آگاہ تھا کہ راسے کے اعتبار سے چھوٹی جماعت کو بڑی جماعت کا نیک قیمتی سے مطیع ہونا چاہئے۔

آزاد حکومتوں کی ملکی نجات کے لئے یہی پابندی ایک ضروری شے ہے۔ امریکہ میں لاکھوں رائیٹس ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چند ہی رایوں کے غلبہ سے گورنر کا انتخاب ہو جاتا ہے اور راسے دہندگان کی فریق مغلوب غالب سریت کا اُسی طرح خیال کرتی ہے گویا کہ ہزار ہا رائیٹس غالب ہوئی تھیں۔ اور اگرچہ انتخاب کے وقت نہایت شدت سے جوش پھیلا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت انتخاب ہو چکتا ہے اور اُس کا اعلان کر دیا جاتا ہے تو یہ اعلان صلیح۔ امن اور نیک منادی کے ساتھ رضا مندی کا نصیب سمجھا جاتا ہے اور مغلوب راسے دینے والا اپنی غالب راسے دینے والے کو بڑے خلوص سے اُس کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس ابھی اس خیال ہی تک نہ پہنچا تھا کہ راسے کی گولیوں کے صندوق کے فیصلہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی۔ حکومت کیا تھی صرف انقلابوں کا ایک سلسلہ تھا۔ صرف جسمانی قوت تسلیم کی جاتی تھی۔ سب سے قوی لوگ جہاز کے اگلے حصہ پر قابض تھے اور گلوٹین۔ ضعیفیوں۔ اور جلا وطنی کی مدد سے اپنے دشمنوں کو زیر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایسی طوائف الملوک کی دس برسوں نے قوم کو جاں بلب کر دیا تھا اور اب اس تجربہ کو زیادہ عرصہ تک آزمانا فضول تھا۔ فرانس کو امن و چین اور صلح کی تمنا تھی۔ اور صرف نیولین ایسا شخص تھا جو فرانس کو یہ چیزیں دے سکتا تھا اور قوم اتنے زور کی اولہ سے جتنی ممکن تھی اُسے پکار رہی تھی کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے اور قوم کو امن و چین اور صلح روزی کرے ہم اُس شخص کو غاصب نہیں کہہ سکتے جسے قوم نے یک زبان ہنوکر بلایا۔ اور یہ عمدہ اختیار کرنے کی اُس سے التجائیں کیں۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بلند نظر تھا۔ وہ اختیارات کو چاہتا تھا۔ اور شان و شوکت کو اپنا محبوب جانتا تھا۔ لیکن اگر اُس کی بلند نظری

نے اُس کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ملک کو سر بلند کرے۔ اگر وہ اختیار جس کو وہ چاہتا تھا ایسا اختیار رکھا کہ اُس نے رعایا کو ترقی دیکر باخبر بنایا۔ اُس میں غیرت پیدا کی اور اُس کو تشفی دہی اگر وہ شان و شوکت جس کو وہ محبوب جانتا تھا اور جس کی اسے جستجو تھی ایسی شان و شوکت تھی کہ وہ دنیا کا سب سے زیادہ نامور فیضیوں بنے تو ہم کو یہ زبانیں ہے کہ اُس کے نام کو بھی انھیں نفس پرست اور خود سر بادشاہوں کی فرست میں لکھیں جنھوں نے رعایا کو ذلیل و خوار کر کے اپنی ذاتی عظمت اور اغراض ذاتی کے لئے سخت قایم کئے ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ افواج کے سرداروں۔ خاندانوں کے بانیوں اور ان لوگوں کے ساتھ نپولین کو تشبیہ دیں جو رعایا کے جوشِ مسرت کے درمیان تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور جب ہم تیشیہ قایم کرتے ہیں تو خوبی اخلاق کو ہر حالت میں متنبی کر کے سوائے جارج واشنگٹن کے دنیا میں نپولین کا کوئی نظیر نہیں ہے۔

ڈاکٹر کٹری کو توڑ دیئے جانے کے بعد دوسری صبح کو تینوں کانسل یعنی نپولین۔ سیائی۔ اور ڈیوکس کسمر برگ کے ایوان میں جمع ہوئے۔ سیائی پرانا چوڑا ٹوڑوا لٹکھٹھا اور اُس کو خیال تھا کہ اُس کے سفید بال اُس کو اُس کے دونوں ساتھیوں میں اخلاقی فضیلت کا مستحق کر دیں گے۔ اُسے یقین تھا کہ نپولین تو افواج کی سپہ سالاری پر کفایت کر لیا اور انتظامِ حکومت کرنے کو وہ خود تنہا باقی رہے گا۔ مگر میں صرف ایک آرام کر سی تھی اور نپولین بڑی سنجیدگی سے اُس پر میٹھ گیا اس پر سیائی کھسکا کر کہنے لگا۔

”اس کرسی پر کون بیٹھے گا؟“

ڈیوکس نے جواب دیا ”یقینی بنانا پارٹ بیٹھے گا۔ کیونکہ وہ اُس پر میٹھ چکا ہے اور وہی ایسا شخص ہے جو ہم کو بچا سکتا ہے“

سیائی دنگا گیا۔ لیکن نپولین جیسے قوی بازو اور اُس کے جیسے زبردست ارادے کا مقابلہ فضول تھا۔

سیائی نر کو بہت محبوب رکھتا تھا۔ پنپولین کو صرف ناموری سے محبت تھی۔ سیائی نے ایک الماری کی طرف جو کمرہ میں کھڑی تھی اشارہ کر کے کہا: ”آپ نے یہ خوبصورت الماری دیکھی؟“ پنپولین جس کے شاعرانہ خیالات جلد حرکت میں آ جاتے تھے اس الماری کو بڑی توجہ سے دیکھنے لگا اور اُس کو خیال آ گیا کہ یہ قدیم معزول شاہانِ فرانس کی یادگار تھی۔ سیائی نے کہا میں آپ لوگوں پر ایک راز ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ڈائریکٹروں نے اس خیال سے کہ مبادا ہم افلاس کے ساتھ اپنے عہدوں سے معزول کئے جائیں جو بڑی ناگوار بات تھی۔ ہم نے ایسی ضرورت کے وقت کے لئے خزانہ میں سے علیحدہ کر کے ایک رقم اس الماری میں رکھ چھوڑی تھی۔ اس میں قریب دس لاکھ فرانک کے ہیں اور اب چونکہ ڈائریکٹر باقی نہیں ہیں تو یہ رقم ہماری ہے“ اب پنپولین بات کی تہ کو پہنچا۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص نے کروڑوں پر نگاہ نہ کی ہو اُس کے نزدیک بھلا ہزاروں کی کیا حقیقت تھی۔

اُس نے سنجیدگی سے کہا: ”حضرات اگر یہ معاملہ میرے گوش گذار ہوا تو میں اس رقم کو خزانہ میں داخل کر دے جانے پر اصرار کروں گا لیکن اگر مجھے اس کا علم ہوا اور جیسا تک علم نہیں ہے تو چونکہ آپ دونوں صاحب۔ ڈائریکٹر موجود ہیں اس رقم کو آپ باہم بانٹ لیں۔ لیکن اس میں آپ ذرا جلدی فرمائے ایسا نہ کہ پھر کل کو حد سے زیادہ دیر ہو جائے“ سیائی اوڈیوکس اس کنا یہ کو سمجھ گئے۔ اور یہ رقم دونوں نے باہم تقسیم کر لی۔ جس میں سیائی نے بڑا حصہ لیا۔ اس پر پنپولین سے ڈیوکس نے سیائی کی شکایت کی۔

پنپولین نے کہا آپ باہم مفیدہ کر لیں اس لئے کہ اگر یہ معاملہ میرے کانوں تک نہ آیا تو آپ صاحب ساری رقم سے ہاتھ دھو بیٹھ گئے۔

اس واقعہ سے پنپولین کو اپنے شرکار پر ایسی فضیلت حاصل ہو گئی کہ پھر اُس کی فضیلت پر انھوں نے کلام نہ کیا۔ اُس قانون کی رو سے جس سے یہ کانسبل کا شریطہ

عدہ ان کو دیگیا تھا ان کانسلوں کو ہر دو قانون ساز مجالس کی امداد سے جن میں سے ہر ایک میں چپیس اراکین تھے یہ اختیار تھا کہ جدید کانسٹیٹوشن (انتظام حکومت) تیار کر کے رعایا کے سامنے پیش کریں۔ پولین کی ذہانت - غم و ہمت اُس کی وسیع آگاہی اور جملہ پچیدہ معاملات میں اُس کی ماورزا و ژرف نگاہی پہلے ہی جلسہ میں ایسی نمایاں ہوئی کہ اُس کے ساتھی مغلوب ہو گئے۔ اُسی شام کو سیالی چند سخت جمہوریوں کے ساتھ کھانا کھا گیا۔

اُس نے کہا ”اے شرفار۔ ریپبلک کا نشان باقی نہ رہا۔ آج وہ مر گئی۔ آج میری ایسے شخص سے باتیں ہوئیں جو صرف ایک بڑا جرنل ہی نہیں ہے بلکہ اپنی ذات سے ہر ایک کام کرنے کے لائق ہے وہ ہر بات جانتا ہے۔ اُسے میثروں کی حاجت نہیں نہ مدد کا محتاج ہے۔ معاملات ملکی۔ قوانین۔ فن حکومت اُس کے سامنے اُسی طرح آسان ہیں جس طرح کسی فوج پر کمان کرنا سہل ہے۔ وہ جوان اور مستعد ہے ریپبلک کا خاتمہ ہو گیا“

اس پر ایک شخص بولا ”بھلا اُس وقت کیا ہوگا اگر وہ ظالم بن گیا۔ ہم کو یہی کرنا ہوگا کہ اُس کو بھی اُسی طرح قتل کر دیں جیسے بروٹس Brutus نے سیزر Caesar (قیصر) کو قتل کر دیا تھا۔“

اس پر سیالی نے جواب دیا ”صد صیف اُس وقت تو معاملہ اور بھی بدتر ہو جائیگا یعنی ہم لوگوں کو بوربون خاندان کے ہاتھ سے مصیبتیں چھیلنا ہوں گی“

اب پولین اُن تھک غم و محنت سے تزیب گورنمنٹ اور معاملات حکومت کے

لے اُٹلی کی قدیم بادشاہت جس کو رومن اپنا کرتے ہیں بڑی قوی تھی۔ یہ قیصر اُسی کا فرماں روا تھا۔ اس نے برطانیہ قدیم کو بھی مستع کر لیا تھا۔ آخر کار اس کا تشدد ایسا بڑھا کہ بروٹس سُننے اُس کو قتل کر دیا ۱۲ مترجم۔

عام انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ رات دن کام کرنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تکان یا ماندگی سے اُس پر ذرا اثر نہ تھا۔ ہر مضمون اُس کے سامنے یکساں پائی تھا۔ یعنی کار حسد نہ۔ قواعد پولیس۔ ملکی ٹوڑ جوڑ۔ بری و بھری افواج اور ہر ایک شے جو فرانس کی سیبوسی کے لئے مطلوب تھی اُس نے محیطِ کل ذہانت سے اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ڈاکٹر کڑی نے ظلم توڑا تھا کہ تارکان وطن کے رشتہ داروں کو جو اُن کے ہاتھ لگ سکے تھے گرفتار کر لیا تھا۔ میوہان۔ امین۔ ہنیں۔ بھائی۔ باپ۔ بچے۔ سب قید کر دیئے تھے اور اپنی جانوں کے واسطے سے اپنے تارکان وطن رشتہ داروں کے چال چلن کے ذمہ دار قرار دیئے گئے تھے۔ پنڈلین نے اس ظالمانہ فرمان کو فوراً منسوخ کر دیا۔ اور فرانس میں ہر طرف قاصد روانہ کیئے کہ قید خالوں سے یہ مظلوم نور ہار کر دیئے جائیں۔

ٹیمپل کے جیل میں نیولین خود گیا جہاں بہت سے ایسے مظلوم اسیر بلا تھے کہ خود اپنے ہاتھوں سے اُنکو رہا کرے۔ جب نیولین ٹیمپل سے لوٹ کر آیا تو کہنے لگا: "افسوس یہ ڈاکٹر کڑی کیسے جنت تھے ہماری ملکی افلوہ گاہوں کو اُنھوں نے کس گت کو پہنچا دیا۔ قیدی خطرناک حالت میں ہیں مینے خود قیدیوں اور جیلروں سے حال دریافت کیا۔ کیونکہ بڑے افسر تو ایسے ناواقف ہیں اُسے کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا جس وقت میں جیل کا ملاحظہ کر رہا تھا مجھے مظلوم کوئی شائقِ قہم کا خیال آیا۔ وہ بڑا ہی نفیس آدمی تھا لیکن اساحد سے زیادہ ظلیق تھا کہ اُدیوں کو برت نہ سکا۔ اور سرسٹے آسمتہ کے قید کئے جانے کا کہرہ جیلروں سے پوچھا۔ اگر وہ بھاگ نہ گیا ہوتا تو میں اکیری فتح کر لیتا۔ اس جیل کے ساتھ اتنی بہت سی دردناک یاد گاریں ہیں کہ جتنی ننوی چاہئے تھیں کسی نہ کسی ن اس جیل کو میں منہدم کرادونگا۔ مینے جیلروں سے جس طرح لے کر اور اُن میں غلامان کی فرست نکال کر اُن کو نور ہار کر دیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ ایک ظالمانہ قانون نے اُن کو تنقید کیا تھا اور میرا سپلا فرض تھا کہ میں اُن کو رہا کر دوں۔"

پادری بے رحمی سے ستائے گئے تھے اور قید سے بچنے کا صرف یہی ایک

طریقہ تھا کہ اُن کی حالت کرنا ہوتا تھا جس کو بہت سے پادری اپنے مذہب کے خلاف خیال کرتے تھے۔ پس بہت سے پادری فیدنائوں میں بھریے گئے تھے اور باقی برہمنوں کو کراٹھ کے ساتھ فرار ہو گئے تھے اور غیر ملکوں میں آوارہ پھر رہے تھے۔ پنیولین نے اُن کی وادہ دہی کی اور اپنی زبردست حفاظت کی سپر میں اُن کو لے لیا جو پادری قید تھے رہا کر دیے اور جو آوارہ وطن تھے واپس بلائے۔ یہ اصول فوراً قائم ہو گیا کہ قوت ایمانیہ کی آزادی کی عزت کی جاسے صرف اس ایک فعل سے بیس ہزار عمرزہ جلاوطن فرانس کو واپس آئے اور قریہ قریہ اور شہر بہ شہر فرسٹ کانسلی کی رحم دلی کا اعلان ہو گیا۔ فرانس کے فضیات و دیہات میں جہاں سچی مذہب کے اب بھی خیالات باقی تھے ان پادریوں کا بڑی گرجاؤں سے خیر مقدم ہوا اور دھقانوں کے چھوٹوں میں دعاؤں اور شکر گزاری کے آئینوں کے ساتھ پنیولین کا نام لیا جا رہا تھا۔

چند فرانسیسی تارکانِ وطن جن کو انگلستان نے ہتھیار دیے تھے خانہ جنگی کی مصائب بڑھانے کو فریقِ شاہی کے لاونڈنی میں شریک ہونے کو فرانس واپس آ رہے تھے۔ کیلئے منہ ملک کے ساحل پر اُن کا جہاز برباد ہو گیا اور یہ سب گرفتار ہو گئے چونکہ وہ مسلح گرفتار ہوئے تھے اور اپنے ملک کو جنگ کی نیت سے آ رہے تھے پس سخت قوانین کی رو سے وہ نکلرام تھے اور اُن کو سزائے موت ہونا چاہئے تھی۔ پنیولین نے اُن کی جاں بخشی کی سفارش کی اور فیاضی سے کہا: "کوئی پروا کی بات نہیں کہ اُن کی کیا نیت تھی۔ ہمارے ساحل پر اُن کو طوفان لایا ہے اور یہ لوگ ایسے ہیں جن کا جہاز برباد ہو گیا ہے اور چونکہ معاملہ کی یہ حالت ہے ہم پروا جب تک کہ اُن کی حفاظت کریں اور اُن کی جانوں سے ہرگز کوئی تعرض نہ کریں" پس اُن کو اجازت دی گئی کہ بہ حافیت تمام

۱۔ لاونڈنی مقام ہے فرانس میں۔ اس نام کا ایک صوبہ بھی ہے ۱۲ مترجم

۲۔ کیلئے۔ فرانس کے شمال میں ایک بندرگاہ ہے۔ ۱۳ مترجم

جہاز میں سوار ہوں اور فرانس سے رخصت ہوں ان تارکانِ وطن میں بڑے بڑے نامی لوگ تھے اور ان کے دلوں پر نپولین کی اس فیاضی نے ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی مخالفت سے باز آئے اور ان میں سے بہت سے نپولین کی ترقی کے طرفدار ہو گئے۔

انقلابی عدالتوں نے گرجا بند کر دیئے تھے اور یوم السبت کا منانا موقوف کر دیا تھا اور صورتِ امکان اس پاک دن کے نشان کو مینٹ دینے کی غرض سے انھوں نے ہر سب دن کو مقرر کر دیا تھا کہ کام نہ کیا جائے اور تعطیل منائی جائے اور یوم السبت کو دکان بند کر دینے یا اس نفرت کئے گئے دن کے متعلق کسی قسم کا اظہارِ ادب کرنے کی پاداش میں سخت جرمانہ کیا جاتا تھا۔ نپولین نے جس کا یہ غم تھا کہ بت پرست فرانس میں مسیحی مذہب پھر قائم کرے لیکن جس کو ساتھ ہی اس کے پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی یکم دیدیکہ اپنے دینی اصول یا مذہبی امور کے متعلق کوئی ستیانہ جائے۔ اس حکم پر محاصرت کا جوش ہوا۔ پیرس بے ہمتی سے پرتھی۔ جرنل مدبر اور فلسفی مذہب خدایاں کو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ پس انھوں نے مخالفت کی۔ لیکن نپولین اپنے ارادہ میں پختہ تھا اور رعایا کا گروہ کثیر اس کا حامی تھا اور وہ ان امرائے کفار پر فتح یاب ہوا۔ نپولین نے ملک کے لاتعداد مختلف محکموں کے لئے نہایت ہی حیرت انگیز سلیقہ

شعاری سے اہلکاروں کا انتخاب کیا۔ اُس کا قول تھا کہ ”مجھے باتوں کے آدمی کی حاجت نہیں میں تو دماغ والا شخص چاہتا ہوں“ ہر شخص کام میں لگایا ہوا تھا۔ اور شخص اُس کی تیز نگاہ میں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ توضیح آئین کی ہر شاخ اور فنِ حکومت کے ہر شعبے سے اُسے طبعی آگاہی تھی۔ ہفتہ میں دو دفعہ وزیرِ خزانہ اُس کے سامنے آتا تھا اور گذشتہ خرابیاں نکالی جاتی تھیں اور دور کیا جاتی تھیں۔ خزانہ خالی تھا۔ نپولین نے اُسے پرکھ دیا فوج بھجوا کر ہر ہی سختی اور بغاوت پر آمادہ تھی۔ نپولین نے چند آب و تاب اور ہمدردی دلا سہ کے لفظ اُس سے کہے۔ اور شکستہ دل سپاہی جن کی درویاں چھتیرے ہو رہی

تھیں جوش و خروش سے اپنے جھنڈوں کے نیچے پھر جمع ہو گئے اور چند ہی روز میں فرانس کے ہر حصہ سے سامان کی گاڑیاں کپڑوں اور خوراک کی چیزوں سے لدی ہوئی ان سپاہیوں کے پاس آنا شروع ہو گئیں۔ جہاز ویران ہو گئے تھے اور ان کا راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ پولین کے زبان ہلاتے ہی فرانس کی ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے گھن کی آواز سنائی دینے لگی اور ایک بڑا بیڑہ تیار ہوا کہ اپنے مصر کے ساتھیوں کے لئے مدد لی جاوے۔ ایسی محنت کبھی کسی بشر سے ظاہر نہیں ہوئی تمام فرانس کو ایک دم سے تحریک ہو گئی تھی۔ اسی اثنا میں جبکہ پولین یہ جہز فرانس اور ان کے علاوہ اور بے شمار کام انجام دے رہا تھا جن میں سے کوئی ایک کام ایک آدمی کے تمام قوائے و ماعی کو مصروف کر لیتا وہ ہر روز اپنے رفیق کانسٹنٹین کے ساتھ چھکرائی کا نسیٹیویشن Constantine پر بحث بھی کیا کرتا تھا۔

سیالی پولین کی بعض فیاضیوں پر خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ اُس نے کہا تارکان وطن گروہ کے گروہ واپس آئیے۔ فریق شاہی کے طرفدار پھر اپنا سر اٹھائیے اور جیو لوگ قتل کئے جائیں گے۔ سیالی کے دماغ کو قتل اور سازشوں کے خیال و خطرہ نے ایسا بھردیا تھا کہ ایک دفعہ اُس نے تین بجے رات کو پولین کو ایک سازش کی خبر دینے کے لئے جسے پولیس نے اُسی وقت معلوم کیا تھا جگا دیا۔ پولین نے سکوت کے ساتھ ساری داستان سنی اور پھر کبیرے سے سراٹھا کر پوچھا کہ کیا سازش کرنے والوں نے ہمارے گارڈ کے جوانوں کو رشوت دے لی ہے، سیالی نے جواب دیا ”نہیں“ پولین نے کہا تو جاؤ سو رہو۔ جب یہ قاتل ہمارے چہرے سو گارڈ کے سپاہیوں پر حملہ کرینگے تو ہم کو ہوشیار ہو جانے کا کافی وقت باقی ہوگا، پولین اتنا کافی تھا کہ وہ فیاض و رحم دل ہو سکتا تھا اور یہ فیاضی اور رحم دلی اُس کی سب سے بڑی حفاظت تھی۔

چھ ہفتے سے کم میں نئی کانٹیلیٹیشن تیار ہو گئی کہ تو مجھے سامنے اُس کی منظوری کے لئے پیش کیا ہے۔ اصل مسودہ میں جو سیائی نے لکھا تھا یہ تھا کہ گرانڈ ایلکٹریکل معاہدہ کو عملی اختیارات دیئے جائیں اور وہ اس عہدہ پر تاحیات مقرر ہو اور پچاس لاکھ فرانک سالانہ اس کی خواہ ہو اور وہ ورسیاس کے ایوان میں اتنی شان و شوکت سے رہے جتنا کہ امکان میں ہے۔ وہ ہر اسے نام باؤشاہ ہو۔ اُس کے جملہ ساز و سامان شاہی ہوں۔ لیکن اُس کو شاہی اختیارات نہوں۔ اور سیائی کی رائے میں یہ ایسا اعلیٰ عہدہ تھا کہ پوپن کی بلند نظری کی تسکین کو کافی تھا لیکن پوپلین نے اس عہدہ کو ایک ہی م کے گولے سے اڑا دیا۔

اُس نے کہا ”کیا تمھاری سمجھ میں آتا ہے کہ ذرا سی یاقوت اور غیرت والا آدمی بھی ایسے عہدہ کے قبول کر لینے سے اپنے کو خوار کر لیا جس کے فرائض صرف یہی ہوں کہ اتنے بہت سے لاکھ فرانک سالانہ آمدنی سے اپنے کو سُر کی طرح ٹوٹا کرے۔“ لیجئے۔ گرانڈ ایلکٹریکل کے عہدہ کا تو خاتمہ ہو گیا۔ اب حسب ذیل کانٹیلیٹیشن تجویز کی گئی فرسٹ کانسل۔ ہونے کی حیثیت سے اصلی اختیارات تو پوپلین کو دیے جائیں۔ اور وہ ماتحت کانسل اور مقرر ہوں یعنی کبے میررز اور برن جو پوپلین کے مشیر ہوں اور انکو صرف بحث کرنے کا اختیار ہو اور کچھ نہیں۔ کانسل تو انین تجویز کریں اور ایک مجلس کے پاس بھیجیں جس کا نام ٹریبیونیٹ *tribunate* ہو۔ یہ مجلس ان مجوزہ قوانین پر پوری بحث کرے۔ اور باقوان کو منظور کرے یا نامنظور کرے اور پھر ان کو ایک تیسری مجلس کے پاس بھیجے جس کا نام *chambre des députés* ہو۔ یہ مجلس رپورٹ کو خاموشی سے سنے اور اُس کو بحث کرنے کا کوئی اختیار نہوں۔ ٹریبیونیٹ میں تین اراکین ہوں اور وہ قانون کے موافق و لایل پیش کریں لیکن دوسرے تین اراکین اس مجوزہ قانون کے مخالف بن کر اپنے اپنے دلائل اُس کے خلاف پیش کریں اور پھر بلا بحث مزید

لیجسلیٹو کونسل کے رکنوں کی حیثیت سے رائے ظاہر کرے۔ سینٹ کے رکن بھی ایک خاموش مجلس ہو لیجسلیٹر سے قوانین اس کے پاس آئیں اور وہ پسند یا پسند کرے۔ اس مجلس میں بھی دفعات پر پورا غور ہوتا تھا ہر دفعہ ہر چوبیسین پینس کرے پہلے ٹریبیونیٹ - لیجسلیٹر - اور سینٹ کی منظوری ہو جائے زائل بعد وہ قانون قرار دیا جاوے سیائی نے کہا - کانٹینیویشن ایک بہت بڑا مینا رہے اور رعایا اس کی بنیاد ہے۔ فرانس کا ہر وجہ کی اکیس سال تک عمر ہو اور ٹیکس دینا ہو اسے دینے کا مجاز ہو۔ ایسے شخص قریب پچاس لاکھ کے تھے۔ اپنی اول مجلس میں وہ پانچ لاکھ دیکھا منتخب کریں اور یہ دیکھا اپنی جماعت سے پچاس ہزار آدمیوں کا انتخاب کریں اور یہ پچاس ہزار اپنے گروہ سے پانچ ہزار آدمی منتخب کریں اور ان کا نام ٹریبیون سناتور ہو یہ عہدہ پانچ کے مجاز ہوں۔ انھیں لوگوں میں سے جن کو رعایا منتخب کرے سب عہدے پر لے جائیں۔ کانٹینیویشن پنولین کو دس برس کے واسطے کانسل اول مقرر کرے اور پانچ لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ یکے میریز۔ اور لبرن اس کے شریک کانسل ہوں اور ان دونوں کی تین تین لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ یہ تینوں کانسل ممبر سیائی اور ڈپوٹس کے نوٹبلز Notables میں سے ۱۸۰۔ اراکین کانسل Senate منتخب کریں۔ یہ اراکین تاحیات اپنے عہدہ پر مامور رہیں اور ہر ایک رکن پچیس ہزار فرانک سالانہ تنخواہ پائے۔ سینٹ Senate نوٹبلز میں سے تین سو اراکین کا انتخاب کرے اور ان اراکین سے لیجسلیٹر Legislature کی مجلس ترتیب دے۔ اور ہر رکن کی تنخواہ دس ہزار فرانک سالانہ ہو۔ تنو اراکین کا انتخاب ہو کہ ٹریبیونیٹ - Senate کی مجلس بنائی جائے اور اس مجلس کے ہر رکن کی تنخواہ پندرہ ہزار فرانک سالانہ ہو۔

مختصر آنکہ یہ کانٹینیویشن تھی جس کے ساتھ پنولین نے اپنی حکومت شروع کی۔

اگر یہ وضع حکومت کسی معمولی طاقت کے آدمی کے ماتحت ہوتی تو ایک آزاد اور رعایا کی حکومت تھی لیکن پولین کی ماتحتی میں تو یہ وضع حکومت اپنے نتائج کے اعتبار سے ایک لامحدود بادشاہی تھی۔ اُس کے قواعد و مانعے ایسے زبردست تھے کہ اُس نے تمام مجالس پر اپنا سکے بٹھادیا تھا۔ پولین کی پیش کی ہوئی تجاویز یا توصات و صیغہ طور سے رعایا کی ہر چیز پر ادا ہوتیں یا اپنی زبردست لیاقتوں سے وہ ان تجاویز کو رعایا کے مفید ہونے کا ہر مجلس کو ایسا یقین ملیں دلا دیتا کہ وہ سب متفق الرائے ہو کر ان تجویزوں سے موافقت کرتیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ پولین فرانس کو بڑا عظیم الشان ملک بنانا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے حصول میں وہ اپنے ہر ایک ذاتی نقصان کو گوارا کر لینے کو تیار تھا۔ اسی عداوت کے حصول میں اُس کی ساری ناموری تھی۔ اور اسی ایک مدعا کے رستہ سے کوئی عیش پرستی اُس کے غم و ہمت کو ذرا بھی ادھر ادھر نہ کر سکی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے وسیع ادراک نے ہر شے کا جس سے فرانس کو ترقی ہو سکتی تھی احاطہ کر لیا تھا۔ اپنی تجاویز کی تکمیل کے لئے بطور گمانتوں کے اُس نے تمامی یورپ کے لائق لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور یہ سب اُس کے سامنے ایک طفل شیرخوار کی حیثیت رکھتے تھے۔ ایسے جسم سے جس میں تھکنے کا مادہ ہی نہ تھا اور ایسے دماغ سے جس کے غم میں کبھی کمی نہ آئی تھی اُس نے اپنے کو ہمہ تن رات و دن بڑی بڑی تجویزوں کی تکمیل میں مصروف کر دیا تھا۔ اُس کی ان تھک ہمت، ایسی تھی کہ اُس کے معاصرین دنگ اور حیرت زدہ ہو گئے تھے اور جس سے اب تک دنیا استعجاب میں ہے۔ یہ تو کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ اُس کی مرضی کا مقابلہ کرے اُس کے ماتحتوں کی یہ حالت تھی کہ اُس کی مرضی پر سبقت کرنے کی تلاش میں رہتے تھے۔ پس اُس کی ہمتوں کی آزاد وسعت کو کسی قسم کی حکومت کی پیچیدہ کلیں جو بشری ذہانت سے ایجاد ہو سکتی ہیں کافی طور سے

پریشان نہیں کر سکتی تھیں اُس کے سامعینوں نے اکثر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اُس کی زبان کی عظمت سے وہ اکثر قطعی خوف زدہ ہو ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ اُس کے حضور سے اُس کے انصاف اور خیالات کی سرعت کی نہایت گہری تعریفیں کرتے ہوئے لوٹا کرتے تھے یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ کثرتِ کار کے ایک طوفان میں ہم مبتلا ہیں لیکن یہ جو کچھ ہے سب فرانس کی بیہودی کے لئے ہو رہا ہے۔“

اب یہ کانستٹیوشن *Constitution* تمام باشندگان فرانس کے سامنے منظوری یا نا منظوری کے لئے پیش ہوا۔ اس سے زیادہ آزاد اور غیر طغدار عام رائے کا حاصل کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ اور اسے دینے کی تاریخ میں وہ نتیجہ جو اس وقت پیش آیا عظیم النظم نتیجہ ہے۔ تیس لاکھ گیارہ ہزار سات راے کی گولیاں تو اس جدید کانستٹیوشن کے موافق تھیں اور ایک ہزار پانسو باسٹھ گولیاں کانستٹیوشن کے خلاف تھیں۔ قوم نے اس طرح متفق ہو کر جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہے پولین کو فرانس کا اول کانسٹیبل منتخب کیا۔ وہ لوگ جو اس اصول سے انکاری ہیں کہ بادشاہ اپنے حقوق کی دستاویز خدا کے دربار سے لے کر آتے ہیں اور وہ لوگ جو رعایا کی راے کو ایک پاک سند تسلیم کرتے ہیں بے شک و شبہ پولین کے اس طرح منتخب کئے جانے کو جائز انتخاب تسلیم کریں گے۔ اور مختصر یہ ہے کہ تمام دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی باؤشا اختیارات اعلیٰ کے متعلق اپنے استحقاق کو اس موقع سے بہتر اور اس موقع سے بڑھ کر دکھانیں سکا ہے۔

ہمارے لئے یہ سوال کوئی ایسا اہم سوال نہیں ہونا چاہئے کہ فرانس کے تحت کا فائق و عویدار کون تھا یعنی لوئی کیپیٹ۔ *مذہب مخالف و عویدار تھا اسلئے* کہ بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ یا پولین بونا پارٹ فائق و عویدار تھا اس لئے کہ اس کو بالاتفاق رعایا نے منتخب کیا تھا۔ ممکن ہے کہ پولین نے اُس اختیار کا جو اس طرح اس کے

حوالے کیا گیا تھا بڑا استعمال کیا جو۔ اور یہ بات کہ اُس نے بُرا استعمال کیا یا نہیں بے
رودر عایت تاریخ نگار آپ لکھ دینگے۔ لیکن اس کو غصب کے لفظ سے بغیر کر دینا تو
ہمایت ہی عجیب سیادہ باطنی ہے۔ یہ تو ایک قوم کی آواز تھی۔

نپولین نے بڑے فخر اور بڑے انصاف سے کہا ہے۔ میں نے تاج شاہی کو
غصب نہیں کیا یہ تاج کچھ میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اُس کو اٹھالیا۔ اور قوم نے پھر یہ تاج
میرے سر پر رکھ دیا۔ فرانسیسی قوم کا یہ فیصلہ کوئی تعجب خیز فیصلہ نہیں ہے۔ اب آج
ہی کل مشرقی و مغربی نصف کرہ بے دنیا میں ایک ہی شخص کوئی الیاد کھا دے جو اس
وقت ہر ایک طرز حکومت پر جو فرانس میں اختیار کی جاسکتی تھی۔ نپولین کی حکومت کو ترجیح
دے دیتا۔

اب نپولین اور جوزیفائن لکسم برگ Luxembourg کے ایوان سے جو
لوٹی لریز کے مقابل میں کم درجہ کا تھا۔ لوٹی لریز کو اٹھ گئے اس ایوان کے شاہانہ
کمروں کو پیرس کے بلویوں نے لوٹ کر غارت کر دیا تھا اب یہ از سر نو درست و آراستہ
کئے گئے۔ کمروں کی دیواروں پر مخالفین سرکار کی لال ٹوپی کی تصویریں بنا دی گئی تھیں
اور بادشاہ لوٹی چہار دم کی فوجی کلاہ پر تین رنگ کا طرہ نقش کر دیا گیا تھا۔

نپولین نے حکم دیا کہ ان کو دیواروں پر سے صاف کر دیا جاوے۔ اُس نے کہا۔
”میں ایسی ملعون چیزوں کو جائز نہ رکھوں گا۔“

یہ ایوان اب پیشتر سے زیادہ خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ اور خالی طاقتوں پر
تمام ممالک کے مشاہیر کے بت رکھے گئے۔ اب یہ ایوان جہاں بادشاہ اور بادشاہ
سیکموں نے عیش اڑائے تھے۔ رعایا کے منتخب کئے ہوئے حاکم کی سکونت کے لئے
پیشتر سے زیادہ آراستہ تھا۔

بادشاہ لوٹی تو امیروں کا بادشاہ تھا اور امرا نے اُسے تخت پر بٹھالایا تھا اور اُس کو

امراء ہی کی بہتری کی فکر تھی اور دولت و ثروت کے جملہ راستے صرف امراء ہی کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ رعایا قطعی غلام تھی۔ جہالت۔ افلاس اور گناہی میں رہتی تھی تاکہ امراء عیش و عشرت میں زندگی بسر کریں۔ لیکن نپولین رعایا کا بادشاہ تھا اور وہ خود رعایا میں سے ایک شخص تھا۔ رعایا نے انتخاب کر کے اسے اختیارات دیئے تھے۔ اُس نے رعایا کے انہار یاقت کے لئے ایک وسیع میدان کھول دیا۔ اُس نے رعایا کے لئے دولت و شہرت کے راستے کھول دیئے اور جس امارت پر اُس کی نظر شفقت تھی وہ ذہانت اور محنت کی امارت تھی۔ وہ ایسے کسی رتبہ کا طرفدار نہ تھا جو دراثاً قائم ہوا تھا۔ قانون کی نگاہ میں ہر شخص برابر تھا۔ ایک ہی عدالت میں سب کو مرافعہ کرنا ہوتا تھا۔ اور بے روبرو رعایت انصاف کیا جاتا تھا۔ جاہلاد کے اعتبار سے محاصل کی تشخیص ہوتی۔ زمینداروں کے حقوق موردی جو بطور جاگیر کے چلے آتے تھے منسوخ کر دیئے گئے اور سلطنت میں ایک عہدہ بھی ایسا نہ تھا جس پر غریب سے غریب شہری حوصلہ نہ کر سکتا ہو۔ قوم نپولین کو فرسٹ کانسٹی تھی اور جب تک نپولین قوم کا منتخب کیا ہوا حاکم بالا تھا قوم کو کوئی پروا نہ تھی کہ وہ نپولین کو کس نام کے عہدہ سے مخاطب کرتی تھی۔ قوم کو تو اسی بات کا فخر تھا کہ اُس کا حاکم زیادہ بلند پایہ زیادہ شاندار اور بادشاہوں اور امیروں کے مقابلہ میں زیادہ با اختیار ہوا اور یہی بھید تھا کہ قوم بڑی مستعدی سے اُن تجاویز کی تعمیل کے لئے تیار رہتی تھی جس سے اُس کے اپنے نپولین کی عظمت بڑھے۔ نپولین کی شان و شوکت خود قوم کی شان و شوکت تھی اور قوم اُس وقت سے زیادہ کبھی شادمان نہوتی جب کہ وہ نپولین کے شان و دبہ سے اُس پاس کے تاجداروں کے شان و دبہ کو ماند ہوتے ہوئے دیکھتی۔

ایک دفعہ شام کو نپولین اپنی چست بھوری صدری پہنے بھیس بدلے ہوئے روسینٹ *Rue St. Honore* میں پھر نے پورین کے ہمراہ چلا گیا۔ اور دو کالو

پچھوٹے چھوٹے سودے خریدنے لگا اور لوگوں سے فرسٹ کاسٹل اور اُس کی کاروائیوں پر آزادی سے گفتگو کرنے لگا۔

ایک دکان پر نیپولین نے پوچھا: ”بھلا یہ تو کمبو بونا پارٹ کی طرف سے لوگوں کی کیا رائے ہے؟“

دکاندار نے نیپولین کی بڑی تعریفیں کیں۔

اس پر نیپولین نے کہا: ”سب درست ہے لیکن ہم کو چاہئے کہ بونا پارٹ کو ذرا غور سے دیکھ رہیں کہیں یہ نتیجہ نہ ہو کہ ایک جابر کے بدلہ میں دوسرا جابر پلہ پڑے۔ یعنی ڈاکٹر کڑوں کے عوض میں بونا پارٹ“

اس خلافِ تقریر پر دکاندار ایسا برہم ہوا اور سخت وسُست الفاظ پر نیپولین کو ایب دھریا کہ اُسے گلیوں میں سرٹ بھاگنا پڑا۔ نیپولین کو اس واقعہ سے بڑا لطف آیا۔

۱۹ فروری سنہ ۱۸۱۵ء کی صبح کو جبکہ رعایا کے بادشاہ نیپولین نے قدیم بادشاہوں کے ایوان پر قبضہ کیا تو اس خوشی کے منظر سے اپنی آنکھیں سیسکنے کو تمام سرس میں بڑا جوش و خروش تھا۔ نیپولین کے کاموں اور اُس کی شہرت نے اُس کے ہم منصب ساتھیوں کو ماند کر دیا تھا۔ اُن کو کوئی اختیار نہ تھا اور اُن کا کسی کو خیال نہ تھا۔ سیاسی نے یہ شدنی نتیجہ پہلے سے دیکھ لیا تھا اور بڑی قابلِ تعریف غیرت سے اُس نے کانسلس دوم کا عہد اختیار کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نیپولین سے چند ہی ملاقاتیں ہونے سے اُس نے معلوم کر لیا تھا کہ ایسے بلند اور حاکمانہ ارادہ والے شخص سے جیسا نیپولین تھا بھلا اختیار میں شرکت کون کر سکتا تھا۔

نیپولین نے کہا ”سیاتی ان کانسلس کی فطرت کے متعلق سخت غلطی میں پڑ گیا تھا۔ اُسے خطہ تھا کہ اُس کی دل شکنی ہوگی اور ہر بات پر فرسٹ کاسٹل سے تکرار کرنا پڑیگی۔ یہ تکرار توجیب واقع ہوتی کہ جب سب کانسلس برابر ہوتے۔ اُس وقت ہم ایک دوسرے

کے مخالف ہو سکتے تھے لیکن کانٹیسٹنٹن نے تو ان دو کالسنوں کو ماتحت قرار دیا تھا۔ پس بسٹ اور شاؤ کا کہاں موقع تھا؟

واقعہ میں ایسی پر خاش کا موقع نہ تھا۔ محض بے اعتیاری طاقتِ مطلق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ ماتحت کانسل تو صرف رائے دینے کے مجاز تھے اگر ان سے پنولین مشورہ طلب کرتا لیکن اغلب ہے کہ وہ ان کو ایسی تکلیف ہی کیوں دیتا۔

ٹوٹی لریز کے شانہ کمرے فرسٹ کانسل کے واسطے آراستہ کئے گئے۔ پنولین آف منور کے کمرے جو کم شاندار تھے باقی دو کالسنوں کو دئے گئے۔ لیکن کبے سیرز اپنے عہدہ کی اصلیت سے ایسا واقف تھا کہ اس نے ایوان ہی میں رہنے سے انکار کیا۔ اور اس نے اپنے ہم منصب کانسل برن سے کہا: ہمارا ٹوٹی لریز میں سکونت اختیار کرنا غلطی ہے اور یہ ایوان نہ آپ کے لائق ہے نہ میرے۔ اور میں تو ٹوٹی لریز میں رہنے کو ہرگز نہ جاؤں گا۔ وہ وقت قریب ہے کہ جنرل ہونا پارٹے ہا تنہا رہنا چاہیگا اور پھر ہم کو اس میں سے اٹھ جانا پڑے گا۔ پس سیرز ہی ہے کہ اول ہی سے ہم ٹوٹی لریز میں نہ رہیں۔“

پنولین کی طبیعت میں یہ میلان نہ تھا کہ وہ اپنے شروع ایام کے رفیقوں یا اپنی نصیبیوں کو جو اس نے اس زمانہ میں اٹھالی تھیں بھول جاتا۔ ایامِ شباب میں وہ مسیوں پر اس میں اس طرح رہا تھا کہ اس کے پاس روپیہ تھا اور نہ رہنے کو گھر تھا نہ کپڑے کا کوئی رفیق تھا۔ اس زمانہ میں وہ اکثر پیلیے رد ایل *Redeal* کے ریڈنگ روم میں چند پیسے دے کر اجارہ بینی اور موسمِ سرما کی سردی میں آگ کی گرمی کا لطف اٹھانے چلا جاتا کرتا تھا۔ ریڈنگ روم کے مالک کی بیوی اس کی طالبِ علمانہ وضع اور اس کی تفریحاں صورت دیکھ کر اس کے معاملات میں لطف لینے لگی اور کبھی کبھی اس کو اپنے ساتھ شوبے کی پیالی میں شریک کر لیتی تھی۔ اس مہربانی کے صلہ میں پنولین

نے جیسے ہی کردہ دستِ کانسل ہوا ان میاں بیوی کو تلاش کرایا اور اُن کو اچھی آمدنی کی جگہ رحمت کی۔ ایک مرتبہ مصالِح ملکی کے اعتبار سے اُس پر زور دیا گیا کہ ریٹنگ بم بند کروئے جائیں اس پر اُس نے جواب دیا۔

”نہیں میں ان کے بند کروینے کا ہرگز حکم نہ دوں گا۔ یہاں جانے سے لوگوں کو جو آرام ملتے ہیں میں خوب جانتا ہوں اور لوگوں کو میں اُس آرام سے محروم نہ کروں گا۔“ جس صبح کو پنولین ٹوٹی لریز کو اٹھ جانے والا تھا وہ معمولی سے زیادہ دیر تک سوتا

رہا اور جب سات بجے صبح کے یورین اُس کے کمرے میں گیا تو وہ بڑا بے خبر سو رہا تھا جاگنے پر وہ بولا: ”یورین دیکھو انجام کار ہم کو ٹوٹی لریز میں سوناہی پڑ لیگا۔ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اپنی اظہارِ شان و شکوہ پر مجبور نہیں ہو تم اپنی مرضی کے موافق ٹوٹی لریز کو جاؤ گے۔ لیکن میں جلوس کے ساتھ جانے پر مجبور ہوں گا۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں لیکن شان و شوکت کے اظہار کی ضرورت پڑی ہے۔ لوگوں کو اس سے دلجمعی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ضرورت سے زیادہ سادے تھے اور اسی لئے اُن کا

کوئی پاس دیکھنا نہ تھا۔ فوج میں سادگی کا اظہار اُس کے موقع تک محدود ہے لیکن ایک بڑے شہر میں اور ایک عالی شان ایوان میں یہ بات ضروری ہے کہ قوم کا سردار تمام ممکن ذریعوں سے لوگوں کو اپنی طافت متوجہ کرے۔ لیکن ہم کو احتیاط کے ساتھ کا کرنا چاہئے۔ جوزیفائن کانسل لبرن کے کمرے سے جلوس کا تماشہ دیکھے گی۔“

پنولین ایک شاندار گاڑی میں سوار ہوا اور اپنے ہم منصب کانسلوں کے بیچ بیٹھا ہوا تھا جو اُس کے خادم یا باڈی گارڈ معلوم ہوتے تھے۔ گاڑی کو چھ فٹ بے گھوڑے کھینچ رہے تھے یہ وہ گھوڑے تھے جو کیمپو فرسیو

کے صلیب کے بعد آسٹریلیا کے شاہنشاہ نے پنولین کو تحفہ میں دیئے تھے۔ اُس کی جلوس زرق برق اسرار چہ ہزار چہیدہ فوجی جوان تھے جن سے فوجی شان و شکوہ

کا بڑا زبردست امیرانہ اظہار ہو رہا تھا۔ میں ہزار فوج دروہیوں اور سامانوں سے آراستہ لشکروں کے جن سے جلوس گزرنے والا تھا اور دیدارِ ابتداء تھی اور بے شمار مخلوق کا انہوہ جو شہر اور اطراف سے جمع ہوا تھا۔ باغ۔ سرکوں۔ گلیوں۔ چھجوں۔ بالاخانوں پر جمع تھا کہیمپس ایلائی اسی کے پیچھے تک سوجوں میں آگے بڑھتا اور پیچھے ہٹتا تھا۔ یہ سب مخلوق اسلئے جمع ہوئی تھی کہ فوج اور قوم کے محبوب یعنی رعایا کے بادشاہ پولین کو اس ایوان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنے سے خرسند ہو جس سے اس نے فرانس کے قدیم بادشاہوں کے ہونکاں دیا تھا۔

جس وقت شاہی سواری برآمد ہوئی لوگوں نے ہم آواز ہو کر فرسٹ کانسٹبل کا نزل پر ہونا کا ایسا نعرہ بلند کیا کہ آسمان سروں پر رکھ لیا۔ اور جیسے کہ پولین بڑے زینہ کے قریب پہنچا جس سے ایوان میں داخل ہوتے تھے اس نے دونوں کانسلوں کو پیچھے چھوڑا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور فوج کے ملاحظہ کو آگے بڑھا جو بڑی شان کے ساتھ اس کے سامنے جمع تھی۔ مراٹ پولین کے سیدھے بازو پر تھا اور لائٹس بائیں پر۔ پولین کے گرد سپاہیانہ آزمودہ کار جمع تھے جن کے زخموں کے نشان اور تازت آفتاب سے چہروں کی سیاہی پھیلے خوریز معروکوں کی یاد دلاتی تھی۔ تین برگینڈ بھی حاضر تھے جن میں وہ پرچم لہرا رہے تھے جو لودی رابوڈلی اور آرکولا

کے ہیبت ناک محارلوں میں موجود تھے۔ یہ پرچم باردو سے سیاہ ہو رہے تھے اور گولی گرا سے دھجیاں اوڑ گئے تھے۔ پولین نے فوراً اپنے سر سے ٹوپی اتار لی اور بڑے ادب کے ساتھ اپنا سر جھکا دیا اور ان حربی شجاعت کی یادگاروں کو سلام کیا۔ یہ پسندیدہ فعل موقع سے پولین سے صادر ہوا کہ خوشی کے نعروں سے ہوا گو بجھنے لگی۔ اب پولین کوئی کریز کو لوٹا اور اجلاس کے کمرے میں گیا اور کمرہ کے بیچ میں بیٹھا۔ سب کی نگاہ اسی پر لگی ہوئی تھی اور اس کے ہم منصب کانسلوں کو لوگوں نے بھلادیا تھا۔ وہ اس کے خدنگار کی طرح ذلیل ہو کر رہ گئے تھے اور اس کی خواہی میں اس کی شان و شوکت بڑھ رہی تھی۔

جوزیفائن کے قیام کے لئے دو بڑے بڑے مکر سے منتخب کئے گئے تھے جن کے ساتھ نعلی پردہ اور بچ کے کمرے تھے۔ ان شاہی کمروں میں شام کو بہت سے دیشان مہمان جمع ہوئے اور جب ان روشنی سے جگمگاتے ہوئے کمروں میں جوزیفائن ٹیڈا آئے کیے بازو پر سہارہ دیئے ہوئے اسی تراش کا لباس پہنے ہوئے جس کا وہ ہمیشہ ایسا بکری کرتی تھی آئی تو تمام حاضرین میں اُس کی تعریف کی سرگوشیاں ہونے لگیں۔ چلنے پر صبح کے برخاست ہوا۔ جب مہمان چلے گئے تو نوپولین اپنے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے ان وسیع کمروں میں ٹٹنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی گھر کے خیال اور اُس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر وہ ہم خوابی کی سی حالت میں اپنے سکریٹری میورین سے کہنے لگا۔

”ہم ٹوٹی ریز میں ہیں تو۔ لیکن ہم کو چاہئے کہ ہم بہت ہوشیاری سے کام کریں کہ ہم کو اس ایوان میں رہنا نصیب رہے۔ کون ایسا ہے جو اس ایوان میں نہیں رہا ہے۔ اس میں غلط رہے ہیں۔ اس میں کالونشن Convention کے اراکین رہے ہیں۔ یہاں تمھارے بھائی کا قیام رہا ہے۔ اور اسی ایوان میں آٹھ برس ہوئے ہم نے نیک لوٹی شازن فرم کو محصور کیجا تھا۔ پھر وہ قید خانہ بھیجا گیا۔ لیکن تمھیں خطہ نہونا چاہئے کہ یہی تماشے پھر ہوں گے۔ اگر انہو عوام میں کچھ ہمت ہے تو میرے مقابلہ میں ان تماشوں کے اعادہ کرنے کا ارادہ کر کے دیکھ لیں۔“

صبح کو نوپولین نے میورین سے کہا ”میورین دیکھو کسی بات کا ارادہ دل میں ٹھان لینا بھی کیا یہ عجیب بات ہے۔ ابھی دو برس نہیں ہوئے کہ ہم نے ٹوٹی ریز پر قبضہ کرنے کا فرم کیا تھا اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ اُس وقت سے ہم نے اچھی کارروائی نہیں کی۔ بیشک مجھے تو اطمینان ہے کہ خوب کارروائی کی۔ کل کے معاملات بھی بڑی خوبی سے گزر گئے کیا تم خیال کرتے ہو کہ کل جو لوگ جمع ہوئے تھے سب سے تھے میرا تو یہ خیال ہے کہ ہرگز سب سے نہ تھے۔ لیکن عام رعایا کی نیک نیتی میں شک نہ تھا۔ حتیٰ کہ خوب سمجھتے ہیں۔ علاوہ

اس کے عام راسے کے مقیاس الحارث کو دیکھو۔ یعنی سپلکب ٹیڈ پر غور کرو ۱۷۔ تاریخ کو ۱۰۔ کا
 نرخ تھا۔ ۲۰۔ تاریخ کو ۱۹ کا نرخ تھا اور آج ۲۱ کا نرخ ہے۔ جب سواراٹ کی یہ حالت ہے تو
 محاضین بریکار کو کہنے دو۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ اتنے زور سے بڑبڑانے نہ پائیں جتنا بڑبڑانا
 نہ چاہئے۔

بہت بڑی سلیٹہ سفاری سے نیولین نے گورنمنٹ کے مختلف محکموں کے لئے کمار
 کے لائق سے لائق لوگ منتخب کئے۔ ٹیلڈانڈ کو جو نہایت ہی فری تو طوطا والا شخص تھا جب
 عہدہ چکا تو نیولین سے کہنے لگا کہ میرے متعلق آپ نے دول خارجہ کا کام سپرو کیا ہے
 اپنی خدمات سے میں آپ کو مطمئن کرونگا لیکن اتنا کم دینا میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں
 کہ میں مشورہ صرف آپ سے کرونگا اور اس پر عا سے کہ کام اچھا ہوا اتفاق کی ضرورت ہے
 فرسٹ کانسل کو چاہئے کہ ہر صیغہ یعنی مالک محروسہ۔ دول خارجہ۔ پولیس۔ بری اور بحری
 معاملات کی ہر ایت صرف اپنی رائے سے کیا کرے کانسل دویم ایک لایق قانون دان ہے قانونی
 معاملات اس کے سپرد ہیں اور کانسل دوم خزانہ کا کام کرے۔ اس طرح گورنمنٹ کا اصل ختیا
 آپ کے ہاتھ میں رہے گا۔ اور پھر آپ اپنے مقصد یعنی فرانس کو نیا جنم دینے میں کامیاب ہو گئے۔
 نیولین نے تقریر خاموشی سے سنتا رہا اور ٹیلڈانڈ سے رخصت ہو کر نیولین اپنے سکریٹری سے کہنے لگا
 وہ ٹیلڈانڈ نے میری منشا کا بھید جان لیا اور وہ بڑا سمجھدار آدمی ہے وہ اسی امر کا مشورہ دے
 رہا ہے جس کے کرنے کا میرا ارادہ ہے اور اسی سبب ترقی چلتے ہیں جو تہنا چلتے ہیں۔
 ٹیلڈانڈ کی تقریر پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ وہ منزع باد تھا ہے اور اسی رخ
 بچھ رہا ہے ہر ہر کی ہوا دیکھتا ہے۔

نیولین نے کہا ہونے دو۔ ہماری رائے میں دول خارجہ کے انتظام کے لئے وہ
 سب سے زیادہ بہتر شخص ہے اور یہ کام میرا ہے کہ ٹیلڈانڈ کی لیاقتوں سے کام لے لوں
 دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ کارنٹ تو جمہوری خیال کا آدمی ہے۔

نپولین نے جواب دیا ”اس سے کوئی بحث نہیں کردہ جمہوری خیال کا آدمی ہے نہیں لیکن وہ سب سے آخر آدمی ہے جو فرانس کا شیرازہ بکھرتے ہوئے دیکھنا پسند کر لگا اور جب وہ اپنی خدمات ہمارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہے تو ہم اُس کی بے نظیر صفینہ حرب کی یا تیل سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔“

ایک اور صاحب نے اعتراض کیا کہ ”فوشے تو کذب و دغا کی معجون ہے۔“
نپولین نے جواب دیا ”فوشے ہی صرف ایک ایسا شخص ہے جو معاملات پولیس کا انتظام کر سکتا ہے اور صرف اُسی کو فریقوں اور سازشوں کا علم ہے جو فرانس میں آفت برپا کر رہے ہیں۔ نئے نئے آدمیوں کا خلق کرنا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ ہم کو وہی آدمی لینا چاہیے جو ہم کو میرا سکتے ہیں۔ ایک لایق ملازم کے خیالات اور چال چلن میں اصلاح کرنا آسان ہے۔ اُس کی جگہ نئے آدمی کا قیام کرنا آسان نہیں ہے۔“
فرانس کے امیر انیشور *M. A. M. de* ایبریل کی سفارش کی گئی کہ وہ وزیر صفینہ قضا مقرر کیا جاوے۔

اُس نے جب نپولین کے سامنے اپنا پروانہ پیش کیا تو نپولین نے کہا ”باشقوریل میں آپ سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتا لیکن مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مجسٹریٹوں میں آپ سب سے زیادہ ایماندار شخص ہیں اور اسی لئے میں صفینہ قضا کا آپ کو وزیر مقرر کرتا ہوں۔“
نپولین کے سب سے پہلے کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ لوئی شارڈم کے قتل کا سالانہ جشن اُس نے بند کروا دیا۔ اُس نے کہا یہ وحشیانہ فعل ہے اور جرمیل قوم کے شایاں نہیں ہے۔“

سیاتی نے کہا ”لوئی ظالم تھا۔“

نپولین نے فوراً جواب دیا ”نہیں لوئی ہرگز ظالم نہ تھا۔ اگر وہ ظالم ہوتا تو آج میں تو انجیزوں کا کپتان ہوتا اور تم ایک پادری کی حیثیت سے کیس نماز پڑھا رہے ہوتے۔“

خالی خزانہ کو بھرنے کے لئے ڈاکٹر گروں نے چہرہ پر قرضہ لینے کا خالمانہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا۔ پنولین نے یہ قاعدہ موقوف کر دیا اور اُس نے پیرس کے سب سے زیادہ متمول سات ساہوکاروں کو ٹوٹی لریز کے ایوان میں اپنے پاس بلایا اور نئی گورنمنٹ کے اصول نہایت بے تکلفی سے بیان کر کے اُن دعووں کا اظہار کیا جو گورنمنٹ کو اپنی قوم پر تھے۔ پنولین کا استثناء نہ تھا کہ بے اثر ہوتا۔ یہ تجار اور ساہوکار باندہ اقوامین کی توقع پر خوش ہوئے اور بیس لاکھ ڈولر قرضہ کی راہ سے فوراً پاس کر دی۔ اگرچہ یہ رقم بہت تھوڑے عرصہ کو کفایتی ہوئی لیکن یہ مدد عین ضرورت کے وقت دی گئی تھی۔ پھر پنولین نے جائیداد پر انصاف کے ساتھ ٹیکس فایم کر دیا۔ اور یہ گورنمنٹ کی ضروریات پورا کرنے کو کافی تھا اور قوم نے بے عذر یہ ٹیکس ادا کیا۔

پنولین کو اُن لوگوں سے سخت نفرت تھی جو انقلاب کے زمانہ میں خونریز واقعات میں شریک ہوئے تھے۔ اور خا صکر اُن لوگوں سے جو بادشاہ کے قتل میں شریک تھے اور ان لوگوں کا وہ بڑے خوف سے ذکر کرتا تھا اور ان کو وہ قاتلانہ لولی کہا کرتا تھا اور اگر ان میں سے کسی کو کسی کے سپرد کرنے پر مجبور ہوتا تو بڑے تاسف کا اظہار کرتا کہ میرے اُس کاؤشن کا جس نے لولی کے قتل کا حکم دیا تھا ایک رکن تھا کہ جسے سرسبز نے لے لیا۔ قتل کے حکم سے اختلاف کیا تھا تاہم اُس کی گرفتاری کے حکم میں اتفاق رائے تھا کہ کیا۔ پنولین نے مذاق میں جسے سرسبز کا کان دبا کر کہا۔ ”جسے سرسبز یاد رکھو کہ لولی کے قتل سے مجھے تو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن تمہارا معاملہ محتاج ثبوت نہیں اگر بوربون بادشاہ تخت فرانس پر واپس آگئے تو بھالسی ہے اور مختاری گردن ہے۔“ بھلا یہ مذاق کیسیز کو کمبو کر بھاتا۔ وہ مسکراتے تو لگا لیکن چہرہ پر مڑنی چھا گئی۔ اور جب فرانس میں عدلیہ (سوپریم کورٹ) پھر سے ترتیب دی گئی تو پنولین نے بیورین سے کہا۔ ”بادشاہ کے قاتلوں کے خلاف میں کوئی قطعی کارروائی تو کرتا نہیں ہوں۔ لیکن اُن کی جانب سے

میں اپنا خیال ضرور ظاہر کر دینا تھا۔ یعنی اس عدالت کے پریذیڈنٹ مارگٹ کے سامنے
 کو تو میں درخواست کرتا ہوں جس نے کوئی کٹاؤ نہیں دیا ہے سچانے سے انکار کیا تھا اور اس
 کی جگہ پر پچھتائی تھی۔ اس کے بعد اس کو معذور کر دینا جس نے اپنے خطرناک منصب کو بڑی
 شرافت سے ادا کیا تھا۔ لوگوں کا جو جی چاہے سو کہیں لیکن اس بارہ میں میرا غم بخت ہے
 فرسٹ کانسول (نیپولین) نے معاملات فوجی کی طرف ایسی توجہ کی کہ حربی فوج
 میں جان تازہ پڑ گئی۔ سب سے زیادہ ممتاز خدمات کے سپاہیوں کو اس نے خوبصورت
 تلواریں انعام میں دیں اور اس طرح سوتلواریں انعام میں تقسیم ہوئیں۔ گرانڈ میڈیوں کے
 ایک سارجنٹ نے اجازت حاصل کر کے فرسٹ کانسول کی خدمت میں ایک سپاسنامہ
 لکھا۔ اس کے جواب میں نیپولین نے خود اپنے قلم سے یوں لکھا: ”اے میرے
 بہادر رفیق۔ تمہارا خط مجھے ملا۔ اپنے کارنامے نمایاں کی یاد دہانی کی تمہیں کوئی حاجت
 نہیں۔ تہنیت کے حرفے کے بعد سے تم نے فوج میں سب سے زیادہ بہادرانہ کام
 کئے ہیں۔ میری عطا کی ہوئی تلواروں میں سے تم نے بھی ایک تلوار پائی۔ اور سب سے اعلیٰ
 ہیں کہ تم سے بڑھ کر ان تلواروں کا کوئی اور شخص مستحق نہ تھا تمہارے دیکھنے کا میں مشتاق ہوں
 وزیر حرب کا ایک خط تمہارے نام آتا ہے کہ تم پیرس آؤ۔“

نیپولین کا یہ خط تمام فوج میں منتشر ہوا اور فوج میں بہت جوش بڑھ گیا۔ سب تعجب سے
 کہتے تھے: ”ارے فرسٹ کانسول۔ فرانس کا سب سے بڑا جرنل۔ نیپولین عظیم گرانڈ میڈیوں کے
 ایک سارجنٹ کو القاب میں لکھتا ہے اے میرے بہادر رفیق۔“ لوگوں کے ساتھ نیپولین
 کی اسی قسم کی ہمدردیاں نیپولین کے چال چلن کی شاہد ہیں۔

ذیل کا لطیفہ اس بارہ میں نیپولین کا چال چلن ظاہر کرتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی
 طرف سے اُسے کیا خیال تھا۔ قوموں کے جدا جدا خیال میں اور ایک دوسرے کے باہل
 خلاف ہیں۔ انگریزی جہازی ملازمت کے بارہ میں نیپولین اور میرا سے باتیں پکڑ رہا تھا

کرا میرا کہنے لگا۔

جاڑوں میں جہازوں کے درمیان مانجھی۔ افسروں کی نسبت زیادہ آرام سے ہتے

میں۔

نپولین نے پوچھا ”یہ کیوں کر؟“

ادویرا نے جواب دیا ”اسکا یہ سبب ہے کہ مانجھی جہاز کی آگ سے تپ لیتے ہیں اور

برن کو سوکھا لیتے ہیں۔“

نپولین نے پوچھا ”لیکن افسر ایسا کیوں نہیں کرتے؟“

ادویرا نے کہا ”یہ بات مناسب و زیبا نہیں ہے کہ افسر سپاہیوں سے بے تکلف ہو“

نپولین نے بڑے تعجب سے کہا ”ہے ہے! یہ امر اُن گنڈے؟۔ ارے کیا میں

اپنی سمات میں اپنے سپاہیوں کے پاس چلا نہیں جاتا تھا۔ اور عرب سے عرب سپاہی کے

پاس بٹھیکر اس سے بے تکلف باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ تم انگریز لوگ دنیا بھر میں سب سے

زیادہ حکومتِ امراء کے لوگ ہو مجھے ہمیشہ اس بات پر غرور رہا ہے کہ میں خود عام لوگوں میں

سے ایک فرد ہوں۔ اور میں نے جب کسی آدمی میں جوہر دیکھا میں نے اُس کو نورِ اترقی

دید ہی اور کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کے پشتوں سے خاندانی چلا آتا ہے۔ تم انگریز امرا کا بڑا خیال

کرتے ہو اور رعایا کو تم غلام گردانتے ہو۔ کیا دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی اور شے

نفرت خیز ہو سکتی ہے جیسا تمھارا یہ قاعدہ ہے کہ جہازی ملازمت کے واسطے تم لوگوں

کو جبر پہنچا دیتے ہو۔ تم یہ کیا کرتے ہو کہ نہ رہ کشتیاں بھیجتے ہو اور جو مرد ہاتھ آسکتا ہے

کپڑے لیتے ہو۔ اور اگر وہ عوام الناس میں سے ہوتا ہے اور بد قسمتی سے اپنے کو طبقہ اعلیٰ میں

ثابت نہیں کر سکتا تو تم فوراً اسے جہاز پر بھیج دیتے ہو اور باوجود اپنی اس حرکت کے تم

گستاخی سے فرانس پر انگشت نمائی کرتے ہو کہ وہاں رجطریں اُن شخصوں کا نام درج

کیا جاتا ہے جو خدمات فوجی کے لائق ہوتے ہیں۔ فرانس کے اس قاعدہ سے تو

مٹھاری شان میں بڑا آتا ہے کیونکہ اس قاعدہ سے تو ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں طبقوں سے لوگ لئے جاتے ہیں۔ تم کو یہ سننے سے بڑا خطرہ ہوتا ہے کہ میں ایک خطبہ میں کا بیٹا اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے اسی طرح مجبور کیا جاوے جس طرح ایک معمولی آدمی کا بیٹا مجبور کیا جاتا ہے اور اس کا جسم بھی خطرہ کے سامنے اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح ایک عامی کے بیٹے کا لیکن یاد رہے کہ خدا نے سب آدمی برابر پیدا کئے ہیں۔ عوام الناس اس کا ایک دن انتقام لینگے۔ فرانس کے اس طریقہ اندراج میں جس سے مٹھاری ٹکنٹ کو صدمہ پہنچتا ہے برابر حقوق کی برے لحاظ سے ہوشیاری کی جاتی ہے۔ ہر ملک کے باشندے کا فرض ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کرے۔ ہمارے فرانس کے فوجی خدمات کے لئے اندراج نام نہ نہ تھا۔ ان لاکھوں کے گروہ کی طرح جو لوگوں کو جہازی خدمت کے لئے جبراً کھینچ لیتے ہیں کسی خاص درجے کے لوگوں کو صرف اس وجہ سے کہ وہ پیارے غریب ہیں پامال نہیں کر ڈالا ہے۔ پس فوجوں میں لوگوں کو بھرتی کرنے کا یہ سب سے زیادہ منصفانہ طریقہ تھا کیونکہ اس میں برابری کا سب سے زیادہ لحاظ تھا اور اس طریقہ کی بدولت تمام دنیا کی فوجوں سے فرانس کی فوجیں بہتر طرز سے مرکب تھیں۔“

جب نپولین نارٹھ امبرلینڈ *Northumberland* کے جہاز میں مقید ہوا کہ نپولین

کو جبار تھا۔ تو جہاز کے تمام ملاح اگرچہ وہ انگریز تھے نپولین سے نہایت مانوس ہو گئے تھے۔ کسی نے اس واقعہ کا اشارہ کیا۔

نپولین نے جواب دیا "اے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئے تھے۔ میں ان میں جایا کرتا تھا اور بے تکلفانہ ان سے حالات پوچھا کرتا تھا۔ میرے اس قسم کے بے تکلف برتاؤ سے وہ حیرت میں تھے اسلئے کہ یہ بے تکلفی اس برتاؤ سے قطعی غیر معنی جو ان کے افسران سے کیا کرتے تھے۔ تم انگریز لوگ برے امرائی خیال لوگ ہو۔ تم عام لوگوں اور اپنے بیچ میں بڑا فرق رکھتے ہو۔“

اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ ملاحوں سے علیحدہ بننے کی ضرورت ہے کہ افسروں کی مناسب عزت قائم رہے۔

پنولین نے کہا ”میرے نزدیک اتنا علیحدہ رہنے کی حاجت نہیں ہے جتنا تم رہتے ہو جب افسر ملاحوں کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ضرورت سے زیادہ اُن کے سامنے بے تکلف نہیں جوتے تو میری رائے میں اب اس سے زیادہ امتیاز کی اور کون سی حاجت ہے۔ فطرتاًً۔ اعتبار سے سب آدمی برابر ہیں۔ میرا تو یہ قاعدہ تھا کہ میں بے تکلفی سے سپاہیوں میں چلا جاتا تھا، ورائے سے باتیں کیا کرتا تھا اور چھوٹے چھوٹے تاریخی حالات پوچھا کرتا تھا، اور محبت سے بولنا کرتا تھا۔ اس بات کو میں نے اپنے لئے بہت مفید پایا اور اس کے خلاف میں خبروں اور افسروں سے علیحدہ رہتا تھا۔“

اگرچہ پنولین امرائی غور کے خلاف ایسی باتیں کیا کرتا تھا اور واقعی یہ باتیں صدقِ قلب سے کیا کرتا تھا اور اپنے موقع سے وہ بہت، درست ہوتی تھیں لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ عالی خانہ لئی کی پر راز و دفری سے ناواقف نہ تھا۔ یہ خیال تو خالق نے بشر کے دل میں ایسا گراں نصب کیا ہے کہ نہ کبھی دل سے اکھڑا ہے نہ اکھڑ سکتا ہے۔ اسی زمانہ میں مرآت نے پنولین کی بہن کیرولائن سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا

پنولین نے متحیر ہو کر پس و پیش کے ساتھ کہا ”مرآت! ارے مرآت! وہ تو ایک سرائے والے کا لڑکا ہے اور ایسے بلند مرتبہ پر ہو چکے جس پر میں ہوں۔ میں اپنے خون کو اُس کے خون سے آمیز نہ کر دوں گا“ پھر ایک لمحوں تک وہ خیال میں ڈوبا رہا۔ اور پھر کہنے لگا ”اچھا جلدی کیا ہے“ دیکھا جائیگا۔“

۔ سالوں کے اس نوجوان جنرل مرآت کے ایک دوست نے پنولین سے اصرار کیا کہ ”آپ میں اور مرآت میں تو بہت دوستی ہے۔ مرآت آپ کا جان نثار ہے۔ بڑا ہاوار ہے۔ ابوکر کی جنگ میں اُس نے بڑا نمایاں کام کیا ہے۔“

نپولین نے خوش ہو کر جواب دیا " بیشک ابو کر کی جنگ میں رات سے بڑھ کر کسی نے کام نہیں کیا۔ میں نے اس شادی کے بارہ میں اپنی رائے قائم کر لی ہے۔ مجھے اطمینان ہے رات میری بہن کی شایاں ہے۔ اچھا تو لوگ اب یہ بات نہ کہہ سکیں گے کہ میرا بھی ویسا ہی خیال تھا جیسا امرا کی حکومت کے حامیوں کا خیال ہو سکتا ہے اور میں بڑے بڑے خاندانوں میں رشتہ دار یاں ڈھونڈھتا ہوں۔ اگر میں اپنی بہن کسی امیر کو دیتا تو تم مخالفین سرکار بڑا شور مچاتے چونکہ میرا ارادہ بچتہ ہو گیا تو بس اب دیر نہونی چاہئے۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اگر مجھے اطمینان ہوا تو میں رات کو ہمراہ لیجاؤں گا۔ کیونکہ اٹلی میں مجھے قطعی کام کرنا پڑیگا۔ اچھا کل آ جاؤ۔"

یاد جو نپولین کے بڑے اختیارات کے اور کروڑ ہا روپیہ کے جو اُس کے قبضہ اختیار میں تھا خود اُس کی حبیب روپیہ سے ایسی خالی تھی کہ جہیز میں وہ اپنی بہن کو صرف تیس ہزار فرانک دے لے سکا اور چونکہ یہ بھی ضرورت تھی کہ اپنے بلند مرتبہ کے موافق کیرولائن کو کچھ زیور کی قسم سے بھی دے لے لہذا اُس نے جوزیفائن کا پیش ہاگلوبند لے لیا اور کیرولائن کو دے دیا۔ جوزیفائن نے اپنے زیورات میں سے ایک عدد کے لئے جانے کا کوئی خیال نہ کیا بلکہ بڑی خوشی ظاہر کی۔

یہی واقعات پیش آرہے تھے کہ فرانس میں واشنگٹن کے مرنے کی خبر آئی۔ نپولین نے فوراً افواج کے نام حکم صادر کیا " واشنگٹن نے جات کی۔ یہ وہ بڑا آدمی تھا جو ظالموں سے لڑا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اپنے ملک کی آزادی کو قائم کیا۔ اُس کی یادگار ہفت اقلیم میں عزیز رہی اور خصوصاً فرانسیسی سپاہیوں میں جو واشنگٹن اور امریکہ کی افواج کی طرح آزادی اور ہمہ جہت کے لئے لڑے ہیں۔ واشنگٹن کی یادگار میں فرسٹ کلاس حکم دیتا ہے کہ ریپبلک کے نشان اور جھنڈوں میں دس روز تک سیاہ ماتمی پارچہ عزیز ہے۔"

پنولین نے اس کارروائی پر جو اُس نے واشنگٹن کے مرنے کی خبر سن کر کی بعد کو کہا ہے
 ”صرف وہ لوگ جو مخلوق کو غریب دینا اور مخلوق کے مقاصد پر اپنے ذاتی اغراض کو مقدم رکھنا
 چاہتے ہیں اور اسی نیت سے حکومت کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ مخلوق کو بھلا دے میں
 رکھیں۔ مخلوق جتنی شائستہ ہوگی اُسی قدر قانون کے فوائد سے آگاہ ہوگی اور اپنی فطرت
 کی ضرورت کو سمجھے گی اور اُس کی جماعت زیادہ پر استقلال۔ خوش و خرم اور خوش حال
 ہو جائیگی۔ اگر مخلوق کے لئے واقعی خطرناک ہو تو وہ اُسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ رعایا کے
 مقاصد کے خلاف گورنمنٹ رعایا کو ہٹا کر ایسی جگہ میں کر دیتی ہے جو فطرت نے اُس کے
 لئے نہیں بنائی ہے اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو محتاجی سے ہلاک کر دالتی ہے۔ میرا مجموعہ
 قوانین اپنی سادگی کے اعتبار سے مخلوق کے لئے اُن سب قوانین سے جو میرے مجموعہ سے
 پیشتر بن چکے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ میرے مدارس اور باہم تعلیم و تعلم کا انتظام اُن
 نسلوں کی ترقی کے لئے ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ اس طرح میرے عہد میں جبرائیم
 متواتر گھٹتے رہے۔ اس کے خلاف ہمارے ہمسایہ انگلستان میں جبرائیم خوفناک حد تک
 بڑھ رہے ہیں۔ اہم صحافتی سی بات کافی ہے کہ گورنمنٹ پر قطعی رائے قائم کر لی جائے
 اُس نے کما تمالک متحدہ امریکہ پر نظر ڈالو جہاں ہر ایک کام خوش اسلوبی سے چل
 رہا ہے باوجود مکینہ کوئی ظاہر ادباؤ ہے دکوشش ہے۔ ہر شخص خوش و خرم اور مطمئن ہے
 اور اس کا سبب یہ ہے کہ حکومت کرنے والی طاقت اور رعایا کی خواہش ایک شے ہیں
 اب اُسی گورنمنٹ کو رعایا کی مرضی اور اُس کے اغراض سے مخالف کر کے دیکھ لو اور تم کو
 جلد فساد و مصیبتیں اور پریشانیوں نظر آنے لگیں گی اور ان باتوں کے علاوہ جبرائیم کی بہت
 زیادتی ہو جائیگی۔ جس وقت اغیادات کئی میرے ہاتھ میں آئے مجھ سے یہ خواہش کی گئی کہ
 میں بھی واشنگٹن ہو جاؤں۔ منہ سے کہہ دینے میں کیا لگتا ہے اہم بیشک وہ لوگ جو ایسی
 خواہش کے اظہار پر مستعد تھے۔ وقت۔ مواقع۔ اشخاص۔ اور ہتھیار کے علم

بغیر اس خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر میں امریکہ میں ہوتا تو میں خوشی سے واشنگٹن ہو جاتا اور ایسا ہو جانے میں کچھ بڑی بیاقت کا بھی خرچ نہ تھا اور میں یہ بھی نہیں دیکھتا کہ واشنگٹن نہ ہو جانے کی کوئی معقول وجہ بھی موجود تھی لیکن اگر واشنگٹن فرانس میں ہوتا اور اندرونی ناراضگی اور بیرونی پورٹوں سے غیر مامون ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ فرانس میں ویسا ہو سکتا جیسا وہ امریکہ میں ہوا۔ اور اگر فرانس میں ویسا بننے کی کوشش کرتا تو حاققت ہوتی اس کوشش سے مصائب کا سلسلہ اور بڑھ جاتا۔ اب رہا میں۔ تو اگر فرانس میں میں نے واشنگٹن بننا چاہا تو میں واشنگٹن تاجدار بن سکا اور یہ بات تاجداروں کی ایک بڑی مجلس اور باؤشاہوں کے بیچ میں واقع ہوئی اور غالب یا مغلوب حالت میں میں اپنی جگہ لے سکا اور اسی وقت اور اسی حالت میں صرف میں واشنگٹن جیسی نرمی۔ بے غرضی۔ اور عقل کا کامیابی سے اظہار کر سکا۔

لائفٹ نے اسی وقت کہا تھا جبکہ (اباب) نے کوئی کوشش نہ کی تھی کہ تخت پر بٹھلا تھا کہ ممالک متحدہ امریکہ کی طرز حکومت سب حکومتوں کی وضع ہے۔ سب بتر ہے۔ لیکن فرانس ایسی حکومت کے لئے تیار نہیں ہے۔ ہم کو تو ایک تخت کی حاجت ہے جس کے گرد بادشاہی افادہ گا ہیں ہوں۔

سے جارج واشنگٹن ممالک متحدہ امریکہ کی جنگ خود مختاری کا اہم و تقاضا شدہ علم میں انگریزوں سے صلح نامہ ہوا اور امریکہ کی جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ بریکز کریٹ ورجینیا سے ولادت۔ سوٹ ورنن ورجینیا سے وفات۔ مترجم سے کوئی ٹپی۔ جب پنکین سے سینٹ ہیلینا بھیجا اور وہاں قید کر دیا گیا تو متحدہ بلو شاہوں نے بوربون خاندان کے بادشاہ کو چودہ بارہ تخت نشین کیا لیکن فرانس کے جمہور نے پھر بغاوت کر کے انقلاب برپا کر دیا۔ بوربون بادشاہ کو تخت چھوڑنا پڑا اور قزم نے آئین خاندان سے الٹی فلی کو اپنا بلو شاہ بنایا چنانچہ سب سے پہلے میں پنکین کی بخش سینٹ ہیلینا سے واپس لی گئی اور پھر جے جے اور دوم سے میرٹین دفن کی تو نبی کوئی فلی فرانس کا بادشاہ تھا۔ ویکریاب ۵۷ مترجم۔ ۱۲

نیولین نے ٹوٹی لریز کے دربار کو نہایت ہی پر شکوہ دربار بنانے میں کوئی محنت کا تقیہ اٹھانہ رکھا۔ فرانس کے لوگ تو بچوں کی طرح تھے اور اُن کے صرف جی بھلانے کی ضرورت تھی اور نیولین نے بڑی توجہ سے اُن کے خوش کرنے کی تدبیریں کیں اُس کے جلوے کا جلیوں - سپر براروں اور نوخر خواصیوں سے بھرے رستے تھے۔ ملازم بھیلی دروہاں پہننے - زیون اور کمروں میں حاضر رہتے۔ بڑی دھوم دھام سے دھوئیں دیجاتیں اور جوڑ لیا ہوا بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سربراہی کرتی۔ جلسے - سوانگ اور تماشے بڑے زور شور سے ہونے لگے۔ درخشاں لباس پیرس کے باشندے نہال ہو گئے۔ لیکن ایسی چیزیں نیولین کوئی ذاتی لطف نہ لیتا تھا۔ اُس کا تمام خیال تو اُن بڑی بڑی مہمت کی طرف مصروف تھا جن سے فرانس کی سر بلندی ہو سکتی تھی۔

نیولین نے کہا "در جائیکہ یہ لوگ ۱۱۱۱ تبدیلیوں پر بحث کرتے ہیں لہذا میری تدبیر ملکی پر اب یہ واسیات کہنا چھوڑوینگے۔ اور میں یہی چاہتا ہوں۔ انھیں اپنا جی خوش کرنے دو۔ انھیں ناچنے دو۔ لیکن گورنمنٹ کی مجال میں ان کو بھانسنے نہ دو۔ پیرس کا خراج بڑھیکا تو تجارت جی اٹھے گی۔ مخالفین سرکار کا مجھے ڈرنیس ہے۔ میری ایسی تعریف کبھی نہیں۔ دلی تھی جیسی اس پچھلے کروفر کے انداز پر ہوئی ہے۔ سوائے امجدید کے کسی اور بات کو درست نہ کہنا بیہودہ بات ہے۔ نئی نئی باتیں تو ہم کہہ کے خوب اچھی طرح دیکھ چکے ہیں تو عقل کی دلچسپی کے جشن پر سوانگ کے ناچ کو ترجیح دوں گا"

۱۱ ایام انقلاب میں سوانگ کی ایک حسین بچلین لڑکی کو بڑی دھوم دھام سے رسوم کے ساتھ نوٹرمی ڈیم کے گرجا کو لجا جاتے تھے اور گرجا میں ڈربانگاہ کے بلند چوڑے پر بٹائی جاتی تھی اور تماشا نویس کے ہجوم کے سامنے پیش کیا جاتی تھی کہ یہ عقل کی دیوی ہے اور کامٹ ہر آواز بلند کرتا تھا۔ اسے فانی انسانو۔ ایسے بے اختیار خدا کے رعد اور گرج سے مست ڈور جس خدا کو تمہارے خوف نے خلق کیا ہے۔ کہیں کوئی نذر نہیں ہے پس سوائے اُس عقل کی دیوی کے جس کی سب سے زیادہ پاکیزہ

نیولین نے ٹوٹی لریز کے دربار کو نہایت ہی پر شکوہ دربار بنانے میں کوئی محنت کا تقیہ اٹھانہ رکھا۔ فرانس کے لوگ تو بچوں کی طرح تھے اور اُن کے صرف جی بھلانے کی ضرورت تھی اور نیولین نے بڑی توجہ سے اُن کے خوش کرنے کی تدبیریں کیں اُس کے جلوے کا جلیوں - سپر براروں اور نوخر خواصیوں سے بھرے رستے تھے۔ ملازم بھیلی دروہاں پہننے - زیون اور کمروں میں حاضر رہتے۔ بڑی دھوم دھام سے دھوئیں دیجاتیں اور جوڑ لیا ہوا بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سربراہی کرتی۔ جلسے - سوانگ اور تماشے بڑے زور شور سے ہونے لگے۔ درخشاں لباس پیرس کے باشندے نہال ہو گئے۔ لیکن ایسی چیزیں نیولین کوئی ذاتی لطف نہ لیتا تھا۔ اُس کا تمام خیال تو اُن بڑی بڑی مہمت کی طرف مصروف تھا جن سے فرانس کی سر بلندی ہو سکتی تھی۔

جیکہ پھولیں فرانس کی سوسائٹی دوبارہ قائم کرنے میں اس طرح مصروف تھا اور فوجی ترتیب دے رہا تھا۔ بحری قوت کو مضبوط کر رہا تھا اور یورپ کے ملکی توڑ جوڑ کی رہنمائی کر رہا تھا وہ اندرونی ترقیوں کی نہایت عظیم الشان تجویزوں کو بھی پختہ کر رہا۔ اور عمل میں لارہا تھا۔ بچپن ہی سے اُس کو تعمیرات کی غنطت کی طرف سے ایک جذبہ تھا اور اعلیٰ اور مصر میں رہنے سے اُن کی عمارتوں نے جن کی زمانہ غنت کرتا چلا آیا ہے اس جذبہ میں اور لفاسٹ اور اسٹیکام پیدا کر دیا تھا۔ سمجھیں نہ اُسے والی دماغی چستی سے اُس نے رفاہ عام اور تمامی ملک اور پیرس کی خوبصورتی کے لئے عمارتوں کے خاکے تیار کر کے جو اُس کی مفید غم اور ہمت کے ہمیشہ یادگار رہینگے اور جنہوں نے اُس کے عہد کو وہ رونق دی ہے جو کبھی مامذہ ہوگی۔ اُس نے دریائے سین کے کنارے ٹوٹی لریز کے سامنے گھاٹ تیار کر کے لووری اور ٹوٹی لریز کو ملا دینے کے لئے اُس نے وہ سب مکانات مسمار کر دیئے جنہوں نے پیرس کی رونق کو بدنام کر رکھا تھا اور لووری اور ٹوٹی لریز کے بیچ میں ایک بہت بڑا چوک بنوایا اور اس بڑے چوک کی چوتھی سمت لگا رکھنے کے محاذ چھڑ دی۔ یہ بہت بڑی اور عالی حوصلہ تجویز تھی لیکن اُس کی تکمیل کو اُن خوفناک لڑائیوں نے روک دیا جو متحدہ بادشاہوں نے پھولین کے خلاف لڑیں۔ پانٹ ڈویس آرٹس کو لگا لگا یا گیا فیولینس اور کیپو سائنس کی خانقاہیں جو دوران انقلاب میں مجرموں سے بھری گئی تھیں مسمار کر دی گئیں اور رفیع الشان روڈی رالیو دلی جو اب پیرس کی رونق کا سبب بے کھولی گئی۔ نیرس۔ پل۔ سڑکیں۔ اور محضول والوں کو روکنے کے لئے سڑکوں پر پھاٹک قائم کئے۔ صرف ایک پھولین کے دماغ نے تمام قوم کو متحک کر دیا تھا۔

پھولین کے نہایت ہی سختہ مخالف تک یتیم کرنے پر مجبور ہیں کہ پھولین کی ان تجویزوں اور حقیقت تمام تجویزوں کے متعلق جو اُس نے اپنے عہد کے اس نازک موقع پر اُس کی کامل پیش بینی اور اُس کے سلیقہ کی تعریف سے انکار کیا جانا غیر ممکن ہے

پتولین نے کہا "ہم ایک نیا جگ خلق کر رہے ہیں۔ زمانہ ماضی کے متعلق یہی نہونا چاہا کہ ہم صرف اچھے ہی اچھے لوگوں کو یاد رکھیں اور بُرے بُرے لوگوں کو بھول جائیں" اُس نے جنرل اگر سے کہا "ثابت کر دو کہ تم اُن ذلیل فریق بندی کے اختلافوں سے برتر ہو چکے ہو" نے گذشتہ دس برس میں فرانس کو پُرزے پُرزے کر ڈالا۔

پتولین نے بعد کو کہا "میں اُس اثر سے پورا واقف ہوں جو ہمارے ملکی ارادوں پر افاقہ ہوتا ہے۔ یہ واقفیت وہ علم ہے جس نے مجھے تعصب سے ہمیشہ بری رکھا ہے اور مجھے اُس فریق کی طرف سے بہت نرم کر دیا ہے جس میں لوگ ہمارے ملکی مصائب کے زمانہ میں شریک ہو گئے ہیں اور میں نے شخص میں اسی کی جستجو کی ہے کہ وہ اچھا فرانسسی بنے یا اچھا فرانسسی بننے کی خواہش کرے۔ انقلاب کے زمانے اُن لڑائیوں کی طرح ہوتے ہیں جو رتا میں لڑی جاتی ہیں۔ پریشانی میں شخص اپنے قریب والے پر حملہ کرتا ہے اور اکثر دوست و دشمن کی تیز نہیں رہتی۔ لیکن جب دن ہو جاتا ہے اور ترتیب اور انتظام ہو چکے ہیں تو ہر شخص اُس ضرر کی بابت جو غلطی ہے اُس کو پہنچا ہے معافی دیدیتا ہے میں خود ہی اپنی بابت نہیں کہہ سکتا ہوں کہ باوجود اپنے فطرتی رجحان کے میرے سامنے ایسے زبردست اتفاقات پیش نہیں آئے ہیں کہ اُنھوں نے مجھے ترک وطن کی ترغیب نہیں دی یعنی مثلاً کسی سرحد کا قریب ہونا دو سنانہ نسبت یا کسی بادشاہ کا اثر۔ آدمیوں کی تقدیر بر اتفاق وقت سے بھی بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ دیکھئے سروریر اور ہیڈ نوائل دونوں پیدل بھاگے چلے جاتے تھے کہ سرحد اسپین میں چلے جائیں۔ اتنے میں ایک فوجی گارڈ آپہنچا۔ ہیڈ نوائل چونکہ سروریر کی نسبت جوان اور تیز قدم تھا بھاگ کر اسپین کی سرحد میں چلا گیا اور تمام عمر باغبانی میں بسر کرنا پڑی۔ سروریر سے نہ بھاگا گیا۔ گارڈ نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ سروریر اس گرفتاری پر دوا بولا کرتا تھا۔ گارڈ نے اُسے واپس آنے پر مجبور کیا۔ اور سروریر کی تقدیر دیکھئے کہ وہ فرانس کا سپہ سالار بن گیا۔ پس اس مثال سے ظاہر ہے کہ آدمی کیا سمجھتا ہے اور کیا ہوتا ہے"

فرانس کے سب سے زیادہ بڑے اور آباد صوبوں میں سے ایک صوبہ لاؤڈی میں کئی ہزار فریق شاہی کے حامی جمع ہو گئے تھے اور بڑی فونریر خانہ جنگی میں مصروف تھے اور انگلستان اپنے جہازوں کے ذریعہ سے اُن کو روپیہ۔ گولبارو۔ اور ہتھیار براہیچ رہا تھا اور تارکان وطن کی سپاہیانہ جماعتیں جولڈن میں قائم ہوتی تھیں انگلستان جہازوں میں لالاکر لاؤڈی میں پہنچاتا تھا۔ اُنھوں نے ساٹھ ہزار کی جماعت قائم کر لی تھی اور ڈاکٹر کی تمام کوششیں ان کی شورش فرو کرنے میں بیکار ہوئی تھیں اور یہ خانہ جنگی اپنے ظلم اور تشدد کے اعتبار سے بہت کچھ خفاک ہو گئی تھی۔ جب پنولین اپنے کانس کے عہد کی کرسی پر مضبوط ہو گیا تو اُس نے ان موافقین سرکار بلوایوں کی فوج کے سرداروں کو جولاؤڈی میں تھے پیس میں اپنی ملاقات کو یہ یقین دلا کر بلایا کہ وہ یہ حفاظت تمام واپس جانے دے جائینگے۔ اُن سب نے یہ بات منظور کر لی۔ پنولین ان سرداروں سے اپنے ملاقات کے کمرے میں ملا اور بڑی مہربانی اور بے تکلفی سے پیش آیا اُس نے اُن کو یقین دلایا کہ اُس کا خاص مدعا یہی تھا کہ فرانس کو اُس بربادی سے نجات دے جس میں وہ پھنسا ہوا تھا اور اپنے پریشان ملک میں امن چین خوشی اور فری قائم کرے اور اپنی اُسی پرزور معمولی تقریر سے جو اُس کے رد و رد ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی اس نے کہا۔

”کیا آپ اپنی حفاظت کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس اب جنگ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے میں آپ کو نہ سناؤں گا میں آپ کے جملہ حقوق کی حفاظت کروں گا“

کیا آپ اس لئے شمشیر بکھ ہوئے ہیں کہ پُرانے بادشاہی خاندان بوربون کو فرانس کے تخت پر بحال کریں۔ آپ نے قوم کے اُس فیصلہ کو جو اُس نے متفقہ الہام سے ہو کر کیا دیکھ لیا۔ اب آپ خود انصاف کریں کہ ایسی چھوٹی جماعت کو جیسی آپ لوگوں کی ہے یہ فعل زیبا ہے کہ ایسی بڑی جماعت کے لئے جیسی قوم ہے بزرگ شمشیر قوانین مرتب کریں۔ پنولین کی دلائل اُس کی افواج کی طرح قوی ہو کر تھیں۔ ان سرداروں نے

صرف اپنی تلوار ہی نپولین کے حوالہ نہ کر دی بلکہ دل و جان سے فرماں بردار ہو گئے صرف ایک شخص جس کا نام جارج کیڈوڈیل تھا اور جو نہایت ہی تند مزاج اور دیوبیکل بہائم سیرت آدمی تھا اور قراقانہ خوزیزی کو صلح امن چین پر ترجیح دیتا تھا مطیع نہوا۔ نپولین نے اُس سے تنہائی میں ملاقات کی دروازہ کے گارڈ کو سخت تردد ہو رہا تھا کہ کہیں یہ نیم وحشی نپولین کا کام نہ تمام کر دے۔ نپولین نے اُس کی حسبِ وطن اور اُس کی انسانیت کا نام لیکر اسل کیا۔ لیکن اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ کیڈوڈیل نے راہِ داری کا پروانہ مانگا اور پیرس سے چلا گیا۔ اگرچہ وہ اپنے بالوں سے ڈھکے ہوئے زبردست بازو کو دیکھ کر کفِ افوس لما کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے نپولین کا اُسی وقت خاتمہ کیوں نہ کر دیا جبکہ وہ میرے قابو میں تھا ”پھر وہ لندن کو چلا گیا۔ جہاں نپولین کو قتل کرنے کی بہت سی سازشوں میں شریک ہوتا رہا اور انجام کار گرفتار ہوا اور پیرس لایا گیا اور گولی سے مار دیا گیا۔

باب ہفتم

صلح کی استدعا میں نپولین کا مراسلات بھیجنا

بادشاہ انگلستان کے نام نپولین کا مراسلہ۔ لارڈ گرین وائل کا جواب۔ ٹیلرڈ کے ذریعہ سے بڑی آن بان کا جواب جانا۔ لارڈ گرین وائل کا جھجھکا کر جواب دینا۔ اپنی گورنمنٹ کے متعلق فرانسیسیوں کی خواہش۔ انگریزی پارلیمنٹ میں سٹر فاکس کا ریمارک۔ ولیم پیٹ کا جواب۔ شاہنشاہ آسٹریا کے نام مراسلہ۔ یورپ کے متحدہ بادشاہوں کا نپولین کو مغلوب کرنے کے لئے تازہ غزم۔

خانہ جنگی اب ختم ہو چکی تھی اور فرسٹ کاسل (نپولین) کے دور حکومت میں فرانسیسی قوم عجب اتفاق و اتحاد کے ساتھ خوشیاں منا رہی تھی۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ فرانس کو بنائے منہدم نہ کرے۔ وہ اس بات میں اپنی ٹیکنامی اور شان و شوکت خیال کرتا تھا کہ وہ فیض رسانی کرے اور اپنی نوع انسان کے لئے مصیبت کا سبب ثابت نہ ہو۔ اب تک جتنی لڑائیوں میں اسے شرکت کرنا پڑی تھی وہ فرانس کی حفاظت کے لئے تھیں۔ مصر پر پوریش کرنے کا نام پوریش نہیں کھنا چاہئے۔ یہ ہم صرف اس لئے اختیار کی گئی تھی کہ فرانس کے سب سے زیادہ مستقل

اور پڑے اور سب سے زیادہ قوی دشمن کے حملوں کی روک کی جاوے یہ دشمن ایسا تھا کہ فرانس کو ایسے دشمن سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ اب نپولین مضبوط تھا۔ سب فرانس اُس سے متفق تھا اور اب ایک بے روک اختیار سے وہ تمام فرانس کے ذریعوں کو کام میں لاسکتا تھا۔ اور تمام فوجوں سے اپنی مرضی کے موافق کام لے سکتا تھا۔ ایسے حالات میں اُس نے نہایت شریفانہ طریقہ سے اپنی اُس خواہش و شوق کا اظہار کیا جو امن و چین کے متعلق ہے تھے۔ اُس نے بادشاہ انگلستان اور شاہ ہندشاہ اسٹریا کو صلح کے بارہ میں براہ راست مراسلہ بھیجے نپولین کا ایسا کرنا بڑی شرافت کی بات تھی۔ اگر نپولین کو غور یا گھٹا ہوتا تو وہ کہہ سکتا تھا۔ ”انھیں بادشاہوں نے یہ لڑائیاں چھڑیں یہی بادشاہ ان کو ختم بھی کریں“

نپولین نے بادشاہ انگلستان کو حسب ذیل لکھا:

”جہاں پناہ۔ فرامیسی قوم کی راے سے ریلپک کا فرسٹ کانسل منظور ہونے اور اپنے عہدہ کا کام ہاتھ میں لینے پر میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ہنگارن والا کو براہ راست لکھوں کہ کیا یہ جنگ جو گذشتہ چار سال سے دنیا کو برباد کر رہی ہے ہمیشہ جاری رکھی جائیگی کیا کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ باہم صلح ہو جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یورپ کی وہ ایسی قوم جو سب سے زیادہ شائستہ اور اپنی حفاظت و خود مختاری کی ضروریات سے زیادہ قوی ہیں تجارت کی بیبہ وی۔ اندرونی خوش حالی اور خلق خدا کی امن و چین کو اپنی شخصی پرتربان کریں۔ وہ اپنا غمخساری بات میں کیوں نہیں سمجھتیں کہ صلح کرنا سب سے زیادہ مقدم کام ہے ہنگارن والا کے لئے یہ باتیں خیال کرنا کوئی انوکھی چیز نہیں ہے اسلئے کہ جہاں پناہ کی ہایک آزاد قوم پر حکومت ہے اور صرف اس حکومت سے یہی ایک مدد ہے کہ اس قوم کو مرہ حال بنائیں۔

صلح کی صرف اس درخواست سے جس کے پیش کرنے میں میری طرف سے فوراً پیشقدمی ہوئی ہے جہاں پناہ کو معلوم ہو گا کہ میں دوسری مرتبہ خلوص ذلی کے ساتھ

عام صلح میں وقوع مدودینے کی خواہش رکھتا ہوں اور یہ کارروائی بچ کے طور پر کی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ حیران کرنے والی ظاہر داریاں نہیں جو کمزور ریاستوں کو اپنی ماتحتی کا بھیس بدلنے کے لئے شدید ضروری ہوتی ہیں لیکن جب ان ظاہر داریوں کو قوی حکومتیں اختیار کرتی ہیں تو ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی فریب وہی کی خواہش ہے۔ اب بھی اگر فرانس اور انگلستان اپنی طاقتوں کا بجا استعمال کرینگے تو یہی نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں تو مصیبت میں مبتلا ہونگی اور خود فرانس اور انگلستان کی تنیدستی طول کھینچتی چلی جائے گی پس دیر سے کتنا ہوں کہ دنیا کی قسمت اسی سے وابستہ ہے کہ جنگ کا خاتمہ کیا جاوے جس نے تمام دنیا میں اگ لگا رکھی ہے۔“

صلح کی اس عالی حوصلہ درخواست پر بادشاہ انگلستان نے یہ مناسب سمجھا کہ براہ راست جواب دے۔ لارڈ گرین وائل نے ایک خط کے ذریعہ سے جواب دیا جو نہایت تلخ اور اطمینان بخش سے بھر اہوا تھا اور تمام فرانس اس توہین کے اعلان پر پرہم ہوئی کہ ”اگر فرانس کو صلح کی خواہش ہے تو اس صلح کی اصلیت اور دوام کی سب سے فطرتی اور بہترین ضمانت یہ ہو سکتی ہے کہ انھیں بادشاہوں کے خاندان کو فرانس کے تخت پر بحال کر دیا جاوے جنھوں نے صدیوں فرانسیسی قوم کو خوش حالی کے ساتھ فرانس میں اور وقار کے ساتھ فرانس سے باہر قائم رکھا ہے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو فوراً اور ہر وقت صلح کے راستہ میں کوئی موانع باقی نہ رہینگے۔“

پنولین کی صلح جو پہل کے جواب میں ایسا خط واقعی غصہ دلانے والا جواب تھا تاہم بڑی نرمی لیکن ان بان کے ساتھ اس نے اپنے درمیان ٹیلرڈ کے ذریعہ سے اس کا جواب حسب ذیل لفظوں میں بھیجا :-

جنگ کو چھڑنا تو کیا معنی فرانس نے آغاذا انقلاب سے اپنی صلح پسندی اور فتوحات کی طرف اپنے میلان نہونے اور سب طاقتوں کی خود مختاری کی وقت کا بڑی سختی کی

اعلان کیا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ چونکہ اُس کو اپنے اندرونی معاملات سے مہلت نہ ملی اُس نے پورپ کے معاملات میں دخل دینے سے اپنے کو بچایا اور اپنے اعلان پر قائم رہی۔

”لیکن جیسے ہی فرانس میں انقلاب پیدا ہوا مخالفانہ مزاج کے ساتھ تاحی پورونچے اُن کی بربادی کو متحد ہو گیا اور اپنے اظہار سے قبل یہ دست درازی اصل تھی۔ یعنی فرانس میں غائب جنگوں کے اشتغال دئے گئے۔ مخالفین انقلاب کے بڑے تپاک سے خیر مقدم ہوئے۔ اُن کی دایینی شکایتوں پر اُن کی مدد کی گئی۔ فرانسیسی قوم کے دکلاؤ کی توہین کر کے خود قوم کی ہون کی گئی۔ ریمپک کے وزیر کا اخراج کر کے انگلستان نے خصوصاً یہ نظیر دکھائی۔ انجام کار اعلان جنگ سے بہت قبل فرانس کی خود مختاری۔ اُس کی آبرو اور اُس کی امن پر حملہ کیا گیا۔

”چونکہ فرانس کو منتشر کر دینے اور اُس کو فنا کر دینے کی تجویزیں کی گئیں۔ لہذا اب فرانس کو بھی استحقاق حاصل ہے کہ اُن معینوں کا بدلہ لے جو اُس نے برداشت کی ہیں اور جن سے پورپ کو ایذا پہنچی ہے۔ چونکہ ہر جانب سے حملہ ہوا ہے ریمپک سوائے اس کے اور کیا کر سکتی تھی کہ انھیں حملوں کے برابر اپنی حفاظت کی کوششوں سے کام لیتی اور صرف اپنی خود مختاری قائم رکھنے کے لئے یہ بات ہوئی کہ اُس نے اپنے شہریوں کی طاقت اور شجاعت سے چارہ کی۔ ان نازک حالات میں جو انقلاب اور جنگ نے پیدا کئے تھے اگر فرانس نے اپنی شجاعت کی برابر ہر زمی کا اظہار نہیں کیا تو اس کی وجہ اُس ملک ہٹ سے صرف منسوب کی جا سکتی جس سے انگلستان نے فرانس کی بربادی کے لئے اپنے تمام ذریعوں کو بڑے اسراف سے خرچ کیا ہے۔

”لیکن اگر جرنیساکے بادشاہ کی بیخواسہش ہے کہ وہ فرانس کی جمہوری حکومت کے ساتھ متفق الراے ہو اور از سر نو صلح قائم کرے تو ایسی تدابیر کی طرف تو چھ کیوں منعطف نہیں کیا جاتی کہ جنگ کا خاتمہ ہو اور جنگ کے عذرات کیوں ڈھونڈھے جاتے ہیں۔ اس میں شک

نہیں ہو سکتا کہ انگلستان کے بادشاہ کو دوسری قوموں کے اس حق کو تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنی حکومت کی وضع منتخب کریں کیونکہ یہ بات بھی اسی قومی استحقاق کی بدولت حاصل ہوئی ہے کہ وہ فوڈنلج پہنے ہوئے ہے لیکن فرسٹ کانسلی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مباحی اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد جس پر ملکی جماعتوں کے وجود کا انحصار ہے بادشاہ انگلستان ایسے ایسے اشارے کیوں کرتا ہے جن سے ریپبلک کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہوتی ہے ایسی مداخلت فرانسیسی قوم کے لئے اس سے زیادہ مضر نہیں ہے جتنی کہ وہ انگلستان اور انگلستان کے بادشاہ کو مضر ہوگی اگر اسی جمہوری وضع حکومت کا انگلستان میں اعلان دیا جاوے جو انگلستان نے سترھویں صدی کے وسط میں اختیار کی تھی۔ یا تخت شاہی پر انگلستان میں پھر اسی خاندان کے بلانے کی نیک نصیحت کی جاوے جس کو اس کے حق پیدائش نے تخت پر بٹھا لایا تھا اور انقلاب نے اس کو تخت سے اتارنے پر مجبور کیا تھا۔

ایسے دندان شکن جواب ممکن نہ تھا کہ رد کئے جاسکتے لہذا لارڈ گرین وائل سے ضبط نہ ہو سکا اور ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو پہلی تحریر سے بھی زیادہ سخت اور عرصہ سے بھرا ہوا تھا اس نے اعلان کیا کہ فرانس کے مخالفین سرکار کے خلاف حملہ یورپ کے بادشاہوں کی حفاظت کے لئے انگلستان جنگ کر رہا ہے اور جنگ پر از سر نو بلا کم و کاست اصرار کیا جائیگا۔ خط و کتابت کے اس نتیجہ پر پولین نہ بے دل ہوا اور نہ مایوس ہوا۔ اگرچہ

سلسلہ یہ اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ انگلستان کے بادشاہ چارلس اول کو انگلستان کی رعایا نے قتل کر کے جمہوری حکومت قائم کی تھی اور کرامویل اس حکومت کا محافظ ہوا تھا اور بادشاہ میں حکومت ختم ہوئی تھی۔ مترجم

۱۷ اصل موروثی خاندان جو انگلستان پر حکمران تھا اسٹوارٹ خاندان تھا لیکن اس خاندان کو علیحدہ کر کے ہینور خاندان بادشاہ ہوا۔ بس میں جارج سیوم تھا جس نے بادشاہ سے بادشاہ تک حکومت کی۔ پولین کے زمانہ میں ہی جارج سیوم بادشاہ تھا۔ مترجم

وہ صبح کا دل و جان سے متمنی تھا لیکن ساتھ ہی اس کے وہ جنگ سے خائف نہ تھا وہ اس مشورہ مثل سے واقف تھا کہ وہ شخص جو برسرِ حق ہوتا ہے ہتھیار مسلح ہوتا ہے اُس کو اس یقین سے خوشی تھی کہ تمام قوموں کے منصف مزاج اور غیر طرفدار آدمی اُس کے جانب دار ہونگے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اُس ورثتِ لہجہ کی وجہ سے جو انگلستان نے اختیار کیا تھا تمام فرانسیسیوں نے اُن کو ایک شخص واحد ہو جائیگی اور بڑے استغلاں سے اُن تک مقابلہ کر گئی۔ اُس نے کہا ”لارڈ گرین وائل کے جواب سے مجھے اطمینان ہو گیا اس سے بڑھ کر موافق جواب ہونا نہ سکتا تھا۔ انگلستان جنگ کا محتاج ہے۔ اچھا اُس سے جنگ کی جائیگی۔ بہت اچھا۔ اب جبکہ دم میں دم ہے جنگ ہوگی۔“

شاید اس جنگ کے نتیجہ پر انگلستان کے بادشاہ۔ انگلستان کے اساقف (بڑے پاپی) اور انگلستان کے امرا کی میٹھا جاگیروں کا انحصار تھا۔ فرانس کے امرا کے بلا شرکتِ غیرے حقوق کا توڑ دیا جانا اور تمام درجوں کے آدمیوں میں مساوی حقوق کا قیام ہو جانا واقعی ایک بھونچال تھا جس نے بادشاہ انگلستان کے تخت۔ انگلستان کے حکومتِ امرا اور انگلستان کی پیرزادگی کو ہلا دیا ہوگا۔ انگلستان کی حکومت خالص اُس کے بادشاہ۔ امرا اور اساقف کے ہاتھ میں تھی۔ ان لوگوں کی سب کائنات معضِ فطر میں تھی۔ پس ایسے بڑے لالچ پر ضعیف بشری فطرت پر حد سے زیادہ نکتہ چینیوں نہونا چاہئے۔ قریب دس سال سے فرانس کے شاہزادے تمام یورپ میں خانہ برباد آورہ پھر رہے تھے۔ فرانس کے امرا اپنے قلعوں میں سے نکال باہر کئے گئے تھے۔ جاگیریں ضبط کر لی گئی تھیں اور دیس دیس مہیک مانگے پھرتے تھے۔ فرانس کے اساقف جو قائم و سنبال پہنتے تھے اور بڑی شہنشاہی گاڑیوں میں سوار ہوتے تھے اب پچارے اسی کو بڑی نعمت خیال کرتے تھے کہ کسی شہنشاہ کے لارڈ پر کمر سینکنے کا موقع بجا ہے یا کسان کی کالی لوکھٹ روٹی سے اپنی بھوک کی آگ کو بجھالیں۔ اب جاے انصاف ہے کہ انگلستان کے بادشاہ اور امرا اور اساقف کے لئے

یہ سببت ناک آگاہی تھی یا نہ تھی۔ اُن کی خیریت تو اسی میں تھی کہ فرانس اور انگلستان میں اتحاد کا کوئی
رشتہ قائم ہی نہ ہو۔ اور فرینسیسی رپبلک کے اصولوں پر نفرین کی باسے اور اس سبب سے بڑھ کر
اگر ممکن ہو تو یہ کریں کہ انگلستان کے باشندوں کو پولین کے خلاف انوکریں بہر نمایاں کے خلاف
کا زائدہ اور اُن کا حامی تھا۔ سب سے بڑا دشمن جس سے ڈرتا چاہئے تھا پولین تھا اسلئے
کہ اپنے زبردست ذہن و ذکا سے وہ تمام ممالک کے لوگوں کے دلوں میں اپنا گہر کر رہا تھا
لیکن بہت تعلیم میں ایک منصف مزاج شخص بھی نہیں کہے گا کہ پولین نے اب جو سبب تھا
فرانس کے تین کروڑ باشندوں کا یہ فرض نہ تھا کہ انگلستان کے ڈیر کروڑ باشندوں سے
اپنی طرز گورنمنٹ میں اصلاح کرنے کی اجازت مانگیں۔ یورپ کے بادشاہ۔ انگلستان کے
بادشاہ کی ماتحتی میں متفق ہو کر زبردست فرانس پر زبردستی کئے گئے خاندان بادشاہی کو مسلط
کرنا چاہتے تھے نا تجربہ کار رپبلک پریشان اور مغلس۔ ان خوفناک صدیوں سے جلد جلد برباد
ہو رہی تھی۔ قوم نے اختیار اس کی دیکر پولین کو اپنی حفاظت کے لئے منتخب کیا تھا۔ ساری
امیدوں کا پولین ہی کی ذات پر دار مدار تھا۔ پولین اگرچہ اپنی قوت سے آگاہ تھا تاہم
بڑی قابل رحم انسانیت کے ساتھ صلح کی التجائیں کر رہا تھا۔ اور اُس کی التجاؤں پر درپردہ
وہی اور گستاخی سے جواب ملے۔ اور مبارز طلب افواج کے ہنگوں کی آوازیں دریا کے نیچے
سے لیکر دریائے ڈینیوب تک پہنچیں گئیں انگلستان کے زبردست بیڑوں نے
فرانس کی بندرگاہوں کے راستے روک دیئے۔ اور رپبلک کے کمزور جہازوں کو ہرا کر دیا
اور شہروں پر گولے برسائے۔ فرانس کی سرحدوں پر تین لاکھ فوج کا زبردہ ہوا کہ شاد کامی
سے فرانس کے دار السلطنت پیرس میں در آئیں اور نیکیوں اور ہم کے گولوں کے زور سے

۱۔ دریا سے ٹیس انگلستان کا دیا ہے جس پر شٹر لندن واقع ہے۔ مترجم

۲۔ دریا سے ڈینیوب یورپ کا بہت بڑا دریا ہے اور آسٹریا میں ہو کر گزرتا ہے۔ آسٹریا کا دار السلطنت

وینا اسی دریا پر واقع ہے مترجم

فرانسیس پین کو اس بات پر حیرت ہو کر دیں کہ وہ بوربون خاندان کے اپنا بارشاد تسلیم کریں۔ اب پنپون کو سہارے، اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے ملک کو بچا لے اور اسل تو یہ ہے کہ اس نے اپنے ملک کو بڑی شرف سے بچایا۔

پنپون کی خدمت کا بت نے جو برٹش پارلیمنٹ سے ہوئی تھی پنپولین کے حق میں بڑی عزت کے نتیجے نکالے اور انگلستان کے لوگوں میں پنپولین کے بہت سے دوست بنا دیے اور برٹش گورنمنٹ کی کارروائیوں پر انگلستان کی پارلیمنٹ میں سخت مخالفت پیدا کر دی اس

مخالفت فریق کے مگر جو مسٹر فرانسس - شرنین - لارڈ اسکٹن - ڈیولف آف ڈیفرڈ اور لارڈ ہالینڈ تھے۔ انہوں نے اس حمایت مذموم مقولہ پر عمل نہ کیا۔ ہمارا ملک - چاہے وہ حق پر ہو اور چاہے ناحق پر بدعت لوگوں نے اس شریعت مقولہ پر عمل کیا۔ ہمارا ملک جب ناحق پر ہو ہم اس کو حق پر لانے کی کوشش کریں گے۔ لفظوں کی تاراج میں کہیں نہیں دیکھا جاتا کہ اس سے

سلطنت انگلستان میں یقین تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے کا یہ سب سے بہتر موقع تھا۔ فرانس کے ہاتھ سے اٹلی بھل چکی تھی اور آسٹریا کی ایک لاکھ چالیس ہزار فوج سیواسے کو دھکی دے رہی تھی۔ اور دریائے

راین پر چھج ہو رہی تھی انگریز اور آسٹریا کی مستوحات سے بھونے ہوئے تھے۔ سواروں کی فتوحات بھی تازہ تھیں اور فیصلہ کر دینے والی شمار کی جاتی تھیں بھی خوب معلوم تھا کہ فرانس مغلس ہو رہی تھی اور اس کے باشندوں

کوستانے کی حاجت تھی۔ اور اس طریق سے جس سے پنپون نے فرسٹ کانس کا عہدہ حاصل کیا تھا یہ سب تھی کہ سوائس سرکار اور جمہوری فریق اس کی حکومت کے خلاف مقابلہ پر آمادہ کر دیے جائیں

اور یہ فریق جو تو پنپولین کے اختیارات چھین لینگے یا اس کی کارروائیوں میں اس قدر مغل ہونگے کہ وہ اپنے پردہ پوشوں کا بآسانی شکار ہو جائیگا۔ پس لارڈ گرین وائل کا وہ جواب جو ٹیلیگراف

کے نام آیا ایسے لفظوں میں تھا کہ خواہ شتعال پیدا ہو اور کچھ عرصہ کے لئے صلح کی بات ہوتی کا موقع ہی نہ رہے۔ تیار پنپون مصنف - جی ایم - لسی۔

بڑھ کر پُرجوش یا فصیح تقریریں ہوتی ہوں جیسی اس مسئلہ پر پارلیمنٹ میں ہوئیں۔ مسٹر پیٹ کا قریب۔
 فاکس۔ پولین کا بہت بڑا مداح تھا۔ اور اس مخالفت کا سب سے ممتاز سرگروہ تھا۔
 پولین اپنی واضح قلیل اللفظ فصاحت سے ان دونوں مخالف مدبران ملک پر یکساں
 کرتا ہے۔ فاکس میں دل نے ذہن کو گرم کر دیا تھا۔ پیٹ میں ذہن نے دل کو پڑ مردہ کر دیا تھا۔
 پارلیمنٹ میں فریق مخالفانے سوال کیا۔ تم یہ پوچھتے ہو کہ بانی فساد کون تھا؟ اس
 سوال سے کیا نتیجہ ہے تم کہتے ہو کہ بانی فساد فرانس ہے۔ فرانس کتنا بڑا ہے کہ بانی فساد انگلیس
 ہے۔ اب جس فریق کو تم بانی فساد ہونے کا الزام دیتے ہو۔ وہی فریق جنگ سے دست برداری
 پر پہلے آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ کیا یہ نہ ختم ہونے والی جنگ اسلئے جاری رکھی جاتی ہے کہ ایک
 تاریخی مسئلہ کا فیصلہ کیا جاوے۔ تم کہتے ہو کہ فرانس سے صلح کرنا بیکار ہے۔ لیکن
 تم نے ڈائرکٹری سے تو صلح کی تھی۔ پروشیا اور اسپین نے بھی ڈائرکٹری سے صلح کی اور ان کو
 کوئی وجہ شکایت کی نہ تھی۔ تم فرانس کے جبرائیم کا ذکر کرتے ہو۔ اور باوجود اس کے
 مختاری فوق طاقتیں اس سے بھی زیادہ نہایت مذموم جرائم کی مرتکب ہوئی ہیں اور اس پر
 طرہ یہ ہے کہ ان طاقتوں کو فرانس کے خلاف اپنی رعایا کی جانب سے کسی بلے یا فساد
 کی بھی شکایت نہیں تھی۔ تم فرانس کی بلند نظری کا تذکرہ کرتے ہو۔ لیکن۔ روس۔ پروشیا۔
 اور آسٹریا نے پولینڈ کو جو باہم ہانت لیا ہے۔ آسٹریا۔ کا اٹلی پر پنجہ دراز ہے۔ تم نے خود ہندو
 پر قبضہ کیا ہے اور اسپین کی نوآبادیوں کے ایک جزو اور ڈوچہ کی کل سبستیوں پر قبضہ کر لیا ہے
 اور اس جرم کے جھگڑہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ سب طاقتوں کے درمیان سب سے بڑا مجرم
 کون ہے۔ اگر فرینچ رپبلک سے مختار کسی وقت میں بھی صلح کرنے کا ارادہ ہو تو یہ وقت سب سے
 زیادہ مناسب ہے۔“

اصل اشارہ پر کہ فرانس کے تخت پر لوہو بون قائد ان ضرور بحال ہونا چاہئے
 شرح کے طور پر ایک خط شائع ہوا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خط اصل تھا یا جعلی تھا جس میں

معزول خاندان اسٹوارٹ نے مودجودہ بادشاہ انگلستان یعنی جارج سیوم سے اپنا موروثی تخت واپس مانگا۔ اس الزامی جواب کا رد کر دینا کسی طرح امکان میں نہ تھا۔ خود جارج سیوم کو تسلیم تھا کہ وہ غاصب تھا اور جلا وطن اسٹوارٹ خاندان کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ اس تیز بہت خط سے دشمن کی صفوں میں بڑی پریشانی پھیلی پارلیمنٹ میں سرف کس کی پارٹی کو بڑا ہی لطف آیا۔

وزرا نے انگلستان نے جواب دیا کہ فرانس سے صلح کر لینے میں یورپ کے سب بادشاہوں کو خطرہ ہے۔ فرسٹ کانسٹل بڑے خوفناک غم و ثبات سے انقلاب کے اصول یعنی عام لوگوں کی فضیلت قائم کر رہا ہے فرانس سے صلح کرنا گویا ظلم کی روک میں لتا ہل کرنا ہے۔ فرانس میں ہنوز وہ خیالات باقی ہیں جن سے اُس کے انقلاب کی ابتدا ہوئی تھی۔ فرانس جمہوری تھی۔ فرانس جمہوری ہے۔ وہ بادشاہوں کے مقابلہ میں جنگ کا اعلان کر رہی ہے۔ فرانس بادشاہوں کی بربادی کی جستجو میں ہے۔ ان بیانون میں بڑا زور تھا۔ یہ سچ ہے کہ لفظ کے معنی کی سختی سے تعبیر کرنے سے پولین جمہوری نہ تھا۔ وہ اس بات کا حامی نہ تھا کہ عثمان حکومت بہت سے امیوں کے گروہ کے ہاتھوں میں دیجاوے۔ اور اُس نے اس خیال کو پوشیدہ نہیں کیا۔ اُس نے صاف کہا کہ فرانس کے لوگوں میں نہ کافی تمیز ہے نہ نیکو کاری ہے جو ایک مضبوط عظیمہ انہ جمہوری حکومت کے لئے ضروری ہے۔ اُس نے یہ بھی علانیہ کہہ دیا کہ ”میری رلے میں رپبلک کی آزمائش میں قطعی ناکامی ہوئی۔ اور فرانس کو ضرور بادشاہ کے ہاتھوں میں لوٹنا چاہئے“ اور فرانس کی ایک بڑی جماعت اس ضرورت پر راضی تھی۔ عموماً فرانسیسی آزادی نہیں چاہتے تھے وہ صرف حقوق میں برابری چاہتے تھے۔

پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ”انقلاب کے ابتدائی زمانہ میں میں بڑا سرگرم

جمہوری تھا۔ مگر معاملات ملکی کی حاکمتوں اور ہمارے قانون سازوں کی بڑی بڑی زیادتیاں سے میری سرگرمی میں سردی پیدا ہوئی اور آخر میں ابو کر کی جنگ کے وقت ڈاکٹر ٹری کے اس فعل پر کہ اُس نے رعایا کے انتخاب سے انحراف کیا میرے جمہوری خیالات بالکل زائل ہو گئے۔

اب فرانس کو امیر دوست بادشاہ کی حاجت نہ تھی جو اپنی عنایتیں۔ دولت۔ مراتب جلیلہ امرا ہی پر صرف کیا کرتا تھا۔ پُرانا سوردی تحت بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ فرانس ہر تغزیر تحت کی طالب تھی اور رعایا کے حامی بادشاہ کی خواہشمند تھی جو رعایا کے مقاصد کا بھی لحاظ رکھے اور سب لوگوں کے لئے اختیارات مناسب۔ عزت و خوش حالی کے کوچے کیساں کھول دے۔ ایسا بادشاہ نپولین تھا۔ رعایا اُس کی پرستش کرتی تھی۔

لوگ بڑی سرت سے نعرے مارتے تھے کہ وہ ہمارا شاہنشاہ ہے۔ ہم اُس کو ان سب بادشاہوں سے بڑا بنائیں گے جو امیروں کے بادشاہ ہیں۔ ہمارے شاہنشاہ کے ایوان زیادہ آراستہ ہونگے۔ اُس کا مکتب زیادہ شاندار ہوگا۔ اُس کی شان و شوکت نگاہ کو خیرہ کر دے گی، ہماری بیٹیاں اُس کے دربار کی اعزازی لیڈیاں ہوں گی ہمارے بیٹے ٹوٹی کرپڑورسلیس اور سینٹ کلاوٹ کے اندر جائیں گے اور باہر آئیں گے۔ اور فرانس کے سسپہنار ہونگے، لارڈ گرین وائل نے کہا تو سچ تھا کہ نپولین انقلابی اصول قائم کر رہا تھا۔ یعنی حقوق میں برابری کی بنیاد ڈال رہا تھا اور جمہور کے حقوق میں نصیبت قائم کرتا تھا۔ لیکن یورپ کے بادشاہ تو جیسے جمہوری حکومت کے خلاف تھے ویسے ہی نپولین جیسے بادشاہ کے۔

۳۔ فروری ۱۸۰۲ء کو سٹوڈنٹس نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں اُس طبقہ کی پسندیدگی کا اظہار تھا جو وزیر اعلیٰ نپولین کی درخواست صلیح نامنظور کرنے میں اختیار

کیا تھا۔ اس کے بعد مسٹر وائٹ بریڈ۔ مسٹر کننگھم اور مسٹر ہالڈن نے تقریریں کیں جن میں بڑی سختی سے وزیر کے اُن ناشائستہ اور توہین کے کلمات کی نسبت نکتہ چینی کی جو وزیر نے فرسٹ کانسل کے دوستانہ اور شرفیادہ پیغام صلح پر استغناء کئے تھے۔ مسٹر فاکس نے بھی اسی نکتہ چینی کے لہجہ سے اس طرح کہا۔

”صاحبو میں وزیر کی اُس خیر دوستانہ زبان پر جو فرانس اور اُس کے سودا بانہ پیغام صلح کے مقابلہ میں انھوں نے استعمال کی ہے نہایت سخت افسوس کرتا ہوں اور اس افسوس میں صلح کا ہر ایک حامی میرا شریک ہے۔ ایسی زبان ہمیشہ غیر عقلمندانہ خیال کی گئی ہے اور مدبروں نے اُسے ہمیشہ ناپند کیا ہے۔ چونکہ میں صدق دل سے صلح کا حامی ہوں میں لاٹو مالیسبری کے ساتھ ہو کر کتا ہوں کہ میل جول سخت زبانی اور ملا تلو سے نہیں ہو کر تا اور مجھے یقین ہے کہ میں اس پارلیمنٹ کی رائے بیان کر رہا ہوں اور اگر اس پارلیمنٹ کی رائے نہیں بیاں کر رہا تو کم سے کم انگلستان کی ایک بڑی جماعت کی رائے تو ضرور بیان کر رہا ہوں جب کہ میں وزیر کی بے ضرور اور بغیر استعمال دلائی ہوئی الٹی اہمیتوں پر جو امن و صلح کے راستہ میں موانع پیدا کرتی ہیں نالہ و بکا کرتا ہوں۔“

”میں خیال کئے جاتا ہوں اور جب تک اپنی رائے بدلنے کے لئے اُن وجوہ سے جو رائٹ آزابیل خٹلمین نے آج کی رات پیش کی ہیں تہ وجوہ دیکھ نہ لوں میں خیال کرتا رہوں گا کہ بکتا رہوں گا کہ بانی فساد انگلستان تھا اور آسٹریا اور پروشیا کی بابت کیا کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے جو ایک لمحہ کو اس بات میں کلام کر سکتا ہو کہ وہ بانی فساد نہ تھے۔ رائٹ آزابیل خٹلمین کے لئے ایسے صاف اور قطعی تحریری ثبوت کے خلاف جن پر بہت دفعہ اور نہایت پورے طور پر بحث ہو چکی ہے ایک طولانی اور نمائشی تقریر کرنا بیکار فعل ہے“

”صاحبو میں رائٹ آزابیل خٹلمین کی ذرا ذرا سی تفصیلات پر جو انھوں نے پہلی

بنارس و فساد کی نسبت دینا مناسب خیال کیا ہے بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن اسٹریا اور پروٹسٹا کے بانی فساد ہونے کی نسبت کوئی شخص بھی جس نے ذرا بھی تکلیف کر کے اس مضمون پر غور کیا ہے شک نہیں کر سکتا۔ اُن کی جگہ کارروائیوں سے بڑھ کر کوئی شے مخاصمانہ نہیں ہو سکتی۔ کیا انھوں نے فرانس سے یہ علانیہ نہیں کہا کہ وہ اُس کے اندرونی معاملات تک بیرونی معاملات نہیں تھے جن کی وجہ سے اُن دونوں نے باہم تجھ بندی کی۔ ذرا اُن اعلانوں پر نظر ڈالئے جن کے بعد انھوں نے فرانس پر یورش کی اُن کے اُن اقرار کو پڑھئے جو انھوں نے باہم کئے اور کہا کہ ہمارا جنگ کرنا حق بہ جانب ہے۔ انھوں نے یہ عذر دیا کہ اُن کو فرانس کی بلند نظری یا اُس کی فتوحات سے خوف تھا یا اُس نے اپنے ہمسایوں کو مستیایا تھا بلکہ انھوں نے فرانس پر بی الزام قیام کیا کہ اُس نے اپنی طرز حکومت کو نئی وضع پر قیام کیا ہے۔ انھوں نے فرانس کی ملک گیری کا ذکر نہیں کیا۔ انھوں نے تو فرانس کی سڑکوں اور جماعتوں کا جو پیرس میں تھیں ذکر کیا ہے ”صاحبو اب ربا خاندان بوربون کا بحال ہونا۔ تو اگر یہ فرانس کے لوگوں کی خواہش ہو تو میں ایک بوربون خاندان کیا کسی خاندان کی بادشاہی کے متعلق پورا اظہار رضا مندی کرنے کو تیار ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فرانس کے لوگوں اور اسی طرح دوسرے ملک کے باشندوں کو اپنی وہی وضع حکومت رکھنا چاہئے جس کو وہ سب سے زیادہ پسند کریں اور میری رائے میں وضع حکومت یا وہ اشخاص جن کے ہاتھ میں وہ حکومت ہو اُس قوم کے ساتھ ہماری صلح یا میل جول سے رہنے میں روک نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جو حیثیت ایک انگریز ہونے کے اور انگریزی خیالات سے تحریک کئے جانے کے میں یقیناً خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان فرانس کے تحت کا پھر بادشاہ ہو میں یہ کہتا ہوں کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ کسی خاندان کی طرف سے بداندیشی کروں۔ مجھے بوربون خاندان کی طرف سے ہمدردی ہے اور اُن کی مصائب کو غمت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔“

لیکن چونکہ میں انگلستان کا بہی خواہ ہوں میں یہ خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان کو وہی اختیارات پھر ملیں جن کا انھوں نے بجا استعمال کیا ہے۔ مجھے یہ بات نہیں بھول سکتی کہ گذشتہ صدی کی تاریخ صرف ان لڑائیوں اور ان مصائب کی ایک داستان ہے جو بوربون خاندان کی بے چین بلند نظری۔ سازشوں اور فریبوں سے پیدا ہوئی تھیں۔

”لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ نے صلح سے انکار نہیں کیا ہے۔ آپ نے ایک حالت بیان کی ہے جس میں آپ فوراً صلح کے لئے تیار ہیں اور یہ حالت بیان کی ہے کہ بوربون خاندان بحال کرویا جاوے لیکن اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ناگزیر شرط نہیں ہے اور پھر آپ نمل زبان میں جسے میں نہیں سمجھتا یہ بھی کہتے ہیں کہ محدود امکان اور بھی ہیں جن سے صلح ہو سکتی ہے اور وہ بوربون خاندان کے بحال ہوئے بغیر آپ کو صلح کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ محدود امکان کون سے ہیں۔ اب صاحبو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ایک حالت پیش کریں جس پر آپ بیان کریں کہ آپ فوراً صلح پر راضی ہیں اور اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہیں کہ اور بھی ایسی محدود ممکن حالتیں ہیں تو سوائے اس کے آپ کی باتوں کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناگزیر شرط کے سوا اور کچھ بیان نہیں کرتے۔“

”صاحبو آج کی شب سوال کیا ہے؟ یعنی ہم سے یہ بات چاہی گئی ہے کہ دزرا کے اس انکار کے بارہ میں تائید کریں جو انھوں نے ایک صاف۔ سچی۔ مودبانہ۔ درست صلح کے خلاف کیا ہے اور لڑائی جاری رکھنے کی بابت ان کی ہاں میں ہاں ملائیں۔“

”تو صاحبو میں اپنی تقریر ختم کر چکا میں نے اپنی رائے آپ پر ظاہر کر دی۔ خیال کرتا ہوں کہ آپ کو اس درخواست صلح کے جواب میں جو ایماندار می اور خوبی کے ساتھ کی گئی تھی ملائم۔ صاف اور واضح جواب دینا چاہئے تھا۔ ہاں اگر آپ کی یہ خواہش تھی کہ اس صلح کے پیغام میں سب بادشاہ جو فرانس کے خلاف تھے شریک کئے جاتے

کہ صلح عام طور سے ہوتی تو آپ کو لازم تھا کہ بونا پارٹ کو اسی طرح مطلع کر دیتے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کو خوف تھا کہ بونا پارٹ اس پر راضی نہ ہوگا۔

ان دنوں کی تردید میں ولیم پٹ نے بڑی پرزور اور فصیح تقریریں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ رعایا کی مجالس جو فرانس میں قائم ہوئی تھیں اور جن کو ولیم پٹ نے اس وقت مخالفین سرکار اور خود سر کے نام سے موسوم کیا یورپ کے ہر ایک بادشاہ کے خطہ کا باشندہ تھیں۔ اور اس نے اصرار کیا کہ نپولین کے پیغام صلح پر فوراً انکار ہونا چاہئے تھا اور آخر دم تک جنگ ہونا چاہئے تھی۔ ولیم پٹ نے آخر میں کہا کہ ایسے حالات میں اگر ہم پورے استقلال سے کوشش کر چکے تو ہمارے راصد برائے کی پوری امید ہے۔ لیکن اگر بغرض محال ہم کو اپنی بڑی بڑی امیدوں میں ناکامی بھی ہوئی تو ہمارے جنگ سے آخر میں تو ہم کو ضرور کچھ نہ کچھ مل ہی رہیگا۔ جنگ کا ہر ایک ماہ گو اپنے نتائج کے اعتبار سے مخالفین سرکار کو نیست و نابود نہ بھی کرے لیکن اتنا تو ضرور ہوگا کہ وہ اتنے کمزور اور تنیدست ہو جائیں گے کہ ہم کو پہلے کے مقابل میں زیادہ امن و حفاظت حاصل ہو جائیگی۔ ان سب وجوہ پر غور کرنے سے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ یہ بات ہمارے مقاصد اور ہمارے فرائض کے مطابق ہو کہ ہم موجودہ فرانس کے حاکم کے پیغام صلح پر توجہ کریں۔

برٹش پارلیمنٹ میں وزیر کے ساتھ ۲۶۵ رائے جنگ کرنے پر موافق تھیں اور ۴۴ جنگ کے خلاف تھیں۔ پس نپولین کے پیغام صلح کو ایسی حقارت کے ساتھ نامنظور کیا گیا اور پھر اس پر ایسی پست ہمتی سے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں خود انھیں دزدانے تمام قوموں کے کان اس اعلان سے ہرے کر دیئے تھے کہ ”بونا پارٹ اپنے شوق جنگ اور بلند نظری کی نہ بچنے والی پیاس کی بدولت یورپ میں خونریزی کا طوفان برپا کر رہا ہے“ اور لطف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اب بھی ہزار ہا آدمی ایسے موجود ہیں جن کے دلوں سے اس مذموم ہمتان کا گرا اثر دور نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن دنیا کی بازی گاہ میں آزاد لوگوں کی ایک نئی قوم آرہی ہے اور وہ اس جمہور کے حقوق کی ہمسری کے سوراخاچی کے ساتھ انصاف کریگی۔

جس دن نیولین نے انگلستان کو پیغام صلح بھیجا اسی روز اسی مضمون پر ایک مراسلہ اسٹریٹ کے شاہنشاہ کے نام بھی بھیجا۔ اُس کی لفظیں حسب ذیل تھیں۔

”اٹھارہ ماہ پر رہنے کے بعد یورپ کی واپسی پر میں نے دیکھا کہ فرینچ ریلکب اور

صفحہ ۱۲۴

جہاں پناہ میں شعلہ جنگ پھر مشتعل ہو گیا چونکہ میں سچی کے خیالات سے بری ہوں میری پسلی خواہش یہی ہے کہ فریزی موقوف کی جائے۔ ہر پہلو پر نظر ڈالنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ میں بے شمار فوجیں جن کی زیادہ لیاقت کے ساتھ رہنمائی کی جا چکی مقتولوں کی تعداد کو اُس تعداد سے جو ابتدا سے جنگ سے اب تک شمار ہوئی ہے سہ چند کروڑ کی جہاں پناہ کے ارادے سے میں واقف ہوں اور اگر میرے پیغام صلح پر توجہ کی گئی تو وہ لوگ طاقتوں میں اتحاد ہو جائیگا۔

”پہلے تعلقات کے اعتبار سے جو میرے دل میں جہاں پناہ کی طرف سے ہیں مجھے معلوم ہے کہ جہاں پناہ نے میرا ذاتی لحاظ کیا ہے اس لئے میں ملتی ہوں کہ اس پیغام صلح میں جو میں پیش کرتا ہوں جہاں پناہ ملاحظہ فرمائیں کہ مجھے حضور کے لحاظ مذکور کا گونہ بدل کرنے کی خواہش ہے اور میں جہاں پناہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ذات والا کا مجھے بڑا بھلا پاس و خیال ہے۔“

اس مراسلہ کا جواب اسٹریٹ نے نرم الفاظ میں دیا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے ذوق انگلستان کے مشورہ بغیر وہ صلح کے بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ اس طرح نیولین کی جملہ کوشش کہ جنگ کی برابریاں مل جائیں ناکام رہی۔ اس نتیجہ کی پہلے سے توقع تھی۔ نیولین کو اُس بے رحم دشمنی سے جس سے یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے جمہوری تحت الٹ دینے کے منصوبے کئے تھے اور اُس مملکت عداوت سے جس سے

یہ بادشاہ ایک جمہوری فرماں روا کو اپنے امرائی بادشاہوں کی برادری میں داخل کرنے کا خیال کرتے تھے پہلے ہی سے آگاہی تھی۔

نپولین کے لئے اب سوائے اس کے کہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی تیاری کرے اور کچھ باقی نہ رہے۔ متحدہ بادشاہوں کو اس بڑے کپتان کی ذکاوت کا پورا علم تھا جس سے اُس نے دنیا کو اپنی فتوحات کی شہرت سے بھر دیا تھا اور اُنھوں نے ایسی افواج کھڑی کرنے کی کوششیں کیں اور نپولین پر اس شد و مد اور اتنے مختلف مقاموں سے حملے کرنے کے انتظام کئے کہ وہ یعنی پریشان اور برباد ہو جائے۔ آج ڈیوک چارلس جو نپولین کے غم و ثبات کو عملی طور سے تجربہ کر چکا تھا صلح پر اصرار کرتا تھا لیکن انگلستان اور آسٹریا کو یقین تھا کہ وائس روپیہ اور فوج کے اعتبار سے تہذیب سے ہو چکا تھا لہذا دوسری جنگ کے دوران میں قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

باب ہندویم

فرسٹ کانسل کا دربار

نپولین کے نام لولی ہیچدم کا خط۔ نپولین کا جواب۔ ڈچیز گائیچی۔ نپولین اور بیوین کی گفتگو۔ فرسٹ کانسل کے مقابل یا الفاظ۔ مائیسور ویقیو۔ دولت مند خاندانی جوان۔ فرسٹ کانسل کا یہ ضامن ہال تین۔ لولی لریز کا ایک دن۔ اپنے دربار کو پاک کرنے میں نپولین کی فوری کوششیں۔

اب بوربون نے نپولین کو اسلئے رشوت دینے کی کوشش کی کہ وہ اُن کو بادشاہ بناوے۔ کونٹ آف پروونس *Count of Provence* نے جو بعد کو لولی ہیچدم کہلایا نپولین کو لندن سے صوبہ لکھا۔

جنرل تم کو ضرور معلوم ہے کہ ایک عرصہ دراز سے میرے دل میں تمھاری بڑی عزت ہے اگر میری مسکنداری پر تم کو شک ہو تو تم اس عہدہ کو نامزد کرو جو تم اپنے لیے چاہتے ہو اور اُن عہدوں کا بھی نام لکھ دو جو تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے

۱۸۱۲ء میں جب نپولین ایلیا بھیجا گیا تو یہی لولی ہیچدم بادشاہ ہوا تھا۔ ۱۲ مترجم

پسند کرتے ہو۔ تو وہی کیسے ٹکلیں اور اگر کولا کا فاتح سچی شان و عظمت پر متکبرانہ شہرت کو کبھی ترجیح نہیں دے سکتا۔ لیکن تم بڑے قیمتی لمحے ہاتھ سے کھو رہے ہو۔ ہم فرانس کی خوشی و حمی مضبوط کر سکتے ہیں اور میں ہم کا لفظ اسلئے کہتا ہوں کہ ایسا ارادہ کرنے کے لئے مجھے بوناپارٹ کی حاجت ہے اور بغیر میرے بوناپارٹ یہ کام تنہا کر نہیں سکتا۔ تمام یورپ کی تم پر نگاہیں ہیں اور شان و عظمت تمہاری منتظر ہے اور اپنی رعایا میں صلح اور امن و چین قائم کرنے کے لئے میں بیقرار ہوں۔“

نپولین بوناپارٹ شاہ انگلستان کی روش اختیار نہیں کی یہ خطا اپنے وزیر کے حوالے کر دیتا۔ اُس نے بڑے اخلاق اور نرمی سے اس کا جواب دیا اور یہ جواب اُس نے خود اپنے قلم سے لکھا۔

”مجھے آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں اُن ممنون کرنے والے الفاظ کی بابت جو اس عنایت نامہ میں لکھے ہیں شکر گزار ہوا۔ فرانس کی واپسی کے متعلق آپ کو اپنی سب اُمیدوں سے ہاتھ اٹھالینا چاہئے۔ اگر آپ واپس آئینگے تو ایک لاکھ فرانسز کی لاشوں پر سے آنا ہوگا۔ اپنے اغراض کو اپنی رعایا کی خوشی اور اُس کے آرام و برقرار کر دیجیئے اور اگر آپ ایسا کریں گے تو تاریخ واجبی طور سے آپ کے چال چلن کی قدر کریگی یہ نہیں ہے کہ آپ کے خاندان کے مصائب سے میرے دل پر اثر نہ ہو۔ میں یہ سننے سے خوش ہوں گا کہ آپ کی علیحدگی کی حالت میں آپ کے گرد جملہ سامان آرام میا ہیں۔“

بینی وکٹ آرنلڈ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ممالک متحدہ امریکہ مردود بادشاہ کو حوالہ کر کے لے ممالک متحدہ امریکہ میں جب جارج سیوم بادشاہ انگلستان کے خلاف انقلاب ہوا اور جمہوری حکومت قائم کرنے کو رعایا آمادہ ہوئی تو سخت جنگ کے بعد رعایا غالب آئی اس وقت بینی وکٹ آرنلڈ نے یہ چاہا تھا کہ جارج سیوم کی حکومت بدستور قائم ہو جائے لیکن اُس کی پیش نہ چلی ۱۲ مئی ۱۷۹۳ء

انقلاب کا خاتمہ کر دے لیکن نپولین کے طریق ہند نظری میں ایسے شخص کی تقلید کرنا نہ تھا۔ بوربون خاندان نے یہ دیکھ کر کہ براہ راست پیغام انعام بھیجنے سے تو کوئی نتیجہ ہوا نہیں لہذا اب چال چلی کہ عورتوں کی دلربائیوں سے نپولین پر جادو کرنا چاہئے چنانچہ وہ فریب و پھیر کا کچی جو بلانی حسین اور چالاک عورت تھی ثقیفہ فاضلہ بنا کر نپولین کے دربار میں اس غرض سے بھیجی گئی کہ وہ اپنی چرب زبانی۔ مکر اور سخت ادباً شانہ دلربائیوں سے نپولین کو دام فریب میں لائے۔ جوزیفین بےستہ یام انقلاب میں بڑے بڑے صدمے پہنچ چکے تھے اور فرانس کے امیروں میں لشت و برخاست رہی تھی فریق شاہی کی طرف ارحقی۔ وہ اپنے شوہر کی خیریت کے لئے رزنی رہتی تھی اور اسی فکر میں تھی کہ جہاں تک ہو سکے آبرو بچا کر بوربون خاندان کی فرانس کے تحت پر واپسی ہو جائے اور جہاں تک بن پڑتا فریق شاہی کی طرف ارحقی کرتی۔ اور تمام یورپ میں فریق شاہی اُس کو سچی وقعت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

جوزیفین تک و پھر کا کچی کی بہت آسانی سے رسائی ہو گئی۔ ایک مرتبہ صبح کو ناشتہ کے وقت وہ بڑی چترائی سے کہنے لگی کہ چند روز ہوئے میں کوئٹ آن پروونس کے ساتھ انٹ میں تھی کسی نے اُس سے پوچھا کہ اگر تم فرانس کے بادشاہ ہو جاؤ تو نپولین کے ساتھ کیا سلوک کر دگے۔ اس پر اُس نے جواب دیا کہ میں اُس کو فرانز کا کائسٹیل (سلطنت میں سب سے بڑا عہدہ) مقرر کروں گا اور سب کچھ کروں گا جو وہ پسند کرے گا۔ اور کیرویل میں بڑا شاندار مینار بناؤں گا اور اُس پر نپولین کا بت اس طرح قائم کروں گا کہ وہ بوربون بادشاہ کو اپنے ہاتھ سے تاج پہنا رہا ہو گا۔

یہ بات ختم ہی ہوئی تھی کہ نپولین بھی آگیا اور جوزیفین نے بڑی خوشی سے یہ نقلیں اس کے سامنے دہرائیں نپولین نے کہا ”اور تم نے اس کا یہ جواب نہ دیا کہ اس مینار کی بنیاد فرسٹ کلاس کی لاش پر ہو گی۔“

یہ دلفریب و پھیر موجود تھی اور اُس نے نپولین پر اپنے حسن و تبسم اور تعلق کے

تو پٹانوں سے حل کیا۔ اُس کے اطوار کی ادباً شانہ آزادی اور اس سراپا جادو قاصدہ کی دلچسپی نے جوزیفائن کی ٹواہ کو چکناکیا لیکن نپولین اسی زمین نہ تھا جس میں ان حملوں کا پانی مڑتا۔ ٹوچیر کو اُسی شب حکم دیا گیا کہ پیرس سے چلی جائے اور صبح ہوتے ہی وہ پولیس کی حرست میں فرانس کی سرحد کی طرف روانہ کر دی گئی۔

یہ اکثر کہا گیا ہے کہ نپولین نے بوربون خاندان کو اس بارہ میں پیغام بھیجے کہ وہ اپنے حقوق شاہی اُس کے حوالہ کر دیں۔ اس بیان کے متعلق نپولین نے کہا اسی بات بھلا کیونکر ممکن تھی۔ میرے لئے جو صرف اُسی اصول سے فرماں روائی کر سکتا تھا جس نے بوربون خاندان کو تخت سے دفع کیا تھا یعنی جمہوری فرماں روائی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ میں انھیں کے ذریعہ سے اُن حقوق پر قبضہ کرنا چاہتا جو خود اُن کے قتل کے انعام میں حاصل ہوئے تھے۔ ایسا کرنا تو اپنے قتل کا انعام مقرر کرنا تھا۔ یہ بات تو بچوں کی سمجھ میں آسکتی تھی اور نہایت ہی مضحکہ خیز تھی۔ اگر میں ایسا کرنا تو ہمیشہ کے لئے لوگوں کی نگاہ سے گر جاتا اور واقعہ یہ ہے کہ نہ تو میں نے بلا واسطہ یا بالواسطہ فرانس کے اندر یا اُس سے باہر کبھی اس قسم کی کوئی بات کی۔

شاید یہ افواہ اس واقعہ سے اُٹائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ فرانس اور پروشیا میں رابطہ دوستی تھا۔ پروشیا کی گورنمنٹ نے پوچھا کہ اگر بوربون شاہزادوں کو پروشیا میں رہنے کی اجازت دیا جائے تو نپولین ناخوش تو نہ ہوگا اس پر نپولین نے جواب دیا کہ اُسے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ نپولین نے فوراً اپنی رضا مندی کا اظہار کیا تھا لہذا یہ پوچھنے کی بھی جرأت کی گئی کہ فرانسیسی گورنمنٹ ان شاہزادوں کو کوئی وثیقہ بھی دے سکتی تھی۔ نپولین نے جواب دیا۔ بڑی خوشی سے اس کا انتظام کیا جاسکتا تھا اگر پروشیا اس بات کی ذمہ داری کر لے کہ یہ شاہزادے خاورِ روس گئے اور فرانس کی امن میں خلل انداز سازشوں سے محترز رہیں گے۔

لوئی بیچدم کی اس آخری کوشش کو جو اُس نے تاج حاصل کرنے کے لئے کی تھی کچھ بہت دن گزرے تھے کہ نپولین بیورین کے ساتھ شام کو اپنے دل سپر باغ مالین میں ٹل رہا تھا۔ طبیعت اُمنگ پر تھی کیونکہ جملہ معاملات بڑی کامیابی سے ہو رہے تھے۔ اُس نے بیورین سے پوچھا: بیورین میری بیوی نے بوربون خاندان کا کبھی تم سے ذکر کیا ہے؟

بیورین نے جواب دیا: نہیں جنرل۔ مجھ سے کبھی ذکر نہیں کیا۔ نپولین نے کہا: ”لیکن بیورین جب تم جوزیفاٹن سے باتیں کرتے ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ تم تھوڑا اُس کی رائے کی طرف جھکے ہو گئے ہوتے ہو۔ اب اس وقت تم مجھے بتلاؤ کہ تم بوربون خاندان کی کیوں واپسی چاہتے ہو۔ اُن کی واپسی سے تم کو کوئی نفع نہیں ہے۔ تم کو اُن سے کوئی توفع نہیں ہو سکتی۔ اُن کی نگاہ میں تم کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتے اور تمھارے لئے کوئی امید نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے کہ تم ایک ادنیٰ عمدہ پر پڑے رہو۔ اور کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے باو شاہوں کے یہاں صرف قیامت کے ذریعہ سے بڑے مرتبے پا سے ہوں؟“

بیورین نے جواب دیا: ”جنرل۔ میں اس بارہ میں تم سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ بوربون بادشاہ کے زمانہ میں مجھ پر کوئی عنایت نہ کی گئی، اور نہ میں اتنا احمق ہوں کہ میں یہ خیال کروں کہ اُن کے زمانہ میں مجھے کوئی ممتاز عمدہ دیا جائیگا۔ لیکن میری نظر تو فرانس کے مقاصد پر جاتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے اختیارات تو اُس وقت تک رہیں گے جب تک آپ زندہ ہیں۔ لیکن آپ کے کوئی اولاد نہیں ہے اور مجھے یہ بھی بمنزلہ یقین کے ہے کہ جوزیفاٹن سے آپ کے اولاد نہ ہوگی۔ پس اُس وقت جبکہ آپ نمونے ہم کیا کریں گے فرانس کا کیا ہوگا اور آپ نے اکثر یہ بات کہی ہے کہ آپ کے بھائی اس قابل نہیں۔ نپولین نے یہیں پر بیورین کو روک دیا اور کہا: ”ہے ہے۔ بیورین تم سچ کہتے ہو“

اگر میں تیس برس اور نہ جیا کہ اپنے کام کو ختم کر دوں تو تم لوگوں میں میرے مرنے کے بعد ملانی خانہ جنگیاں ہونگی۔ میرے بھائی فرانس کے لئے موزوں نہیں۔ اُس وقت تمھارے بڑے بڑے خبرلوں میں فساد ہونگے اور اُن میں سے ہر ایک یہ خیال کر لگا کہ میری جگہ کا وہی مستحق ہے۔“

بوریئن نے کہا تو اچھا جنرل جب آپ کی یہ سب مصائب پیش نظر ہیں تو آپ ان کا علاج کیوں نہیں کرتے؟

پنولین نے جواب دیا: ”کیا تم کو خیال ہے کہ میں نے اس بات کو کبھی نہیں سوچا ہے لیکن اُن موانع کو بھی تو دیکھو جو میرے راستہ میں ہیں۔ اگر بوربون بحال ہو گئے تو اُن کو کیا ہونا ہے جنھوں نے انقلاب میں بڑی نمایاں کارگزاریاں کی ہیں۔ ضبط شدہ جاگیروں کا کیا ہوگا۔ جمہوری عمارتی کا کیا ہوگا۔ جو بار بار لوگوں کے ہاتھ فروخت ہو چکی ہے اور اُن سب تبدیلیوں کا کیا ہوگا جو گذشتہ باؤسال میں ہو چکی ہیں۔“

بوریئن نے کہا: لیکن جنرل مجھے ضرورت ہے کہ آپ کی توجہ اس بات پر دلاؤں کہ لوئی فیلیپ نے اپنے خط میں جو آپ کو لکھا ہے سب باتوں کے خلاف ذمہ داری جو کر لی ہے۔ جن کا آپ کو اندیشہ ہے۔ کیا آپ ایسے مرتبہ پر نہیں ہیں کہ جو شرائط آپ مناسب سمجھیں مقرر کر دیں؟

پنولین نے کہا: ”بوریئن بس۔ بوربون یہ خیال کریں گے کہ اُنھوں نے اپنے آبائی ملک کو پھر سے فتح کیا ہے اور جس طرح اُن کے جی میں آئیگا سلطنت کا انتظام کریں گے بڑے بڑے حلفیہ معاہدے۔ نہایت پکے وعدے زور و طاقت کے سامنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ کوئی سمجھ راومی تو اُن کے وعدہ پر یقین لانے کا نہیں۔ اور بوریئن میں نے تو اپنی رائے قائم کر لی ہے۔ اچھا اب اس مضمون کو جانے دو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ جیسا یہ عورتیں تم کو عذاب میں ڈالتی ہیں۔ ان کو اپنے سوئی تاکے میں مصروف

رہے دو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے کام پر توجہ کروں۔“

یورپین نے بڑا زور دے کر کہا ہے ”عورتیں اپنے سوئی تاگے میں مصروف

ہوئیں۔ میں نے اپنی میز پر لکھا۔ نپولین نے اپنے کوشا ہنشاہ بنایا۔ سلطنت پارہ پارہ

ہو گئی۔ نپولین کی لاش سمیٹ بلینا میں ہے اور بوربون تخت شاہی پر بحال ہو گئے۔“

لیکن اب ۱۸۵۹ء میں کہا جاسکتا ہے۔ بوربون پھر جلا وطنی میں ہیں اور

انولیدس کے گندی نپولین کی لاش آرام کر رہی ہے اور ایک قوم کی شکرگزار یوں

نے اُس کو ایسا معطر کیا ہے کہ وہ کبھی خراب نہوگی۔ سلطنت پھر فرانس والوں کے

ہاتھ میں ہے اور نپولین کا خاندان پھر تخت نشین ہے۔

نپولین کی غیر محدود ہر دلعزیزی اُس کی فتوحات سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ وہ ہر دلعزیزی

نہ تھی جو بہ کاریوں کو ناز و نعمت سے پرورش کرنے اور خلق خدا کے نقصان کو تسلیم کر کے

بے جمعیتی سے چاہی جاتی ہے۔ نپولین ہرگز فتنہ انگیز نہ تھا اُس کی فرماں روائی مصدقہ

اصولوں کے ساتھ تھی۔

نپولین نے کہا ہے ”باو شاہ کو ان بان کے ساتھ اپنی رعایا پر حکومت کرنا چاہئے

اُس کو صرف رعایا کے خوش کرنے کی فکر نہونا چاہئے۔ رعایا کا محبوب بننے کے

لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ رعایا کی بہبودی کے طریقے مضبوط و محفوظ کئے جائیں

باو شاہ کے لئے اس سے زیادہ خطرناک کوئی شے نہیں ہے جتنا کہ اُس کا رعایا کو بھیسلانا

اگر بعد کو رعایا سب چیزیں اپنی مرضی کے موافق نہیں پاتی ہے تو وہ ناراض ہو جاتی ہے

اور خیال کرتی ہے کہ وعدہ شکنی کی گئی۔ اور اگر اُس وقت رعایا کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو

۱۔ چونکہ نپولین نے یورپین کو بعد میں برسات کر دیا تھا اسلئے یورپین نپولین کا دشمن ہو گیا اور اُس نے نپولین کا کارنامہ

لکھ کر خوب جی کے پھوپھو پھوٹے۔ چنانچہ اس فتنے میں جی وہ نپولین پر چوٹ کر گیا ہے۔ مگر وہ برسے ہی جھوٹا

مصنف نے اُس کو جواب دیا یہ ہے ۱۲ مترجم

اُس کی لغت میں اُسی نسبت سے زیادتی ہوتی ہے کیونکہ وہ خیال کرتی ہے کہ اُس کو نوا دی گئی۔ لاکلام بادشاہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ رعایا کی خواہشوں سے موافقت کرے۔ لیکن رعایا کے منہ سے وہ باتیں جو نکلتی ہیں اُس کی خواہش نہیں ہوتیں۔ رعایا کی خواہشیں اور اُس کی حاجتیں ایسی اچھی طرح خود اُس کی زبان سے سمجھ میں نہیں آسکتیں جیسی کہ بادشاہ خود ان خواہشوں کو سمجھ سکتا ہے۔

(۱۴۵)

نپولین نے یاد رکھنے کے قابل لفظوں میں کہا ہے۔ جو نپولین کے چال چلن کا سچا اندازہ کرنے میں کبھی بھولنا نہ چاہئے، ”قوم کا رجحان دیکھ کر قاعدہ حکومت اختیار کرنا چاہئے“ فرانس کو ایک قوی حاکم کی ضرورت تھی۔ فرانس اُسی حالت میں تھا جیسے کہ روم تھی جبکہ ایک با اختیار حاکم اعلیٰ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا۔ یورپ کی سب سے قوی طاقتیں انگلستان کے زور سے ریلک کو نیت و نابود کرنے کے لئے جتھوں پر جتھے باندھ رہی تھیں اور ان جتھوں کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کو ریات ضروری تھی کہ تنہا فرانس کے غم و اختیار اُس حاکم اعلیٰ کے قبضہ اختیار میں ہوں۔

”میں نے کبھی فتح نہ پائی جب تک کہ اپنی حفاظت کی خاطر جگہ نہ کی۔ یورپ نے فرانس اور اُس کے اموالوں کے خلاف کبھی جگہ کو موقوف نہ کیا۔ ہمارے لئے ضروری تھا کہ فاتح ہوں مفتوح ہوں۔ اُن فریقوں کے درمیان جن کی وجہ سے فرانس میں یہی برائی پھیلی ہوئی تھی میری حالت ایسے شخص کی سی تھی جو ایک سرکش گھوڑے پر سوار ہو اور وہ گھوڑا ہر وقت کج روی کی کوشش کرتا ہو اور اُس کو سیدھے رستہ پر رکھنے کے لئے پیسہ بھروسہ نہ کرے۔ اُس کے منہ میں محسوس کرے۔ ایسے ملک کی فرماں روائی جو دنیا یا انقلاب سے ابھرا ہو۔ خارجی دشمن اُس کو دھمکا رہے ہوں۔ اور اندرونی کھلم اپنی سازشوں سے اُسے پریشان کر رہے ہوں بڑے غم و استقلال سے ہونا چاہئے تھی۔ اگر اس زمانہ سے زیادہ امن کا زمانہ میرا تا تو میری خود حکومت ختم ہو جاتی اور

جمہوری حکومت شروع کر دیتا۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ میرے خلاف علانیہ یا خفیہ ہتھیار نہیں
 ہمیشہ ہوتی رہیں تاہم یورپ کے تمام ملکوں سے فرانس میں حقوق کی برابری کا زیادہ لحاظ
 رہا ہے۔

”میرے بڑے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی تھا کہ تعلیم ہر شخص کی دسترس
 میں ہو جائے۔ میں نے ہر ایک مدرسہ ایسے اصول پر قائم کیا تھا کہ یا تو اس میں مفت تعلیم ہو
 یا اتنی نچوڑی خرچ کی ضرورت ہو کہ ایک عامی کاشتکار بھی اپنے بچوں کو پڑھوا سکے۔ مینے
 تمام قوم کے لئے عجائب خانے کھول دیے تھے۔ فرانسیسی قوم دنیا کی سب قوموں
 سے زیادہ تعلیم یافتہ ہو جاتی۔ میری سب کوششیں قوم کو روشن خیال بنانے کے لئے
 تھیں۔ یہ میرا خیال نہ تھا کہ جہالت اور باطل پرستی سے میں اُن کو بہام بناؤں۔ انگریز لوگ
 جو آزادی پر مرتے ہیں وائرلو کی مسخ پر آنسوؤں سے رو لینگے۔ یورپ کے لئے
 وائرلو کی جنگ اُسی طرح زہر قاتل تھی جس طرح پلٹی کی لڑائی روم کے لئے مملکت تھی۔
 وائرلو کی جنگ نے یورپ کو خود سر بادشاہوں کے ہاتھوں میں سر کے بل ڈال دیا
 جنہوں نے بنی نوع انسان پر ظلم کرنے کے لئے جتنے باندھنا تھا۔“

اگرچہ نپولین قانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس بات کی ضرورت
 سے بھی آگاہ تھا کہ قانونی سزاؤں کا پورا عمل درآمد ہونا چاہئے لیکن جب وہ عفو کے ذریعہ
 سے مجرموں کی چارہ سازی کر سکتا تھا تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوتی تھی۔ بیورن جس
 کی شہادت پر کلام نہیں ہو سکتا کہتا ہے۔ ”جب کبھی نپولین کے راستہ میں ملکی حالت کی شد
 ضرورت جس کے سامنے وہ ہر شے کو واقعی قربان کر دیتا تھا حائل نہ ہوتی تو اُسے
 جانیں بچانے میں واقعی بڑی خوشی ہوتی تھی۔ وہ یہاں تک گیا کرتا تھا کہ خود اُنھیں لوگوں
 کے سامنے اظہارِ شکر گزاری کرتا تھا جن کی وجہ سے اُس کو یہ خوشی میسر آیا کرتی تھی۔“
 ایک فرانسیسی تارکِ وطن جس کا نام مائیسور ڈیفیو تھا گرفتار ہوا وہ مسلح تھا اور فرانس

کے متعال جنگ کر با تھا۔ یہ جرم بجاوات کا تھا اور اُس کی سزا موت تھی۔ ڈیفو۔ فرانس کے نہایت ممتاز خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُس کی معافی کے لئے بڑی مگر می سے عرضی پیش کی گئی۔

نپولین نے سختی سے جواب دیا کہ ”اس موقع پر رحم کی گنجائش نہیں کیونکہ جو شخص اپنے ملک کے خلاف جنگ کرتا ہے ایسا بچہ ہے جو اپنی ماں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“

اس پر اصرار کیا گیا کہ ڈیفو کا خاندان بڑی زار حالت میں ہے اور نہایا کہ ریہانہ فعل سے ایک جماعت پر مفید اثر پڑے گا۔

نپولین نے ایک لمحہ سکوت کیا اور پچھا ”اچھا لکھو۔ فرسٹ کمانڈر حکم دیتا ہے کہ ڈیفو کے معاملہ کی تجویز ملتوی کی جائے۔“

قتل کے التوا کا یہ پُر معنی حکم لکھا گیا اور نپولین کے دستخط ہو گئے۔ اور سنس کو بھیج دیا گیا جہاں یہ بہت مت آدمی محسوس کیا گیا۔ دوسری صبح کو جب نپولین اجلاس پر آیا تو اُس نے فوراً کہا:۔

”میں اوصوراکام نہیں کرنا چاہتا۔ سنس کو لکھ دو کہ فرسٹ کمانڈر کی خواہش ہے کہ ڈیفو فوراً ہار دیا جاوے۔ اب ڈیفو کے جی میں آئے تو اس کا بدلہ چاہئے ناشکر ہی سے کیا نہوے۔ اور اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اب دوبارہ ایسا کرنا ڈیفو کے حق میں زیادہ مضر ہوگا۔ اور یورپین۔ ایسے معاملات جب کبھی ہو اگر یہ تو تم بلا پس و پیش میرے سامنے کھدیا کرو۔ اور اگر میں معاف کر دیتا ہوں تو تم یہ سمجھ لینا کہ میرے اصرار میں سوائے انکار کے اور کوئی پہلو ہی نہ ہوگا۔“

نپولین کے مزاج میں نرمی اور استقلال عجیب انوکھے پن اور خوبی سے مخلوط تھے۔ حسب ذیل واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے انصاف میں نفرت نہ ہی نہ سکتی تھی۔ ایک دو تہمنا اثرات آدمی نے جس کی تیس برس کی عمر تھی ایک سو لہ سال کی لڑکی سے شادی کی۔ یہ عیاں شانہ و منبع کی شادی تھی اور اس لڑکی کے رشتہ داروں نے اُس کے خیالات

کا کچھ لحاظ نہ کیا اور زبردستی گرجا کے قربان گاہ پر کھینچ لے گئے اور شاوی کروسی۔ اس لڑکی کو اپنے شوہر سے کوئی الفت نہ تھی۔ پس یہ جوان اُس سے عداوت رکھنے لگا اور بغیر اس بات کے فرار سے ثبوت کے کہ وہ چلن تھی اُسے قتل کر دیا۔ یہ جوان گرفتار ہوا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ اور سزا سے موت کا حکم دیا گیا۔ چونکہ وہ خاندانی امیر زادہ تھا اُس کے لئے بڑے بڑے باغیچہ دار لوگوں نے سفارش میں آماجگی کی۔ اور فرسٹ کانسل سے معافی دلانے میں بہت کچھ زور لگایا۔ پولیس نے اس امیر کے حامی سفارش کرنے والوں سے حسب ذیل کہا :-

”میں اس آدمی کو کیوں معاف کر دوں۔ اُس نے اپنے زر کے بل سے یہ بات چاہی کہ ایک لڑکی اُس سے محبت کرنے لگے اور وہ اپنے اس مکینہ مقصد میں کامیاب ہوا اور اُس کو رشک پیدا ہو گیا۔ یہ رشک اُس کی محبت کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اُس کی خود پسندی کا نتیجہ تھا۔ وہ قتل کے جرم کا مرتکب ہوا۔ قتل کی اُس کو کس سے نہ تھکے۔ نہ تھی۔ اُس کی نیت نے تحریک نہ کی تھی۔ وہ رحم کا مستحق نہیں ہے۔ امیر آدمی اپنے کو قانون کی دسترس سے بالاتر خیال کرنے پر حد سے زیادہ مائل ہیں وہ دولت کو بڑی محافظہ پر خیال کرتے ہیں اس آدمی نے ایسا قتل کیا ہے کہ کوئی وجہ اشتعال کی موجود نہ تھی۔ اور اُس کو سزا سے سزا سے موت برداشت کرنا ہوئی جس کا بڑے انصاف کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اگر میں اسے معاف کر دوں گا تو میرے اس جیسا فعل سے تمام بیابانی ہوئی عورتوں کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی۔ چونکہ قانون مظلوم مردوں کا محافظہ ہے پس ضرور بنے کر وہ عورتوں کی بھی دسی ہی حفاظت کرے جن کو شوہر اپنی ناپسندی۔ اپنے ذاتی اعراض اپنے رشک۔ اور نئی آشنائیوں کی بدولت طلاقیں دیدیتے ہیں اور عدالت تک لےنے اور باضابطہ خراج کے متحمل ہونے سے بچتے ہیں۔

جو لیفٹیننٹ کے بھی خیالات رحم نے اس وقت اُس کی عقل و تجویز پر قبضہ کر لیا تھا

اور چونکہ اس مصیبت زدہ جوان کے بہت سے قریبی رشتہ دار جو زلیفان کے بڑے بڑے بے دوست تھے۔ اُس نے پنولین سے کہا ”جب سے تم اس بڑے عمدہ پر ممتاز ہوئے ہو جس سے تم کو سب سے زیادہ بڑے اختیارات حاصل ہوئے ہیں یہ پہلی درخواست ہے جو میں تم سے کرتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہ کرو گے۔“

پنولین نے جواب دیا میں تمھاری یہ درخواست منظور نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ جب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کسی نامنصفانہ فعل کے لئے میں میں جو زلیفان کا کتنا بھی نہیں سنا تو بس میرے پاس ایسی درخواستیں آنا موقوف ہو جائیگی۔“

انگلستان۔ آسٹریا۔ روس۔ وریورپ کی دوسری طاقتیں جہاں جہاں بادشاہ فرماں روا تھے۔ اب فرانس کے مقابلہ میں ایک ہو گئیں۔ شاہنشاہ پال۔ والی روس نے بہت سی فوجیں بھیج دیں کہ رپبلک پر حملہ کرنے میں وہ جتنے کی مدد کریں وہ ہزار روسی فوج فرانسیسیوں کے ہاتھ میں قید تھی لیکن اُن حادثات کی وجہ سے جو فرانس واقع ہوئے تھے ہزاروں فرانسیسی بھی جتھے کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ پنولین نے قیدیوں کے تبادلہ کی تجویز پیش کی۔ آسٹریا کے بادشاہ نے انکار کر دیا اور روس نے یہ عذر پیش کیا کہ فرانسیسی قیدیوں کا اسٹریا کے قیدیوں کے ساتھ اگر وہ کوئی قید ہوئے تو تبادلہ کیا جاسکتا تھا اور اسی طرح انگلستان کے قیدیوں نے بھی یہ کلمہ انکار کر دیا کہ یہ بات اُس کے اصول کے خلاف ہے کہ دوسری قوم کے قیدیوں کے معاوضہ میں اپنے فرانسیسی قیدیوں کو چھوڑ دے۔

اس پر پنولین نے سینٹ جیمس (انگلستان) کے دربار کو بڑے استعجاب سے لکھا ”اے آپ روسیوں کی رہائی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ وہی روسی ہیں جو آپ کے رفیق تھے اور جنھوں نے خود آپ کی فوجوں کے ساتھ شریک ہو کر خود آپ کے سپلائی ڈپوک آف یا کم کی ماتحتی میں جنگ کی تھی۔ اور اسی طرح آسٹریا کے بادشاہ

کو نیک نصیحت کے کلمات میں تخریر کیا کر کیا تم ان روسی سپاہیوں کی وطن کی واپسی ہٹے چکا کرتے ہو جن کے تم اعلیٰ کی فتوحات اور ملک گیری کے متعلق ممنون احسان ہو اور جنہوں نے اتنے بہت سے فرانسیسی سپاہی قید کر کے تمہارے ہاتھوں میں دیدیے ہیں جن کو اٹھو لے کر فرار کیا تھا۔ ایسی نا انصافی پر مجھے غصہ آتا ہے اور پھر انہیں تخریب کی ترغیب سے جو اس کے فیاض چال چلن میں ہمیشہ نمایاں رہی ہیں اس نے کہا ”بہت اچھا۔ میں بلا کسی معاوضہ کے زار روس کے پاس ان روسی سپاہیوں کو بھیجے دیتا ہوں اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ شیر مردوں کی میں کیسی قدر دانی کیا کرتا ہوں۔“

پنولین نے جو کچھ کہا تھا بڑی عالی حوصلگی سے دہرایا۔ روسی افسروں کو فوراً ان کی تلواریں عطا کر دی گئیں اور عقیدہ سپاہی اکیڈمی میں علامہ علامہ میں جمع کئے گئے۔ ان کو پوری نئی دریاں خود ان کی وردیوں کی طرح دی گئیں اور فرانس کے بنے ہوئے عہدہ سے عہدہ اسلمہ سے وہ مسلح کئے گئے۔ پھر ان کو باقاعدہ کمپنیاں اور پٹالون بنانے کے لئے ان کے افسروں کو اختیار دیا گیا اور اس طرح بڑی شان و مانی کے ساتھ یہ مسلح فوج انہیں بے شمار اعزاز میں واپس کر دی گئی جو فرانس پر حملہ کرنے کو جمع ہوئی تھیں۔ اور یہ لکھنے سے خوشی ہوتی ہے کہ ایسی الوہی عالی حوصلگی نا قدری کے ساتھ فراموش نہ کی گئی۔

شاہنشاہ پال۔ والی روس کو اسٹریا اور انگلستان کی خود غرضی سے ایسی گھن آئی اور نیپولین کی بے نظیر فیاضی سے ایسا حیرت زدہ ہوا کہ وہ چھپتے سے علمبردار ہو گیا اور بڑی سرگرمی سے نیپولین کا مداح بن گیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے نیپولین کو سب ذیل خط لکھا:-

”مٹھری کاٹس۔ یہ خط میں تم کو اس لئے نہیں لکھتا کہ مخلوق یا شہریوں کے حقوق پر بحث کروں۔ ہر ملک اپنی طرز فرماں روائی اپنی مرضی کے موافق منتخب کیا کرتا ہے۔“

جہاں کہیں میں قوم کا سردار ایسے شخص کو دیکھتا ہوں جو یہ بات جانتا ہے کہ کس طرح فرماں روائی کرتے ہیں اور کیسے جنگ کرتے ہیں میرا دل اُس کی طرف کھینچ جاتا ہے۔ یہ خط لکھ کر میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں انگلستان سے جو اقوام کے ہر ایک ضمن قانون سے انحراف کرتا اور جس کا سوا سے اُس کی لاف زنی اور خود مطلبی کے کوئی ہادی نہیں ہے ناخوش ہوں میں تمھارے ساتھ متفق ہونا چاہتا ہوں کہ اُس طاقت کی نا انصافانہ کارروائیوں کا خاتمہ کروں۔

اس طرح روس قبضہ سے علیحدہ ہو گیا اور پیرس میں اپنا وزیر پیکر فرانس کی نئی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

نپولین نے اب پریشیا کے دربار میں ایک ایچی اس غرض سے بھیجا کہ اگر ممکن ہو تو اُس طاقت کے ساتھ ربط دوستی پیدا کیا جاوے اس کام کے لئے ڈیوراک منتخب کیا گیا کیونکہ وہ براشیرس زبان اور مذہب تعلیم یافتہ شخص تھا اور اُس میں دوسری طرح طرح کی اور یاقین بھی تھیں۔ ڈیوراک - اٹلی اور مصر کی مہات میں شریک تھا اور وہ بہت سے دلچسپ شجاعت سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ پریشیا کے فرماں روا سے ڈیوراک کی پہلی ملاقات قطعی تنہائی میں ہوئی اور وہ گھنٹہ گفتگو جوتی رہی دوسرے روز بادشاہ کے ساتھ خاص میں شریک ہونے کو ڈیوراک مدعو ہوا اور پریشیا کے بادشاہ نے کانسل کی فرمانروائی کو تسلیم کر لیا۔

باوجودیکہ نپولین بہت رفیع الشان مرتبہ پر پہنچ گیا تھا لیکن عادات و خصائل میں وہی سادگی تھی اور جفاکشی کی وہی حالت تھی اور ویسی ہی اپنی جزلی کے زمانہ کی دوستیاں قائم تھیں۔ صبح کے سات بجے وہ اٹھتا تھا اور نہایت ہی صفائی کے ساتھ لباس پہنتا تھا اور اس عرصہ میں اس تلخ کے رسالے اور اخبار اُسے سنائے جاتے تھے۔ پھر وہ دربار میں آتا تھا یہاں جملہ مراسلات پڑھتا اور دس بجے تک یا تو جو دن ان کے جواب لکھتا

یا کھواتا اس کے بعد وہ جوزیفائن اور ہونٹس کے ساتھ کھانا تناول کرتا اور اس کھانے میں یا تو کوئی اُس کا مصاحب یا علما و فضلا میں سے دو ایک شریک کئے جاتے۔ پھر اس مختصر کھانے کے بعد وہ مجالس میں شریک ہوتا یا دفتروں کے معائنے وغیرہ کرتا۔ پانچ بجے شام کے وہ کھانا کھانے واپس آتا اور معمولی موقعوں پر بندرہ منٹ سے زیادہ وہ دسترخوان پر صرغ نہ کرتا۔ پھر وہ جوزیفائن کے کمرے میں جاتا اور یہاں دُرا اوپیرس کے ڈیسے بڑے ممتاز شخصوں سے ملاقات کرتا۔

اپنے دربار کی ترتیب کے متعلق نیولین کا عزم بالجرم تھا کہ اطوار کی جملہ آداب گویوں جنہوں نے زمانہ وراز سے فرانس کے بادشاہوں کے محلوں کو خوار کر دیا تھا اور جو دین سیخی کے زائل ہونے کے زمانہ سے گندگی کے سبیلاب کی طرح تمام فرانس میں پھیل پڑی تھیں قطعی موقوف کر دے۔ اُس نے اُن عورات پر بہت سختی کی اگرچہ وہ بہت بڑے بڑے تہوں کی تھیں جنہوں نے اپنے لباس یا گفتگو کی آزادی سے اپنی طرف توجہ دلانا چاہی تھی یہ توقع کی گئی کہ شوہر اور اُن کی بیویاں جماعت میں ساتھ ساتھ آیا کریں اور یہ ایسی بات تھی جس کی نظربا تک نہیں دکھائی گئی تھی اور اُس طرز معاشرت کے خلاف تھی جس کا رواج پڑ چکا تھا۔ اب تک تو یہ فرانس کا دربار بد و صنع میں آگے گئے تھا اور قوم اُس کے پیچھے پیچھے تھی لیکن نیولین کا خیال یہ تھا کہ پہلے ایوان شاهی میں اخلاق کی درستی ہونا چاہئے اور پھر وہ قوم کو زیادہ شائستہ اطوار کی طرف واپس کھینچ لے گا اُس نے کابلے تنگ و شبہ سب عیبوں سے برا عیب بادشاہ میں ادب باشی ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے وہ رعایا میں منت و فجور کا رواج ڈالتا ہے اس لئے کہ پھر رعایا بھی بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے ویسی ہی حرکات کرنے لگتی ہے۔ اس سے ہر ایک بدی توت پاتی ہے اور ہر ایک نیکو کاری پڑمردہ ہوتی ہے اور متعدد مرض کی طوط بدکاریاں جٹا میں پھیل جاتی ہیں۔ اور مختصر آنکہ ایک قوم کے لئے یہ قرضہا ہے۔“

ایک دتہ ایک بڑے علیل لفظ درباری نے جو میر جا جب کے عہد پر سفر اڑ تھا یہ
موجودت پیش کی کہ اُس کی بہو کو حاضری دربار کی اجازت دے دی جائے۔ یہ بلا کی
حسین تھی اور اگرچہ اپنی سادگی دل آویز کے لئے مشہور تھی تاہم حضرت خواجی سٹیوں میں
یہ سب سے پرفتن عیارہ تھی وہ ایوان شاہی کے ہر ایک جلسہ میں شریک ہونے لگی۔
لیکن جب چلتی تو ایسی چلتی کہ نپولین کے سامنے آجاتی۔ اُس کی خوبصورت نشانی نکھیں
نپولین ہی پر حجب رہتی۔ وہ آپس بھرتی شہر جاتی۔ لیکن با اینہم ہستی ایسے ہی موقعوں پر
کہ اُس پر نپولین کی نگاہ پڑتی رہے بعض اوقات وہ نپولین کی تصویر کے سامنے چھوڑ کھڑی
ہو جاتی اور بہت دیر تک اُس کو بغور دیکھتی رہتی اور سر دواہیں بھرتی۔ بظاہر اُس کا خُسر
کی ان حرکات پر انکارنا رضا مندی کرتا اور اس کجخت لیکن نہ روکے جاسکئے والے
جذبات کی شکایت بھی کرتا جو اُس کی بہو کے دل میں نپولین کی طرف سے اثر لگ گیا تھا۔
اُس کا شوہر جو بنایت ہی رذالت سے اس سازش میں شریک تھا ان سب باتوں کو
بڑی جیکمانہ بے توجہی سے دیکھتا تھا۔ اُس کی ماں بھی اس کارروائی میں مددگار تھی اور
کستی تھی۔ یہ سب کچھ ہے لیکن۔ نپولین جیسے شخص پر اگر وہ عقوت ہے تو قابل معافی
ہے۔ کچھ عرصہ تک نپولین نے اس سازش پر کوئی توجہ نہ کی لیکن اب یہ معاملہ شخص کی
زبان پر آنے لگا اور ضرورت ہوئی کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔

ایک شب مجلس ملی کے ایک جلسہ کے بعد جس میں نپولین میزبانی تھا وہ کچھ سیر
کو ایک دیچی میں غلجہ لے گیا اور کہنے لگا کہ میرے سریر۔ میٹیم۔ جی کی حرکات تو اب
مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں اور اُس کے رشتہ داروں کا چال چلن تو اُس سے بھی
بدتر ہے۔ اُس کا خسر ایک بدنام آدمی ہے اور اُس کا شوہر ایک لست خیال ناہنجار شخص
ہے۔ اور اس کی ماں ایک بڑی عیارہ مکارہ ہے۔ لیکن میں اُس کے قریب میں آنے
والا نہیں ہوں۔ دیکھو ایک فاحشہ جو علانیہ کسب کراتی ہو میری رائے میں اُس کا ر

فاشستہ سے جس کے اخراہن ہوں تو حصول زر کے۔ لیکن رقت انگیز مردہ میں اُن کو دل کرے بہت مرج ہے پس میری خواہش ہے کہ تم میرے میرے حاجب سے کہدو کہ میں نے ایک سال کے واسطے اُس کو برخاست کیا۔ اور اُس کی بیوی کو مطلع کر دو کہ تیرے برس تک میرے دربار میں نہ آئے۔ اور اُن میاں بیوی دونوں سے خبر کرو کہ اُن کو ایک دوسرے کی بیفات کی فذروانی کا موقع دینے کے لئے میں اُنھیں رخصت دیتا ہوں کہ چھ مہینے تو میپلس میں رہیں اور چھ مہینے وائسٹا میں رہیں چھ مہینے جرمنی میں جہاں اُن کا جی چاہے ہیں۔“

ایک اور موقع پر ایک لفٹنٹ کرنل نے اپنی ترقی کے لئے پٹولین کو درخواست دی اور اُس بے دین زمانہ کے حسب حال عرضی میں یہ بھی لکھا کہ اُس کی دو حسین بیٹیاں تھیں اور اگر اُن کے باپ پر رحمت خسرانہ ہوئی تو حضور میں حصول قابو سوسی اور انہما سپاس گذاری سے اپنے کو بڑا خوش نصیب خیال کریں گی۔

پٹولین اس نہایت مذموم اشارہ پر غضب آلود ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے جی میں آتا ہے کہ اس لفٹنٹ کے رسالہ کے احکام پویمید میں اس جھٹی کو داخل کر دوں لیکن پھر نہ معلوم کون سی چیز مجھے اس خیال سے باز رکھتی ہے۔ اس امر کو اُس نے فوراً برخاست کر دیا کیونکہ تحقیقات سے اُس کو معلوم ہو گیا تھا کہ ایام انقلاب میں منجملہ قاتلوں کے ایک قاتل یہ بھی تھا اور رولس پیر کا بڑا یار غارتھا۔ پٹولین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کی دونوں بیٹیاں نیک نما اور قابل تھیں چنانچہ اُن بچاریوں کو اپنے باپ کی رذیل تجویز کی خبر بھی نہ تھی۔ پس نیت سے کہ باپ کی سزا سے اُن بے گناہوں کو کوئی گزند نہ پہنچے پٹولین نے اُن کے محقر سے وشیقے کر دیئے اور حکم دیا کہ پیرس سے وہ اپنے شہر کو چلی جائیں۔

فرانس کی تمام غریب مخلوق کے دل میں پٹولین نے پورا گھر کر لیا تھا اور یہ لوگ پٹولین کو

۱۲ فرانس کے انقلاب عظیم کے سرغنڈوں میں سے ایک سرغنڈا مترجم

اپنا خیر خواہ اور سچا حامی سمجھتے تھے۔ اور اب تک ان کے عقیدہ کا وہی حال ہے۔ اور اس وقت بھی کوئی زندہ یا مردہ بادشاہ ایسا نہیں ہے جو ایسی پرورش محبت سے یاد کیا جاتا ہو جس طرح فرانس کے لوگ اب تک نپولین کو یاد کرتے ہیں اور اس فخر کے اعتبار سے کوئی اس کا نظیر نہیں ہے۔ اس کا کوئی مد مقابل نہیں ہے۔

راہٹ ساووی اس بڑے جھگڑا کی بابت جو حقوق رعایا کے حامی نپولین اور یوپ کے خود سر بادشاہوں کے درمیان واقع ہوا تھا حسب ذیل اقرار کرتا ہے:-

”نپولین کی بادشاہت کا چند سطروں میں ذکر ہونا سنا ہے۔ یہاں کا بادشاہ اسپین کے نوربون خاندان سے تھا۔ جیسا ہم پر سبیرز نے ظاہر کر دیا ہے کہ فطرت انسانی بگڑ کر کس ذلیل حالت کو پہنچ سکتی ہے۔ اسی طرح اس خاندان نے بھی خوب اچھی طرح نمایاں طور سے ثابت کر دیا تھا کہ ان کا ذہن و فطرت کچھ سبیرز سے کم خراب نہ تھے۔ فرڈی نینڈ اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کی طرح صید افغانی اور تماشوں کا دلدادہ تھا اور کسی اوپیز کی اُسے پروا نہ تھی اور اُس کی ملکہ میں خاندان اسپیریا کی جملہ بدکاریاں بھری ہوئی تھیں جس میں نہ ان بدکاریوں کے گھٹانے کا مادہ تھا اور نہ ان کو نیکو کاریوں سے بدلنے کی صلاحیت تھی اور اگر اس ملکہ کو اپنے جی بھلانے کے موقع ملتے رہتے اور بادشاہ کے لئے شیر شکار کے سامان میاں رہتے تو انھیں اس بات کی کچھ پروا نہ ہوتی کہ محاصل کس طرح آتے ہیں اور کیونکر ان کا انتظام ہوتا ہے۔ اور یہ قدرتی ہے کہ دربار میں منہ چڑھے لوگوں پر خاص عنایتوں کا دستور موجود تھا اور ارذل بے باک رشوت ستانیاں جملہ محکمات میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن ان سے بہتر معاملات کا خیال بعض نپولین والوں میں اپنے علم اور زیادہ خوش نصیب ملکوں کے رابطہ و ضبط کی بدولت موجود تھا۔ ان لوگوں نے بھی بات فطرتی ہے کہ آغاز انقلاب کے وقت فرانس پر نظر ڈالی اور انقلاب کے جملہ خطرات کے ایام میں اسی امید سے

نوش ہوتے رہے کہ فرانس کی مدد سے نیپلس میں بھی وہ نئے ڈھنگ سے معاملات کی ترتیب دے لینگے اور ایسا یقین کرنے میں وہ غلطی پر تھے کہ اُن کی موجودہ فرماں روائی سے بدتر دنیا میں بدتر فرماں روائی نہ تھی۔ یسب آدمی جو تبدیلی کے جو یا تھے مخالفین سرکار کے عام لقب میں شامل تھے اور براعظم یورپ کے جملہ مخالفین سرکار سے انگلستان کو اُس سے زیادہ نفرت تھی جتنی نفرت کے وہ مستوجب تھے۔ یورپ کے بہترین مقاصد کے لئے اُن حالات سے بڑھ کر مضر کوئی دوسری حالتیں نہ ہو سکتی تھیں جنہوں نے براعظم یورپ کے کمین سال اور ملعون بادشاہوں کی انگلستان سے بڑی کاٹھی دوستی کر رکھی تھی اور پس اسی واسطے جہاں فرمانرواؤں کی رعایا جو آزادی چاہتی تھی انگلستان کی دشمن گردانی لگتی تھی ۱۱

یہ یہ اقرار و اقبال میں جن کے کرنے پر سادہ سی مجبور ہے اگرچہ یہ سب کچھ ہے کہ وہ امرایان انگلستان کا ہمدرد ہے۔ نیپولین کو بڑی عالی چوکنگی اور شرافت کے ساتھ مظلوم مخلوق سے ہمدردی تھی۔ وہ اصلاح میں ترقی کا خواہاں تھا لیکن وہ اندھے اور مجنون انقلاب کے کافی حالات دیکھ چکا تھا۔ وہ مخلوق کے حقوق کو بحال کرنا چاہتا تھا اور غصہ انہو عوام کی بربادیوں اور لوٹ کھسوٹ سے اُن کو بچانا چاہتا تھا اور اس غم سے اُس کے عہد کی ہر ایک کارروائی قطعی مطابقت ہے۔ اُس نے طوائف الملوکی کی دست درازیوں اور امرائی غضب و عنبر کے گھمنڈ کا کیسا مصنوعی سے مقابلہ کیا۔ اس طرح عجب انوکھے اتحاد کے ساتھ تاجداروں اور طوائف الملوکی کے خواہاں عوام کے انہو نے نیپولین کے خلاف دوستی سے ہاتھ ملایا۔ اور نیپولین کو روڈن آدمیوں کا محبوب ہوا۔

جس زمانہ میں نیپولین مصر میں تھا نیپلس کی رعایا نے یہ ارادہ کیا کہ غیر قابل پروا اشت ظلم کا جو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیں جس سے ملک پر تشدد ہو رہا تھا اور اس میں کچھ عرصہ تک لوگوں کو کامیابی بھی پوری رہی اور نیپلس کے آزاد ہو جانے کی بڑی قوی امید

تھی۔ لیکن انگلستان۔ روس۔ اور خود نیپلس کے بادشاہ کی فوجیں ان جمہوریوں پر اس فوج سے ٹوٹ پڑیں کہ ان کی کوششوں کا غامض ہو گیا اور ان مہمانِ وطن جمہوریوں کے گرد وہ سب دھمکیوں میں پناہ لی۔ متحدہ افواج نے ان قلعوں کا محاصرہ کیا۔ یہ جمہوری نیپلس والوں اور روسیوں کے کورسے اچھی طرح واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آزادی کے لئے کوشش کرنے والے جمہوریوں سے انگلستان ہمدردی نہ کرے گا۔ لیکن انھوں نے درخواست کی کہ ایک انگریزی افسر بھیجا جاوے اور اُس کے سامنے وہ اطاعت قبول کر لینگے۔ چنانچہ انگریزوں کے اس پاک معاہدے پر کہ ان کی جان و مال محفوظ رہے گی اور وہ ان کے بال بچے بلا زحمت فرانس پہنچا دیئے جائیں گے جہاں ہمدرد فرانسیسی ان کی خاطر وہاں آ کر بیٹھیں گے انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور قلعوں کے پھاٹک کھول دیئے اور اس معاہدہ پر تینوں متحدہ فوجوں کے افسروں کے دستخط ہو گئے۔ کارڈنیل روہ فون نے نیپلس کے دیرائے کی حیثیت سے دستخط کئے اور کراؤٹی نے شاہنشاہ روس کی طرف سے اور کپتان فوٹ نے انگلستان کی جانب سے دستخط کئے۔

لیکن اسی وقت لارڈ نیپلس اپنے فخریہ کو لے کر نیپلس میں داخل ہوا اور اُس کے جہاز پر اُس کی مجرم آتشا لیڈی سٹین بھی تھی اور نیپلس کے بدنام بادشاہ اور ملکہ بھی موجود تھے۔ نیپلس نے فوراً نقض عہد کا جھنڈا کھڑا کر دیا اور اعلان کر دیا کہ وہ باغیوں سے کوئی عہد نہ روا نہ رکھے گا۔ صرف اس قدر ہو سکتا تھا کہ وہ بلا کسی شرط کے چاہیں تو اطاعت قبول کر سکتے ہیں۔ نیپلس کے کارڈنیل نے اس نقض عہد کے خلاف بہت بات چیر پیڑھ لیکن لارڈ نیپلس نے ان جھجھکوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ اُس نے ان مظلوم جمہوریوں کو گرفتار کیا اور دودھ کو باہر مل کر اپنے جہاز پر پابہ جولاں کر دیا۔ نیپلس کے بادشاہ میں اتنی ہمدردی نہ تھی کہ وہ ان خوفناک تماشوں کو جواب پیش آنے والے تھے کچھ سے دیکھ سکتا چنانچہ وہ جہاز سے اتر فوراً اپنے ایران کو چلتا ہوا اور اپنی ملکہ اور نیپلس اور لیڈی سٹین کو چھوڑ گیا کہ وہ اپنی خوشی کے موافق

جی کے پھینچ لے پھوڑیں۔ ایلین کہتا ہے کہ بہت کثرت سے اشخاص مجرم تجویز کئے گئے اور قتل کئے گئے۔ جمہور کی سزا یا بی نے عدالت فوجداری کی چرپر اہٹ کی خامی کو پورا کر دیا۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ مردوں۔ یا رتبہ کی کڑی تمیز نہ کی گئی۔ عورتیں۔ مرد اور سونہ سیلہ برس کے گھرد اور ستر ستر برس کے بوڑھے ضعیف ایک ناسات۔ سہ پچانسی دے گئے۔ اور بارہ بارہ برس کے نابالغ لڑکے جلا وطن کئے گئے لیکن ہر ایک جمہوری نے اپنے ذمے پر وہ استقلال و جوانمردی کے ثبوت دیے کہ دیکھنے والے اُن کی مصیبت دیکھ کر رحم سے گھیل گئے اور اُن کی ناشکری یا نمک حرامی کو جس کے وہ اس سے قبل مجرم تھے بھول گئے۔

سراچیا لڈ اُن شرفاء کو جنپلس کے شاہ فرڈی نیڈ کے ملحدہ ظلم سے نفرت کر رہے تھے ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے ملقب کرنے کی اپنے کو اجازت دیتے ہیں لیکن اگر واشنگٹن۔ ایڈمس۔ اور ہینیکا کبھی اپنے ارا وں میں ناکام رہے ہوتے اور پچانسی دے کر مارے گئے ہو۔ تو ان کے بھی ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے کٹنا لگا ہوتا اور وہی لوگ جو اپنے کو آزادی پسند تو مگر ڈمبگ مارتے ہیں اُن بیچاروں پر انبار مطاعن لگا دیتے۔ جو ان ناسپاس نمک حراموں کے معاملہ کی تائید کرتے۔

امیر البحر کرلیسیول۔ جو نہایت ہی بے دماغ اور اشراف چال چین کا شخص تھا جمہوری غفل کے سرگروہوں میں سے ایک شخص تھا اور اُس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ نوبے صبح کے وہ گرفتار ہوا۔ دس بجے جھنڈہ والے انگریزی جہاز پر اُس کا مقدمہ ہوا۔ بارہ بجے وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اور پچانسی کا حکم صادر ہو گیا اور جہاز کے اگلے پال کی ڈنڈی میں اُس کو پچانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اُس کی لاش کے ٹکڑے کئے گئے اور سمندر میں ڈال دئے گئے۔ اس امیر البحر نے لارڈ نیلسن سے درخواست

درخواست کی کہ اُس کا مقدمہ از سر نو کیا جاوے کیونکہ اُس کو جواب دہی کی تیاری کا موقع نہیں دیا گیا۔ لارڈ نیلسن نے یہ درخواست نامنظور کی۔ اس پر امیر البحر نے بڑی عافیت سے درخواست کی کہ اُسے گولی سے مار دیا جاوے کیونکہ پھانسی پر لٹکنے کی ذلت اُس کے لئے بہت خوفناک تھی۔ یہ استدعا بھی بڑی سختی کے ساتھ نامنظور ہوئی۔ اب آخری امید کے طور پر اُس نے لفٹنٹ پارکن سن کو جس کی حراست میں وہ تھالیڈی ہسپتال کے پاس بھیجا کہ جا کر سفارش کرے۔ لیکن لیڈی ہسپتال نے لفٹنٹ پارکن سن سے ملنے سے انکار کر دیا لیکن یہ نہایت بدکار عورت جمہوری امیر البحر کو پھانسی پر تشبیہی حالت میں لٹکا دیکھنے اور اپنا جی خوش کرنے کو جہاز کے عرشہ پر آئی یہ یرونی۔ کارگذاریاں تھیں جن کے صلہ میں لارڈ نیلسن نے نیلسن کے دربار سے الماسی قبضہ کی تلوار پائی تھی اور ڈوگ آف بروٹ کا خطاب پایا تھا جس پر اُس کو بڑا فخر تھا اور پچھتر ہزار فرانک سالانہ کی آمدنی حاصل کی تھی۔

ایلیسن کہتا ہے کہ ”اُن ظالمانہ افعال کے متعلق نہ کوئی عذر پیش کیا جاسکتا ہے اور نہ پیش ہونا چاہئے۔ جس پہلو سے نگاہ کی جاتی ہے اس دردناک واقعہ میں نیلسن کی کارروائی غیر قابل معافی ہے“ ساوئی کہتا ہے ”اس فعل کی پروہ پوشی کرنا بیکار ہے اور اُس کو منصفانہ کارروائی کہنا بد ذاتی ہے۔ اُس شخص کے لئے جو اس جرم میں شریک ہونا نہیں چاہتا سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس پر بذلت داستان کو غم اور شرم ہی کے ساتھ لکھے۔“

اگر ایسی کارروائی نیپولین کے نام سے منسوب کی جاتی تو کیا کہا جاتا ہے کہ اپنی بیٹی شکستہ دل بیوی کو چھوڑ کر وہ ایک بد وضع عورت سے بچھنس گیا اور اُس کی دلفریبیوں کا بندہ ہو کر اُس نے نہایت ہی سنجیدہ عہد نامہ سے انحراف کیا اور شاہی نمک حرامی کے ملزموں کا گلا گھونٹا اور مردوں اور بچوں کو حوالہ کر دیا کہ خوفناک ابنوہ عوام کے

ہاتھوں سے وہ قتل کئے جاویں اور ان کی بے حرمتی ہو۔ اور باوجود اس کے سرکار
برطانیہ میں کے نام پر باؤگاریں قائم کرتی ہے اور نپولین کے نام کو بدنامی سے جھڑپ
کرنے کی کوشش کرتی ہے کیا اس ناالضافی کو دنیا کا فیصلہ صحیح مان لیا گیا۔ اور اس کے
جواب میں ہم بے پس و پیش کہہ سکتے ہیں۔ نہیں۔

۱۔ ایسین کتا ہے ”یہ بات اس کی مستحق ہے کہ نپولین کی عالی منشی سے منسوب کی جائے کہ اس نے
اس مذہب میں میں میں کے حصہ کو خفیہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کو اطلاع دروغ اور
یڈھی سہلٹن کے عقیدہ و فریبی سے منسوب کیا ہے۔“

باب نوزدہم

کوسٹان آپس کا عبور



انگلستان اور آسٹریا کے ازمرو چلے۔ اعلان - سورہ کے ساتھ فیاضی - پنولین کی
اپنے واسطے تجویزیں - انگریزی ہجو یہ قہویریں - گریٹ سینٹ بنارڈ کا ورہ - بڑی بڑی تیاریا
سہا ہیوں کی پرچوش جہاکشی - لوجوان دہقان -



پنولین نے یہ دیکھ کر کہ اُس کے پیغام صلح کو انگلستان نے حقارت و نفرت سے رد کر دیا
اور آسٹریا نے بھی انکار کر دیا اپنے معمولی عزم و بہمت سے متحدہ بادشاہوں کے حلقے روکنے
کی کوشش شروع کی۔ جیسے کہ وہ اپنے دربار میں لونی لریز کے ایوان کے درسیان بیٹھا ہوا
تھا فرانس کی تمامی سرحدوں سے جتھ کی بے رحم توپوں کی گرج اُس کے کانوں میں لہی
تھی۔ انگلستان کے مخالفانہ بیڑے انگلش چینل میں پھر رہے تھے اور فرانس کی تجارت کو
غارت کر دیا تھا۔ وہ فرانس کے ساحل پر مسلح تارکان و طن کے گردہ آہرتے تھے اور لوگوں
بادشاہوں کے معاونوں کو بڑے اسراف کے ساتھ روپیہ ایوہا مان حرب و سے سب
تھے کہ خانہ جنگی پر آمادہ ہوں۔ وہ ہر ایک غیر محفوظ شہر میں گولے برساتے تھے۔ شمالی جزیر

پراشل رے بلیک فارسٹ میں ہوتا ہوا اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ دریائے رین پر پہنچا تھا۔ جس کی فوج میں جولیا ہر لافتح معلوم ہتی تھی بڑے زبردست توپخانے اور عمدہ سے عمدہ رسالے تھے دوسری طرف اگلی میں آسٹریا کا دوسرا سپہ سالار میلہاس ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کے ساتھ جس کے بازو پر انگلستان کی کئی بحری فوج کی کمک موجود تھی ریلیک کے مشرقی اور جنوبی کنارہ سے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ فرانسیسی فوج جو شکست سے بیدل ہو گئی تھی اپنے دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر کوہستان آلپس میں گھس گئی تھی یا شتروں میں بند ہو گئی تھی جہاں محصور ہو کر اپنے گھوڑے اور بوٹ کے چڑے کھا رہی تھی۔ فرانس کی ہر ایک راس سے خواہ اُس کے بیٹے جو رد م سوجرن ہو یا انگلش چنیل انگریزی سمیت ناک و جنگی دینے والے جہاز نظر آ رہے تھے اور فرانس کا ہر طرف سے راستہ بند کر دیا تھا۔

قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو اُس کام کے کرنے میں جس میں اُسے پوری دستگاہ ہو لطف آتا ہے۔ پنولین اپنی حربی لیاقتوں سے پورا آگاہ تھا اُس نے بڑی مروت اور قابلِ رحم انسانیت سے صلح کی درخواست کی تھی لیکن کوئی نتیجہ نہوا تھا۔ اب وہ بڑی خوشی اور آمادگی سے مستعد ہوا کہ اپنے کثیر التعداد دشمنوں کو الیا بھٹیک کرے کہ ذرا معلوم تو ہو ایسے خوفناک غزم و ہمت سے اُس نے یہ کام کیا کہ اُس کے دشمنوں نے اسے ایک لاکھ فوج کا خطاب دیا۔ جہاں وہ خود موجود ہوتا وہ تنہا ایک لاکھ سپاہیوں کی برابر شمار ہوتا۔

پنولین نے حسب ذیل اعلان دیا جو گل کی آواز کے مانند پھاٹوں اور گھاٹیوں میں گونج گیا۔

”اے فرانس کے باشندو۔ تم صلح کے لئے متروک رہے ہو۔ اور تمھاری گورنمنٹ نے تم سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ صلح کی جستجو کی ہے۔ اس معاہدے کے حاصل کرنے میں اُس کی ابتدائی کوششیں اور اُس کی سب سے زیادہ مستقل خواہشیں متواتر ظاہر

ہوتی رہی ہیں۔ وزیر اے انگلستان نے اپنی نامنصفانہ حکمت عملی کا راز بائس کر دیا وہ چاہتے ہیں کہ فرانس کے پرزہ کھیر دیں۔ وہ فرانس کی تجارت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یا تو فرانس کو برا عظیم پورے پے کے نقشہ سے مٹا دیں یا اس کو ذلیل کر کے درجہ دوم کی طاقت کر دیں۔ انگلستان کی خواہش ہے کہ یورپ کی جلد خالقوں کو باہم مخالفت میں پھانسن کر ان کے مال عنایت سے اپنے کو امیر بنالے اور تمام دنیا کی تجارت پر قبضہ کر لے۔ اس مدعا کے حصول کے لئے وہ زراپاشی کر رہا ہے اور پڑوسہ مبالغہ کے ساتھ وعدے کرتا ہے اور اپنی سازشوں کو ترقی دے رہا ہے۔“

اس اعلان پر تمام قوم میں ہوش جنگ پیدا ہو گیا۔ نپولین فرانس کی عافیت اور فرانس کو اس کے دشمنوں پر مغرور و منصور کرنے کے خیال میں ایسا محو تھا کہ وہ اپنی حربی ناموری اور شہرت کو بھی بھول گیا اور رشک و حسد کے خیالات پر اس کی عالی حوصلگی ایسی غالب پڑی کہ اس نے ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی کھڑی کی کہ جس میں فرانسیسی فوج کی اصل جان یعنی سوسولڈائیوں کے بجز بہادر کار و شامل تھے اور یہ سب فوج اس نے مورو کے حوالہ کر دی۔ یہ مورو فرانس میں صرف ایک شخص تھا جو نپولین کا ہمسر شمار کیا جاسکتا تھا۔ نپولین نے مورو کے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کی جو نپولین کے عزم و ثبات۔ ولیری۔ اور ذہانت کے موافق تھی اور اس تجویز کی تکمیل سے مورو کی شہرت کی آب و تاب اور بھی زیادہ ہو جاتی۔ لیکن چونکہ مورو ایک محتاط جنرل تھا وہ اس تجویز پر عمل کرنے سے ڈرا اور اس نے ایک دوسری تجویز پیش کی جو شاید زیادہ محفوظ تھی لیکن جس سے لوگوں کے دلوں پر حیرت میں ڈال دینے والا اثر نہوتا۔

مورو کے ایک دوست نے نپولین سے کہا ”آپ کی تجویز زیادہ عظیم الشان

اور زیادہ فیصلہ کرنے والی اور نیز زیادہ یقینی ہے لیکن مور و جیسے شخص کے زیادہ محرم اور احتیاط کرنے والے ذہن کے موزوں نہیں ہے جو اس تجویز کو عمل میں لانے کو ہے۔ آپ کا طرز جنگ جدا ہے اور وہ سب پر فایت ہے۔ مور کا طرز اور ہے اور اگرچہ آپ کے طرز سے یقینی کمتر ہے لیکن پھر بھی بہت اچھا ہے اُس کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیجیے۔ اگر آپ اپنی رائے کا اُس پر زور ڈالیں گے تو اُس کی خودداری کے خیال کو بخروج کرینگے اور پھر اُس کا جی اچاٹ ہو جائیگا۔

چونکہ نپولین بشری دل کے علم کا بڑا ماہر تھا اُس نے فوراً جواب دیا: تم سچ کہتے ہو۔ مور و اُس قابل نہیں ہے کہ اُس تجویز پر جو میں نے پیش کی ہے کامیاب ہو سکے اچھا اُس کو اُسی راستہ پر چلنے دو جو اُس نے تجویز کیا ہے۔ وہ اُس تجویز کو عمل میں نہیں لا سکتا جسے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ میں بازی گاہ جنگ میں اس تجویز کو کسی اور موقع پر کر کے دکھاؤں گا۔ جس تجویز کو مور و دریا سے رین پر پورا کرنے سے ناہم ہے اُسی تجویز کو میں کوہستان الپس پر پورا کروں گا۔ اور ایک دن وہ اُنیکا کم روہ ناموری کو دیکھ کر کھٹکھٹا سنوس ملے گا جو اس وقت وہ حوزہ میرے والد کے نپولین کی مشین گوئی کے یہ الفاظ نہایت ہی مشکبہ نہ تھے۔ حملہ آوروں کو تھپے ہٹا دینے میں مور و تھکاو وسط و رجبہ کی کامیابی ہوئی۔ لیکن نپولین کا آفتاب۔ میرنگو کے سپہان کی افق سے جلد طلوع ہوا اور ایسی آب و تاب سے چمکا کہ مور و کی ٹٹماتے ہوئے تارہ کی چمک اُس کے سامنے بالکل زرد ہو گئی۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ کتبہ تاریخ میں اُس سے زیادہ عالی حوصلہ فیاضی کی مثال کے لئے جیسی نپولین سے اس موقع پر ظاہر ہوئی کس مقام پر جستجو کریں۔ کیونکہ نپولین نے اس وقت ریلیک کی سب سے بہتر فوج مور و جیسے شخص کے ہاتھ میں دیدی جو اپنے کو نپولین کا سہرا جانتا تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی خیال تھا کہ وہ نپولین کا قریب تھا۔ اور اس طرح نپولین نے

مورو کے لئے حربی باز لگا دیے۔ ایسے ایک منظر پیش کر دئے جہاں اُس کو یقینی بڑی ناموری کے سہرے حاصل ہو سکتے تھے۔ پھر اسی کے ساتھ ایانج میں اُس خود اعتمادی کی کجی نظر نہیں ملتی جو اس وقت نپولین سے ظور پذیر ہوئی۔ اس موقع پر نپولین نے کہا کہ میں مورو کے ہاتھ فرانس کی چہرہ ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی دیتا ہوں جو سو سو لڑائیوں میں فتح پا چکی ہے اور میں اپنے ہمراہ ساٹھ ہزار فوج لیتا ہوں۔ جس میں نئی بھرتی کے سپاہی اور دوسری افواج کے نئے کپٹے آ رہے ہیں اور ایسی فوج کے ساتھ میں زیادہ وقت طلب میدان جنگ میں انٹی ہی بڑی فوج کا مقابلہ کرے، جاتا ہوں جتنی بڑی مورو کے مقابلہ میں ہے۔ آسٹریا کے سپاہی مارشال سیلا اس نے اپنی بڑی فوج کو جو تعداد میں ایک لاکھ چھ ہزار تھی اٹل کے تمام منسوط قلعوں میں پھیل کر رکھا تھا اور بڑے خوفناک غرم و ثبات اور خود اعتمادی سے فرانس کی سرحد پر بڑھا چلا آ رہا تھا۔ نپولین نے بجائے اس کے کہ اپنی غیر آزمودہ فوج سے میلانس کی فاتح و ذور فوج کے ہر اول سے سٹ بھیلے یہ ارادہ کیا کہ کوہستان آپس کے نامہوار اور انبارے گزر لگا رہے، پر چڑھ جائے اور ان ہندوؤں سے جہاں رستہ کا پتہ بھی نہ تھا بحرا لپہ کی تیزی کے ساتھ اتر کر غنیم پر عتب سے حملہ آور ہو۔ یہ بات ضروری تھی کہ اس فوج کو کسی مفید مقام پر جمع کیا جاتا اور بڑی کثرت سے سامان رسد و حرب جمع کئے جاتے اور حملہ کار روایوں کا غنیمہ عمل میں لایا جانا بھی شد ضروری تھا کیونکہ یہ ممکن تھا کہ آسٹریا کی فوج کوہ آپس پر پڑے کہ ان دروں کو محفوظ کر لیتی جن سے نپولین جانے کو تھا اور پھر ان دروں سے گزرنا غیر ممکن ہو جاتا۔ انگلستان اور آسٹریا کے جاسوس تیار تھے کہ نپولین کی حملہ کار روایوں سے اُس کے مخالفوں کو فوراً آگاہ کر دیتے۔

اس فوج کی فراہمی کے لئے نپولین نے ڈیچن اور اُس کے قرب و جوار کے مقامات کو منتخب کیا۔ نپولین اپنی تجویز کا اعلان کر کے اُس نے اپنے مخالفوں کو دھوکا

دیا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جتنے اس تجویز کو احمقانہ خیال کیا اور خیال کر لیا کہ نپولین چاہتا
 کہ اصل حملہ کے مقام سے اُن کی توجہ کو دوسری طرف پھیر دے اور جب قدر مخالفین اس تجویز
 پر تہمتیں لگاتے تھے، استقدر اعلان کے ساتھ نپولین ڈیجین پر افواج اور سامان جمع
 ہونے کے احکام جاری کرتا تھا۔ جاسوسوں نے ڈیجین کو دیکھا اور یہی اطلاع دی
 کہ وہاں تھوڑی سی فوج جمع ہوئی ہے اور نپولین کا یہ اعلان دھوکہ دینے کا ایک
 نہایت بودا بہانہ ہے لندن اور وائٹا کے چھاپہ خانوں میں ڈیجین کی افواج کے
 متعلق کثرت سے ہجو یہ تصویریں بنائی جاتی تھیں خصوصاً انگریز نپولین کی فوج پر جو کہستان
 آپس عبور کرنے والی تھی بڑے ٹھٹھے مارتے تھے۔ یلفین کر لیا گیا تھا کہ مور کی فوج قائم
 کرنے سے رپلیک میں اب دم سکت باقی نہیں ہے۔ ان ہجو یہ تصویروں میں سے ایک
 تصویر یہ تھی کہ ایک نوڈے کو اُس کے باپ کے کپڑے پہنائے تھے اور اُس کے
 کندھے پر ایک بندوق رکھی تھی جو بہت تمام اُس سے اٹھ سکی تھی اور اُڑک کا بکٹ
 کھار ہا تھا اور ایک بوڑھا آدمی بنایا گیا تھا جس کا ایک ہاتھ تھا اور لکڑی کی ایک ٹانگ
 تھی۔ زنگ آلود قراہیوں سے توپیں ظاہر کی گئی تھیں۔ نپولین دل سے چاہتا تھا کہ شہنشاہ
 اسی قسم کی دل لگیوں میں مصروف رہیں۔ اگرچہ وہ ایک پُر راز آدمی کے سایہ میں رہتا
 تھا جو ہمیشہ اُس کی روح کو گھیرے رہتا تھا لیکن اپنی طبیعت کی گہری رسائی سے
 اپنی تجاویز کی عظیم الشان ترقی پر لطف ضرور اٹھاتا ہوگا۔

فرانس کی مشرقی سرحد پر مرغزار انگورستان۔ اور کوہستان واقع ہیں جہاں
 کوہ آپس کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ دونوں
 جانب بڑے بڑے کوہی سلسلے چلے گئے ہیں جن میں تاریک اور خوفناک درے
 اور گھاریاں واقع ہیں۔ اور ان گھاریوں میں جھاگ اٹھانے والے دریا بڑی
 تیزی سے بہتے ہیں۔ ان دریاؤں کے دونوں کناروں پر بلند کھسی دیواروں کے

پشتہ واقع ہیں جن کی چوٹیوں پر سبز برکے درخت سسٹاسان کھڑے ہیں اور جہاں
 پہنچنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ اس عظیم الشان کو ہی ساساہ کا خاص ورہ گریٹ
 سینٹ برنارڈ ہے۔ مسافر ایک راہبر کی ہمراہی میں خچر پر سوار بدقت تمام اہستہ اہستہ
 اس ڈھلوان اور نامہوار راستہ پر چڑھتا ہے اور کسی مقام پر ایسے چل سکتے گزرتا
 ہوتا ہے جو بے انتہا عمیق گھاری پر بندھا ہے اور کبھی ایسے کنارے پر چلتا پڑتا ہے
 جہاں کہ اوپر تو سنویر کی چوٹیوں پر عقاب اڑتا اور بولتا ہے اور نیچے دوسری طرف ایک
 ایسا گرا کندہ واقع ہوا ہے کہ جس کی گرائی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور ایک کو ہی
 دیوار کایچ وریچ سلسلہ آسمان سے باتیں کرتا چلا گیا ہے۔ اکثر مواقع پر راستہ تنہا
 تنگ ہے کہ پارٹی بکریوں کے پتے پتے کھڑے مشکل سے لگتے اور جھپٹتے ہیں اگر
 مسافر کا قدم غلطی کر جائے یا برف پر پھسل جائے تو مسافر سر کے بل ہزاروں فٹ
 گہرے غاریں جا پڑتا ہے اور ہڈی پسلی کا پتہ نہیں چلتا اور جبکہ اپنے وفادار خچر کی
 مدد سے یہ مسافر ان خوفناک مقامات میں زیادہ اور زیادہ بلند چڑھتا ہے تو کبھی ملک
 بھرتیج کا سامنا ہو جاتا ہے جس کے ساتھ پتھر۔ دخت۔ مٹی۔ برف۔ پالانہ رو کی
 جاسکے والی طاقت کے ساتھ نیچے کو کھسکتا چلا آتا ہے اور یہ مسافر حیرت زدہ کھڑا
 دیکھتا رہ جاتا ہے۔ پھر یہ بھرتیج انجام کار کھٹیں بہنے والے دریا سے جا ملتا ہے۔
 خدا کے حکم سے یہ بھرتیج گرتا ہے اور کسی قسم کی بھی احتیاط اس مسافر کو جو اس کے
 سامنے آ جاتا ہے نہیں بچا سکتی۔ مسافر کا فوراً کام تمام ہو جاتا ہے اور وہ ایسی جگہ دفن
 ہو جاتا ہے جہاں سوائے حضرت اسماعیل کے صور کے اور کوئی آواز اس کے کان میں
 نہیں پہنچ سکتی۔ برف و باد کے سخت طوفان بھی ان بدفستانی بلندیوں پر آیا کرتے ہیں
 جن سے مسافر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور دم تھا ہو جاتا ہے صد ہا جسم برف کے تودوں
 کی شکل میں برف ہی کے ذریعہ سے مٹنے لگنے سے محفوظ ان برف کے انباروں میں

دفون پڑے ہیں اور ہمیشہ وہیں دفن پڑے رہینگے جب تک آخری شعلہ آتش ان کے
سب برف سے کھن کو نہ پگھلا بیگا۔ ایسے ایسے مملک اور پرخطر مقامات پر چل کر دودن
کے بعد صحت مند آنا سا فراس ورہ کی چوٹی پر پہنچتا ہے جو سطح سمندر سے آٹھ ہزار فٹ
اونچی ہے۔ یہی امریکہ کے کوہ آئسٹنگٹن سے بھی دو ہزار فٹ زیادہ اونچی ہے۔ اس
چوٹی سے جہاں سے اُتار شروع ہوتا ہے ملحق ایک چھوٹا سا ہموار میدان ہے جس
کے گرد برف سے ڈھکے ہوئے بلند پہاڑ کھڑے ہیں۔

اس مقام کا منظر بیان سے باہر ویران اور اداس ہے۔ قدرت نے ان پہاڑ کی
مقاموں میں اپنی سب سے زیادہ سخت اور ڈراؤنی وضع اختیار کی ہے اور جبکہ
نساؤ و صلابت ان گھروں اور بلندیوں سے نکل کر اس واوی ہلاکت میں پہنچتا ہے
تو سینکڑوں ہزاروں کی خاتما ہوا سامنے نظر آتی ہے۔

اس مقام پر جہاں کوئی ساہل آسائش نہیں ہے اور جو یورپ کے سب آباد
مقاموں سے اونچا ہے ہزار برس سے زیادہ سے راہبوں کی ایک نسل چلی آتی ہے
جن کا کام نفس کشی ہے اور جن کو کسی آرام و آسائش سے واسطہ نہیں ہے۔ یہ راہب
اس پرستانی اور پہاڑی مقام پر مستقل طور سے رہتے ہیں اور اپنے خالق کی اس طرح
بندگی بجالانے ہیں کہ حیران اور تباہی میں پڑے ہوئے مسافروں کو بچاتے ہیں جو
بربادیاں ان مسافروں پر طوفان کے ہاتھ سے ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔

اس برف سے گری ہوئی واوی کے وسط میں ایک جھیل ہے جس کا پانی صاف
گہرا اور ٹھنڈا ہے اور جس میں موسم گرما میں بھی ان بحرالثلجوں کا عکس معکوس ہوتا ہے جو
اُس کے گرد واقع ہیں۔ اٹلی کی جانب کا اوتار فرانس کی جانب کی چڑھائی سے بھی
زیادہ خطرناک ہے ان برہنہ اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں پر کسی قسم کی نباتا
نہیں ہے اور ان پر ہلشہ طیٹان کے جھو کے چلتے رہتے ہیں ان کی بلندیوں پر

ہو کی رقت کا وہ عالم ہے کہ عقاب کا شہر کام نہیں کرتا اور اُس کے ڈھالو اور پھسکوتے ہونے کا خیال ہے کہ پہاڑی کیریاں چڑھنے کی جرأت نہیں کرتیں۔ ان برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر بشر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ہاں اکا دکا ٹھٹھکے ہوئے مسافر جو ذرا دیر کو راہبوں کی خانقاہ میں ٹھہرتے ہیں یا یہ کلمہ پوسن راہب جو موٹی جھوٹی پوشاک سے جسم کو ڈھاپنے رہتے ہیں نظر آ جاتے ہیں۔ ان راہبوں کے ہاتھوں میں عصے اور ان کے ہمراہ ان کے کتے ہوتے ہیں اور برف و باران میں یہ ٹوٹل ٹوٹل کر چلتے ہیں ایندھن بھی جو کفایت شکاری سے جلایا جاتا ہے بڑی وقت اور محنت سے خود ان پادریوں کے کندھوں پر نیچے سے اوپر کو آتا ہے۔

پس ایسے ایسے مواقع تھے جن کے عبور کرنے کا پتہ لینے ارادہ کیا تھا کہ آسٹریا کی فوج پر پیچھے سے جا کر حملہ آور ہو۔ اس وقت آسٹریا کی فوجیں جینیوا کی فصیلیں گولوں سے مسار کر رہی تھیں اور یہاں سبنا گرا ہوا تھا اور فرخ سے پھولی ہوئی آسٹریا کی فوج نہیں کے پھاٹکوں پر حملہ کر رہی تھی۔ اس وحشت خیز کو ہی ورہ سے جہاں خچر بڑی وقت سے جاتا تھا اور جہاں کبھی گاڑی کا پیہ نہیں گھوما ہے اور نہ گھومنا ممکن ہے پتہ لینے ارادہ کیا تھا کہ ساٹھ ہزار فوج مع بھاری توپوں۔ لاکھوں من گولوں۔ سامانوں اور دہائی حرب کے اسباب کے دوسری جانب لیجاے۔ انگلستان اور آسٹریا اس خیال محال پر متفقے لگا رہے تھے اور ایسے کام کا انجام کو پونچنا غیر ممکن خیال کرتے تھے لیکن ذرا دیر اسی خفیف باتوں کا انتظام کرنے میں بھی پتہ لینے ویسا ہی مشاق تھا جیسے بڑی بڑی اہم تجویزوں کے سوچنے میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ اگرچہ پتہ لینے کا غم بالآخر تم تھا کہ فوج کا بڑا جزو یعنی چالیس ہزار سپاہ سینٹ برنارڈ کے ورہ سے اٹلی کو لیجاوے تاہم اُس نے آسٹریا کی فوج کا خیال بانٹنے کو یہ بھی تجویز کی کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں۔ سینٹ گلوٹھوڈ۔ لٹل سینٹ برنارڈ۔ کوہ سین کو بھی بھیج دیں۔ اور اس طرح وہ

ایک ساٹھ ہزار فوج اُلی کے میدان میں جمع کر سکتا تھا۔ جس سے دشمن حیرت میں ہو جاتا اور یہ فوج نپولین کی ماتحتی میں آسیب کی طرح بادلوں سے نیچے اُنزکر آسٹریا کی فوج پر عقب سے حملہ آور ہوتی اور آسٹریا والوں کا سارا تعلق اُس کے ملک سے قطع کر دیتی اور وراثت پرورش کرنے والے دشمنوں کے دل خوف سے تھرا دیتی۔

نپولین کے قرب و جوار میں مختلف مقامات پر فوجیں جمع کی گئیں اور یہ سب ایک اشارہ پر اپنی جگہ بارگشت پر جمع ہو جانے کو تھیں کہ ہوا کے گولہ کی طرح پہاڑ کی گھاری میں گھس پڑیں۔ گہیوں۔ بسکٹ۔ اور جوئے کے بڑے بڑے ذخیرے مختلف مقامات میں جمع کر دیے گئے تھے اور بڑی کثرت سے روپیہ بھیج دیا گیا تھا کہ پہاڑوں میں رہنے والے پہاڑی گنا مزدور کرائے جاویں۔ طلسمی سحر سے کارگروں کی دکانیں راستہ کے کنارے کنارے قائم ہو گئیں جن میں اچھے اچھے کارگر موجود تھے کہ سامان کی مرمت کریں۔ توپوں کو گلابوں سے اتاریں۔ اور توپوں اور سامان کی گلابیوں کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر دیں کہ آدمیوں اور خچروں پر وہ ڈھالو نا ہو اور راستہ پر جاسکیں۔ گولہ بارود کے لئے ہزار ہا چھوٹے چھوٹے چوبی صندوق تیار ہوئے کہ خچروں پر بآسانی لاد سکیں۔ کارگروں کی ایک اور جماعت سفری ہتھیار سمیت فوج کے پہلے دستہ کے ساتھ پہاڑ کے دوسری طرف بھیج دی گئی کہ میدان میں دکانیں قائم کر کے شکستہ اسباب کی مرمت کر دیں اور گلاب کو قائم کر کے اُن پر توپیں پھر سے چڑھا دیں۔

پہاڑ کے دونوں طرف اسپتال قائم کر دیے گئے اور مرضیوں اور مجروحوں کے لئے ہر قسم کا سامان آرام دہ کیا گیا اور نپولین کی دوراندیشی ایسی وسیع تھی کہ اُس نے پہاڑ کی چوٹی پر خاتقا میں نہایت افراط سے روٹی۔ پنیر اور شراب بھی بھیج دی تھی۔ اور ہر سپاہی کو حیرت ہو گئی جبکہ چوٹی پر پہنچتے ہی اُس نے ایک روٹی کا ٹکڑا اور پنیر اور ایک جام شراب کا ایسی حالت میں کہ محنت شاقہ سے چور ہو رہا تھا پایا اور یہ راہبوں نے اُس کو دیا تھا

نپولین نے جلد باتوں کا انتظام کر دیا تھا اور اسی کے ساتھ وہ فرانس کی باغست کو از سر نو تعمیر دینے میں ایک درجن آدمیوں کی برابر اور بھی محنت کر رہا تھا۔ اگر محنت کا اثر واقعی عظمت ہے تو نپولین نے اُس عظمت کو خرید لیا تھا جس پر وہ پہنچا۔ اور تاہم اُس کے جسم و مزاج ایسے بنے تھے کہ نہ سونا اور حِست و چاق بنے رہنا اُس کے لئے ایک مہمِ سرِ تھی۔ آخر کار مقررہ وقت پہنچا۔ یہی سلسلہ عکوفی لڑی کے ایوان سے لفظیں کتا ہوا نپولین اپنی گاڑی میں سوار ہوا: ”اچھا۔ جو لیا گیا۔ خدا حافظ۔ اُلی جانا مجھے بڑا ضروری ہے۔ میں تمہیں نہ بھولوں گا۔ اور میں بہت دنوں تک غیر حاضر نہ رہوں گا۔“

حکم کی دیر تھی اور یہ ساری پر شکوہ جماعت چل دی۔ نپولین نے شتاب ثاقب کی طرح فرانس کو طے کیا اور وہ کوہستان کے واسن میں پہنچا اور یہاں مقررہ وقت پر جگہ سامانِ سرب آ پہنچا۔ اب نپولین نے بڑی احتیاط کے ساتھ فوج کا معائنہ کیا۔ ہر ایک پیدل اور ہر ایک سوار اُس کے سامنے سے گذرا۔ اگر بوٹ ٹوٹا ہو تھا۔ یا کوٹ پٹنا ہوا تھا۔ یا مبنذوق میں نقصان تھا تو اس نقص و خرابی کی فوراً درستی کر دی گئی۔ اُس کی پُراستی و تاب لفظوں سے اُس کے سپاہیوں کے سینہ میں وہی جوش بھر گیا جس سے خود اُس سینہ بھرکا ہوا تھا۔ نپولین ہی کے سے عزم و ثبات تمام اس زبردست فوج میں پیوست ہو گئے تھے۔ ہر شخص جہاں تک ممکن تھا محنت کرتا تھا۔ اُس کے سردار کی آنکھ اُسے ہر جگہ دیکھ رہی تھی اور اس کی جی بڑھانے والی آواز اُس سے فوق العادت محنت کراتی تھی۔ دولایتِ انجیر راستہ کی تحقیقات کو بھیجے گئے تھے۔ کہ جہاں تک ہو سکے راہ کے موانع و دفع کر دیں۔ لیکن اپنی واپسی پر اُنھوں نے بڑی خوفناک داستان بیان کر کے کہا کہ راستہ بظاہر بے گزربے۔

نپولین نے پوچھا: ”بھلا اس راستہ کو پار کرنا ممکن ہے یا نہیں؟“
انجیریوں نے بڑے پس و پیش کے ساتھ کہا: ”کہ ہاں۔“ ”حدودِ امریکان کے اندر تو“

ہے لیکن اس میں شک ہے۔“

یہ سن کر پولین نے بڑی ہمت سے کہا ”پھر کیا ہے۔ چلو بڑھو۔“ ہر شخص کو تاکہ
تھی کہ اپنے ہتھیاروں کے علاقہ کی روز کا کھانا بھی اپنے ساتھ لیوے۔ اسلئے کہ پٹ
کے پر بیچ و خم راستہ میں آدمی صرف ایک ہی قطار میں آگے پیچھے جاسکتے تھے۔ گاڑیوں
کے بھاری بھاری پیسے اتار لئے گئے اور ہر ایک پہیے کے سولخ میں ٹونڈا ڈال کر
دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھ دیا گیا۔ پیدلوں کے مقابلہ میں سواروں کو بڑی وقت
تھی۔ سواری پیدل چلتے تھے اور اپنے گھوڑوں کو اپنے پیچھے لے کر چلنا پڑا تھا۔ اتار
کے وقت سخت مصیبت کا سامنا تھا کیونکہ تنگ اور ڈھالور راستہ پر سوار کو گھوڑے
سے آگے آگے چلنا پڑا تھا۔ اور ذرا سی لغزش پر اُس کھڑ میں جو منہ پھیلائے سنا
موجود تھا اس کے بل گر پڑنے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ اوریوں ہی بہت سے سپاہی اور گھوڑے
مر جی گئے۔ کٹھے بیچ سے چیر کر ان کی پھانٹوں کو اندر سے خالی کر دیا تھا اور توپوں کی
نالیں اُس خلا میں جڑ دی تھیں۔

اس طرح ان نالوں کو پہاڑ پر چڑھانے کے لئے چخروں کی ایک قطار آگے
پیچھے جوت دی گئی لیکن چخروں کے کھینچنے میں جلد ناکامی کا تجربہ ہوا۔ پھر آدمیوں نے
بڑی مستعدی سے جوت اپنے کندھوں پر ڈالے اور ایک ایک توپ کے کھینچنے میں
سو سو آدمی شریک ہو گئے۔ پولین نے بارہ پنی توپ کے چڑھانے کے ایک ہزار
فرانک کسٹلوں کو دینا کئے۔ لیکن زر کا لالچ اتنا قوی نہ تھا کہ ان کو ایسی شاقہ محنت
کی طرف بھاتا۔ مگر پولین کی ہر لغزیزی کا اثر اُس کے سپاہیوں پر روپیہ کے اثر سے
زیادہ تھا۔ ہمت بڑھانے والے لغزے مار مار کر وہ رسے میں زور لگاتے تھے اور
ہر آدھ گھنٹہ میں نئی ٹولی تھکے ہوئے جو لغزوں کی جگہ آ موجود ہوتی تھی۔ میل چھلکتے
ہوئے سپاہی ان بلند گھاٹوں پر کھڑے رہتے۔ ان کی طرح چھلتے تھے ان کی بلندی

کا یہ حال تھا کہ عقاب اُن کے نیچے اڑتا اور بولتا تھا۔ پہاڑی بکریاں یہ غیر معمولی منظر دیکھ کر خوف سے بھاگ گئی تھیں اور کنگاروں پر کھڑے ہو کر اس فوجی دُل کو جس نے اس ویرانہ کو یکایک آباد کر دیا تھا بڑے غور و حیرت سے دیکھتی تھیں۔

جب کسی خاص وقت طلب موقع پر پہنچتے تھے تو پہلے کا بگل دیا جاتا تھا اور اُس کی آواز پتھر ملی چٹانوں اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں میں گونجنے لگتی تھی۔ ان آوازوں پر بہت باندھ کر جہاں تک ہو سکتا تھا سپاہی زور لگاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی غنیم پر حملہ کر رہے ہیں۔ پنولین نے ان سپاہیوں کے گروہ کو بھی وہی الغام دینا چاہا جو وہ مزدوروں کو دیتا تھا۔ لیکن ان سپاہیوں میں سے ایک ایک نے اُس کے لینے سے انکار کیا۔ انھوں نے تو اپنے سردار کے جوش سرگرمی کا اظہار کیا تھا اُن میں تو پنولین جیسی عالی حوصلگی پیدا ہو گئی تھی جو تمامی روپیہ پیسے کے لالچ پر غالب تھی۔

انھوں نے کہا ہم روپیہ کے لالچ میں جان نہیں لٹا رہے ہیں۔ بلکہ محنت اس غرض سے ہے کہ آپ پسند کریں اور ہم بھی آپ کی شان و شوکت میں حصہ لیں۔ پنولین نے حیرت انگیز سلیقہ ستاری سے توپ خانہ کی خدمات میں ایک خفیت تبدیل کر دی جس سے بے انتہا اخلاقی نتیجے برآمد ہوئے۔ اس دنگ یہ دستور تھا کہ توپوں کی گاڑیوں کے چلانے والے معمولی گاڈیان ہوتے تھے اور وہ سپاہی شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ خدمتگار سمجھے جاتے تھے اور اُن کو فتح کی ناموری میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا اور نہ اُن کو غیرت و آبرو کا کچھ لحاظ و پاس ہوتا تھا۔ جہاں خطہ پیش آ جاتا تھا وہ گھوڑوں کے جوت کاٹ دیئے اور فرار ہو جانے کو تیار رہتے تھے اور توپوں کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ جاتے تھے۔

پنولین نے کہا یہ توپوں کی گاڑی ہانکنے والا جو اپنی توپ کو میدان میں لاتا ہے

بڑی قیمتی خدمت انجام دیتا ہے اور گولنداز کی طرح کام کرتا ہے یہ بھی گولنداز ہی کی طرح خطرہ کے سامنے ہوتا ہے اور پس اس گاڑی والے کو بھی گولنداز سی طرح اخلاقی تحریک اور غیرت کی حاجت ہے۔

پس اُس نے توپ خانوں کے گاڑی بانوں کو سپاہیوں میں تبدیل کر دیا اور اُن کو بھی اُن کے رتبوں کی طرح وردیاں دیں اور ان گاڑی بانوں سے بارہزار سوار تیار ہو گئے جو اپنی توپوں کو میدان جنگ میں لیجاتے تھے اور اُن کو بھی گولنداز کی طرح غیرت و آبرو کے خیال سے تحریک ہو گئی تھی اور جس طرح گولنداز اپنی توپوں کو بھرنے اور فیر کرنے میں غیرت کے خیال سے متحرک ہوتے تھے اُسی طرح یہ گاڑی بان بھی اپنی توپوں کو جلد لیجا نے اور اُن کی حفاظت کے خیال سے متاثر تھے اپنی توپوں کی حفاظت کرنا ان کے نزدیک بڑے فخر کی بات تھی اور ان بے حسم آلات قتل کو وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس ملک جھٹکتے ہوئے اور بجلی پٹیل کو وہ پیار کرتے تھے اور اُس سے کثرت سے محبت آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔ انسان کا دل بھی ایک عجیب معمے۔ اُس وقت بھی جبکہ اُس کی خواری کی کوئی انتہا باقی نہ رہی ہو اُسے کسی نہ کسی چیز سے محبت کرنے کی حاجت رہتی ہے یہ خون سے رنگے ہوئے سپاہی جن کو بدی نے بایم بنا دیا تھا جنگ کے تمامی خطرات میں ان ملک حربی کابوں سے بڑا انظار الفت کرتے تھے اور اُس کو مخاطب کر کے کہتے تھے ”میری پیاری تو مجھے اُسی نام سے پکار جو گھر میں لیا جاتا ہے“ یہ بے رحم توپ گویا ان لوگوں کی سنگ دل معشوقہ تھی۔ یہ لوگ بے دھوئے ہوئے موچندر ہونٹوں سے اُس کے بو سے لیتے تھے۔ اور اپنی وحشیانہ غیر مہذب جاں نشاری میں اُن کو یہ منظور تھا کہ خود مارے جائیں لیکن اپنی محبوبہ کو چھوڑ کر بھاگ جانا گوارا نہ تھا۔ بڑی احتیاط سے وہ خونخوار توپوں کو لمو سے استہبانغ دیتے

تھے۔ اور بڑے پیار سے کسی کامیری۔ کسی کا ایما۔ اور کسی کا لڑی نام رکھتے تھے۔ کوہ لپس عبور کرنے میں بعض گولنڈازوں کو جو برف پر اپنی توپ کے ساتھ محنت کر رہے تھے رات ہو گئی۔ انھوں نے اس توپ کو میدان اور برف میں تہنا نہ چھوڑا نہ آپ خشکی اور سایہ میں آرام کرنے کو گئے۔ بلکہ ایسے سپاہیوں کی طرح جو اپنی بہن کی حفاظت کرتے ہیں رات بھر توپ ہی پاس سردی اور برف میں پڑے رہے۔ یہ سب پنولین ہی کی ذکاوت تھی جو انسانی روح کی تہ میں پیر گئی تھی اور بڑے زبردست غم و ثبات اس طرح کی مدد کو آ موجود ہوئے تھے ایک شخص نے پنولین سے کہا کہ ”دیکھئے سب خیال ہی خیال ہے“ پنولین نے جواب دیا ”میشک سب خیال ہی خیال ہے اور تمام دنیا پر یہ خیال ہی حکومت کرتا ہے“

جب یہ سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ان آرام کی چیزوں کو دیکھ کر جو پنولین نے اُن کے لئے مہیا کی تھیں خوشی اور حیرت سے بھر گئے۔ ہر شخص کو یہی خیال ہو سکتا تھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر بڑی بے انتظامی اور بے ترتیبی پیش آئیگی۔ چالیس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلا دینا کچھ آسان کام نہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے اس خوبی سے ہر شخص کا اہتمام کیا گیا تھا اور پنولین کا اثر اس قدر زبردست تھا کہ ایک سپاہی کو بھی اپنی صفوں سے باہر منکسر جانے کی ضرورت نہ ہوئی اور ہر شخص کو روٹی۔ پنیر اور شراب کا پیالہ مل گیا اور وہ کھانے آگے چلنا ہوا۔ اس موقع پر یہ بات بڑے فخر کی خیال کی گئی تھی کہ پہاڑ کی چوٹی پر توقف نہ کیا جاوے اور راہ میں کسی قسم کے موانع کیوں نہ پیش آجاویں لیکن حکم تھا کہ کسی کا خیال نہ کیا جاوے تاکہ میں سیل لپی آدمیوں اور جانوروں کی قطار میں اتاری واقع نہ ہو۔ اتار چڑھائی سے بھی زیادہ خطرناک تھا لیکن اقبال یاد رکھا۔ یعنی آسمان صاف اور موسم نہایت خوشنما تھا اور چاروں کے اندر یہ تہامی فوج اٹلی کے میدان میں جا کر جمع ہو گئی۔

نپولین نے بھڑکوا گئے بھیج دیا تھا کہ فوج کا دستہ پہنچتا جاے وہ انتظام و ترتیب سے قائم کر دیا جائے اور سب چیزیں ٹھیک ٹھاک اور ضروری مرست سے فراغت ہوتی جاوے اور خود سب سے پیچھے رہ گیا تھا کہ اس بڑے ابنوہ کو آگے بڑھائے اُس نے سب سے پیچھے پہاڑ سے عبور کیا۔ وہ ایک چنبر پر سوار تھا اور ایک نوجوان کسان اُس کا رہبر تھا اور خیال میں ڈوبا ہوا ان خوفناک چڑھائیوں پر چڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ بھڑکوا کوٹ اپنی معمولی غارت کے موافق پہنچے ہوئے تھا۔ اس موقع پر نپولین کو مصوروں نے اس طرح دکھایا ہے کہ وہ ایک پتھل گھوڑے پر سوار ہے اور پہاڑ کی چوٹی پر طرار سے بھڑتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ نہایت ہی سادہ وضع سے تھا اور حتیٰ کہ اُس کے رہبر کسان نے بھی اُس کو نہ پہچانا تھا۔

بہت زیادہ راستہ تک نپولین خاموش رہا اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا لیکن باوجود اس کے اُس کو رحم سے بھری ہوئی ہمدردی کا موقع ملا یعنی اپنے سیدھے بھولے رہبر کے جی کا حال نپولین نے لے لیا۔ یہ نوجوان کسان سچا اور نیک ہناد تھا۔ وہ ایک حسین پہاڑن لڑکی کو چاہتا تھا۔ وہ بھی اس کو چاہتی تھی اور اس نوجوان کو اُس سے شادی کرنے کی بڑی تمنا تھی۔ لیکن وہ عیب تھا اور اُس کی کوئی آمدنی ایسی نہ تھی کہ خانہ داری کے اخراجات کا کفیل ہو سکتا اور نہ اُس کا گھر تھا۔ اگرچہ یہ ایسا وقت تھا کہ نپولین کے عزم و ہمت اور تمام خیالات انگلستان اور آسٹریا کی طرف متوجہ تھے۔ اور ایک عظیم الشان فوج کی فکر اُس کو دامنگیر تھی کیونکہ ایک لاکھ بیس فوج سے اُس کا مقابلہ تھا لیکن پھر بھی اپنے رہبر کا وہ راز دار ہو گیا اور اُس سے اُس کے عشق و آرزو کی ساری داستان کھلو کر سن لی۔

جب پورا انعام و بیکر نپولین نے اپنے رہبر کو رخصت کیا تو اپنی حیب سے ایک ہنسل نکالی اور ایک ردی کا غنچہ سطرین لکھکر اُس نوجوان سے کہا کہ واپسی پر

پہاڑ کے دوسری جانب یہ خط متمم عساکر کو دیدے۔ جب یہ رہبر واپس آیا اور وہ پُرزہ متمم عساکر کو دیا تو یہ معلوم ہونے سے کہ اُس نے پہاڑ پر پولین کی رہبری کی تھی اور پولین نے اُسے قطعہ آراضی اور ایک مکان عنایت کیا تھا اُس کی حیرت و مسرت کا کوئی پایا نہ رہا تھا۔ پس اس طرح اُس کی شادی کا سامان ہم پہنچا اور اُس کی عاجز بلند نظری کا خواب صحیح ہو گیا۔ اُس دل میں فیاضی کی تحریکیں ضرور فطرتی تھیں جو باوجودیکہ ایسے اہم معاملات کی فکروں میں مبتلا تھا لیکن اس پر بھی افکار سلطنت و جنگ سے پھر کر ایک کسان کے ساتھ ہمدردی کرنے سے مسرور ہوا۔ یہ کسان ابھی حال میں مراہے اور تمام عمر اُس زمین اور مکان سے جو ہفت کشور کے شاہشاہ نے اُس کو عطا کیا تھا لطف اٹھا رہا ہے۔

باب سیم

میں گنو

قلعہ بارڈ - میلاس کی پریشانی - پولین کے تفکرات - اعلان - ڈیزے - نامی میلو
ڈیزے کا آنا خوفناک جنگ - ڈیزے کا مارا جانا - جنگ کے نتائج - فطرتی جوش قلب - شاہنشاہ
اسٹریا کے نام خط - اطاعت کی شرطیں - پولین کا میلان میں داخلہ - پیرس میں بڑے
جوش سے استقبال -



دریائے اوسٹا کے کنارے کنارے اب فوج بڑی تیزی سے روانہ ہوئی - یہ
فوج ایک خوبصورت وادی میں تھی جو نہایت ہی تر و تازگی سے آفتابِ نو بہار کے
نیچے شگفتہ ہو رہی تھی - فوج کے راستہ کو دیات کے مکانات - باغوں انگورستانوں
نے جہاں شگوفے کھل رہے تھے رونق دے رکھی تھی اور فوج کے دونوں
جانب نہایت رفیع الشان صنوبر کے درختوں سے ڈھکی ہوئی کوہی دیواریں بلند
تھیں اسٹریا کی فوج فرانس کی سرحد پر بڑھی چلی جاتی تھی لیکن اُس طوفان سے کچھ خبر
نہ تھی جو اُس کے عقب میں یکایک جمع ہو گیا تھا اور بے روک تیزی کے ساتھ اُس
کے پیچھے چلا آ رہا تھا - فرانسیسی سپاہی اُس اہم ہم سے جو ابھی وہ کوہستان کے

عبور کے متعلق پوری کرچکے تھے خوشی سے پھولے ہوئے تھے۔ ان کو اپنے سردار پر پورا بھروسہ تھا اور خوشی خوشی بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن ان کے سامنے یہ وادی تنگ ہوتی چلی جاتی تھی اور ہر دو طرف پہاڑ زیادہ دھلوان اور کنگاروں دار ہوتے جاتے تھے اور دریا سے اوسطاً سمٹ کر ایک تنگ ظرف میں بہنے لگا تھا اور پتھروں سے ٹھوکریں کھاتا جھاگ اٹھاتا ہٹتا چلا جاتا تھا۔ اور اُس کے کناروں اور پہاڑ کے بیچ میں بدقت شرک کی جگہ باقی تھی۔ لیکر ایک فوج کا آگے بڑھنا ایک قلعہ نے روک دیا جو ایک بلند بے گزر چٹان پر بنا ہوا تھا اور بیچٹان دریا سے اوسطاً کے کنارے بلند مینار کی طرح واقع تھی۔ اس قلعہ کی عمدہ بنی ہوئی فصیلوں پر بڑی ہنرمندی سے توپیں چڑھی ہوئی تھیں جن کی زو میں سارا درہ تھا اور پولین کی فوج کا آگے بڑھنا بالکل غیر ممکن تھا۔

اس غیر متوقع روک کی خبر فوراً اگلے حصہ سے پچھلے حصہ میں پہونچ گئی۔ پولین فوراً اگلی صفوں میں جا پہونچا اور ایک نہایت ہی تنگ راستہ سے قلعہ کے مقابل پہاڑ پر چڑھ گیا اور چند جھاڑیوں کی آڑ میں دشمن کی گولیوں سے بچکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور اپنی دو زمین سے بہت دیر تک احتیاط کے ساتھ قلعہ اور اُس کے قریب کے کنگاروں کو دیکھتا رہا اور اُس نے ایک مقام پر جو قلعہ سے بہت بلند تھا یہ اندازہ کر لیا کہ وہاں ایک توپ کا کھینچ کر پہونچا یا جانا ممکن تھا اور اُس مقام سے دشمن کی غیر محفوظ فصیل پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔

مقابل کے پہاڑ میں اُس نے ایک دریچہ دیکھا جو قلعہ کے توپخانوں کی زد سے بہت بچا ہوا تھا اور اُس نے خیال کیا کہ اس راستہ سے ایک ایک آدمی نکل سکتا تھا اور پس اُس نے فوراً کوچ شروع کر دیا۔ اور سب فوج ایک قطار میں اس پیچیدہ راستہ سے ہو کر چل پڑی۔ یہاں تک کہ گھوڑے بھی جو سینٹ برنارڈ

کے خطرناک درہ کو پار کرنے سے خطرہ کے عادی ہو گئے تھے اسی راستہ پر اپنے سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قلعہ میں آسٹریا کی فوج کو کستور صدہ ہزار تھا کہ وہ پتیس ہزار فوج کو مع بہت سے گھوڑوں کے پہاڑی دیوار سے چھٹی ہوئی ایک تالی خط میں چلی جاتی ہوئی دیکھ رہی تھی اور اس فوج کو گولی یا گولہ سے کوئی گزند نہ پہنچا سکتی تھی۔

پنولین اس سنگین لگاریے پر چڑ گیا اور رات دن کی بیخواب محنت سے طبعی تھکا ہوا چٹان کے سایہ میں لیٹ کر سو گیا۔ سپاہ کی لمبی قطار بڑی احتیاط و خاموشی سے پاس ہو کر نکلی چلی جاتی تھی اور ہر ایک سپاہی اپنے ساتھی کو خاموشی کا اشارہ کرتا جاتا تھا کہ اُس کے محبوب سردار کی منید میں خلل نہ واقع ہو۔ یہ بڑا پر لطف نظارہ تھا کہ یہ معرکے جنگ کے تھکے ہوئے سپاہی اس پر محبت الفت کا اظہار کر رہے تھے اور جیکوہ بے پاؤں پنولین کے قریب سے ہو کر گزرتے تھے تو ہر ایک سپاہی کی آنکھ پنولین کے زرد ستے ہوئے رخساروں پر جمی ہوئی تھی۔

لیکن اس راستہ سے تو بچانہ کا گذرنا قطعاً غیر ممکن تھا اور بے توپ خانہ کی فوج نئے سپاہی کی طرح ہے۔ آسٹریا کے قلعہ دار نے میلاس کو لکھا کہ بیسے پتیس ہزار فوج دیکھی ہے جس میں چار ہزار سوار ہیں اور یہ قلعہ کے پاس سے کوہ البرٹ کے کنارے کنارے رہتی ہوئی گئی ہے۔ لیکن اُس نے میلاس کو یقین دلایا کہ ابھی توپ ایک بھی نہیں گئی ہے اور نہ اُس کے قلعہ کی توپوں کی مار کی وجہ سے جاسکتی ہے مگر طرفہ یہ ہے کہ جب وہ قلعہ دار یہ خط لکھ رہا تھا تو پنولین کی فوج کی آدھی توپیں اور آدھا سامان حرب بھل چکا تھا اور بڑی حفاظت و سرعت کے ساتھ وادی میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

رات کی اندھیری میں بڑے بڑے قابل اعتبار آدمیوں نے احتیاط و خاموشی

سے سرک پر گھاس اور پیال بچھایا۔ اور توپوں کے ٹھکر ٹھرانے والے پیوں میں کپڑے اور گھاس لپیٹ دی اور دھڑیوں میں اچھی طرح روغن لگایا اور ناص قلعہ کی دیوار کے نیچے اور قلعہ کی توپوں سے چار قدم کے فاصلہ سے ان توپوں کو نو دھنچکرو دوسری طرف ہنچا دیا اور وراتوں میں سب توپیں اور جہاز سامان حرب دوسری طرف نکال دیا۔ اور چند روز میں اس قلعہ کو بھی چھین لیا۔

آسٹریا کا سپہ سالار میلہ اس اب باگا۔ لیکن اپنی عافیت کی جانب سے اس کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔ نپولین۔ خوفناک۔ نپولین اعجازی قوت سے کوہستان آپس عبور کر آیا تھا اور آمد و رفت درسد کے سب راستے بند کر دئے تھے۔ اور آسٹریا کی فوج کے لئے بھاگ بچنے کا کوئی امکان باقی نہ چھوڑا تھا اپنی خطرناک حالت کی مقدار سے بدحواس ہو کر اسے پیرس پر یورش کرنے کا خیال باقی نہ رہا اور اب یہی فکر کرنے لگا کہ کسی طرح بھاگ کر آسٹریا کی سرحد پر پہنچ جاتا۔ بڑے بڑے مزدوروں کی روح کو کھائے جاتے تھے اسلئے کہ نصرت و فتح کے بلند مینار سے اب وہ ہزیمیت کے گہرے غار میں جا رہا تھا۔

اور ہزیمیت کو طرح طرح کے تفکرات دامنگیر تھے۔ اس کے ہمراہ اس وقت صرف سولہ ہزار فوج تھی اور جس میں دو تہائی ایسے جوان تھے جنہوں نے سچ جگہ کی جلتے کھجی دیکھی تھی اور اتنی اور ایسی فوج سے نپولین کو ایک لاکھ بیس ہزار پرانی تجربہ کار آسٹریا کی فوج کو روکنا تھا جس کے پاس نہایت ہی مکمل آلات و سامان حرب موجود تھے۔ پھر ایسے بہت سے راستے تھے کہ میلہ اس نپولین سے فرسنگوں کے فاصلہ سے ہو کر نکل جاسکتا تھا۔ نپولین کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی چھوٹی فوج کو اس طرح تقسیم کرے کہ آسٹریا کی کل فوج کی نگرانی رہتی۔ یہ ہر وقت خدشہ لگا ہوا تھا کہ نپولین کی فوج کے کسی چھوٹے ٹکڑے سے کہیں آسٹریا والوں کی ایک بڑی

فوج کی مٹ بھڑ نہ ہو جائے اور قبل اس کے کہ ملک پہنچے آسٹریا واسے اُسے
 ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں۔ نپولین نہ کھانا تھا۔ نہ سونا تھا نہ آرام کرتا تھا۔ رات دن اُو
 دن رات گھوڑے کی پیٹھ پر زرو۔ خیال میں ڈوبا ہوا اور بظاہر خرابہ تندرستی کی حالت
 میں گھوڑے پر سوار رہتا تھا اور اُس کے اُداس اور غور میں دوسرے ہوسے خوبصورت
 چہرہ کے دیکھنے سے جی پر اثر ہوتا تھا۔ اُس نے ہر طرف جاسوس دوڑا رکھے تھے اور
 دشمن کی ہر ایک ممکن حرکت اور اجتماع پر وہ کامل غور کر رہا تھا۔ خیال ہی خیال میں وہ
 تمام لبارڈی کے صوبے پر پھراتا تھا۔ اور نصرت و فتح کے ساتھ میلان میں داخل ہوتا تھا
 میلان نے بڑے تردد سے اپنی فوج کو ایک مرکز پر جمع کیا کہ اُس جاں کو توڑ کر نکالو
 جس نے اُسے گھیر لیا تھا اُس نے حتی المقدور نپولین کو فریب دینے کی کوشش
 کی کہ نپولین کو وہ خاص مقام نہ معلوم ہو سکے جہاں سے وہ حملہ کرنے کو تھا۔ نپولین
 بڑے زور شور سے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیکر جوش سے بھر دیا۔

”سپاہیو۔ جس وقت ہم نے اپنا کوچ شروع کیا تھا فرانس کا ایک حصہ دشمن کے
 ہاتھ میں تھا۔ ہماری ریلیک کے جنوب میں پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ تم آگے بڑھے اور
 فرانسیسی ملک محروسہ رہا ہو گیا۔ ہمارے ملک میں فکر و خوف کے بجائے اطمینان و شہر
 ہے۔ دشمن کا خوف سے بُرا حال ہے اور اُس کو اب یہی جستجو ہے کہ کسی طرح وہ
 بجکر اپنی سرحد پر پہنچ جائے۔ تم نے دشمن کے اسپتال۔ سامان حرب کے ذخائر
 اور محفوظ چرائے چھین لئے ہیں۔ ہماری ہم کا پہلا حصہ ختم ہو چکا کروڑوں آدمی ہتھاری
 تعزین کر رہے ہیں۔ لیکن کیا تم اپنے دشمن کو جس نے ہتھاری ریلیک میں مداخلت
 بیجا کی ہے گوشمالی دے بغیر چلا جانے دو گے؟ تم ہرگز نہ جانے دو گے۔ لہذا اُس
 سے مقابلہ کرنے کو آگے قدم بڑھاؤ۔ اور اپنے دشمن کی پیشانی سے فتح کے وہ سہرے
 جو اُس نے حاصل کئے ہیں توجہ لو۔ اور دتیا کے کان کھول دو کہ قومِ اعظم کی سرزمین

میں مداخلت کرنے والوں پر ایسی ہتھکڑ پڑتی ہے۔ ہماری کوششوں کا نتیجہ کھلی ہوئی نیکیا اور پائدار امن و صلح ہوگی۔“

جس دن نپولین نے پیرس سے کوچ کیا اسی دن ڈیزے مصر سے فرانس میں پہنچا چونکہ ڈیزے صاف سچا ایماندار اور حد ورحم باوایات تھا لہذا وہ کبھی سنجملہ اُن چند آدمیوں کے تھا جن سے نپولین کو سچی محبت تھی۔ ڈیزے نپولین کو پشت سے بہت زیادہ صاحب فضیلت شخص یقین کرتا تھا اور اُس کو پرستش کے درجہ کی نگاہ عزت سے دیکھتا تھا۔ اور نپولین سے اُس کو ایسی شدت سے محبت تھی کہ بمنزلہ ایک جذبہ کے تھی۔ اور ایسے انشرف شخص کی الفت سے موثر ہو کر نپولین نے بھی اُس کو ہم راز کر لیا تھا۔

پیرس پہنچنے پر نپولین کے خطوط ڈیزے کو ملے اور جیسے کہ اُس نے ان رازدار کی سطور کو پڑھا تو اُن کے اداس لہجہ سے سیرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔ ”نپولین کو سب کچھ حاصل ہو گیا لیکن پھر کبھی مصیبت زدہ ہے پس مجھے فوراً اُس کے پاس پہنچنا چاہئے اور ایک دم اُس نے کوہستان کو عبور کیا اور جنگ میرنگو سے چند ہی روز قبل نپولین کے صدر مقام پر جا پہنچا۔ نپولین اور ڈیزے تمام رات مصر کے واقعات اور فرانس کے حالات کے متعلق باتیں کرتے رہے اور نپولین کو اب اپنے لایق دوست کے آجانے سے بڑی تقویت ہو گئی۔ اور اُس نے دوزخ فوج کے ایک حصہ کا ڈیزے کو افسر بنا دیا۔ نپولین گمت تھا ڈیزے میرے جہاز کا لنگر ہے۔“

دوسری صبح کو یورین نے نپولین سے کہا ”ڈیزے سے آپ کی بڑی لمبی ملاقات رہی۔“

نپولین نے جواب دیا ”ہاں اس تخلیہ کی میرے پاس وجوہ ہیں جس وقت ایں پیرس واپس جاؤں گا میں ڈیزے کو وزیر صغیر حرب کر دوں گا۔ وہ ہمیشہ میرا نائب

رسکا۔ اور اگر مجھ سے ہو سکا تو میں اُسے بادشاہ کر دوں گا۔ وہ شجاعانِ قدیم کی وضع کا شخص ہے۔“

پنولین کو خوب معلوم تھا کہ ایک فیصلہ کر دینے والی لڑائی جلد ہوگی۔ میلان میں سرتام ہر جانب سے اپنی فوج کو ایک مقام پر سمیٹ رہا تھا پنولین نے اپنی مختصر واضح لفظوں میں مرآت اور لائن کو حسبِ ذیل حکم بھیجا۔

”اپنی فوجیں دریائے اسٹیڈل پر جمع کرو۔ ۸۔ یا زیادہ سے زیادہ ۹ کو تھارہ یا پٹہ یا اٹھارہ ہزار آسٹریا کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس کا مقابلہ کرو اور اُس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ اور اُس فوج میں جس کا میلان کی ماتحتی میں ہمارا ایک فیصلہ کر دینے والی جنگ میں مقابلہ ہونے کو ہے اُسی قدر کمی ہو جائیگی۔“

پنولین کی پیشین گوئی صحیح ہوئی۔ آسٹریا کی پوری اٹھارہ ہزار فوج آگے بڑھی۔ لائن نے مانٹی بیلو میں اُس کا مقابلہ کیا۔ آسٹریا کی فوج مضبوط مقام پر مورچہ بند تھی۔ اور ایک پہاڑی پر توپیں جمارکھی تھیں کہ سارا میدان اُن کی زد میں تھا یہ امر بڑا ضروری تھا کہ یہ فوج آسٹریا کی بڑی فوج سے ملنے نہ پاتی۔ لائن کے پاس صرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور اگر اس نابرابر لڑائی کو لائن چند گھنٹہ روک لیتا تو دو کٹر چوند میل کے فاصلہ پر تھا چار ہزار فوج سے اُس کی کمک کو پہنچ سکتا تھا۔ فرانسیسی سپاہیوں کو معلوم تھا کہ کتنی بڑی فوج سے اُن کا مقابلہ تھا۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کی صفوں میں کس قدر خونریزی ہونے والی تھی۔ وہ جوش کے نعرے بلند کر کے حملہ آور ہوئے۔ آسٹریا کی توپوں سے فوراً اُن کی صفوں میں گرا ب کا طوفان برپا ہو گیا۔ لائن نے کہا ہے ”میں اپنی صفوں میں ہڈیوں کے چٹانے اسی طرح سُٹ رہا تھا جس طرح طوفانِ تگرگ میں شیشہ ٹوٹتا ہے۔“

گیارہ بجے سے آٹھ بجے رات تک کامل نو گھنٹہ خونریزی کا بازار گرم رہا۔

کچلی ہوئی اور خون سے نہالی ہوئی۔ اور تباہ صفیں حملہ کے لئے بار بار حج کی جاتی تھیں اور ایسا ہنگامہ جس وقت تین ہزار فرانسیسیوں کی لاشیں میدان میں بکھریں تو آسٹریا کی فوج کی صفیں ٹوٹنا اور بھاگنا شروع ہوئیں۔ آسٹریا کی فوج سے بھی تین ہزار آدمی کام آئے لیکن وہ فرانسیسیوں کے ہاتھ میں چھ ہزار قیدی بھی چھوڑ گئے۔ نپولین نے لفسٹٹس کی مدد کو بڑی سرعت سے آیا لیکن اس وقت لائسن کو فتح ہو چکی تھی۔ نپولین گھوڑے پر سوار لائسن کے پاس پہنچا۔ یہ بہادر نڈر سپاہی مقتولوں کے انبار کے بیچ میں کھڑا تھا۔ اور اس کے مثل ہاتھ کی تلوار سے لہو لپک رہا تھا اور اس کے چہرہ دھوئیں اور بارود سے سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی درویں تھڑ گئی تھی اور اس طولانی لڑائی میں پارہ پارہ ہو گئی تھی۔ نپولین خاموشی سے لیکن بڑے غر سے اپنے بہادر جنرل کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کو الغام دینا نہ بھولا۔ اس جنگ سے لائسن کو ڈیوک آف مانتھی بیلو کا خطاب عطا ہوا اور اسی نام سے آج تک اس کا خاندان ممتاز ہے۔

جنگ کی یہ ابتدا تھی۔ فرانسیسی اس جنگ سے جوش خوشی سے بھر گئے لیکن آسٹریا کی فوج پر ایسا ہی سے خوف چھا گیا۔ میلہ اس نے اب جاں توڑ ڈالنے کا عزم باخبرم کیا۔ نپولین بڑے تر دوسے اپنے دشمن کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ اور نہیں معلوم تھا کہ کس موقع پر حملہ ہوگا۔ ۴ جون سنہ ۱۸۰۵ء کو میلہ اس نے چالیس ہزار فوج مع سات ہزار سواروں اور دو سو توپوں کے جمع کر کے فرانسیسیوں پر حملہ کیا جو تھکاوٹ میں صرف بیس ہزار تھے۔ میرنگو کے میدان میں صف آرا ہوئی۔ ڈیرے ایک محفوظ فوج کے ساتھ میرنگو سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا اور شام سے قبل اس کا طلب کیا جانا کسی طرح ممکن تھا۔ اب خطرہ کی کوئی انتہاء تھی کیونکہ ملک چھیننے سے پہلے فرانسیسی فوج کے ٹکڑے اڑا دیے جاسکتے تھے۔

لیکن ڈیزے کی تیز قوت سامعہ نے بھاری توپوں کی گج سن کر غور سے کان لگایا اور فوراً قیاس کر کے کہ کوئی زبردست جہی ہوئی جنگ ہو رہی تھی اُسے اپنے محبوب سردار کی خیریت کی طرف سے بڑی فکر پیدا ہوئی اور وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور اپنی فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا اور اپنے ہمارے رفیقوں کی مدد کو جھپٹا۔ پنولین قاصد پر قاصد بھیج رہا تھا کہ ڈیزے کی فوج جلد آوے اور اس عرصہ میں اُس کی فوج مستحکم کھڑی ہوئی تھی۔ اور اُس کی صفوں موت کا بازار دشمن کی توپوں نے گرم کر رکھا تھا اور آخر کار وہ برباد بھی پھیلی کہ جس کا مقابلہ کرنا بشر کے امکان سے خارج تھا پنولین کی فوج کے چند مرلے لٹ گئے اور یہ کم کر بھاگے کہ سب خاتمہ ہو گیا اب جس سے ممکن ہوا اپنی جان بچائے۔

ایسی خوفناک بے ترتیبی اور اتہزی پیش آئی کہ اب تمام میدان فرار لوں سے بھر گیا۔ جو کثیر التعداد آسٹریا کی فوج کے سامنے سے سیلاب کی طرح بھلے چلے جا رہے تھے لیکن پنولین کے پاس ہنوز چند مرلے قائم تھے جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے اور دوسو توپیں ان کو برابر دہاتی چلی آ رہی تھیں۔ اب دن کے تین بج چکے تھے میلاس محنت سے بالکل چور ہو گیا تھا اور اُس کو یقین ہو چکا تھا کہ اُس کی کامل فتح ہو گئی تھی۔ پس اُس نے فتح کو مکمل کرنے کے لئے جبرل زنج کو چھوڑا اور خود صفوں کو چلا گیا۔ اور فوراً تمام پورپ کو اپنی نامی فتح کے مراسلات روانہ کر دے اس وقت آسٹریا کی فوج کے ایک تجربہ کار سپاہی نے جو پنولین کے مقابلہ میں آ کر کولا اور رابوہ میں جنگ کر چکا تھا کما میلاس بڑا احمق ہے۔ میری بات پر یقین کرو۔ ابھی ہماری قوتیں ہوئی ہے۔ کیونکہ یقیناً اپنی محفوظ فوج سے پنولین سمجھ پر ابھی حملہ آور ہو گا۔

اسی وقت پنولین نے ڈیزے کی فوج کے گھنے کالموں کو میدان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ ڈیزے اپنے سمند کو ہمیز کر کے صفوں سے آگے نکلا اور پنولین

کے پاس آیا۔ اور جب اُس نے فوج کی یہ ابتری دیکھی تو بے ساختہ کہا۔
 ”میں دیکھتا ہوں کہ ہزیمت ہوگئی مجھے خیال ہے کہ میں اس کے سوا اور کچھ

نہیں کر سکتا کہ تم کو میدان سے بچالے پہلوں“

نپولین نے بواب دیا ”کون کتنا ہے ہزیمت ہوگئی“ اُس کے چہرہ سے وہی
 استقلال ظاہر تھا جیسا کہ وہ گویا اپنے کمر میں آئینہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ”مجھے
 تو یقین ہے کہ فتح ہماری ہوگئی۔ تم فوراً حملہ کرو اور یہ سب ہتھیار فوج تمہاری فوج کے
 پیچھے بچ ہو جائیگی۔“

ڈیزے ایک چٹان کے مانند اپنی دس ہزار فوج کے مربعے لے کر حملہ آور ہوا
 اور اس نے آسٹریا کی فتح کے چڑھتے ہوئے مدد جرز کا مقابلہ کیا۔ اسی وقت نپولین
 نے کلرمن کو ہدایت بھیجی کہ اپنے رسالوں سے وہ آسٹریا کی فوج کے ایک بازو پر حملہ
 ہو۔ یہ سب ایک لمحہ کا کام تھا۔ اور لڑائی کی سورت بدل گئی۔ اور بھاگتی ہوئی فوج
 کے سامنے سے نپولین یہ کتنا ہوا نکلا۔

”میرے عزیزو۔ اب تم کافی پیچھے ہٹ چکے۔ اب ہمارے آگے بڑھنے کی
 باری ہے۔ کیا تم بھول گئے کہ میں تو میدان جنگ میں سویا کرتا ہوں“ یہ بھاگنے
 والے محفوظ فوج کے آجانے سے تقویت پا کر فوراً اُس کے پیچھے جمع ہو گئے
 اور اب سامنے سے اور ایک پہلو سے آسٹریا کی فوج پر دہرا حملہ شروع ہوا۔ آسٹریا
 کی فوج یا تو آگے بڑھ رہی تھی یا اب رُک گئی۔ اور نفرش میں آئی اور اسی حالت میں
 ڈیزے کی صفوں نے اُس پر گولیوں کا سینہ برسایا۔ اس کے جواب میں انھوں
 نے بھی فرانسیسیوں کے سینہ پر ایک بار بار ماری اور ایک گولی ڈیزے کے سینہ
 میں ایسی لگی کہ وہ ٹھوڑے سے گر پڑا اور عدم کوسدھارا۔ اُس کی آخری لفظیں تھیں
 فرسٹ کانسل سے کہدینا کہ مرنے کا مجھے صرف اس قدر اشنوس ہے کہ میں

اتنی خدمت انجام نہ دے سکا کہ میں یاد رہتا۔

سپاہی چونکہ ڈیزے سے بڑی محبت رکھتے تھے اُس کا یہ حال دیکھ کر غصہ سے بدحواس ہو گئے اور اپنے سروار کی موت کا بدلہ لینے کو بڑے جوش و خروش سے حملہ آور ہوئے۔ شور و غل۔ اہتری اور پریشانی کا دو جزر پلٹ پڑا اور اونچی اونچی موجوں میں مخالف سمت کو بہنے لگا۔ ابھی ایک لمحہ ہوا تھا کہ آسٹریا کی فوج فتح سے پھولی ہوئی تھی یا اب اُنھوں نے ہزیمت کی آفت اپنے سر پر دیکھی۔ اسی خوفناک منظر میں ایک شخص نو دین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ڈیزے مارا گیا۔

ابھی ذرا دیر ہوئی تھی کہ ڈیزے اور نپولین کھڑے بائیں کر رہے تھے۔ نپولین نے تھر تھرا کر اپنا سر زور سے پکڑ لیا اور بڑی نعم آواز سے کہا۔ مجھے رونے کی کیوں اجازت نہیں دی جاتی۔ اس قیمت پر فتح گراں ہے۔

فرانسیسیوں نے نعرہ فتح بلند کر کے ایک گول حلقہ باندھا۔ آسٹریا کی فوج میں خراج از بیان اہتری پھیلی ہوئی تھی اور بدحواس ہو کر وہ بے رحم تعاقب کرنے والوں کے سامنے سے فرار ہوئی۔ اُس کی ہزیمت قطعی اور بالواسانہ تھی۔ اور جب اس میدان قتال پر بارہ گھنٹہ کی طولانی جنگ کے بعد آفتاب غروب ہوا ہے تو وہ خوفناک منظر تھا کہ شیطان کا دل بھی خوف سے لرز جاتا تھا۔ بیس ہزار سے زیادہ انسان میدان میں بچھے پڑے تھے۔ کچھ تو مر گئے تھے اور کچھ جاں بلب تھے اور خون میں شرابور تھے اور جہریں تک بدنہائی کی حد تصور میں آسکتی ہے اُن کی صوتیں بد نہا ہو گئی تھیں گھوڑوں کے اعضا جسم سے علیحدہ ہو گئے تھے اور وہ لشجی حالت میں پڑے تڑپ رہے تھے۔ توپوں۔ تلواروں اور ہر قسم کی گاڑیوں کے پرزے اور ٹکڑے اس وحشت خیز بربادی کے میدان میں پھینے پڑے تھے دل کے پار ہو جانے والی چیزیں جو جنگ کے گھائل مظلوم جاں کنی کی تکلیفوں کی حالت میں پڑے مار رہے

تھے عام درد کی کراہوں سے زیادہ بلند تھیں اور فریاد کرنے والے طوفان باد کی مانند بڑے غم سے کانوں میں آتی تھیں۔ اس مصیبت کے ہیبت ناک منظر پر اب رات کی تاریکی چھا گئی تھی۔ مجروحوں کی اس قدر بڑی جماعت تھی کہ چراغوں کی حد درجہ کوششوں کے باوجود اس طولانی شب کا گھنٹہ پر گھنٹہ گزرتا چلا جاتا تھا اور ہزاروں مجروح انتہائے درد سے پڑے زمین کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے۔

اگر جنگ کے ہمراہ بہادری اور ناموری ہے تو اُس کے ساتھ مکر وہ۔ ڈراوٹی اور شیطانی لعنت بھی ہے۔ نوجوان پرارمان۔ اور اُمنگوں والے سکرات موت میں پڑے اُنیٹھ رہے تھے۔ ہمدرد کی گولیاں حسینیوں کی عزت نہیں کرتیں۔ وہ اُنیٹھ کھال لیتی ہیں۔ جیڑوں کے ٹکڑے کر ڈالتی ہیں اور رخسار کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔ اور انسانی چہرہ کو ایسی صورت میں بدل دیتی ہیں کہ دیکھنے سے جی ڈرتا ہے۔ میزنگو کے میدان سے بہت سے ایسے نوجوان وطن کو لوٹے کہ اُن کے عزیزوں نے بھی اُن کو پہچاننا اور اُنھوں نے مصیبت زدہ بد صورتی کی زندگی چھیلی۔ جنگ کے اکھاڑہ سے رحم رخصت ہو جاتا ہے۔ پاگل جنگی گھوڑے اپنے آہنی سموں سے مجروح چہروں پکٹتے ہوئے اور سوجھے ہوئے زخموں اور پاش پاش ہڈیوں کو رد نہتے ہیں اور مظلوموں کی چیخوں اور کراہوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ بھاری بھاری توپوں کی گاڑیوں کے پیوں سے خون کی کچھڑ میں خمیر ہو کر بے درد لڑائی کا منظر ملامت اپنی ماں۔ اپنی باپ۔ بہن اور وطن کو یاد کرتا ہے اور چنچیں مارتا اور کراہتا ہے اور پھر جان نکل جاتی ہے۔ اُس کی نعش سے وہ بد معاش جو لشکر کے ہمراہ رہتے ہیں۔ کپڑے اتار لیتے ہیں اور اُس کی برہنہ پاؤں نعش پر ایک یا دو پھاڑے مٹی والے کر سگ و گرگس کی خوراک کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کو ناموری کہا جاتا ہے۔

وہ گناہ اور حماقت کا سب سے زیادہ متمنا زنجیر خور وہ شخص ہے جو جنگ کو اُس کے جوش - شان و ناموری اور فرضی شہرت کی خاطر عزیز رکھتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو جنگ سے لایمان نفرت کے ساتھ گھن کھاتا ہے۔ جو حتی المقدور اس زبون اور ہوناک مصیبت کے ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جو باوجود ان باتوں کے نہایت ہی مجبوری کی حالت میں ملک و وطن کی محبت سے بڑے استقلال کے ساتھ اُس کی سب مصائب کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی جان اور ہر شے کو جو اُسے عزیز ہے بنی نوع انسان کی ترقی و بہبودی پر قربان کر دینے کو مستعد ہوتا ہے۔ تمام دنیا کی نگاہیں عزت کا مستحق ہوگا اور ہم کو پورا یقین ہے کہ خدا بھی اُس سے راضی ہوگا۔

وائنگٹن جنگ کو اُس کی ہر وضع میں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن پھر اس کی سب مصیبتوں کا دلیری سے مقابلہ بھی کرتا تھا۔

میرنگو کی خونریزی کے متعلق پولین موردا الزام نہیں ہو سکتا۔ اس غمناک حادثہ کے تمامی جرم انگلستان اور آسٹریا کے ذمہ ہیں کیونکہ جہاں تک ہو سکا تھا پولین نے خونریزی کے روکنے کی کوشش کی تھی اُس نے مغرور و خودبین دشمنوں کے سامنے صلح کی استدعا کر کے اپنے ان بان کے خیال کو قربان کر دیا تھا۔ اُس کی دلیل و محبت پر کچھ توجہ نہ کی گئی تھی۔ تین لاکھ فوج فرانس کے تحت پر کروہ بادشاہ کو زبردستی بٹھانے کے لئے دھواوے کئے چلی آ رہی تھی۔ فرانس کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسے حکم کے سامنے سر اطاعت خم کرتا۔ پس پولین نے اپنے ملک کی حفاظت میں شیر خون فیشاں پیام سے کپینچی۔ میدان جنگ میں آیا اور الحمد للہ کہ اُس نے فتح پائی۔

ممکن نہیں ہے کہ اس نامی شہر پر پولین کو بہت خوشی ہوئی ہو۔ وہ جانتا تھا کہ میرنگو اُس کی فتوحات میں بڑی زبردست فتح خیال کی جاوے گی۔ میرنگو کی ہزیمت نے جتھہ کے چھکے چھوڑ دیے تھے۔ میلان اب پولین کے اختیار میں تھا اور پولین اپنی

اپنی حسب منشا شرایط صلیح قائم کر سکتا تھا۔ باوجود اس کے میدان قتال پر وہ بڑے
 نعم سے بھرتا تھا اور بڑے تاسف سے اپنے گرد تباہی اور ہلاکت کی منظر کو دیکھ رہا
 تھا۔ جیسے کہ وہ آہستہ آہستہ مغرم سوار چلا جا رہا تھا کیونکہ مقتولوں کے انباروں سے
 زمین پٹی پٹی تھی اسے ایسے مجروحوں سے بھری ہوئی چند گاڑیاں ملیں جن کو گولوں
 گراں اور گولیوں نے بُری گت کو نہنچا دیا تھا۔ اور یہ بھاری گاڑیاں اپنے پیوں
 سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو کھپتی اور سوجے ہوئے زخموں کو دوبارہ پھاڑتی ہوئی کھڑکی
 چلی جا رہی تھیں اور مظلوم مجروح شدت تکلیف سے پڑے چنیں مار رہے تھے۔
 نپولین نے اپنا گھوڑا روک دیا اور جیسے کہ یہ نعم اندوز مصیبت زدہ سلسلہ اُس کے
 پاس سے گذر اُس نے اپنے سر سے ٹوپی اتار لی۔

اور اپنے ایک ہمراہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کاش ہم بھی اُن مظلوموں
 کی طرح مجروح ہوتے اور اُن کی مصیبت و تکلیف میں شریک ہوتے" ان کلمات سے
 زیادہ ہمدردی کے کلمات تاریخ میں ناپید ہیں اور جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ نپولین کی
 ریاکاری تھی تو ایسا کہنے والا شخص ایک اشراف آدمی کے دل کی فیاضانہ تحریکوں
 اور دلولہ سے مس تک نہیں رکھتا۔ غیر ممکن ہے کہ اس فطرتی قلبی جوش کا انہما کسی
 حکمت عملی کی وجہ سے ہوا ہو۔

اس جنگ میں نپولین نے بڑی نڈری سے اپنی جان کو معرض ہلاکت میں
 جھونک جھونک دیا تھا۔ چند مرتبہ اُس کی وروی کو پھاڑ کر گولیاں پار کھل گئی
 تھیں۔ گولہ اُس کے گھوڑے کی ٹانگوں کے بیچ میں ایسا پڑا کہ تمام خال و صول سے
 نپولین پٹ گیا۔ پھر ایک گراں اُس کے بوٹ کا حصہ مع پیر کی کھال کے اس
 طح اڑا لے گیا کہ یہ نشان تمام عمر نہ گیا۔

اُٹلی کا غم کرنے سے قبل نپولین نے حتی المقدور صلیح کی کوشش کی تھی۔ اور

اب بھی عدیم النظیر عالمی خوشگلی سے جس کی تقریب نہیں ہو سکتی اُس سے یہ انتظار نہ کیا کہ اس کے مطلوب دشمنوں کی طرف سے صلح میں پیش قدمی ہو۔ اور اُس نے صلح کے بارہ میں چہرہ دوبارہ خود تحریک کی۔ میرنگو کے میدان ہی میں اپنے دشمنوں کو کھس کے مانند اپنے سامنے سے اڑا کر اسی وقت جبکہ جنگ کے دھوئیں سے ہوا صاف نہوئی تھی اور چاروں بلب مجروحوں کی کراہیں وہ سن رہا تھا۔ اُس نے فرما زوالی کے سب ضوابط سے قطع نظر کر کے نہایت خلوص و آرزو سے آسٹریا کے شاہنشاہ لکھا۔ یہ انوکھا مراسلہ سب ذیل شروع ہوا تھا:-

”جہاں پناہ عین میدان جنگ سے اور بے شمار مجروحوں کی مصیبتوں اور پندرہ ہزار مقتولوں کے درمیان سے میں خدام والا کی التجا کرتا ہوں کہ حضور صدائے رحم پر گوش توجہ فرمائیں۔ اور دو بہادر قوموں کو اُن مقاصد کے لئے جو خود اُن کے نہیں ہیں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی اجازت نہ دیں۔ چونکہ تماشگاہ جنگ میں میں موجود ہوں لہذا یہ بات میرے ذمہ ہے کہ باصرار کموں کہ جہاں پناہ کے قلب پر ایسا زبردست اثر نہیں ہے جیسا میرے قلب پر ہو سکتا ہے۔“

یہ مراسلہ بڑا طولانی اور بڑا ضعیف و بلیغ تھا۔ لکھا تھا:- آپ کس مدعا سے جنگ کرتے ہیں۔ کیا یہ جنگ مذہب کی خاطر ہے؟ اگر مذہب کی خاطر ہے تو روس اور انگلستان سے جنگ کیجئے۔ جو آپ کے عقائد کے دشمن ہیں۔ کیا آپ کی یہ آرزو ہے کہ انقلابی اصول سے اپنی حفاظت کریں۔ تو جانتا چاہئے کہ اسی اجر اے جنگ نے فرانس کی فتوحات کو وسیع کر کے ان انقلابی اصولوں کو آدھے براعظم یورپ میں پھیلا دیا ہے اور اگر یہ جنگ جاری رہی تو یہ انقلابی اصول اور زیادہ ترقی کئے بغیر نہ رہیں گے۔

کیا یہ جنگ اسلئے ہے کہ یورپ کی جمہوریتوں کا پلہ برابر ہے تو اس ہونوئی کو انگلستان جیسا خطرہ میں ڈال رہا ہے فرانس نہیں ڈالتا ہے۔ اسلئے کہ وہ تجارت کا مالک ہو گیا

اور ایسی طاقت بن گیا ہے جو بخارِ پُظلم کر رہی ہے اور وہ زو ستہ پا رہے۔ کیا یہ جنگ خاندانِ آسٹریا کے مقاصد محفوظ کرنے کی غرض سے جاری رکھی گئی ہے۔ تو اُسے ہم ”کیمپ فور میو“ کے سابق صلح نامہ پر کاربند ہوں جو جہاں پناہ کے نذر لینڈ کے بہت سے گئے ہوئے صوبوں کی واپسی کی ضمانت ہے۔ اور ایسے ملک میں جہاں ہنگامہ آفریں عالمی کو بڑی آرزو ہے یعنی اٹلی میں بہت سے مقبوضات حاصل ہونے کا یقین ہے۔ حضور والا اپنے دکلاے مصالحوں کو جہاں پسند فرمائیں بھجی دیں اور میں کیمپ فور میو کے صلح نامہ میں ایسی شرائط اضافہ کروں گا جن سے جہاں پناہ کو یقین ہو جائیگا کہ درجہ دوم کی طاقتوں کی بقا کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جن کے ہلاک دینے کا الزام ان پر لگایا جا رہا ہے۔ اگر جہاں پناہ منظور فرمائیں تو ان شرائط پر صلح ہوئی جاتی ہے۔ لے سب فوجوں کے لئے التوا سے جنگ کے حکم صادر کر دیں اور فوراً صلح کی گفتگو شروع کریں۔“

یہ مراسلہ دیکر آسٹریا کے دربار کو فوراً ایک قاصد روانہ کیا گیا۔ شام کو بیورن اس حیرت خیز فتح پر نپولین کو مبارکباد دینے آیا۔ اور کہنے لگا۔ ”سبحان اللہ کیسی بڑی شادمانی کا دن ہے“ نپولین نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ”ہاں بڑی شادمانی کا دن ہے۔ لیکن کاش میں میدانِ جنگ میں ڈیزے کو گلے سے لگا سکتا۔“

اُسی دن اور قریب قریب اُسی وقت جبکہ ڈیزے کے سینہ میں گولی لگی مصر میں ایک قاتل نے کلیبر کے سینہ میں ایک خنجر مارا اور اس طرح ان دو مشہور جنگجو بہادروں کی روہیں عالمِ ارواح میں اچانک جا ملیں۔ اب وہ اسی عالم کی سیر کر رہے ہیں لیکن وہ نقاب جس نے ان دونوں کی ہمتوں کو ہم سے ہٹا کر رکھا ہے کیسا دبیز ہے ہمارے روح کو مٹا ہے کہ اُس دور و بعید عالم کو جو ان زبردست مرنے والوں سے آباوہے زیادہ صاف طور سے دیکھ سکتی۔ اُسی عالم میں اب نپولین کا قیام ہے۔

کیا اُس کی وہی ذہنی فضیلت قائم ہے؟ کیا اُس کے جنرل اب بھی اُسی اطاعت سے اُس کے گرد جمع ہیں؟ کیا اُس کی روح اُسی اور مایوسی میں غرق ہے یا وہ پاکی اور طبعی کے صاف و بے غبار آسمان میں پرواز کر رہی ہے۔ ہے! ہے! موت بھی کیا بڑا راز ہے اور اس راز کا عقدہ موت ہی سے حل ہو گا۔ مذہب سچی بھی باوجود اپنے رفیع انشان الہاموں کے عدم آبا و کا کچھ صاف حال نہ بتا سکا۔

سینیٹ ہلینا میں نپولین نے کہا: "تمام جنرلوں نے جو میرے ماتحت رہے ہیں ڈیزے اور کلیبر میں سب سے زیادہ جو ہر تھے۔ لیکن ڈیزے کلیبر پر فائق تھا۔ کیونکہ کلیبر فتح مندی کو اسلئے پسند کرتا تھا کہ وہ حصول عیش و مسرت کا ایک ذریعہ تھی۔ لیکن ڈیزے فتح کو فتح ہی کی غرض سے چاہتا تھا۔ اس غرض کے ماسوا ڈیزے کو اور کسی غرض سے غرض نہ تھی کیونکہ اُس کے خیال میں دولت و عیش کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اور نہ اُس نے ان دونوں کی طرف کبھی توجہ کی۔ وہ چھوٹے سے ڈیل کا شخص تھا اور مجھ سے قریب قریب ایک انچہ کے چھوٹا تھا۔ وہ ہمیشہ خراب لباس پہنتا اور بعض اوقات تو اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ آسائش و آرام سے جکیاں متنفر تھا۔ وہ بہاؤ اور طمع کر اکثر توپ کے نیچے پڑھتا اور ایسے آرام سے سوتا جیسے کوئی اپنے محل میں سوتا ہے۔ عیش و عشرت کی کوئی خوبی اُس کی نگاہ میں نہ تھی۔ چونکہ وہ بڑا ہی بے تکلف اور سادہ آدمی تھا غرض اُس کو سلطانِ عادل کہتے تھے فطرت کا منشا تھا کہ اُس کو جنرل بھی ایسے ہی پایہ کا بنائے۔ ڈیزے اور کلیبر کا مل جانا فرانس کے لئے ایسا نقصان تھا جس کی تلافی نہ ہوئی۔"

اُس پریشانی کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے کہ جو آسٹریا کی فوج پر اس ہزیمت کے بعد واقع ہوئی۔ اُس کو اب لوٹنے کا کوئی راستہ نہ رہا تھا اور اب وہ قطعی نپولین کے اختیار میں تھی۔ رات میں آسٹریا کے افسروں نے جنگی مشورہ کیا اور

بالا تفاق یہ اسے قرار پائی کہ اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا چنپنچہ صبح ہوتے ہی پولین کے پاس برائے چندے صلح کر لینے کا پیغام صلح کے جھنڈے کے ساتھ بھیجا گیا اسٹریا کی فوج کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اگر فاتح کی فیاضی اجازت دے تو اسٹریا کی فوج اسیر نہ کی جائے اور وہ اٹلی خالی کر دیگی۔ پولین اس اٹلی سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور اپنی عادت کے موافق ایسی قطعی شرائط جن میں پھر ترمیم نہیں ہو سکتی تھی پیش کر کے کہا کہ میں ان شرائط پر صلح کر سکتا ہوں۔ یہ شرطیں بہت نرم تھیں۔

اُس نے کہا: اسٹریا کی فوج بلا مزاحمت اپنے وطن کو واپس جاسکتی ہے لیکن تمام اٹلی چھوڑ دینا ہوگی۔“

میلان نے جس کی اتنی برس کی عمر تھی شرائط میں ترمیم کی توقع سے کیل مٹا کر کوچنڈ تندیوں کا اشارہ کرنے کو دوبارہ بھیجا۔

پولین نے کہا: جناب میری شرائط میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ کل کی جنگ میں میری طرف سے ابتدا نہیں ہوئی تھی آپ کی حالت کو میں آپ ہی طرح اچھی طرح سے سمجھے ہوئے ہوں۔ آپ کے ساتھ مقتولوں۔ مجروحوں اور مرلیضوں کی علت لگی ہوئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ نہ آپ کے پاس رسد ہے اور نہ آپ کی فوج میں ہار سپاہی باقی ہیں اور آپ ہر طرف سے محصور ہیں۔ میرا جوجی چاہے کر سکتا ہوں لیکن میں آپ کے سپہ سالار کے سفید بالوں اور آپ کے سپاہیوں کی شجاعت کی قدر و عزت کرتا ہوں۔ اور حالت موجودہ کو دیکھ کر انصاف کی رو سے جو کچھ طلب کیا جاسکتا ہے میں وہ ہی مانگتا ہوں۔ اب آپ کی مرضی جوجی میں آئے کیجئے۔ شرائط میں تبدیلی نہوگی۔“

چنانچہ شرائط پر فوراً دستخط ہو گئے اور دائیں سے جواب آنے تک جنگ ملتوی کر دی گئی۔

اس مہم پر نپولین پیرس سے بمبئی کو روانہ ہوا تھا۔ ۱۲ جون کو میرنگو کی جنگ ہوئی اور ان پانچ ہفتوں میں نپولین نے آپس جیسے کوہستان کو عبور بھی کیا۔ ساٹھ ہزار پہاڑ سے جس میں بہت سے ناخبرہ کار سپاہی تھے غنیم کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج کو شکست بھی دیدی اور تمام اٹلی کے ملک کو چھین بھی لیا۔ اس کامیابی سے شائستہ دنیا دنگ ہو گئی تھی۔ ہر ایک فرانسیسی کا دل فخر و شکر سے دھڑک رہا تھا۔ تمامی فرانس نے یک زبان ہو کر غرہ جوش بند کیا۔ نپولین نے اپنی سلطنت کی بڑی گہری بنیاد فرانسینوں کے دلوں میں قائم کر دی تھی اور یہ بنیاد اب بھی بڑی مضبوطی سے ان دلوں میں قائم ہے۔ نپولین اب میلان میں بڑی مشا و کامی کے ساتھ داخل ہوا اور وہاں دس روز مقیم رہ کر رات دن اٹلی کی ملکی حالت کے ترتیب دینے میں برابر مصروف رہا۔ اس کے سنجیدہ مذہبی میلان طبیعت کا حال اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے جو میرنگو کی جنگ سے چار روز بعد اس نے پیرس کو کالنیوں کے نام بھیجی تھی۔ اس نے لکھا تھا ہمارے ملحدین آج چاہے جو کچھ کیوں نہ کہیں لیکن میں تو بڑے کروفر سے میلان کی گرجا میں ٹی ڈیم ادا کرنے جا رہا ہوں۔

اس فتح کی نامور می بعض تنگ خیالوں نے نپولین سے چھیننے کی کوشش کی ہے اور اس فتح کو بالکل کلرین کے حملہ سے جو اس نے ایک بازو سے کیا تھا منسوب کرتے ہیں ایسی بیجا باتوں کے لئے کسی مفصل جواب کی حاجت نہیں ہے ظاہر ہے کہ نپولین نے نہایت مخفی طور سے یکایک ایک فوج قائم کی تھی اور اس کے اس طرح قائم ہونے سے جو بظاہر ایک اعجاز معلوم ہوتا تھا تمام یورپ دنگ

۱۔ ٹی ڈیم۔ ترانہ حمد ہے جو شکر گزاری کے موقع پر گایا جاتا ہے۔ اور اس کو ٹی ڈیم۔ اسٹیل

کہتے ہیں کہ اس کے شروع کے الفاظ۔ ٹی ڈیم۔ لاڈے سے

ہیں۔ جس کے معنی ہیں اے خدا ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ ۱۲

ہو گیا تھا اور اُس کی کامیابی نے دشمن کی ہوشیاری اور نگرانی کو ایسا ناکام کر دیا تھا کہ سر سے دشمن کو یہی معلوم ہوا کہ نیپولین کس جانب سے حملہ کر لگا اور اس فوج کو مع تمامی ذخائر کے گریٹ سینٹ برنارڈ کے بے گزر گھاٹوں پر لے گیا اور پہاڑوں سے اٹلی کے میدان پر بحرانہج کے مثل اتر اُس نے آسٹریا کی فوج کو جو اگرچہ خود اُس کی فوج سے لغتہ اومیں دو چاند تھی ایسے جال میں پھانسا کہ وہ جال آسٹریا کی فوج سے ٹوٹ نہ سکا اور پھر ایک قطعی فیصلہ کر دینے والی جنگ میں اُس نے دشمن کو یوں اپنے سامنے سے اڑا دیا جیسے بگولہ باد سے جھس اڑ جاتا ہے اور اُس کے خبر لوں نے جن کو اُس کی ذہانت نے مقرر و منتخب کیا تھا بڑی بہادری سے اُس کی مدد کی۔

یہ تو واقعی درست ہے کہ اپنے خبر لوں اور سپاہیوں کی مدد بغیر نیپولین فتح نہیں پاسکتا تھا کیونکہ اس فتح میں مسینا کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے عظیم انطیر شجاعت سے جینیوا بچایا۔ مورہ کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے دریائے رین پر دشمن کی فوج کو آگے بڑھنے دیا لانس کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے مائٹی میلو کی جنگ میں نہایت ہی پرلے درجہ کے استقلال کا اظہار کیا۔ ڈیرے کا بھی حصہ ہے کہ وہ بڑی چالکی سے عین موقع پر حیکہ توپوں کی گرج اُس کے کان میں آئی کو بچ کر کے کلک کو آ پھونچا۔ کلرمن کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے ایک پہلو سے دشمن پر قابل تعریف حملہ کیا۔ لیکن تھی تو یہ سب نیپولین ہی کی حسن تدبیر کہ اُس نے یہ سب موقعے قائم کئے تھے۔ خبر لوں میں جوش کی روح پھونک دی تھی اُسی نے خبر لوں کی رہبری کی۔ اور اُسی نے سپاہیوں میں تہور بھر دیا تھا۔

نیپولین نے اب اپنی قلع و قوز فوج کو جو لغتہ اومیں بڑھ کر انتہی ہزار ہو گئی تھی وریا پو کی شاداب وادی میں مقیم کیا اور بہادر مسینا کو اس فوج کی سپہ سالاری دی اور حکم دے دیا کہ سب قلعے اور گڑھ جو فرانس کے راستہ میں بطور موانع کے واقع تھے مسمار کر دیئے جاویں۔ اور ۲۴ جون کو پیرس کو واپس روانہ ہوا۔ کوہ سینس کے ورہے

جب وہ کوہ الپس عبور کر رہا تھا اس کو میڈیم کلرمن کی گاڑی ملی جو اپنے شوہر کے پاس ملی کو جا رہی تھی۔ نیولین نے اس کی گاڑی روک دے جانے کا حکم دیا اور اپنی گاڑی سے اتر کر اس نے میڈیم کلرمن سے بہت تپاک کے ساتھ سلام و دعا کے بعد اس کے شوہر کے اظہار شجاعت پر جو میرنگو کی جنگ میں اس نے غاہر کی تھی اس کو مبارک باد دی اور جیسے کہ وہ سوار چلا آ رہا تھا۔ یورین نے اس کی عالمگیر شہرت کا ذکر کیا۔

نیولین نے ذرا تامل کر کے جواب دیا: "ہاں ایسے ہی چند واقعات اور کامیابی کے ساتھ مکمل کو پہنچ جائیں تو شاید آنے والی لڑائیوں تک میرا نام باقی رہے گا۔"

یورین نے جواب دیا: "میں تو خیال کرتا ہوں کہ تم کو کافی کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور تمہارا نام اب کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔"

نیولین نے تعجب سے جواب دیا۔ ارے۔ کافی کامیابی حاصل ہو چکی! یورین تم بھی نہایت ہی بزرگ ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں نے دو برس سے کم میں۔ قاہرہ۔ پیرس۔ اور میلان کو فتح کیا ہے۔ لیکن اگر میں کل مرحلوں تو میرے کارنامہ کے لئے عام تاریخ کا آدھا صفحہ کافی ہو گا۔"

نیولین کا صوبجات فرانس میں ہو کر برس کو مراحت کرنا ستر پاشا ومانی کا منظر تھا۔ لوگوں کا جوش حد جنوں کو پہنچ گیا تھا۔ خوشی کی آگ۔ چراغاں گھنٹوں کا بجنا توپوں کا گرجنا۔ متواتر راستہ بھر اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ نوخیز لڑکیوں کی لمبی لمبی قطاریں جو اپنے حسن و سلیقہ کے اعتبار سے فردیتیں نیولین کی گذرگاہ میں نصف بستہ کھڑی ہو ہو کر قسم کے ساتھ چھو لوں کا مینہ برساتی تھیں۔ نیولین ۲ جولائی کی نصف شب کو اٹھ بھتے باہر رہنے کے بعد پیرس واپس پہنچ گیا۔

پیرس والوں کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رات دن جشن ہوتے رہے۔ ٹولی لڑیز کے ایوان میں فرانس کے محافظ کی ایک جھلک دیکھنے کو شہر

کا ایک بڑا انبوه جمع رہتا تھا۔ تمام سرکاری عہدہ دار آکر اس کو مبارک باد دیتے تھے گھنٹے بجتے تھے۔ توپیں گرجتی تھیں۔ خوشی سے آگ روشن کی جاتی تھی اور چراغوں سے دن کا عالم ہورہا تھا۔ ہوائیاں۔ اور التشبازیں چھوٹی تھیں اور گویا شباب شاقب کی ضیا سے ہوا بھر گئی تھی۔ بینڈ بابے بجتے تھے اور ساری پریس کی مخلوق ٹوٹی کرزیکے باغ میں جمع ہو کر کیپ ایلائی سس تک موجیں مارتی تھی اور خوشی کے نعروں سے کان ہرے کر دیے تھے۔ پولین اپنے ایوان کے غرغ سے شکر گزار قوم کا یہ حال دیکھ کر کہنے لگا۔

”یہ خوشی کے نعرے میرے کانوں کو جوزیفائن کی آواز کی طرح بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ ایسی قوم مجھے اپنا محبوب سمجھتی ہے۔“ اس فتح کی یاد گاریں ایک بڑے جشن کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لیکن پولین نے اپنے نام اور اپنی یاد گاریں کسی محراب وغیرہ کے بنائے جانے کی ممانعت کر دی کیونکہ قوم کے اطمینان کے سوا اسے کسی فتح کی محراب کی حاجت نہ تھی۔ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ شکر گزاری اور جوش سے پر جوش فرانسیسیوں کے سینے بھر کٹنے لگے ہوں کیونکہ چارہاں ماہ کے اندر پولین نے ذلت و خواری اور بربادی کے قعر سے نکال کر فرانس کو ناموری اور سرسبزی کے مینار پر چڑھا دیا تھا۔ اس نے طوائف الملوکی کے بجائے پراسن قانون قائم کیا۔ خزانہ جو دوا لیا ہو چکا تھا اب معذور تھا۔ اور ویل ہزمنٹوں کے بجائے اس نے فرانسیسیوں کو فتوحات سے خورسند کر دیا تھا اور دماغی ناراضگی کے بجائے رضامندی قائم کر دی تھی۔ فرانس پر حملہ کرنے والوں کو دفع کر دیا تھا۔ مخالف جتھہ کو توڑ دیا تھا اور جنگ کی ستائی ہوئی فرانسیسی قوم سے اب دشمن صلح کی التجائیں کرتا تھا۔

اس مہم کے دوران میں پولین کی پیش بینی کے متعلق ایک نایت حیرت انگیز

واقعہ پیش آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی پیش بینی کی طاقت کقدر زبردست تھی۔ اس ہم کے آغاز سے کچھ ہی قبل یورین ٹوٹی کریز کے دربار کے کمرے میں آیا اور دیکھا کہ اُعلیٰ کا ایک ہنایت ہی بڑا نقشہ فرش پر پھیلا ہوا ہے اور نپولین اُس پر جھکا ہوا ہے اور آپسینوں کے ذریعہ سے جن کے سرخ و سیاہ پچرے سے سر رنگے ہوئے تھے اور سرخ سے فرانسیسی اور سیاہ سے آسٹریا کی فوج سے مراد تھی نپولین تمامی مسٹ بھڑوں اور حرکتوں پر جو دونوں مخالفانہ فوجوں کو پیش آنا ممکن تھیں غور کر رہا ہے۔ یورین بڑی خاموشی اور دلچسپی سے ان آپسینوں کی جنگ کو دیکھتا رہا۔ نپولین نے سرخ آپسین اُن مقامات پر جہاں وہ اپنی فوج لیجانا چاہتا تھا قائم کر کے اور سیاہ آپسینوں کو اُن مقامات پر چھو کر جہاں آسٹریا کی فوج قائم ہو سکتی تھی یورین سے کہا۔

”یورین تمھاری سمجھ میں آتا ہے کہ میں میلاس کو شکست دیدوں گا؟“

یورین نے جواب دیا ”بھلا میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟“

نپولین نے مذاق کے لہجہ میں کہا ”احتمی داس اوھر دیکھو میلاس۔ اپنے

میں ہے اور جب تک جینوا

صدر مقام ایلینڈرا

اطاعت نہ کر لیا میلاس ایلینڈرا سے نہ ہٹے گا۔ اسی مقام پر میلاس کا سامان حرب اور محفوظ فوجیں ہیں۔ اور یہاں سے (سینیٹ برنارڈ پر ایک آپسین چھو کر) آپس کو عبور کر کے میں میلاس پر اُس کے عقب سے حملہ آور ہوں گا۔ میں آسٹریا سے اُس کے تعلقات قطع کروں گا۔ اور میرا اُس سے باریڈائی وادی میں مقابلہ ہوگا اور یہ لکمر نپولین نے ایک آپسین میرنگو کے میدان پر چھو دی۔

یورین نے ان آپسینوں کی لقل و حرکت کو ایک کھیل سمجھا اور اُس کے چہرہ سے معلوم ہوا کہ اُس کو کچھ بھی یقین نہیں ہوا۔ نپولین نے یہ دیکھ کر اپنے معمولی لہجہ سے

جو وہ قسطنطنیہ کے وقت استعمال کرتا تھا کہا "چل گاودی" اور نقشہ کو لمبیٹ دیا۔
 اس ہی سختے گز سے تھے اور بیورین نے دیکھا کہ اُسی دریاے بارمیٹا کے
 کنارے پنولین میرنگو کی جنگ کی حال لکھا رہا تھا اور بیورین خود بیٹھا لکھ رہا تھا اور پوپ
 کی پیش بینی حرف بہ حرف پوری ہوئی تھی۔ بیورین، رنگ تھا اور پنولین کی حربی ذکاوت
 کی بے اختیار داد دے رہا تھا۔ اور پنولین بھی اپنی پیش بینی کے اس طرح پورے
 ہونے پر تبسم کرتا تھا۔

و آنا میں میرنگو کی جنگ کی خبر آنے سے دو دن قبل انگلستان نے اسٹریا
 سے ایک جدید عہد نامہ کیا تھا کہ جنگ اور بھی زیادہ زور شور سے ہونا چاہیے۔ اس
 عہد نامہ کے ذریعہ سے یہ طے ہوا تھا کہ انگلستان آسٹریا کو پانچ کروڑ فرانک قرض دیگا
 اور دوران جنگ میں اس قرضہ پر کچھ سود نہ لیگا۔ اور آسٹریا انگلستان کی مرضی بغیر
 فرانس سے صلح نہ کر لیگا۔ اب تو آسٹریا کے شاہنشاہ کو بڑی پریشانی نے گھیرا۔ اس
 کی نجات یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ انگلستان سے معاہدہ شکنی کر کے فرانس سے صلح کرے
 اور اس کے برخلاف وہ اس خیال سے بھی کانپ رہا تھا کہ لافچہ پنولین کی فوجیں
 دوبارہ اس کے دارالسلطنت و آنا پر چڑھائی کریں گی۔ لہذا اس نے برے چندے
 التوا سے جنگ کا غم کر کے مہلت مانگنے کو پیرس میں اپنا وکیل مصالح بھیجا۔ اس
 وکیل نے پنولین کے سامنے ایک مراسلہ پیش کیا جس میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے
 لکھا تھا:-

"کونٹ جولین ہماری طرف سے آتا ہے اس کی بات کا اعتبار کرنا چاہئے۔ اور
 جو کچھ وہ کر لگایا ہم اس کو حق تسلیم کریں گے۔"

پنولین نے چونکہ وہ جلد کام کرنے کا عادی تھا اور اس کو آسٹریا اور انگلستان کے
 جدید عہد نامہ کا حال معلوم نہ تھا فوراً شرائط صلح لکھوانا شروع کر دیں اور ان شرائط پر

آسٹریا اور فرانس کی جانب سے دستخط ہو گئے۔ اس پر وائسٹا کا دربار اپنے وکیل مصالح سے بہت غصہ ہوا کہ اُس نے گفتگو سے صلح کو طول کیوں نہیں دیا اور اس صلح نامہ کے جو اسے قطعی لکھا کر کے کوئٹہ جولین کو واپس طلب کر لیا اور جتنا وطن کر دیا اور فرسٹ کانسل کو لکھا کہ ہمارے اور انگلستان کے باہم جدید عہد نامہ ہوا ہے اور ہم انگلستان کی رضامندی بغیر صلح نہیں کر سکتے ہیں اور یقین دلایا کہ انگلستان صلح کی بات چیت پر آمادہ ہے اور اصرار کیا کہ لیون دائل میں ایک بڑا جالسہ کیا جائے اور مخالف فریق اپنے وکلے مصالح بھیجیں۔

اس فریب دہی اور دغا بازی پر پرتولین کو نہایت ہی سخت غصہ آیا۔ لیکن اپنے غصہ کو ضبط کر کے اُس نے انگلستان سے نامہ پیام پر رضامندی ظاہر کر دی اور اس نیت سے اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ انگلستان بحری جنگ کو متوی کرے مگر اس تجویز سے انگلستان نے صاف انکار کر دیا کیونکہ اگر بحری جنگ ملتوی کی جاتی تو فرانس مصر اور مالٹا کو سامان رسد و حرب بیسجدیتی اور اس وقت انگریزی جہاز مالٹا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے

اب اس بات سے آگاہ ہو کر پرتولین کی درخواست صلح نامہ منظور کرنے میں نہایت ملکہ غلطی ہوئی نہایت آسٹریا نے کوئٹہ جولین کو سفیر بنا کر بھیجا۔ لیکن اسکا منشا یہ تھا کہ فرانس کی گورنمنٹ کے جی کا حال دریافت کرے اور کوئٹہ جولین کو دراصل اطمینان دلاتے صلح حاصل نہ دے۔ بائیں پٹ کو اس موقع پر خطرہ تھا۔ اور اُس نے آسٹریا کو جنگ جاری رکھنے کی ترغیب دینے میں ایڑیوں تک زور لگایا اور انگریزی قوم کی جانب سے امداد کے بڑے بڑے مسرہ ذمہ دے کئے۔ اور واقع میں آسٹریا اب بھی جنگ سے قسمت آزمائی کرنے کو آمادہ تھا کیونکہ وہ طرے وہ پریشانی سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن اسکو دم راست کرنے کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ وہ بڑے بڑے نقصان اٹھا چکا تھا۔ اور اُس نے التجا کی کہ اٹلی کی التوا سے جنگ کو جرمینی تک وصت دیجائے۔ فریج

نی جنگ کے التوا سے فرانس کو سراسر فائدہ تھا۔ لیکن بری جنگ سے ماری کو سننے سے اسکا
 انت نقصان تھا کیونکہ آسٹریا کو اپنی اسکاتیں سے اتفاقہ حاصل کرنے اور اپنی افواج کو مضبوط
 کرنے کی تہمت لجا دی۔ پندرہ لاکھ کوپرا یقین ہو گیا کہ انگلستان ان ایسا واقعہ۔ یہ کہ وہاں کسی کا
 جو نہیں سہہ اندر وہ صبح کا خواہشمند نہیں ہے۔ اور عیسائہ صلح میں شہرت بہت صرف
 ان کا یہ مدعا ہے کہ آسٹریا۔ کیمے ساتھ صلح کے راستہ میں وہ بیچ پیدا کرے۔ پس انہیں سننے
 حلتان کے ساتھ کسی قسم کی التوا سے جنگ نہ لگا کر کہے یہ کہ یا کہ انگلستان سے صلح کی
 تشکوہ راہ ہو سکتی۔ یہ۔ انگلستان آئے۔ اور۔ است کر ہی نامنظاہر کر دیا۔

باب ہفتم ویکم

ہوہنلٹن

آسٹریا کا فریب۔ انگلستان کی ہٹ۔ مسٹرپٹ کی ذمہ داری۔ ہوہنلٹن کی جنگ۔
لیون و ایل کا صلح نامہ۔ اسکاٹ اور ایلی سن کی شہادت۔ نیولین کی شہرہ آفاق ذہانت
جنرل ڈیورڈزل کے نام مراسلہ۔ مملک آتشین کل۔ جوزفین کا خط۔ بیہودہ افواہیں
سیٹیم جو نو۔ ہوہنلٹن۔

اب یہ ستمبر کا مہینہ تھا اور بے نتیجہ خط و کتابت میں پورے دو ماہ ضائع ہو چکے تھے
نیولین نے حتی الوسع کوشش کی تھی اور وہ صدق دل سے صلح کا طالب تھا۔ میدانِ حرب میں اس کی
حالت اُس کی شہرت ہو چکی تھی۔ اور اب فرانس کے ترتیب و استحکام کی طرف متوجہ ہونا اُس
کو ضروری تھا۔ اُسے نیولین کی طاقت کا استحکام! یہی تو وہ چیز تھی جس سے انگلستان
کو خطر تھا۔ ایک جمہوری حکومت کا استحکام اور وہ بھی دربار انگلستان سے ایک گولہ کے پتہ پر ایسی
بڑی مصیبت تھی جس سے بچنا بڑا ہی ضروری تھا۔ یہ جمہوری حکومت تو بادشاہ اور اُمراء و نلوں
کو الٹ دینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

ولیم پٹ۔ تو انگلستان کی حکومت امر کی جان تھا اور اُس نے اب بھی جنگ جاری
رکھنے کا عزم کیا۔ فرانس سے انگلستان کو تو کوئی گزند پہنچ نہ سکتا تھا لیکن انگلستان اپنے
لائف لائنوں سے فرانس کی تجارت کو نارت کر سکتا تھا۔ مسٹر فاکس اور اُس کے شرکا بڑی
فضاحت سے جنگ کی مخالفت کر رہے تھے لیکن ملوٹی کی نقار خانہ میں کون سنتا تھا۔ باوجود

انگلستان کی گورنمنٹ فرسٹ کانسل کو بدنام کرنے کی بہت کچھ کوشش کرتی تھی لیکن مزہ یہ تھا کہ انگلستان کی رعایا کو یہ یقین تھا کہ نپولین اُن کا خیر خواہ تھا۔ نپولین نے بعد کو سینیٹ ہلینا میں اپنے ابتدائی کارناموں پر اسے دیتے ہوئے بڑی فصاحت سے اور بڑی عالی جوہری سے سب ذیل کہا اور اس میں شبہ نہیں کہ تمام دنیا اس کی تصدیق کر گئی :-

یورپ کی حکمت علی کا پست مالک تھا۔ قوموں کی اخلاقی قیمت اُس کے ہاتھ میں تھی لیکن اُس نے اپنے اختیارات کا بجا استعمال کیا۔ اُس نے اتفاق کی آگ تمام یورپ میں بھڑکائی اور شعلوں آہ و زاریوں اور آنسوؤں کے درمیان اس کا نام ایزدِ سنترین سے ملے جاتا تھا۔ جو کی طرح تاریخ میں لکھا جائے گا۔ پچیس سال کی متواتر آتش فشاںیاں۔ بے شمار جتہ بندیاں۔ جو اس آتش فشاںی کو اور تیز کرتی تھیں۔ یورپ کے انقلاب۔ اُس کی بربادی۔ قوموں کی بآہم خونریزیاں۔ انگلستان کا خوفناک قرضہ جس سے یہ سب خطرات قائم رہے۔ قرص لینے کا مصیبت خیز طریقہ جس سے یورپ کی رعایا کی جان عذاب میں ہے اور عام ناراضا بندی جو آبِ پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سب پست سے ضررِ منسوب ہونا چاہئے۔ آئے والی نسلیں اُس کے نام پر اُسی طرح نفرت کریں گی جیسے کسی بلا پر لعنت کی جاتی ہے۔

یہ شخص جس کی خود اُس کے زمانہ میں تعریف ہوئی ہے آئے واسطے زمانہ میں بدی کا بھوت خیال کیا جائے گا۔ اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ میں اُس کو خیال کرتا ہوں کہ وہ جان بوجھ کر ایسا مذموم شخص بنا تھا۔ یا مجھے اس بات میں شبہ ہو کہ اُس کو یہ یقین نہیں تھا کہ وہ سچی کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ سینیٹ برتھالومیو کے یہی تو صاف باطن حامی تھے۔ پوپ اور مجتہدین نے اُس کے متعلق فی ذمیم کی رسم ادا کی اور ہمارے پاس اس بارہ

ایگزوسٹر میٹس :- ایضیہ کا ایک باشندہ تھا جس نے ڈاکٹار کے مشہور مندر کو اُسی شب جس شب اسکندر اعظم پیدا ہوا تھا صرف اس مدعا سے جلادیا تھا کہ ایسے انوکھے فعل سے اُس کا نام یادگار رہے ۱۲ مترجم۔

میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ انھوں نے پوری صدق دلی سے ایسا نہیں کیا۔ پس انسان کی عقل و تجویز ایسی بودی ہے۔ لیکن اس سب سے بڑھ کر آنے والی نفسیں جس بات کی وجہ سے پٹ کے نام پر نفرت کریں گی وہ ایک قابل نفرت فرقہ ہے جو اُس نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور اس فرقہ کی خود پسند نگاری ہے۔ اُس کی گہری بدکرداری ہے۔ اُس کی صدقہ دوستائی ہے اور بنی نوع انسان کی آسودہ حالی اور انصاف کی جانب سے اُسکی بے اعتنائی ہے۔ ”و حقیقت پٹ کے پال چلن میں سہل“ یہی کی ایک جھک تھی۔ اُس کے طریقہ نے عام مخلوق کی ترقی کو روک دیا اور اُمرا کو کامیاب کر دیا۔ اب رہا نکس۔ تو قدما میں اُس کی نظیر تلاش کرنا بیکار ہے۔ وہ اپنی آپ نظیر تھا۔ اُس کے اُصول جلد یا بدیر دنیا پر حکومت کریں گے۔ میرے حمد کی مملکت باتوں میں سے ایک تھا نکس کا مرجان بھی حمدک بات تھی۔ اگر وہ زیادہ زندہ رہا ہوتا تو معاملات کی صورت ہی کچھ اور ہو گئی ہوتی۔ رمایا کو کامیابی ہو جاتی۔ اور ہم یورپ کے معاملات کو نئے طرز پر ترتیب دیتے۔“

اسلام (مملکت) مشہور رومی جنرل تھا۔ روم کی جمہوری حکومت کے عہدِ اعلیٰ پر پونچنے کی اُسے تمنا تھی لیکن یہ نہیں ملے۔ اُس کی سخت مخالفت کی۔ یونان کو فتح کرنے کے بعد سلاطین روم میں فتح و شادمانی کے ساتھ داخل ہوا۔ اور سب شخصوں کو جو اُس کی بلند نظری کے راستہ میں عامل تھے قتل کر دیا۔ روم کے کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے۔ اور سلاطین اُن لوگوں کو بھی قتل کر دیا جن سے جان بخشی کا وعدہ کیا تھا۔ بڑی بے رحمی سے حکومت کرنے اور توانین کو اپنی مرضی کے موافق تبدیل کر دینے کے بعد اُس نے سلاطین میں قبل مسیح کے حکومت سے علمی کی اختیار کر لی اور اپنی ریاست پر یونانیوں میں چلا گیا۔ اور بقیہ زندگی نہایت بدکار عامی شخصوں کے ساتھ عیاشی میں صرف کی۔ اُس نے اپنا خود تذکرہ بھی لکھا تھا۔ لیکن وہ ضائع ہو گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پلوٹارک نے اُس کو استعمال کیا ہے۔ ولادت مسیح قبل مسیح۔ وفات مسیح قبل مسیح۔

آسٹریا کو واقعی صلح کی آرزو تھی۔ کیونکہ نپولین کی افواج کا اُس کے دار السلطنت وانا پر یورش کرنا اُس کے نزدیک فرانس میں نپولین کی طاقت کے استحکام سے زیادہ خطرناک تھا۔ لیکن قرضوں اور معاہدوں کی وجہ سے آسٹریا انگلستان کے ہاتھ میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ وہ دوبارہ انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح کر سکتا تھا۔ نپولین نے خیال کیا کہ اُس کی باتوں ہی صاف اڑا دی گئی ہے اور صلح کے راستہ میں نہ ختم ہونے والے موانع حائل کیے جاتے ہیں اور اس التوا سے جنگ سے آسٹریا کو اپنی شکست خوردہ افواج پھر سے آراستہ کرنے کا موقع مل رہا ہے اور یہ بھی خیال ہوا کہ آنے والا سرمایہ ختم ہونے پر پھر آسٹریا بڑے زور شور سے فرانس پر حملہ آور ہوگا۔

اب نومبر کا مہینا آگیا اور پہاڑ برف سے سفید ہو گئے اور چوٹیوں پر بادِ سرد کے طوفان چلنے لگے۔ التوا سے جنگ کی سیاحت بھی ختم ہو گئی۔ آسٹریا نے درخواست کی کہ التوا کی مدت میں اور اضافہ کیا جاوے لیکن اب دوبارہ نپولین فریب میں آنے والا نہ تھا۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ جنگ کے التوا پر راضی ہو گیا اور وہ شرط یہ تھی کہ چوبیس گھنٹے کے اندر صلح نامہ پر دستخط ہو جائیں۔ مگر آسٹریا نے یہ یقین کر کے کہ کوئی عقل و شعور والا انسان ایسے شدید سرمایہ جرمی کے اندر چڑھائی نہ کرے گا اور ان ایام سرمایہ مہلت مل جاوے گی کہ موسمِ بہار میں پھر جنگ شروع کی جاوے اس شرط کے منظور کرنے سے ساف انکار کر دیا۔ اور فرانس کی فوجیں فوراً استحرک ہو گئیں۔

اس التوا سے جنگ کی قلیل ہی مدت میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنی افواج کو ترقی دینے میں ایک لمحہ بھی ہیکار جانے نہ دیا تھا۔ اُس نے فوجوں کا جوش بڑھانے کے سینیٹ پر تھا لومبو۔ بارہ حاربوں میں سے ایک حواری تھا۔ اُس نے انجیل شریف کا مشرق میں ایتھی اوپیا۔ اور کونیاس دغا کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ آرمینیا میں اُس کی زندہ کھال کھینچی گئی۔ لیکن اس بیان کی بنیاد ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

لئے اُن کا بدانت خود ملاحظہ کیا اور اُن فوجوں کا سپہ سالار اپنے دوسرے بھائی آج ڈیوک جان کو مقرر کیا۔ پولین نے اپنی معمولی تیزی سے فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔ پیرس اور فرانس کی ملکی ضروریات سے اُس کو دار السلطنت چھوڑنا غیر ممکن تھی۔ اُس نے ایک زبردست فوج کو جو جنرل برودن کے ماتحت تھی آسٹریا کی فوج پر اٹلی میں حملہ کرنے کا حکم دیا اور تاج کی کہ دریا سے سین سیو کے کنارہ سے حملہ کر کے وائٹا کی طرف استقلال سے بڑھتی چلی جاوے۔ اس مهم کی تکمیل میں جنرل میکڈالڈ نے نہایت شدید سرمایوں کو ہستان آلیس کو سلو جن کے ورہ سے عبور کیا اور فرانسیسیوں کو فتح ہوئی۔

مور و نے اپنی عظیم الشان فوج سے دریائے رین پر جنگ کا آغاز کیا۔ دریائے آیزر اور دریائے ان کے درمیان بڑا گنجان جنگل واقع ہے اور فرسنگوں تک اُس میں صنوبر اور دیو وار کے نہایت بلند و درخت کھڑے ہیں۔ یہ جنگل نہایت سنان واقع ہوا ہے جس میں کوئی نہیں بتا اور خوفناک گھاریاں اور الجھی ہوئی جھاڑیاں یہ کثرت واقع ہیں۔ اس جنگل میں دو بڑی بڑی سڑکیں کاٹ کر نکالی گئی ہیں۔ اور اکا دکا دشتی لوگوں کے آنے جانے سے پگڈنڈیاں پڑ گئی ہیں۔ اس جنگل کے بیچ میں ایک چھوٹا سا مزرعہ ہے جس کو ہُو ہِنڈِل ٹان کہتے ہیں۔ اسی جنگل میں مور و کی ساٹھ ہزار فوج سے آرتچ ڈیوک جان کی ستر ہزار فوج کا مقابلہ ہوا۔

شہر سیونج کے گھنٹہ گھر پر اس کے ٹھیک بارہ بجے تھے۔ کہ دونوں فوجیں اس موقع سے کہ غنیم پر شیب خون ماریں۔ روانہ ہوئیں۔ خوفناک موسم سرما کی بادِ تند کے جھونکے و زخموں کی چوٹیوں پر چل رہے تھے۔ اور دم خفا کرنے والی برف جلد جلد گر رہی تھی اور اُس نے راستہ کے سب نشان سیٹ دیے تھے۔ اور برف کے تودوں پر بھاری توپوں کا کھینچنا غیر ممکن ہو گیا تھا۔ فریقین اس تاریک طوفانی رات میں جنگل کے درمیان بھینس گئے اور اُن کی جماعتوں کی اگلی صفوں کا کئی مقام پر ایک دوسرے سے مقابلہ ہو گیا اور جنگ کُشت

رخون اور ابتری کا ایک ہولناک منظر پیش آیا جس کی خوفناک سنجیدگی کو خیال احاطہ نہیں کر سکتا۔ اندھیری آدھی رات۔ سرمے کے طوفان کا شور برف کی بارش۔ ایک لاکھ تیس ہزار جنگ آزماد فوجوں کی بند و قوں اور توپوں کی علی الاطلاق گرج۔ توپ کے شعلوں کی دھماکا اور بھاری بھاری گولوں کے صد سے بڑے بڑے درختوں کے پھٹنے اور گرے کے آوازے بے شمار سواروں کا بے راستہ برف پر پریشان ہو کر باہم گڑبڑ مچانا۔ تلوں کے شور و ثل۔ مجروحوں کی چیخیں۔ ہزاروں پرجوش فوجی بینڈ باجوں کی گونج۔ ان سب کے مل کر وہ اوسان خطا کرنے والا شیطانی منظر پیدا کیا کہ شاید اس بونیا میں اس سے قبل کبھی پیش نہ آیا ہوگا۔

اس تاریک جنگل میں ایسا گھپ اندھیرا تھا اور ایسی کثرت سے اندھا کرنے والی برف گر رہی تھی کہ دوست و دشمن میں شکل سے تمیز ہو سکتی تھی۔ دشمن صرف اپنی وضع سے پہچانا جاتا تھا اور شعلوں پر فیر کئے جا رہے تھے جو جنگل میں دشمن کی طرف سے نظر آتے تھے۔ اکثر مقامات پر فریقین باہم ایسے غلط ملط ہو گئے تھے کہ علیحدہ نہ ہو سکتے تھے اور آسپیوں کی طرح خون خواری کے ساتھ سنگینوں اور تلواروں سے دست بدست لڑتے تھے۔ اگرچہ فوجی افسروں کو ان کے مرتبہ کے خیال سے غیرت کا بڑا پاس و لحاظ ہوتا ہے لیکن بنی نوع انسان میں عامی سپاہی سب سے مبتذل۔ شریہ اور کینہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ آگے بڑھتی ہوئی اور پیچھے ہٹتی ہوئی فوجیں موجزن تھیں ہزار ہا مجروح پہاڑ کے پہلو پر۔ تاریک گھاریوں میں جمع ہوتے ہوئے برف کے درمیان جوں جوں سے لال ہو گئی تھی۔ اور یہی برف پیچاریوں کا کھل تھی۔ کراہنے ٹھٹھہ جانے اور مرجانے کو چھوڑ دینے لگے تھے۔ خداے بسیر کی آنکھ نے خون سے رنگے ہوئے۔ طوفان سے جھومتے ہوئے۔ تاریک۔ ویران جنگل میں اس شب کیسے کیسے موت کے منظر دیکھے ہوں گے۔

آخر کار صبح ہوئی لیکن بادل صاف نہ ہوا تھا۔ اور لڑائی دو چند شدت سے شروع

ہوئی۔ بیس ہزار کے قریب مجروحوں اور مقتولوں کی نعشیں بچھی پڑی تھیں اور جن کی خون سے
 اترھری ہوئی بالوں کی لٹیں اُن کے برف کے ٹکڑوں میں جم گئی تھیں۔ اُن کے جسم برف میں
 دب رہے تھے۔ انجام کار فراسیسیوں کو ہر موقع پر فتح ہوئی۔ اور آسٹریا کی فوج پچیس
 ہزار مقتول و مجروح اور قیدی۔ سوا تو ہیں اور بے شمار گاریاں چھوڑ کر بدحواسی سے فرار
 ہوئی۔ مکمل صاحب نے اس واقعہ کو منظرِ لوحِ کر کے لافانی کر دیا ہے اور جہاں کہیں لوگ انگریزی
 زبان کو جانتے ہیں اس نظم سے اچھی طرح واقف ہیں۔

”ہوہنلڈن کے آسمان میں غروبِ آفتاب نہ ہوا تھا۔ اُس وقت برف کی وہ
 حالت تھی کہ کسی کا قدم اُس پر نہ پڑا تھا نہ وہ لہو سے لال تھی۔ دریا بے آئینہ کی وصالت
 آہستہ چل رہی تھی۔ لیکن ہوہنلڈن کو ایک اور تماشہ دکھنا پڑا۔ یعنی شب میں جنگ کے
 طبل بجنے اور آتشِ موت کو حکم دیا کہ ہوہنلڈن کے اندھیرے منظر کو روشن کر دے۔“
 فراری آسٹریا والے دریا بے فیضیوب کی وادی میں بھاگے۔ سو رو اپنے توپوں اور
 سے گولے برساتا اور اُن کی صفوں کو چیرتا ہوا تعاقب میں روانہ ہوا۔ فاتح فراسیسیوں
 سے وائنا ب تیس میل رہ گیا تھا۔ اور پس وائنا میں لابیان پریشانی پھیل گئی اور شاہنشاہ
 نے پھر ایک کیل بھیجا کہ اتو اسے جنگ کی استدعا کی اور یہ درخواست منظور کی گئی۔ کیونکہ نپولین
 تو صرف صلح کے مدعا سے جنگ کر رہا تھا۔ تاہم عدیم المثال مالی جو صلگی سے بادجو وان حیرت خیز
 فتوحات کے نپولین بے اپنی شرائط صلح میں کوئی ضروری تبدیلیاں نہ کیں۔ آسٹریا اُس کے
 قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کی فاتح فوج وائنا سے اسقدر قریب پہنچ گئی تھی کہ شہر کے
 مینار نظر آتے تھے اور شاہنشاہ آسٹریا کے پاس کوئی ایسا ذریعہ باقی نہ تھا۔ کہ یورش کر نہ سکتا
 فراسیسیوں کو روک سکتا۔ نپولین جیسی چاہتا شرائط کر سکتا تھا لیکن پھر بھی وہ اُنھیں شرائط
 پر قائم رہا جو اُس نے پہلے لکھوائی تھیں۔

مورو کے بعض افسروں نے اصرار کیا کہ وائنا پر یورش کرنا چاہیے لیکن مورو نے

جواب دیا۔ بترسے کہ ہم ہیں اور صلح پر قانع ہیں اس لیے کہ ہم صلح کی خاطر جنگ کر رہے ہیں۔ اب آسٹریا کا شاہنشاہ مجبور ہو گیا کہ انگلستان کی بغیر رضامندی کے صلح کر لے اور اس طرح وہ سوانح بن کاؤر ہونا ممکن معلوم نہ ہوتا تھا صلح کے راستہ سے دفع ہو گئے لیون وایل میں جوزفین بونا پارٹ فرانس کی طرف سے وکیل مصالح ہو کر آیا۔ اور کونٹ کو بنٹنرل *Count Colman* آسٹریا کی طرف سے مامور ہوا۔ شرائط صلح بہت جلد طے ہو گئیں۔ اور فرانس کی اب پھر سارے یورپ سے باستثنائے انگلستان کے صلح ہو گئی۔

اس صلح نامہ کی رو سے دریائے رین فرانس کی سرحد مقرر ہوا۔ آسٹریا کا اٹلی میں ایڈن ج پر تصرف قائم رکھا گیا۔ اور نپولین نے اس شرط پر بہت زور دیا کہ اٹلی کا ہر ایک باشندہ جو معاملات ملکی کی وجہ سے آسٹریا کے زندانوں میں اسیر تھا فوراً رہا کر دیا جائے اٹلی کی نئی جمہوری طاقتوں سے فرانس یا آسٹریا کو مداخلت کا کوئی اختیار نہ رہا اور ان طاقتوں کو اختیار دیدیا گیا کہ اپنی مرضی کے موافق اپنی وضع حکومت قائم کریں۔

اس صلح نامہ کے متعلق سردار لٹراسکاٹ نے بڑی راستی سے تسلیم کیا ہے کہ۔ ”لیون وایل کا صلح نامہ فرانس کے لیے کیمپوفورم کے صلح نامہ سے کچھ زیادہ مفید نہ تھا۔ فرسٹ کانسل کی جانب سے اُس نرمی نے جس کا اس صلح نامہ میں اظہار ہوا دونوں باتیں ثابت کر دیں یعنی اُس کو واقعی صلح کی تمنا تھی اور اُس نے آسٹریا کی بہادری اور اُس کی فرماں روائی کی قدر بھی کی۔“ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں۔ ”واقعی تو یہ بات ہے کہ لیون وایل کے صلح نامہ کی شرائط اور ان شرائط میں جو نپولین نے آغاز جنگ سے قبل پیش کی تھیں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور جب یہ یاد کیا جاتا ہے تو سخت ہی حیرت ہوتی ہے کہ آغاز جنگ سے قبل کی فوجی حالت میں اور اُس حالت میں جبکہ نپولین کو سیرنگو اور ہونلڈن۔ اور برن سیو میں عظیم الشان فتوحات حاصل ہو چکی تھیں زمین و آسمان کا

فرق ہو گیا تھا

حقیقت میں سخت حیرت کا مقام ہے کہ نپولین نے اپنی ایسی بڑی توہین کے باوجود صلح میں اس قدر نرمی ظاہر کی کہ حدیثم المثال ہے۔ اپنی پہلی آگئی کی معہ میں نپولین نے صرف صلح کی خاطر جنگ کی تھی۔ اور انجام کار کیمپو فورمیو کے صلحنامہ سے اُس نے اپنا مدعا حاصل کیا اور ایسی شرائط لیں جو فرانس اور آسٹریا دونوں کی عزت کا باعث ہوئیں۔ صرف اسے واپس آنے پر اُس نے دیکھا کہ آسٹریا کی تین لاکھ فوج میدان جنگ میں تھی۔ آسٹریا اور انجھلسٹان کا ایک جھگڑہ تھا۔ اور پبلک کے مقبوضات پر حملہ ہو رہے تھے۔ نپولین نے صلح کے لیے التجائیں کیں۔ رحم و انسانیّت کے واسطے دیے۔ اور استدعا کی کہ کیمپو فورمیو کے ایماندارانہ صلحنامہ کی شرائط پر کاربند ہونا چاہیے۔ لیکن اُس کے مخالفوں نے ان زاریوں کو کوزی پر محمول کیا اور حقارت سے انکا سا جواب دیدیا اور نئے زور و شور سے فرانس پر اپنے سبیل کے گولے اتارنا شروع کیئے۔

نپولین کو ہستان آلیس پر بڑھ گیا۔ اور سیرنگو کے میدان میں دشمن کو اس طرح بھیج دیا جس طرح برگماے خزاں دیدہ باد و صحر کے سامنے اڑ جاتے ہیں۔ دھوین۔ خون۔ اور اپنے میدانِ مسخ کی کراہوں کے مین درمیان سے اُس نے صلح کی پھر التجا پیش کی اور اُس نے ایسی لفظوں میں یہ مراسلہ لکھا جو کسی درو من اور ایماندار آدمی کے اُبلتے ہوئے ہمدرد قلب سے لکھا جانا ممکن ہو سکتا ہے۔ اُس کے لہجہ میں کوئی شکم کی وضع نہ تھی۔ اُس کے مراسلہ میں ملکی توڑ جوڑ کا رنگ نہ تھا۔ اگرچہ اُس کے دشمن نیچا دیکھ چکے تھے لیکن اس پر بھی اُس نے کوئی بڑے بڑے دعوے پیش نہیں کیے۔ اُس نے بڑی عالی جو صعلگی سے وہی کیمپو فورمیو کی شرائط پیش کیں۔ اور ان ہی شرائط پر قانع رہنے کا یقین دلایا۔

اُس کے دغا شعار مخالفوں نے اپنی فوجوں کو تازہ کرنے کے لیے ہمدت حاصل کرنے کو کہہ کر اُس پر باز نہ ہوئے زور و شور سے حملہ آور ہوئے البتہ اسے جنگ پر رضامندی ظاہر کی

اور پھر انھوں نے صلح کی بات چیت کے رستہ میں ایسے موافقہ حاصل کئے جو ان سے ممکن ہو سکتے تھے اور انھوں نے جنگ کے زمانہ کو یہاں تک طول دیا کہ آسٹریا کے برف پوش پہاڑوں پر موسم سرما کی سرد ہوائیں تیزی سے چلنے لگیں اور اب ان مخالفوں نے خیال کیا کہ نپولین کے لئے موسم بہار آئے گا۔ یہاں تک نقل و حرکت کرنا غیر ممکن تھا۔ اور اتنی مہلت میں جنگ کی ملیاریاں کر لینے کو کافی وقت تھا اور پس انھوں نے بجھٹ صلح سے صاف انکار کر دیا۔

طوفانِ باد اور ٹھٹھیرا دینے والے گرتے ہوئے برف میں یہ ہزار وقتِ نپولین کی فوجیں ہولناکیوں تک پہنچیں اور آسٹریا کی فوجوں کو بھی ہزیمت ہوئی۔ اور برف کے پیاروں کے مانند اُس کے دھولیں اڑ گئے۔ دس ہزار فرانسیسی موت میں سر دیڑے تھے اور یہ خوفِ ناک فتح کا فخر تھا۔ آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنے ایوان میں نپولین کی یوریش کرنے والی فوج کے توپخانوں کی گرج سنی اور اُس نے صلح کی التجا پیش کی۔ اور نپولین کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا کہ یہی وہ چیز تھی جس کی اُس کو تمنا تھی۔ وہ بلند نظری یا فتوحات کی غرض سے جنگ نہیں کر رہا تھا۔ اور اب بھی وہ کمپیو فور میو کے صلحنامہ کی شرائط کے موافق صلح پر راضی تھا۔

اب تمام بڑا عظیم یورپ سے فرانس کی صلح ہو گئی تھی اور صرف انگلستان بڑے شہر و مد سے اُس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ اور نہ اب کوئی یورپ کی طاقت اُس کی رفیق تھی اور نہ اُس کا ظاہر یا اعلان کیا ہوا کوئی جنگ کے واسطے مقصد ہی تھا۔ بحری قوت کے اعتبار سے فرانس۔ انگلستان سے کمزور تھا۔ اور انگلستان کو کوئی ایسا صدمہ نہ پہنچا سکتی تھی جو اُس کو محسوس ہو سکتا۔ سر وائر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ ہر ہفتہ پر انگریزی جہاز فرانسیسی تجارت کو ہرباد کر رہے تھے اور اُس کی آمدنی کے ذریعوں کو خراب کر رہے تھے اور اُس کے بندر گاہوں کا راستہ بند کر دیا تھا۔

لیون وایل کے عہد نامہ پر ۹۔ فروری ۱۸۱۴ء کو دستخط ہوئے۔ جس وقت نپولین

نے اس صلحنامہ کا اعلان کیا تو انگلستان سے صلح نہ ہونے پر اُس نے بڑا اظہارِ افسوس کر کے کہا کہ افسوس یہ صلحنامہ ایک عام صلحنامہ کیوں نہ ہوا۔ فرانس کی تو یہی خواہش تھی اور فرانس کی گورنمنٹ کے تو دماغ ہی دماغ کو لٹکائیں رہی ہیں۔ لیکن اُس کی خواہشوں سے کچھ نہ ہوا۔ تمام یورپ واقف ہے کہ انگلستان کے وزیر نے لیون و ایل کے صلحنامہ کی لگشمو کے راستہ میں ناکامی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انگلستان کے وزیر سے یہ بات کہی گئی کہ اُس سے جدا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور ہمارے اس اعلان پر انگلستان کی طرف سے انکار ہی ہوا۔ اور یہ عذر پیش کیا گیا کہ وہ اپنے رفیق آسٹریا سے کیسے جدا ہو سکتا لیکن اب جبکہ اس رفیق یعنی آسٹریا نے انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح پر رضامندی ظاہر کی تو انگلستان نے دوسرے ذریعے تلاش کیے کہ اُس صلح میں جو دُنیا کے لیے نہایت ضروری تھی تساہل پیدا ہوا۔ اس صلح سے تمام قوموں کے مراتب اور حقوق کے خلاف انگلستان کا نعرہ ثابت ہوتا ہے۔ تمام ایشیا کی تجارت اور بے شمار نوآبادیوں کا بیوپار اُس کی ہوس کی پیاس ٹھکانے کو کافی نہیں ہے۔ سب ہمسدروں کو بلا مزا حسرتِ غیرے انگلستان کا فرماں بردار ہونا ضرور ہے۔ جس وقت ولیم پرنس نے اپنے رفیق آسٹریا کی ہزیمت کی خبر سنی تو سر و سخن کرنا یوسی سے کہنے لگا۔ ”اچھا یورپ کے نقشہ کو تہ کر دو۔ اب میں برس تک اُس کے گھوٹنے کی حاجت نہیں ہے۔“

جس عرصہ میں یہ بڑے بڑے واقعات پیش آرہے تھے نپولین پیرس میں بیٹھا عجائیبی قوت سے اُس بڑی سلطنت کے جملہ ذریعوں کو ترتیب دے رہا تھا جو اب اُس کے قبضہ میں تھی۔ اُس کے غور و فکر میں دُوبے رہنے کی طاقت کی غالباً کہیں نظیر نہیں ملتی۔ کسی عرصہ دراز تک وہ ایک ہی مضمون پر اپنے خیالات کو لگائے رکھ سکتا تھا۔ اور پھر اُس خیال سے الگ ہو کر بے سُو و غور و فکر میں اپنا ذرا سا بھی وقت ضائع کئے بغیر وہ دوسرے خیال کی طرف ایسی جھپتی و تازگی سے مصروف ہو جاتا کہ گریہ یا اسکا دماغ پہلے سے کسکام

میں مصروف ہی نہ تھا۔ متواتر دماغی محنت اُس کی زندگی کا ایک لطیف تھی۔

نپولین کما کرتا تھا۔ ”مصروفیت تو میرا ایک عنصر ہے۔ میں اسی کے بیٹے بنا ہوں۔ میں اسی لیے خلق کیا گیا ہوں۔ مجھے وہ حد و تول گئی ہیں جن کے پار سیری ٹانگیں مجھے نہیں لے جاسکتیں اور میں نے وہ وسعت بھی معلوم کر لی ہے جس کے پار سیری آنکھیں مجھے دکھا نہیں سکتیں لیکن اپنی مصروفیت کی طاقت کی مجھے حدیں نہیں ملتی“

اب نپولین کی ذکاوت کی ہر وسعت عام طور پر نمایاں ہو گئی تھی۔ قومی محافل سرسبزی پر تھے۔ رعایا کے حسب منشا محصلوں کی ترتیب ہو گئی تھی۔ فرانس کا بنک پھر سے قائم ہوا۔ اور اُس کے کاروبار میں نے ترم و بہت سے کام ہوا شروع ہوا۔ کئی کروڑ فرانک پانچ بڑی سڑکوں پر صرف ہوئے۔ جو پیرس سے فرانس کی سرحدوں کو لگتی تھیں۔ اُس زمانہ میں ترقی اور برخواست شدہ فوجوں کے بد معاش سڑکوں پر کثرت سے تھے اور سفر کرنا نہایت خطرناک بات تھی۔ نپولین نے کہا ”مجھے ایک دو مہینہ کی مہلت دید و کہ میں باہر والوں کو ہزیمت دے کر صلح حاصل کر لوں اور پھر ایک چنگی بجاتے میں ان راہزنوں کا انتظام کر دوں گا“

ایک بڑی کار آمد خبر بلیجیم اور فرانس کو ملانی ہوئی چند سال قبل شروع کی گئی تھی۔ انجیر اس بارہ میں اسے کا اتفاق نہ کر سکے کہ اُس کو ہستان میں جو دریا ہے اسے ابیس *Oise* اور سوم *Somme* کی داویوں کو جد کرتا تھا یہ نہر کس بہترین سمت میں کاٹی جائے۔ نپولین نے خود موقعہ کا سامنا کیا اور بڑی دانائی سے فوراً اس معاملہ کو طے کر دیا۔ اور نہر کا کام زور شور سے نکیل کو پہنچنے کے لیے شروع ہو گیا۔ پیرس میں نپولین دریائے سین پر دوپل تعمیر کرائے۔ اُس نے سمپلن کی عظیم الشان سرکٹ کو شروع کیا جس کا وٹین سموارر استہ نامہ ہوا کہ وہ الپس کے پار چلا گیا ہے۔ اور نپولین کے وہیں اور غم و بہت کا قمرنا قرن تک یادگار رہے گا۔ اُن مہربانیوں کے معاوضہ میں

جو سینٹ برنارڈ کے راہبوں سے ظاہر ہوئی تھیں۔ پولینڈ سافروں کی امداد کے لیے اسی رقم کی دوا اور خانقاہیں کوہ سینس اور کوہ سمپلن پر قائم کر کے ان کو سینٹ برنارڈ کا تخت و سواں بنا دیا۔ اور ان ہی بڑی بڑی تجارتی دیر کے ساتھ ساتھ اُس نے فرانس کے مجبورۂ خانابطہ ویلانی کی تالیف و تدوین شروع کی اور اس کام کے لئے اُس نے یورپ کے لائق ترین قانون دان لوگ بلائے اور مجلس شاہی میں جس کا خود میر مجلس ہوتا تھا۔ وختہ و فتنہ بحث شروع ہوئی۔ ان قانون کے عاملوں کو حیرت ہو رہی تھی جب وہ دیکھتے تھے کہ قانون اور علم سیاست سے فرسٹ کانسٹل کو اُسی طرح واقفیت ہے جس طرح معاملاتِ حرب و فنِ جنگ میں مہارت ہے۔ یورپ کا بیان ہے کہ ایک دن ایک تارکب وطن جنرل ڈیور ویزل (Dumouriez) کا خط آیا جس نے جزیرہ جرسی میں پناہ لی تھی اور اُس خط کا ایک حصہ حسب ذیل ہے۔

”جنرل تھیں ضرور یاد ہو گا کہ جب تمہارے مرحوم والد نے تمہارے بھائیوں کو آٹن کالج سے مجبوری جدا کرنا چاہا تھا تو اُس وقت اُس کے پاس روپیہ نہ تھا۔ اور مجھ سے چھ سو پیچیس فرانک قرض مانگے تھے اور میں نے بڑی خوشی سے دیے تھے۔ اپنی واپسی پر اُسے ادا کرنے کا موقع نہ ملا۔ اور جب میں اجیشیو سے رخصت ہونے لگا تو تمہاری والدہ نے اپنے کچھ ظروف فروخت کر ڈالنا اور میرا روپیہ دیدینا چاہا لیکن میں نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ میں یہ روپیہ نہ مانگوں گا اور جب کبھی اُس کو ادا کرنے میں آسانی ہو ادا کر دینا۔ انقلاب سے قبل غالباً اُس کی طاقت میں یہ بات نہ تھی کہ وہ میرا روپیہ ادا کرنے کی بابت اپنی خواہش پوری کر سکتی۔ جنرل۔ مجھے بڑا نا سنبھے کہ اس حقیر رقم کی بابت میں تم کو تصدیق دینے پر مجبور ہوں۔ لیکن میری قابلِ رحم حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اب یہ قلیل رقم بھی میرے لیے بہت بڑی رقم ہے۔ جنرل۔ چھپا کا سال کی عمر میں اپنے ملک کی ساحل پر بس خدمت کرنے کے بعد میں اس جزیرہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا ہوں۔ اور اب اُس ضعیف رقم پر جو سرکار انگریزی سے تارکانِ وطن

کو عنایت ہو رہی ہے میری اوقات گزار رہی ہے۔ میں تارکانِ وطن کا لفظ اس استعمال کرتا ہوں کہ اپنی مرضی کے خلاف میں تارکِ وطن ہونے پر مجبور کیا گیا ہوں۔

جس وقت یہ خط پتولین کو سنایا گیا تو اس کا جی بھر آیا اور بیورین سے کہنے لگا ”بیورین یہ خط واجبی ہے۔ دیکھو ایک لمحہ کی دیر نہ ہونے پائے۔ جنرل ڈیوروزیل کو دس گنی رقم ارسال کر کے ابھی لکھ بھیجو کہ تارکانِ وطن کی فہرست سے اس کا نام سیٹ دیا جائے گا۔ ہائے مجھ سے پہلے ان کا توازن کے بذاتِ الکلین نے کیا کیسے ستم ڈھائے ہیں اور ان کی عجز سے تلافی ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتی۔“ بسوقت پتولین نے یہ لفطیں کہیں تو اس کا قلب اٹل بھر ہوا تھا کہ یہ حالت اس کی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ اور پھر شام کو اس نے بڑے تعلق خاطر سے دریافت کیا۔ ”کیوں بیورین میرے کام کی تعمیل ہو گئی یا نہیں۔“

اس زمانہ میں فرسٹ کانسٹبل کو قتل کر دینے کے بہت سے ارادے کئے گئے۔ اگرچہ فرانسیسی قوم بے نظیر یک دلی سے اطاعت۔ شکر گزاری اور تعریف کے ساتھ اس کے گرد و جمع تھی تاہم مخالفین سرکار اور موافقین سرکار کے اشد گرد و ہوں میں ایسے بذاتِ شخص موجود تھے جو پتولین کو اپنے راستہ میں مائل سمجھتے تھے۔ اس وقت پتولین کا ایک شیطانی آتش کل سے بچ جانا جو موافقین سرکار نے قائم کی تھی ایک عجازِ عجیب تھا۔

۲۴۔ دسمبر شام کی شب میں پتولین تماشہ گھر کو ہیڈن کا اور میٹور یو آف دی کریشن جو پہلی مرتبہ ہوئے کو تھا سننے کو جا رہا تھا۔ اگرچہ اس کو کثرتِ کار سے فرصت نہ تھی اور وہ جانا نہ چاہتا تھا لیکن جو زلفین کی خوشی کرنے کو وہ اس کے اصرار پر راضی ہو گیا۔ اس کی گاڑی ایک تنگ سڑک سے گزرتے ہوئے تھی جب اس سڑک پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک چھکڑہ ٹوٹا ہوا پڑا ہے اور راستہ کو روک رکھا ہے اور اس نے ہونے چھکڑے کے نیچے ایک بیبیہ لٹکا ہوا تھا۔ اس بیبیہ کے اندر ایک نہایت ہلک کل تھی۔ جو بارود اور اشیائے آتش گیر گولی گریپ سے بھری ہوئی تھی۔

نپولین کا کوچے میں بہ وقت اپنی گاڑی کو اُس چکرے سے نکال کر گاڑی آگے بڑھانا چاہنا ہی تھا کہ یہ پیپہ ایک دم پھٹا اور ایسی ٹسب آواز ہوئی کہ تمام سیرس گونج گئی۔ آٹھ آدمی تو فوراً مر گئے۔ اور ساٹھ سے زیادہ ایسے زخمی ہوئے کہ بن میں سے بیس بعد کو مر گئے۔ سڑک کے دور و یہ دور تک مکانات شش ہو گئے اور بعض منہاں ہو گئے۔ اور نپولین کی گاڑی کو انہی حرکت ہو گئی جیسے وہ سطح آب پر ہو۔ اور گاڑی کی کھڑکیوں پر بڑے بڑے ٹکڑے لیکن نپولین تو ایسے خطرناک واقعات میں رہ چکا تھا کہ کسی ہی مسیب آواز کو نہ ہوتی اُس پر اثر نہیں ہو سکتا تھا اور اُس نے سُکرا کر کہا ”بھلا بے مدعا شو۔ ہمیں اڑا ہی دیا تھا“ نپولین کے ساتھی نے جو حد درجہ غائف ہو گیا تھا کھڑکی سے اپنا سر نکال کر کوچے میں سے ٹھہر جانے کو کہا ”نپولین نے اس پر کہا ”اُجی چلے پلو“

جس وقت نپولین تماشہ گھر میں پہنچا تو اُس کے بُشرہ سے کوئی پریشانی ظاہر نہ تھی اور اپنی معمولی حالت کے موافق ویسا ہی مستقل تھا۔ لیکن تمام تماشہ گھر میں بڑا ہی خوت پھیلا ہوا تھا کیونکہ یہ سبیت ناک آواز سب نے سنی تھی۔ اور اپنے محبوب نپولین کی خیریت کی طرف سے نہایت ہی متفکر ہو گئے تھے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی تمام تماشہ گھر فوشی کے نعروں سے گونجنے لگا اور سب حاضرین نے اپنی ہمدردی اور محبت کا اس طرح ثبوت دیا۔ چند ہی ساعتوں کے بعد جوزیفائن بھی اپنی گاڑی میں آ پہنچی اور جب نپولین کے پاس اپنی نشست گاہ پر آ بیٹھی تو نپولین نے ہنس کر کہا ”جوزیفائن۔ تم نے کچھ سنا حرام زادوں نے میرے اُٹا دینے کی تدبیریں کی تھیں۔ جوزیفائن آج کے عماشہ کی کتاب تو ذرا مجھے تھوڑی دیر بعد نپولین تماشہ سے اُٹھ آیا اور جب ٹومی لریز کے ایوان میں پہنچا تو وہاں آدمیوں کا بڑا ہجوم دیکھا جو بڑی ہمدردی کے ساتھ اُس کی خیریت کی طرف سے متفکر ہو کر جمع ہوئے تھے۔ اس قبیح سازش نے عام خطرہ پھیلا دیا اور فرسٹ کانسٹبل کی لامحدود ہرولڈزنی کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ فرانس کے جملہ محکموں اور پیرس کی طرف سے ایلرین

اور ڈیپٹی کمشنر پیش ہوئے اور اُس کی سلامتی پر اُس کو مبارکبادیں دی گئیں۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ مخالفین سرکار کی یہ سازش تھی اور اُس محفل فریق کے شک سے زیادہ اس فرغانہ اُس وقت پیرزادہ میں موجود تھے۔ اور انقلاب کے دور پر خطر میں خوب خوب نام پیدا کر چکے تھے۔ یہ لوگ مخالفین سرکار کے بڑے شاطر اراکین تھے۔ اور ان کا ایک خوشخوار اور جاہل جلسہ ہمیشہ سازش میں لگا رہتا تھا کہ فرماں روائی کو اُلتا دے۔ اور فرسٹ کانسٹیبل کو قتل کر ڈالے۔ اس گروہ سے فرانس کے لوگوں کو سخت نفرت تھی اور بہانہ ہی ڈھونڈتے تھے کہ ان پر جرم قتل کر ان کو فرانس بدر کر دیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر بڑے جوش اور غصہ کی حالت میں اگرچہ اس گروہ کے خلاف اثبات جرم کی قرار واقع شہادت موجود نہ تھی۔ جماعت ہائے قانونی نے ایک قانون پاس کر دیا کہ ایک سو ساٹھ اس نوویز گروہ کے مجرم فرانس سے خارج کر دیے جائیں۔ اور اس کے بعد بڑی سرگرمی سے یہ استدعا پیش کی گئی کہ اپنے اعلیٰ اختیارات کی رُو سے پنولین اس قانون کو منظور کر دے اگرچہ پنولین کو واقع میں ایسی مقبولیت حاصل ہو چکی تھی اور اُس کے انصاف و دانائی پر مخلوق کو ایسا بھروسہ ہو گیا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ دیتا فوراً پتیل ہو جاتی۔ لیکن اس موقع پر اُس نے کہا کہ یہ حکم اس طرح منظور نہیں کیا جاسکتا۔ معاملہ کی باضابطہ تفتیش ہونا چاہیے اور بعد کو ججوں کے سامنے باضابطہ پیش کیا جاوے۔

پنولین نے کہا ”اس کارروائی کی ذمہ داری مجالس قانونی کے ذمہ رہے گی۔ کانسٹیبلوں سے اس کی جواب دہی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن ذمہ کے سر جوابدہی ضرور ہے۔ ان میں سے جس کسی نے ہٹ دھرمی کے حکم پر اگر دستخط کر دیے تو ممکن ہے کہ اس کے بعد ان سے جواب طلب ہو۔ کسی ایک شخص کو بھی بے ثبوت پچاننا نہ چاہئے اس لئے کہ خود کانسٹیبلوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے کہ کل کیا پیش آنا ہے۔ رہا میں تو جب تک میں زندہ ہوں میں اس حق پسندی کے ساتھ کام کروں گا کہ میرے افعال کی

نسبت مجھ سے جواب طلب کرنے کی کسی کو ہمت ہی نہ ہوگی۔ بیلین مگن ہے کہ میں مارا جاؤں تو پھر اُس کے بعد اپنے دونوں ہم منصب کانسبلوں کی حفاظت کاس میں کس طرح ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ اور اُس وقت فرماں روائی کی تھاری باری ہوگی، اور پھر سکرٹری جنرلین کہے سرنری کی طرف مخاطب ہوا۔ ”حضرت رکابوں میں آپ کے قدم ابھی مضبوط نہیں جستے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ قانون ایسا پاس ہو جو آج اوکل یکیاں کام آوے۔“

آخر میں بہت سے مباحثوں کے بعد یہ طے ہوا کہ قانون کی اس خاص دفعہ کے متعلق مجلس فرماں روائی وجوہ کے ساتھ ایک اعلان طیار کرے اور فرسٹ کانسبل اس پر دستخط کرے۔ اور پھر سینیٹ سے یہ بات آخر میں طے ہو کہ آیا یہ قانون جائز ہے یا نہیں۔ پس ایسے جوش کے موقع پر نپولین نے اس احتیاط کے ساتھ کام کیا۔ لیکن یہ قانون ظالمانہ اور بیدار انصاف تھا۔ چونکہ یہ لوگ دیگر جرائم کے مجرم ہو چکے تھے لہذا ان کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی۔ لیکن بعد کو معلوم ہو گیا کہ موجودہ کل سے اڑا دینے کی سازش میں یہ لوگ قطعی شریک نہ تھے۔ اس معاملہ میں نپولین بڑے پس و پیش میں تھا کیونکہ ان لوگوں کے مجرم پر اُسے یقین نہ تھا اور وہ نہ چاہتا تھا کہ شیطانی آتش کی کل کے موجب ہوئے مجرم ان لوگوں پر لگایا جاوے۔ اُس نے کہا ”ہم کو یہ تو یقین ہے کہ یہ لوگ مجرم ہیں لیکن ہم اس بات کو جانتے نہیں ہیں۔ ان جرائم کی پاداش میں جو انھوں نے کئے ہیں یعنی ان خوب دیر یوں اور سازشوں کی سزا میں جو ان کے خلاف ثابت ہو گئی ہیں ان کو فرانس سے خارج کر دیا جائے۔ یہ قانون پاس ہو گیا۔ لیکن چونکہ نپولین بہت ہر دل عزیز تھا۔ اور اُس کو یقین تھا کہ یہ لوگ اُس کا کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس قانون کا ان لوگوں کے خلاف نفاذ نہیں ہوا۔ وہ فرانس ہی میں رہے۔ لیکن ان کو کھٹکا ضرور ہو گیا تھا کہ پولیس ان کی دیکھ بجال میں لگی رہتی ہے۔ نپولین نے کہا ”میں نے کچھ اپنی ذات خاص کا بدلہ نہیں لیا۔ کیونکہ میری تعدادیر نے تو مجھے بڑے بڑے ہولناک موقعوں پر پہنچایا ہے اور مجھے سلامت نکال لائی ہے۔“

اپنا خیال ہرگز نہیں ہے اور میری تقدیر تو مجھے ہمیشہ اسی طرح بچاتی رہے گی لیکن مجھے تو قومی انتظام و ترتیب کا خیال ہے کیونکہ یہی تو میری رسالت ہے کہ فرانس کا نظم و نسق پھر سے قائم کروں اور قومی اعزاز کو پھر بحال کروں۔ اور فرانس کے واسطے دولت کاغذ میٹا دیا۔ مبارک باد کے بے شمار ایڈریسوں کے متعلق جو اس موقع پر پیش ہوئے پولین نے کہا: ”اس موقع پر پیرس کے لوگوں کی ہمدردی سے جو ان کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ مجھے بڑا اثر ہوا ہے۔ میں اسی لائق ہوں۔ میرا صرف یہی مدعا ہے کہ فرانس کی شان و عظمت کو پھر سے قائم کروں جن بد معاشوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے میں ان کو قانون کے حوالہ کیے دیتا ہوں کہ ان کو سزا دیدے۔ اور چونکہ اس مذموم فعل سے انھوں نے پیرس کی مخلوق کو خطرہ میں ڈال دیا ہے اور اس فعل کی تاریخ میں نظیر نہیں لہذا سزا بھی فوراً اور بے نظیر ہونا چاہیے۔“

پولین کو یہ بات معلوم ہونے سے بڑی سخت حیرت ہوئی کہ یہ سازش بوربون خاندان کے حامیوں کی تھی۔ فریق شاہی کے بہت سے نامور طرفدار اس سازش میں شریک تھے۔ پولین کو خیال تھا کہ یہ لوگ اس کے شکر گزار تھے۔ کیونکہ ان کو انبوه عوام کے غیظ سے اس نے پناہ میں رکھا تھا۔ اور باوجود پولین کے خیر خواہوں کے اختلاف کے پولین نے نہ مانا تھا اور ڈیڑھ لاکھ ایسے تارکان وطن کو فرانس لوٹ آنے کے لیے ایک قانون پاس کر دیا تھا اور حقیقی الا سکان یہ بھی کوشش کی تھی کہ ان کی ضبط شدہ جائیداد بھی واپس ہو جائیں۔ پولین نے ان پر ہر صورت سے احسان کئے تھے اور ان کے ساتھ رعایتیں کی تھیں اور پولین کو ہرگز توقع نہ تھی کہ ان نیکووں کا اس بندی کے ساتھ بدلا دیا جائیگا۔ اب اس معاملہ میں ایسا بدین ثبوت ہم ہو چکا گیا کہ جیسے کلام باقی رہی پرفرن فوشے نے جملہ سازش کا انکشاف کر لیا۔ سرغناگر قتل ہوئے اور گولی سے مار دیئے گئے۔ جوزیفین نے اس وقت وزیر صیغہ پولیس کو ایک خط لکھا تھا اور اس

خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جوزیفائن کیسی حیرت انگیز عالی حوصلہ خاتون تھی اور نپولین کیسے فیاض چال چلن کا شخص تھا۔

اس خوف ناک سازش سے جوابی واقع ہوئی ہے میرا کلیجہ کانپ ہی رہا تھا کہ مجرموں کے سزا کے خیال نے میرے دل کو تازہ صیبتوں سے اور گھیر لیا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ یہ مجرم اُن خاندانوں سے ہیں جن سے میرا ایک وقت میں رابطہ اتحاد تھا۔ پس اُن مجرموں کی مائیں بہنیں۔ اور غم زدہ بیویاں جس وقت اگر مجھ سے ملتی ہوں گی تو میں قیاس نہیں کر سکتی کہ میرے جی کی کیا نوبت ہو سچگی میں جانتی ہوں کہ میں اُس قدر رحم حاصل نہ کر سکوں گی جس کی میں سفارش کرنا چاہوں گی۔ یہ مجھے یقین ہے کہ فرسٹ کانسئل کا رحم بہت وسیع ہے اور اُس کو میرے ساتھ بدرجہ کمال الفت ہے۔ لیکن جب یہ خیال کرتی ہوں کہ اس وقت اس سازش سے گورنمنٹ کے سرداری کی جان پر وار نہ کیا گیا تھا تو میں ڈرتی ہوں کہ فرسٹ کانسئل زیادہ سخت گیری کرے گا اور اپنے ارادے سے نہ ہٹے۔ پس میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے تحقیقات کو کچھو طول ست دیکھو۔ یہ ممکن ہے کہ لوگ نفسانیت سے اور غلط بیانی سے بہت سے ناکرہ گناہ لوگوں کو بھی بچائیں دیں میں عورت ذات ہوں۔ اور ایک شوہر کی بیوی ہوں۔ اور بچوں کی ماں ہوں۔ لہذا تم خیال کرو کہ لوگوں کے پلکنے اور آہ و فرباہ سے میرے جی پر کیا چھ نہ بن جائے گی۔ میرے اچھے وزیر۔ تم دیکھو اسی طرح کارروائی کیجیو کہ ان بیچاروں کی تعداد میں کمی ہو جائے۔“

نپولین کا اُن بے شمار سازشوں سے جو اس زمانہ میں اُس کے خلاف ہو رہی تھیں بچ جانا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ بوربوں کے حامی خیال کرتے تھے کہ اگر نپولین اُن کے رستہ سے ہٹا دیا جائے تو وہ بوربوں بادشاہ کو فرانس میں تخت نشین کر سکتے تھے۔ اور یہ بات صرف نپولین کی لیاقت کی بدولت تھی۔ کہ متحدہ یورپ کے مقابلہ میں فرانس کو نصرت حاصل ہوئی۔ پس اگر نپولین مر جاتا تو فرانس بے سری رہ جاتی۔ اور پھر حتمہ کی فوجیں

خول ریزی سے دھاوے کرتی ہوئی پیرس پر چڑھ آئیں اور ملعون بوربوں کو تخت پر بٹھال دیا۔
یہ سب باتیں فرانسیسیوں کو کبھی معلوم تھیں اور وہ اپنے محافظ پولین کی پرستش کر رہے تھے۔
اور یہی سب باتیں یورپ کے بادشاہوں کو کبھی معلوم تھیں اور اس لیے انھوں نے اپنے
اتامی عزم و ہمت کا پتہ لیں کہ نشانہ بنالیا تھا۔ اس قسم کی تیس سے زیادہ سازشوں کی
سیراغر سانی تو پولیس نے کی تھی۔

ان سازشوں کے پچھنے کی بھی لندن تھی۔ پولین پر ہوائی بند و قیں چلائی گئیں۔

خنجر دس سے سلع قاتل اس کی گھات میں پھرتے تھے۔ ایک بم گاؤ لہ ایسا ایجاد کیا گیا تھا۔
کہ پندرہ پونڈ وزن میں تھا اور تجویز کیا گیا تھا کہ کھڑکی سے پولین کی گاڑی میں ڈال دیا جائے
جہاں وہ خود اپنے گرنے کی دھمک سے پھٹکر گاڑی کے سواروں کو ریزہ ریزہ کر دے
ان سازش کرنے والوں کو پولین کے ہلاک کر دینے کی غرض سے کسی دوسرے کی
جان کی ہرگز پروا نہ تھی۔ اس ہملک کل کی سازش کے متعلق سازش کرنے والوں کی جھج
قابل غور ہے اس لیے کہ شبہ رنغ کرنے کی غرض سے بد سازشوں نے اس گاڑی کے گھوٹے
کو ایک پانزدہ سالہ لڑکی کو بٹھار رکھا تھا۔ اور کل کے پھٹنے ہی یہ ناواقف لڑکی ایسی
پاش پاش ہو گئی کہ بعد کو سوائے ٹانگوں کے بچاری کے جسم کا کبھی تہ نہ چلا۔ آخر کار
پولین چوکتا ہوا اور اس نے اعلان کر دیا کہ اب میں بوربوں کے کان کھولتا ہوں کہ
پولین وہ شخص نہیں ہے جو کہتے کے موافق گولی سے مار دیا جاوے۔ پولین ایک دن
سینٹ ہلینا میں اپنا فالین کا واسکٹ پہن رہا تھا اور اس نے دیکھا کہ لیس کیس اس
کی طرف بہ غور دیکھ رہا تھا۔ اور پولین نے مسکرا کر پوچھا کیا دیکھ رہے ہیں؟

لیس کیس نے کہا ”میں نے ابھی ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ آپ زرہ کے ذریعہ
سے اپنے جسم کی حفاظت رکھا کرتے تھے۔ تو میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سینٹ ہلینا میں
جہاں اب جملہ حفاظت کے ذریعہ ملحدہ کر دیے گئے ہیں کم سے کم میں اتنی شہادت دینے

کے قابل تو ہو جائیں کہ سینٹ ہلینا میں آپ زہر جیسی کوئی شے استعمال نہ کرتے تھے۔“
 پولکین نے جواب دیا ”لاکھوں ہبتانوں میں سے جو میرے متعلق شائع کیے گئے ہیں
 یہ بھی ایک ہبتان ہے لیکن یہ قصہ جو تم نے بیان کیا زیادہ ہنسائے والا ہے۔ ہر ایک شخص
 جو میرے پاس رہا ہے خوب جانتا ہے کہ میں اپنی جان کے متعلق کس قدر بے پروا ہوں۔
 اٹھارہ برس کی عمر سے میں گولوں کے سامنے رہا ہوں اور حفاظت کی حماقت سے خوب
 آگاہ ہوں اور اسی لیے میں نے اپنی جان کو تقدیر کے حوالہ کر دیا۔ اور جب میں فرانس کا
 سردار بنایا گیا تو اُس وقت بھی میدان جنگ ہی کے سے خطرات ہمیشہ میرے سامنے
 رہے اور میں اُن سازشوں کو جو آئے دن میری جان کے خلاف ہوتی رہتی تھیں ہم کے
 گولہ سے کم نہ خیال کرتا تھا۔ لیکن میں نے اپنا وہی پرانا راستہ قائم رکھا۔ میں نے اپنی تقدیر
 کے ستارہ پر بھروسہ کیا اور سب احتیاطیں پولیس کے حوالہ کر دیں اور تمام یورپ کے
 فرماں رواؤں میں شاید میں ہی وہ فرماں روا تھا جس نے اپنا باڈمی گارڈ تک سوتوں
 کر دیا تھا۔ میرے قریب ہر شخص بہت آزادی سے آیا کرتا تھا اور آنے سے قبل اُس کو
 بہت سی فوجی بارگین نہ ملے کر نا پڑتی تھیں۔

”میرے حفاظت کے ذریعوں کو نہایت ہی مختصر دیکھنے سے سیریا لوبیا کو بڑی حیرت
 ہوئی۔ وہ اکثر اپنے تئیں شاہ آسٹریا کا ذکر کیا کرتی تھی جو ہر وقت سنگینوں سے محصور
 رہتا تھا۔ اور میری تو ٹولی لرزے کے ایوان میں بھی حفاظت کی وہ ہی حالت تھی جو تم یہاں
 سینٹ ہلینا میں دیکھتے ہو۔ میرے یہاں کون سے چونکی پرے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی خبر
 نہیں کہ سیری تلوار کہاں پر رکھی ہوئی ہے۔“ اور پھر کہہ میں ادھر ادھر نگاہ ڈال کر کہنے لگا۔
 لیکن کس شخص معلوم ہے کہ کدھر رکھی ہے۔ میں بھی عجب آدمی ہوں کہ اپنی حفاظت کی ذرا فکر
 نہیں کرتا۔ میرے خلاف تئیں سے زیادہ سازشیں ہوئیں اور قابل و ثلوق شہادت سے
 پایہ ثبوت کو پہنچیں اور بہت سی سازشوں کا تو حال بھی معلوم نہ ہوا۔ بعض بادشاہ اپنے

ہاتھوں سے اپنے ظلمات سازشیں ایجاد کر لیا کرتے ہیں لیکن میرا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان سازشوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور میرنگو کی جنگ سے لیکر جارج کیڈرویل کے اقدام قتل اور ڈوگوب ڈوی اینگیلین کے واقعہ تک کا زمانہ میرے لیے نہایت ہی محذوٰں تھا۔

نپولین نے اب قزاقوں کے استیصال کا کام اپنے ہاتھ میں اپنی معمولی ہمت سے لیا اور بہت جلد ان کی بچ گئی کر دی۔ لاؤنڈی کے سرکشوں کی فوج جو تعداد میں ایک لاکھ کے قریب تھی اور جس میں بڑے چھٹے چھٹے بد معاش تھے اُنہی وقت منتشر ہو گئی تھی جس وقت اُس کے سرغنداؤں نے نپولین کی اطاعت اختیار کر لی تھی لیکن ان میں سے بعض بد ذاتوں نے بٹ ماری کا پیشہ اختیار کر لیا تھا اور سڑکوں پر ان کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ سفر پر خطر ہو گیا تھا اور پیرس سے جانے والی ہر ایک گاڑی کے ساتھ مسلح سوار کا جانا ضروری ہو گیا تھا۔ ایسی جماعت کی حالت کا اعلان کرنے کے لئے جو اپنے مرکز تک پہنچ گئی تھی خاص عدالتیں قائم کی گئیں جن میں آٹھ آٹھ جج مقرر ہوئے اور سازشوں پر راہ زنیوں اور دوسرے جابرانہ جرائم کی سماعت کے اختیارات ان کو تفویض ہوئے۔

نپولین کے مسلح سوار تمام فرانس میں آندھی کی طرح دھاوے کرتے پھرتے تھے۔ ڈاکو پکڑے جاتے تھے اور عدالت میں پیش ہوتے تھے۔ اور بے درنگ گولی سے مار دیئے جاتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سب امن ہو گیا۔ لوگوں کو ان خطرناک اختیارات کا حال معلوم نہ تھا جو وہ نپولین کو دے چکے تھے۔ واقع میں ان کو ایک کمانڈر کی حاجت تھی جو موجودہ بد نظمیوں اور فسادوں کو سیٹ دیتا۔ ایسا کمانڈر نپولین تھا اور لوگ نپولین کو جلد اختیارات جن کی وہ خواہش کرتا دینے کو طیار تھے۔ لوگ نپولین سے اعلان کے ساتھ کہتے تھے کہ اُس کو معلوم تھا کہ ان کی بہنوئی کس بات میں تھی۔ وہ اُس سے ہدایت چاہتے تھے اور تسلیل کرنے کو طیار تھے۔ اور اسی طرح یہ معاملہ پیش بھی آیا کہ نپولین کو قطعی اختیارات دے دیئے گئے۔ اور جان

بوجھ کر دے دیئے گئے۔ اور چونکہ فرانس کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی تو اگر اٹلی بھی آیا تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ نپولین نام کا فرسٹ کانسل تھا۔ لیکن دراصل اُس کے اختیارِ اراتِ روم کے قیصروں سے بھی زیادہ تھے۔

فریجس میں جہاز سے اترے ہوئے ابھی نپولین کو صرف سو لہ ماہ ہوئے تھے اور اتنے ہی عرصہ میں اُس نے فرانس کا تخت لے لیا۔ انقلاب کے ہیولے اُس نے انتظام و خوش حالی کو پیدا کر دیا۔ اپنی عالی حوصلگی سے اُس نے روس کو دوستی پر آمادہ کر دیا۔ اپنی فوجوں سے اُس نے آسٹریا کو نیا دکھایا اور بڑا عظم کو صلح کر لینے پر مجبور کر دیا۔ اپنے ملک والوں کی شکر گزاری کا وہ منرا دار تھا۔ اور اُس کے ملک والوں نے خوب جی کھول کر اُس کی شکر گزاری کی۔ ان تمامی واقعات میں جو ایسے حادثہ انگیز اور وقت سے بھرے ہوئے تھے کہ کوئی بھلا نپولین کا ایک فعل بھی تو ایسا پکڑ دے جس میں حاسدانہ درکیک خیال کی آمیزش ہو۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔ ”اپنی نیک نامی کے متعلق میں کسی بات سے نہیں ڈرتا ہوں۔ آنے والی نسلیں میرے ساتھ انصاف کریں گی اور ان نیکیوں کو جو میں نے کی ہیں میرے قصوروں سے موازنہ کریں گی۔ اگر میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو میں دنیا کا سب سے بڑا آدمی مرنے والا ایک بے بنیاد حقیقت سے صرف اپنی جاں نشانیوں کی بدولت میں دنیا کا سب سے فوری بادشاہ ہوا۔ اور اس بادشاہی پر بھی میں نے ایک جرم نہیں کیا۔ میری بلند نظری بہت بڑھی بے شک تھی لیکن اُس کی بنیاد جمہور کی رائے پر تھی۔ میں نے ہمیشہ یہی خیال کیا کہ بادشاہت کی جائے سکونت رعایا ہی کے دلوں میں ہے۔ میں نے جس قسم کی سلطنت کی ترتیب دی تھی وہ دراصل ایک بہت بڑی جمہوری حکومت تھی۔ فرانس کے باشندوں کی رائے سے تخت نشین ہو کر میرا ہمیشہ یہی اصول رہا کہ لائقوں کے لیے ترقی کے راستے کھلے رہیں۔ اور

خاندان کا کچھ لحاظ نہ ہو۔ اور یہی مخلوق کے حقوق میں ہمہ سری قائم رکھنے کا وہ طریقہ تھا جس کی وجہ سے تمامی یورپ کے تاجدار مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور تاہم انگلستان میں جو ہر اور اعلیٰ خدمات کے انجام دینے پر لوگ بڑے بڑے مرتبوں پر پہنچتے ہیں۔ انگلستان کو چاہیے تھا کہ میرے مدعا کو تو سمجھا ہوتا۔

نیپولین نے کہا فرانس کا انقلاب کیا تھا۔ وہ صرف رعایا کی جانب سے ایک کوشش تھی جو رعایا نے اُن لوگوں کے خلاف کی تھی جن پر بادشاہ کی سرکار سے خواہ مخواہ عنایتیں ہوتی تھیں۔ مجملہ اخراجات سلطنت سے اُمراستے تھے اور پھر بلا مشرکت غیر مجملہ اعلیٰ منعت کے عہدوں پر وہی ممتاز تھے۔ انقلاب نے اس اجارہ کو توڑ دیا اور سب کے حقوق میں برابری قائم کر دی۔ دولت عظمت کے کوچے ہر شہری کے لیے آس کے جوہر کے لائق کھول دیئے۔ پھر فرانسیسی قوم نے شاہی تخت قائم کیا۔ اور اُس پر مجھے بٹھال دیا۔ اور یہ وہی فرانس کا تخت تھا جس پر اس سے قبل چند اساقف اور اُمرا بوربون بادشاہ کو بٹھال دیا کرتے تھے۔ لیکن مجھے جب یہ تخت ملا ہے تو فرانس کے تمامی جمہور کی خواہش سے ملا ہے۔

جو زلیف بونا پارٹ اس زمانہ میں ملکی سفارتوں کے متعلق نیپولین کی بہت مفید خدمات انجام دیتا تھا۔ لیوٹین بھی مختلف خدمات انجام دیتا تھا اور اس سارے خاندان کا فرسٹ کانسٹبل سرپرست تھا۔ سینٹ ہلینا میں نیپولین نے اپنے بھائی بہنوں کے متعلق اس طرح واضح طور سے بیان کیا ہے۔

”ایسے حالات میں جو پیش آئے میرے خاندان سے بڑھ کر کون سا خاندان کام کر سکتا تھا۔ ہر شخص میں تدبیر ہونے کی صفات نہیں ہوتیں۔ ایسے شخص میں اُن قوتوں کے اجتماع کی حاجت تھی جو ہر فرد بشر کی قسمت میں نہیں آتیں۔ اس معاملہ میں میرے بھائیوں کی ایک انوکھی وضع واقع ہوئی تھی۔ یعنی اُن میں ایک ساتھ حد سے قوت

اور حد سے کمتر جو ہر جمع بیسے تھے یعنی وہ اپنے کو اس قدر قوی سمجھنے لگے کہ انہوں کی طرح اپنے کو کسی رہنما شیر کے حوالہ نہ کر سکتے تھے اور پھر ساتھ ہی اس کے وہ اس قدر غرور و اتع ہوئے تھے کہ تمنا کام نہ نہتے تھے۔ لیکن جلد امور پر نظر ڈال کر میرے پاس اپنے خاندان پر فخر کرنے کے لیے یقینی وجوہ موجود ہیں۔ کسی ملک میں جو زمین کیوں نہ ہوتا وہ ایک عہد کی آبرو کا باعث ہو سکتا تھا۔ اور لیوشین کسی گروہ میں کیوں نہ ہوتا وہ اُس کی عورت کا سبب ہو سکتا تھا۔ جبروم میں اپنی عمر کی زیادتی کے ساتھ وہ نشوونما پاری تھیں جو ایک بادشاہ کے لیے نیکار ہیں۔ لوتھی زندگی کے کسی درجہ اور کسی حالت میں ممتاز ہو سکتا تھا۔ میری بہن ایلیرا میں مردانہ دماغی قوا موجود تھیں اور اپنے ایام مصائب میں وہ اپنے لیے ایک فلسفی ثابت ہو سکتی تھی۔ کیرولاین میں بڑی بڑی لیاقتیں اور جوہر تھے۔ پالاین جو شاید اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ حسین عورت تھی۔ دنیا بھر کی خوش اطوار عورتوں میں یگانہ تھی اور اپنے آخری لمحوں تک ایسی ہی رہے گی۔ میری ماں۔ تو ہر قسم کی عورتوں کی دوست تھی۔ اتنا بڑا خاندان اتنی بہت سی تعریفوں کا شاد فہمی تھی ہوا کرتا ہے اس کے بعد خلل انداز ملکی راے زنیوں کو ملحدہ کر کے اس سب میں اتنا اور اضافہ ہونا چاہئے کہ ہم سب میں باہم بڑی محبت تھی۔ میں ہمیشہ اُن سب سے برادرانہ محبت کرتا رہا اور مجھے یکلین ہے کہ اُن کے قلوب میں بھی میری طرف سے ایسی ہی محبت جاگزیں تھی۔ اور اگر حاجت ہوتی تو وہ اُس کے ثبوت بھی دے دیتے۔“

اُن متکبر امراء نے جن کو نپولین نے فرانس لوٹ آنے کی اجازت دے دی تھی اور جن کی منضبطہ جاند اویں بھی اُن کو واپس کر دی تھیں اپنے مہمن کے ساتھ کسی قسم کا اظہار شکر گزاری نہ کرتے تھے۔ وہ بوربون کے تخت نشین ہونے کے لئے بے چین تھے اور پُرانے اچھے زمانہ کی تمنائیں کر رہے تھے۔ کہ جلد عزت و منفعت کے عہد ہے اُن کو اور اُن کی اولاد کو ملیں اور باقی مخلوق آب کشی اور ہزیم فروشی

کیا کرے۔ صبح کو تو بھکاریوں کی طرح اپنی عرضیاں لے لے کر وہ فرسٹ کلاس کے اجلاس میں حاضر ہوتے تھے لیکن شام کو وہ اُس کے دربار کو اپنی موجودگی سے عزت دینے کو بُرا سمجھتے تھے۔ وہ جوزیفائن اُس کے رشتہ داروں اور اُس کی اس کوشش کے متعلق کہ سب فریقوں میں ایک اتحاد پیدا ہو جائے کلماتِ نالائِم زبان پر لاتے تھے۔ اور نپولین کے ہر فعل پر اعتراض کرتے تھے۔ لیکن نپولین اُن کے بڑبڑانے پر کوئی توجہ نہ کرتا تھا۔ اور وہ یہ بھی تو نہ کرتا کہ اُن کی جانب سے تغافل ہی کر کے سزا دیتا۔ اُس بڑے فخر کے ساتھ جس نے اُسے یہ کہنے کو مجبور کیا تھا کہ میں اپنی فرماں روائی میں خدا کے رحم کی تقلید کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سب کے فائدہ کے لئے بُروں اور ناشکروں و دلوں سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں وہ اپنی ناموسری نہ سمجھتا تھا بلکہ فرانس کو اسے مرتبہ پر پہنچا دینے میں وہ اپنی ناموسری خیال کرتا تھا۔

اس زمانہ میں لوئی لریز کے ایوان میں اپنے خدمتِ چشم کے اعتبار سے نپولین کی حالت ایک بہت امیر اشراف آدمی کی سی تھی کوئی شاہانہ دیار کی سی وضع نہ تھی۔ نپولین کے صاحبِ جو نو کی سیڈ مو ایسل برین کے ساتھ شادی ہوئی۔ یہ وہی لیڈی تھی جس کا ”پس اِن لمٹس“ کے لطیفہ کے متعلق نام فراموش نہیں ہو سکتا۔ اُس کی ماں اکنہ وضع ایروں کی طرح بڑی خود میں تھی۔ اور نپولین کو اس وجہ سے کہ وہ خاندانِ شاہی سے نہ تھا حقارت سے دیکھتی تھی و شاہی کی شام کو سیڈیم جو نو۔ جوزیفائن کے سامنے پیش ہوئے کو تھی۔ جب وہ تماشہ گھر سے لوئی لریز کو آئی تو راستے گیارہ بج گئے تھے۔ چونکہ جوزیفائن نے وقت مقرر کر دیا تھا۔ لہذا سیڈیم جو نو کا انتظار تھا۔ یوہین گاڑی کے پہلوں کی آواز سن کر زمین سے نیچے اتر ادر صحن میں جا کر سیڈیم جو نو کو گاڑی سے اُتار اور دلوں ساتھ ساتھ پڑے کمرہ میں آئے جو نہایت ہی خوش اسلوبی سے چھانپا ہوا تھا۔ مومی شیشوں کے دو جھاڑوں پر نہایت ہی باریک لٹیمین پارچہ کا خلاف

چڑھا ہوا تھا کہ چین چین کر دم ہم روشنی آوے۔ اور شمعوں کی چمک کم ہو جائے۔ جوزیفین کے سامنے آؤا کھٹا ہوا تھا اور وہ کارچوب بنا رہی تھی اور اُس کے قریب ہی کو پری مثال ہوئیں جو اپنے عادات و اطوار کی خوبی کے اعتبار سے اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ بیٹھی ہوئی تھی۔ پنولین جوزیفین کے قریب اپنے پیچے ہاتھ باندھے کھڑا اپنی بیوی اور اپنی پیاری بیٹی سے باتیں کر رہا تھا۔ بس وقت میڈیم جونو کمرہ میں داخل ہوئی۔ جوزیفین فوراً اٹھی اور اُس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر اُلفت سے کہنے لگی۔

”جونو میری کچھ آج کی شناسائی نہیں ہے کہ مجھے اُس کی دُھن سے اور خصوصاً ایسی دُھن سے جس کو اُس نے انتخاب کیا ہے ویسی ہی محبت نہ ہو“

اس پر پنولین نے کہا ”جوزیفین تم بھی بڑی جلد باز ہو۔ تم کس طرح جانتی ہو کہ یہ چھوٹی سی امیرانہ خیال دُھن محبت کرنے کے لائق ہے۔ کیوں میڈم وائسل کو تو (دیکھا مجھے اپنے پرانے دوستوں کے نام نہیں بھولتے) میرے لیے بھی تمھارے پاس کوئی بات ہے“ اور یہ کہہ کر آہستہ سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

یہ فوجی دُھن گھبرائی۔ لیکن تاہم اپنے امیرانہ خیال تکبر سے اپنے کو کھینچے لگی۔ اور مسکرا کر کہنے لگی۔ ”جنرل گفتگو میں پیش قدمی میری طرف سے نہیں ہو سکتی“

پنولین نے مذاق کے لہجہ سے کہا۔ ”خوب ٹالا۔ یہ طبیعت تو ماشاء اللہ اپنی والدہ صاحبہ کی سی پانی ہے۔ اچھا۔ خیر یہ تو کو میڈیم برسن کیسی ہے“

جنرل۔ وہ تو بڑی ہیما ہیں۔ اور وہ برس سے اُن کی بیماری نے ہم سب بے کل کر رکھا ہے۔ پنولین نے کہا۔ ”ہے۔ ہے۔ ایسی بیمار ہیں۔ مجھے اُن کی بیماری کا حال سننے سے بہت قلق ہوا۔ اگرچہ تمھاری ماں غلط خیال کی اور تکبر مزاج والی خاتون ہے۔

لیکن اُس کا دل فیاض ہے اور حوصلہ عالی ہے۔ میڈیم جونو مجھے توقع ہے کہ تم ہم سب کے اکثر ملا کر دوگی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے گرد ایک بڑا کنبہ جمع ہو جائے جس

میں میرے خیر اور اُن کی بویاں ہوتیں۔ اور جو زلیفائیں اور ہورٹنس کی اُن سے ویسی ہی دوستی ہوتی جیسی میرے خیرلوں سے میری ہے۔ لیکن سیدیم جو نو تم کو یہاں یہ توقع نہ ہونا چاہئے کہ تم کو تمھارے قدیم امرا کے شناسا ملیں گے۔ اُن کو میں پسند نہیں کرتا۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ اور مجھے بدنام کر کے وہ اپنی دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں۔“

یہ سیدیم صبح اُس شاہنشاہی عظمت کا تھا جس صبح کے نور نے بعد گوپور وپ کے بڑے بڑے بادشاہوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ ہورٹنس جو بعد کو اوی بونا پارٹ کی بوی اور لوی پولین کی ماں ہوئی۔ اُس وقت اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ لوی پولین اس کتاب کی تالیف کے وقت فرانس کا بڑا جبروتی شاہنشاہ ہے۔ سیدیم جو نو نے ہورٹنس کی بہت کہا ہے ”ہورٹنس گل نوشگفتہ کی مانند شاداب تھی۔ اگرچہ اُس کے گورے رنگ میں بہت زیادہ سُرخ نہ تھی تاہم اُس میں وہ شے کافی تھی جس نے وہ نازگی اور شگفتگی پیدا کر دی تھی جو اُس کا خاص حسن تھی۔ اُس کی خوب صورت تیز نیلگوں آنکھوں کے دونوں طرف خوبصورت چمکدار بالوں کے پشیمین لچھے پڑے ہوئے تھے۔ اُس کے تن نازنین کو جو شمشاد کے مثل سیدھا اور کھجور کی طرح تپتا تھا اُس کے سڈول سر کی چھبے موزوں کر دیا تھا۔ لیکن وہ چیزیں جن سے اُس کی انوکھی دل رُبائی پیدا ہوئی تھی اُس کے اطوار کی نرمی اور لطافت تھی جن میں جنوبی امریکہ کا اٹھرن اور فرانس کی چلیپا ہٹ آمیز تھی۔ وہ خندہ پیشانی۔ بے شر اور نیک نہاد تھی۔ اُس میں تیز فہمی تھی جس میں ذرا سی بھی بد خوئی کے بغیر کافی دلچسپ رشک تھا۔ اُس کی شستہ اور پوری نگہ رانی کی ہوئی تعلیم و تربیت نے اُس کے فطرتی سلیقہ میں اور ترقی کر دی تھی۔ وہ بڑی اچھی نقاش تھی۔ قاعدہ سے گانا جانتی تھی۔ اور کا سٹیڈی میں بڑی خوبی سے پارٹ کرتی تھی۔ سٹلس میں وہ نہایت ہی دل فریب نوجوان لڑکی تھی بعد کو وہ گوپور وپ کی سب سے زیادہ نیک نہاد شاہ زادوں میں سے ایک شاہ زادی ہوئی۔“

ملہ۔ کا سٹیڈی۔ وہ سوانگ یا تاشہ جس کا انجام خوشی ہو۔ شسیم۔

اور میں نے بہت سی شاہ زادوں کو خود اُن کے درباروں اور پیرس میں دیکھا ہے۔ لیکن سیری نظر سے ایک بھی ایسی نگہ نہ گزری جو ہورٹنس سے سلیقہ میں برابری کا دعویٰ کر سکتی۔ اس کا بھائی اُس سے بہت محبت کرتا تھا اور فرسٹ کلاس ہورٹنس کو اپنی بیٹی خیال کرتا تھا۔

نپولین پر الزام لگایا گیا ہے کہ اُس کو ہورٹنس کے ساتھ آؤرٹم کی محبت تھی۔ اور اس نے دنیا بھر دیا ہے۔ بیورین کہتا ہے: ”نپولین کو ہورٹنس کے ساتھ سوا سے پدرانہ محبت کے اور کسی قسم کی محبت نہ تھی۔ اور جب ہورٹنس کی ماں یعنی جوزیفائن سے نپولین کی شادی ہو گئی تو وہ ہورٹنس سے اُسی طرح الفت کرتا تھا جس طرح وہ اپنی خاص بیٹی سے کر سکتا تھا۔ کم سے کم تین برس تک تو خود میں نے مخفی سے مخفی حالات آنکھوں سے دیکھے ہیں اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ذرا سے شبہ کا بھی کوئی موقعہ پیش نہیں آیا۔ اور نہ قابل الزام یار نہ کا خفیہ سائبرنگ چلا ہے۔ یہ تمہت بھی اُن ہی قسم کی تمہتوں سے ایک تمہت شمار ہونا چاہیے جو لوگ ایک نامور شخص پر حسد کی وجہ سے بد خوشی لگا دیا کرتے ہیں اور یہ بہتان بے تامل بے سوچے سمجھے یقین کر لیے جاتے ہیں۔ نپولین اب زندہ نہیں ہے۔ اُس کی یادگار کو اُن ہی اچھی یا بُری باتوں سے جو دراصل واقعہ ہوئیں منسوب کرنا چاہیے۔ اور آخر میں اس کا معاملہ کی نسبت مجھے کہہ دینا چاہئے کہ نپولین کے اصول نہایت ہی سخت تھے۔ اور اس قسم کا قصور جس کا اس موقع پر اُس کے سر الزام ٹھوپا جاتا ہے نہ تو کبھی اُس کے دل میں آیا۔ اور نہ اُس کے اخلاق یا مذاق کے موافق تھا۔

ایک دن سینٹ ہلینا میں نپولین ایک کتاب دیکھ رہا تھا جس میں اُس کی عشق بازیوں کے حالات لکھے ہوئے تھے۔ اُن صفحوں کو وہ دیکھتا جاتا تھا اور سُکرا کر کہتا جاتا تھا: —

ارے بے ایمانو۔ مجھے تو ان میں سے بہت سی عورتوں کے نام تک معلوم نہیں جن کا یہاں تذکرہ لکھا ہے۔ یہ تو سر تا پا حماقت ہی حماقت ہے۔ دُنیا جانتی ہے۔ کہ ایسی لغویات کے لئے میرے پاس وقت ہی نہ تھا۔“

باب ۲۲ بست دوم

انگلستان کے ساتھ صلح

ملک متحدہ امریکہ سے صلح۔ پوپ کا انتخاب۔ ملکہ ویلیس۔ اٹلوریہ کے بادشاہ اور
ملکہ کی تاج پوشی۔ میڈیم ڈی مان ٹینس۔ لاشی لینے کا استحقاق۔ ویلیس کی شہادت
پال شاہنشاہ روس کا انتقال۔ مصر کی فوج کو ملک کا بھیجا جانا۔ انگلستان کی حالت
نپولین کا عزم بالبحر۔ انگلستان میں پریشانی۔ لاجوں کی غلطی۔ کارنوالین۔ شرائط صلح
نپولین کی فاکس کے ساتھ الفت۔

طاقت و اقتدار پر مبنی کر نپولین کا پہلا بڑا مقصد یہ تھا کہ فرانس کی جگہ یورپ سے
آشتی اور تمام دنیا سے صلح ہو جاوے۔ فرانس جنگ کے عاجز آ گیا تھا اور انقلاب کی مصیبتوں
سے افادہ حاصل کرنے کے لیے اُسے دم لینے کی حاجت تھی۔ نپولین۔ فرانس کی ضروریات کے
آگاہ تھا۔ اور حتی المقدور کوشش کر رہا تھا کہ صلح میں ترقی ہو۔ ڈاکٹر کھڑوں نے اپنی ظالمانہ حرکت
سے ملک متحدہ امریکہ کو برہم کر دیا تھا۔ لیکن نپولین نے صلح کا راستہ اختیار کر کے اُس پر بھی
کو فوراً دفع کر دیا۔ اور لیون وائل کے صلح نامہ سے چندے قبل امریکہ سے بھی صلح کر لی۔
اس صلح نامہ پر بڑی دھوم و دھام سے ایک دیہی کوٹھی میں دستخط ہوئے۔ جس کو جوزف

نے جو اپنی شادی کی بدولت اپنے بھائی سے بھی زیادہ امیر ہو گیا تھا۔ مارخان ٹین میں خرید اٹھا۔ اسی مقام پر نپولین جس کے ہمراہ بڑی بڑی زرق برق جماعت تھی امریکیا کے وکلاء سے ملا۔ اس کو ٹھی کی نہایت خوش نمازینت و آرایش فرانسز و امریکیا کا اتحاد ظاہر کر رہی تھی۔ نپولین نے ان لفظوں سے جام شراب پیش کیا۔ ”یہ جام شراب میں اُن فرانسیسیوں اور امریکیوں کی یادگار میں پیش کرتا ہوں جنہوں نے دنیا کی آزادی کی خاطر میدان جنگ میں اپنی جانیں دی ہیں“

دوسرے کانسل لبرن نے یہ تجویز کیا ”شمالی دول کے ساتھ امریکیہ کا اس غرض سے اتحاد کہ سمندروں میں آزادی بہ زور قائم کی جاوے“
کچے سرسبز نے تیسرا جام یہ لکھ کر پیش کیا۔ ”داشگلن کا جانشین“۔ پس نپولین نے مالک متحدہ امریکیہ کی دوستی مضبوط طور سے حاصل کرنے کے لیے متذکرہ بالا طریقہ سے کوشش کی۔

اس زمانہ میں پوپ پائیس ششم کا انتقال ہوا اور رومی فرقہ کے نصرانی مقتدا اُس کا جانشین منتخب کرنے کو جمع ہوئے۔ چونکہ اٹلی کی پہلی مہم میں نپولین نے پوپ کی بڑی عزت کی تھی اور تارکب وطن پادریوں پر نہایت درجہ مہربانی کا اظہار کیا تھا۔ اور یہ دونوں باتیں دائر کٹری کے برتاؤ کے محض خلاف تھیں۔ لہذا خود پوپ اور دیگر مجتہدین پر بڑا اثر ہوا تھا۔

آیو لا) کے بشپ کی۔ اُس کی مضبوطی استبازی۔ رجیمانہ نیکو کاری اور علم و فضل کی وجہ سے عام عزت تھی۔ سسٹن لکپین ریپبلک کے ساتھ اُس کے پادریوں کے علاوہ کا اتحاد ہو جانے پر اُس نے ایک مشہور وعظ کہا تھا اور اُس میں فرانسیسیوں کے سلوک کی نسبت ایسے کلمات کہے تھے کہ نوجوان فاتح نپولین کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اب نپولین کو اعلیٰ اقتدار حاصل تھا۔ پس یہ امر ضروری تصور ہوا کہ اُس کی

حمایت حاصل کر لی جائے۔ بشپ گونسالوی نے کہا ”یہ بات فرانس ہی کی طرف سے
 ہوئی کہ گزشتہ دس سالوں میں ہم کو اذیتیں پہنچیں۔ اور شاید یہ بات بھی فرانس ہی کی
 طرف سے ہوگی کہ ہم کو آئندہ تسلی حاصل ہو۔ اس وقت ایک نہایت ہی انوکھا نوجوان
 جس کی بابت اسے قائم کرنا نہایت دشوار ہے فرانس پر حکمران ہے۔ اٹلی میں اس کی
 اثر غالب آئے والا ہے۔ یاد کرو کہ سٹیم میں اُس نے پادریوں کو اپنی حفاظت
 میں رکھا تھا۔ اور اب حال میں اُس نے پالیس ششم کے انتقال پر رسم عزاداری ادا
 کر کے اُس کی عزت افزائی کی ہے۔ یہ باتیں بڑی پیش بینی کی تھیں اور دودر اندیش پادریوں
 نے اُن کی قدم کی۔ نپولین کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے آیمو لاکا بشپ پوپ
 پالیس ہفتم کے لقب پوپ کی مسند پر بٹھکن کر دیا گیا۔

اپنی محاسنت میں نیپلس نے فرانس کے خلاف بڑی دغا بازی کا اہلکار کیا تھا
 نیپلس کی ملکہ۔ سیریا تھرسلیا کی شکر بٹی اور شاہنشاہ آسٹریا اور بد قسمت سیری اینیو
 نیٹ کی بہن تھی۔ اور اگر نیپلس کی ملکہ نے فرانس کے ایسے انقلاب کو نگاہ نفرت سے
 دیکھا جس نے اُس کی بہن سیری اینیو اے نیٹ کو پہلے تو محبس میں مقید کیا اور پھر گولن
 سے اُس کو قتل کیا تو وہ حد سے زیادہ مورد الزام نہیں ہو سکتی۔ نیپلس۔ آسٹریا کی مدد
 سے محروم ہو کر اب کم زور رہ گئی تھی اور نپولین کے انتقام کے دڑ سے کانپ رہی
 تھی۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ اب اپنی بہن کو مدد سے نہ سکتا تھا۔ لیکن نیپلس کی
 ملکہ نے ایک قطعی اور انوکھی تجویز اختیار کی۔ یعنی باوجود سخت سرمایہ آمد آمد کے اُس نے
 عزیمت کیا کہ بہ ذاتِ خود سینٹ پیٹرز برگ کو جاوے اور پال شاہنشاہ روس کی بدد
 حاصل کرے۔ اس متلون مزاج بادشاہ نے اس حسین ملکہ کی چال پوسی سے باتوں
 میں اگر اُس کی طرف داری کی ذمہ داری کر لی۔ اور نپولین کے پاس ایک ایسی بھیجی یا
 اور کہلا بھیجا کہ اگر نپولین نیپلس کے سچے نرمی کرے گا تو گویا خوشاہنشاہ روس پر ذاتی حمایت کرے گا

قدرتی ہے کہ اس واقعہ سے پنولین کو شادمانی ہوئی۔ اور اُس نے فوراً اس استغاثہ پر توجہ کی اور حقیقت پنولین کی اس وقت یہی بڑی کوشش تھی کہ وہ انقلاب کی ترقی کے سیلاب کو روکے اور ترتیب و قوانین کی بنیاد پر فرانس کے مقاصد کو قائم کرے۔ اور اطراف کے بادشاہوں پر ثابت کر دے کہ وہ اُن کے ممالک میں انقلاب برپا کرنا نہیں چاہتا ہے۔ اور اس طرح اُن کو دوست بنائے۔ اگر پنولین اپنے منہ سے ایک لفظ بھی نکال دیتا تو نیپلس کے بادشاہ اور ملکہ دونوں جلاوطن کر دیئے جاتے اور اُن کی بادشاہت ایک جمہوری حکومت میں تبدیل کر دی جاتی۔ لیکن پنولین نے ایسا لفظ منہ سے نکالنے سے انکار کیا۔ اور نیپلس کے بادشاہ کو اُس کے تخت پر قائم رکھا۔

اسپین کے بادشاہ کے بھائی ڈیوک آف پارما نے پنولین کے توطئے سے اپنی ریت کو شکنی کے خوب صورت صوبہ سے تبدیل کر لیا تھا۔ فرسٹ کانسل نے شکنی کو اٹھوڑا کر کی بادشاہت بنا دیا جس میں دن لاکھ آدمی رہتے تھے۔ اس بوڑھے معصوب ڈیوک نے جو تمام اصلاحوں کا مخالف تھا اپنے ضعیف۔ واہی۔ بیٹے کی۔ اپنے بھائی اسپین کے بادشاہ کی مٹی کے ساتھ شادی کر دی تھی۔ اٹھوڑا کر کی بادشاہت ان نوجوان میاں بیوی کے لئے بنائی گئی تھی۔ پنولین کی اُس وقت تیس برس کی عمر تھی۔ اور وہ بادشاہتیں قائم کر رہا تھا۔ ان میاں بیوی کو اپنی تخت نشینی کی جلدی پڑی تھی۔ لیکن جب تک ڈیوک آف پارما زندہ تھا وہ تخت پر بیٹھ نہ سکتے تھے۔ اور یہ تخلف وہ بوڑھا ڈیوک نہ خوشی سے تخت دیتا تھا نہ مرنے کا تھا۔

پنولین کی خواہش تھی کہ پیرس پر اخلاقی اثر ڈالنے کے لئے اُن کو تخت نشین کر دے۔ پس اُس نے کچھ سال ڈیوک کو تو اجازت دے دی کہ اپنی حیات تک وہ پارما پر تصرف اٹھوڑا کر۔ قدیم اطالیہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہ نام پنولین نے پھر زندہ کیا۔ جس نے اٹھوڑا کر کی بادشاہت کو قائم کیا۔ اور مشاہدہ میں اُس کو سلطنت فرانس سے ملحق کر لیا۔ ۱۳۔ مئی ۱۸۰۵ء۔

رہے اور اُس کا بیٹا اتر وریا کے تخت پر بٹھال دیا جاوے۔ نپولین فرانس کے دار السلطنت
پیرس میں جس نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا یہ تماشہ دکھانا پاتا تھا تھا کہ فرانس نے ایک
بادشاہ بنایا اور تخت نشین کیا۔ اور اس طرح وہ اُمید کرتا تھا کہ دوسرے بادشاہوں
کے دلوں سے عداوت کم ہو جائے گی اور بادشاہی حکومت کے لیے جس کا وہ خیال
باندھ رہا تھا راستہ لیار ہو گا اور اس طرح یورپ کے بادشاہوں سے بھی اتحاد کی
ایک صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ اس فعل سے ان پر ثابت ہو جائے گا کہ اُس کی یہ
خواہش نہ تھی کہ یورپ کے بادشاہوں کا نام صفحات تاریخ سے سیٹ دیا جاوے۔
اور حقیقت میں یہ کام بڑی ولیرمی سے کیا گیا۔ لہذا اُس نے ان نوجوان میان بیوی کو
پیرس بلایا۔ کہ اگر اُس کے ہاتھ سے تاج پہنیں۔ جیسے کہ زمانہ قدیم میں ماتحت بادشاہ
اگر قیصر روم سے عصائے شاہی حاصل کیا کرتے تھے۔ ان نوجوان اُمیدواروں نے
سیڈرو (Sédrou) سے کوچ کیا اور ٹوی لریز میں آئے کہ فرسٹ کانسل اُن کو
تخت نشین کرے۔ اس تجویز میں دو پہلو تھے اور ۱۰ دنوں انوکھے تھے۔ یعنی ایک تو جمہور
کو جو بادشاہ کے خلاف تھے یہ تجویز خطرناک نظر آتی تھی۔ دوسرے اس تجویز نے
یورپ کے بادشاہوں کی اس شکایت کو رفع کر دیا تھا کہ فرانس یورپ کے تخت اُلٹے
اور جمہوری حکومت قائم کرنے کی فکر میں تھی۔ یہ تجویز تکبر کے ناگوار بھیہ میں یورپ کے
بادشاہوں سے یہ بھی کہہ رہی تھی ”تم بادشاہ ضرور عاجز اور بچوں کے مثل ہو۔ دیکھو میں
تم جیسے بادشاہوں کو خلق کر سکتی ہوں“

نپولین کو معلوم تھا کہ پرانے خاندان کی عظمت سے جس کا وہ جانشین تھا اُس کی
عظمت بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور اُس نے شاہزادہ اور شاہزادی کو بڑی خوشی
اور دھوم دھام سے لیا۔ پیرس کے متلون مزاج لوگ جو چدر۔ پسند طبعیت کے آدمی
تھے۔ خونریز انقلاب کی گزشتہ بارہ برسوں کو بھول گئے۔ جس نے بہت سے شاہی تخت

زیرِ دُورِ بر کر دیئے تھے اور اس انوکھے منظر کو اپنی فتوحات کا ثمر اور اپنے معاملہ کی فتح سمجھ کر
اور بڑی خوشی سے نعرے مارنے لگے۔ ”شاہا۔ زندہ ماناؤ۔“ اس کے برخلاف جھلائے
ہوئے اور لول۔ موافقین۔ سرکار۔ غصہ سے جواب میں کہتے تھے۔ ”کیوں بادشاہوں
کا صحنہ ہستی سے نام بٹانہ دیا؟ کیا ہی گردش ہے! لیکن کیسی فطرتی ہے! ہر دو
فرق کو اپنی نئی حالت پر تعجب اور پریشانی ہوئی۔“

رسوم ملاقات کے متعلق یہ طے ہوا۔ کہ شاہزادہ اور شاہزادی دونوں اوّل
نپولین کے پاس آویں۔ اور دوسرے روز نپولین اُن سے ملاقات باز دید کرے۔
فرسٹ کانسل نے جس کے ہمراہ فوجی افسروں کا ایک پُر شکوہ گروہ تھا اس نوجوان
بادشاہ کو پدرانہ شفقت لیکن ایسی شان و شوکت سے جس کی برتری سب کو تسلیم
تھی۔ ٹیلی انڈ کے عالی شان محل میں بڑی دھوم دھام اور جشن کے ساتھ لیا اور شاہزادہ
کی دعوت کی۔ ایک ماہ تک پیرس میں دھوم دھام اور جشن کا اظہار رہا۔ نپولین نے
اپنے مہمانوں کی میزبانی اپنے وزیروں کے سپرد کر دی تھی۔ اس لئے کہ امپراطر
سے خود اس قدر فرصت نہ تھی کہ وہ تماشوں میں شریک ہو سکتا۔ نپولین نے
شاہزادہ اور شاہزادی کو نصیحت کی کہ اٹروریامیں اُنھیں کس طرح بادشاہت کرنا
چاہئے۔ شاہزادہ کی ناقابلیت پر اُسے بڑا تعجب تھا کیونکہ اُس میں امپراطر
کی ذمہ داریوں کا کوئی سلیقہ نہ تھا اور وہ لہو و لعب کی طرف قطعی مائل تھا۔ اُسے
کوٹلین (آٹھ آدمیوں کا ملکہ ناچنا) لپ فرگ (ایک کھیل جس میں ایک لڑکا دوسرے
پر سے سینکڑے مثل کودتا ہے) اور آنکھ چوٹی میں بڑا لطف آتا تھا۔ اور اسی طرح وہ
اپنے جلسوں کے ساتھ تصنیع اوقات کیا کرتا تھا۔ نپولین نے دیکھ لیا کہ یہ شاہزادہ
مکومت کرنے کے ہرگز قابل نہ تھا اور اپنے وزیروں میں سے ایک وزیر سے اُس نے
کہا۔ ”دیکھو کہ قدیم خاندان کی نسل کے شاہزادوں کی یہ حالت ہے۔ بھلا۔ ایسے

شخصوں کے ہاتھ میں عنانِ حکومت کیسے دی جاسکتی ہے۔ لیکن بوربوں خاندان کے بادشاہوں کا نمونہ بھی فرانس والوں کو دکھانا اچھا ہوا۔ اور اب فرانس خود اندازہ کر لے گی کہ آیا قدیم خاندان کے شاہزادے اس لائق ہیں یا نہیں کہ ان دشواریوں کا مقابلہ کر سکیں جو بارے زمانہ سے مخصوص ہیں، اور جب نوجوان شاہزادہ پیرس سے اپنے ملک کو روانہ ہوا تو پتولین نے یہ جستہ کیا: ”روم کو متروک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اب اُس کے ریو بی کن عبدر کیلے کا کوئی خطرہ نہیں ہے“۔ پتولین نے شاہزادہ اور شاہزادی کے ساتھ اپنا ایک جنرل بظاہر وزیرِ فرانس کے طور پر بھیجا لیکن دراصل وہ فرسٹ کانسل کا ایک نائب السلطنت تھا۔ اس کم زور بادشاہ کو صرف رتبہ اور شامانہ شان و شوکت کی ضرورت تھی اور انکا سلطنت سے سبک دوش رہنے سے خوشی تھی۔ پتولین کے تمامی کاموں میں سے جو اُس نے اپنے حیرت انگیز و وزیرِ زندگی میں کئے اُتر دیا کے بادشاہ کا مقرر کرنا اُس کی سب حالتوں پر نظر ڈالنے سے سب سے زیادہ عالی و ماعی کا کام تھا۔

لوی پچی کے واد اوڈیوک آف آرلینس کی۔ میڈیم ڈی مان ٹیسن مجرم سے آشنائی ہو گئی تھی ایسے تعلق سے اُسے قطعی غیرت نہ تھی۔ کیونکہ زمانہ کی بدکاری نے ریو بی کن۔ یہ ایک چھوٹی سی ندی کا قدیم نام تھا۔ جو ملکِ اعلیٰ کے شمال و مشرق میں ہے اور یہ ندی اس لیے خدو منا مشہور رہی ہے کہ جب شہرِ روم کے سینیت کو گاندڑ سیہ ز کی بلند نظری کی طرف سے یہ شبہ ہوا کہ وہ طاقتِ اعلیٰ حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اسی ریو بی کن ندی کو سینیت نے ایک حد قائم کیا تھا کہ سیہ ز اُس کے اس طرف نہ آنے پائے۔ یہ ندی اٹکنی کی سرحد تھی ہے اور یہیں ہیل سینے کے بعد بحرِ اڈریاتک میں رہینی ۹ میل کے فاصلہ پر گرتی ہے۔ ۱۲۔

اس موقع پر پتولین کے فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جس طرح سیہ ز ریو بی کن ندی کو پار کر کے روم پر قابض نہ ہو سکتا تھا۔ اسی طرح بوربون خاندان بھی فرانس کے تحت پر اب واپس نہیں آ سکتا ہے۔ ۱۲۔ ستر جسم۔

اُس کو سبّاح کر دیا تھا۔ پُرانے خاندان کے شاہزادہ سستے ایسے تعلق پر بھی مغرور ہو کر
 اِس غورت نے خیال کیا کہ شاہی خاندان کی شہر پیرس کے اندر وہی صرف ایک قرابت دار
 باقی تھی اور اٹوریہ کے بادشاہ اور ملکہ کی اُس نے عزت افزائی کرنا چاہی اور چونکہ سیہ
 عزت افزائی پُرانے شاہی تعلق والے شخص کی طرف سے جو صرف پیرس میں باقی تھا
 ہونے کو تھی ملکہ اور بادشاہ کی خوشی کا موجب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ سیدیم ڈی مان ٹسین نے
 ایک بڑا جلسہ کیا اور سب تارکان وطن کو جواب پیرس میں اجازت سے واپس آگئے
 تھے۔ مدعو کیا۔ سیدیم نے یہاں تک جرأت کی کہ فرسٹ کانسل کے خاندان والوں اور
 اُس کی جلیو کے لوگوں کو بھی اِس جلسہ میں بلایا۔ یہ جلسہ پولین سے مخفی ہوا۔ کیونکہ بد اخلاقی
 کے خلاف اُس کے چال چلن سے سب کو پوری آگاہی تھی۔ دوسرے دن پولین نے
 اِس جلسہ کا حال سنا۔ اور اپنی جلیو کے لوگوں کو جو اِس جلسہ میں شریک ہوئے تھے سخت
 ڈانٹ بتائی۔ اور اُدبچے اُدبچے لوگوں میں بدکاری موجود ہونے پر بڑے جوش و خروش
 سے لکچر دیا۔ سیویرے جس پر شرکت کی وجہ سے پولین غصہ ہوا تھا کہتا ہے کہ ”سیدیم
 ڈی مان ٹسین کی سخت سزا ہو جاتی اگر جو زلیفین حامل نہو جاتی جو رحم کی ہمیشہ سفارشی رہتی تھی۔“
 بڑا عظیم یورپ سے صلح کر لینے کے بعد اب پولین بڑی توجہ سے انگلستان کی
 طرف متوجہ ہوا کہ اِس دشمن کو ہتیار رکھ دینے پر مجبور کرے۔ اُس نے کہا: ”صلح کے درخت
 سے فرانس اُس وقت تک ثمر حاصل نہیں کر سکتا جب تک انگلستان سے اُس کی صلح
 نہ ہو جاوے۔ لیکن اِس طاقت پر تو ایک قسم کے سرسام کا غلبہ ہے جس نے کسی چیز
 کو واجب الاحترام نہیں چھوڑا ہے۔ اُس کا چال چلن غیر منصفانہ ہے اور صرف
 فرانس ہی کے ساتھ انہیں ہے بلکہ بڑا عظیم یورپ کے تمام ممالک کے ساتھ ہی حال
 ہے اور جب گوینڈٹ منصف نہیں رہتی تو اُس کی حکومت تھوڑے عرصہ میں ختم
 ہو جاتی ہے۔ یورپ کی جملہ طاقتوں کو چاہیے کہ انگلستان کو مجبور کر دیں کہ وہ ہمدال

انصاف - اور عقل کے راستہ میں واپس آئے۔

باوجودیکہ باہم اس قدر مخالفت تھی لیکن ان دونوں کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل دیکھنے سے بڑا لطف آتا ہے۔ شروع جنوری سلسلہ میں پولین نے چند قیمتی کتب جن کی نہایت اعلیٰ درجہ کی جلد بندھی ہوئی تھی لندن کی رائل سوسائٹی کو بھیجیں ان کتب کے ہمراہ ایک خط تھا اور اُس کے نیچے پولین کے اس طرح دستخط تھے -
 یونایارٹ - فرسٹ کانسل فرانس - وپرسیڈنٹ نیشنل انسٹیٹیوٹ
 اور اپنے اصول کی علانیہ اطلاع کے طور پر اس خط پر نہایت خوش نمائش ہوئی مثلاً
 میں تصویر کے ذریعہ سے دکھایا تھا کہ آزادی بجا اعلیٰ پر جاری تھی اور یہ قولہ تحریر تھا -

دوسرے رول کو آزادی

انگلستان کو اس حق کا دعویٰ تھا کہ وہ تجارتی جہازوں کو چاہے جس قوم کے وہ کیوں نہ ہوں - کسی قسم کا مال اُن میں کیوں نہ لدا ہوا اور چاہے جس مقام کو وہ جا رہے ہوں روک کر تلاشی لے گا - اور اگر اس حق پر کسی قسم کی مزاحمت کی جاتی تھی تو جہاز کا مال کے ضبط کر لیا جاتا تھا - انگلستان کہتا تھا کہ ”بندرگاہوں کا راستہ بند کر دینے کے لیے کسی امر کی ضرورت نہ تھی - صرف اسی قدر اعلان کافی تھا کہ فلاں بندرگاہ بند کر دیا گیا - اور اُس کے سامنے چند جہاز متعین کر دیے کہ گشت کرتے رہیں“ اس طرح تمام دنیا کی قوموں کے جہازوں کو فرانس کے بندرگاہوں میں جانے کی ممانعت تھی - انگلستان کہتا تھا کہ ”یہ اصول مقررہ بحری ضوابط کے موافق تھا“ برخلاف اس کے وہ دُول جن کو فرانس اور انگلستان کے باہمی نزاعات سے کوئی سروکار نہ تھا - کہتی تھیں کہ ”یہ تو انگلستان کی طرف سے ایک دھینگا دھینگائی تھی - اور اُس کی بنیاد زور و طاقت پر تھی - اور یہ برتاؤ بحری ضوابط یا تمام اقوام کے عملدرآمد کے خلاف تھا“

وہ کہتے تھے۔ ”آزاد جہازوں کا مال بھی آزاد ہے۔ جہاز کا جھنڈا جہاز کے مال کا محافظ ہے کسی بندرگاہ کا راستہ اس وقت تک بند شمار نہیں کیا جاتا ہے جب تک اس کے سامنے ایسی فوج متعین نہ ہو کہ بندر میں جانا محذو ش ہو جائے۔“

ایسے حالات میں نپولین کے لیے کوئی دشوار بات نہ تھی کہ متحدہ یورپ کو اپنے سب سے قوی دشمن انگلستان کے مقابلہ پر آمادہ کر دے۔ انگلستان تمام یورپ کو نپولین کے خلاف متحد کر چکا تھا۔ اور اب نپولین کی باری تھی کہ سب طاقتوں کو اپنے ساتھ شریک کر کے اس نہ ماننے اور نہ ڈرنے والے انگلستان کی مخالفت پر مستعد کرے۔ انگلینڈ سمندروں کی ملکہ تھی۔ اس عنصر پر انگلینڈ اکیلی تمام مجتمع طاقتوں سے بھی قوی تر تھی۔ وزیر اے برطانیہ کا یہ اصول تھا کہ یورپ کی کسی طاقت کو انگلستان کا بحری قوت کے اعتبار سے رقیب و ہمسرہ بننے کا موقع نہ دینا چاہیے۔ نپولین جب اپنی خلیفہ الشان چارکر آبادی کی سلطنت پر نظر ڈالتا تھا اور اپنی لانج افواج کو دیکھتا تھا تو اس کو سخت غصہ آتا تھا کہ ڈیڑھ کروڑ آدمی جو ایک چھوٹے سے جزیرہ میں آباد تھے اس تمام ناپید کنار عالم آس کے مالک بن بیٹھے تھے۔

اپنی دولت۔ طاقت۔ شجاعت۔ ذکاوت اور قائم نیکو کاری کی بدولت تمام دیگر اقوام کے مقابلہ میں انگریزوں کی زیادہ عزت ہے۔ لیکن وہ محبوب کبھی نہیں رہے ہیں۔ اس وقت بھی انگریزی قوم سب سے زیادہ قوی۔ سب سے زیادہ عزت دار۔ لیکن محض روزگار پر سب سے زیادہ غیر ہر دل خیز ہے۔ قدرت پلے برابر کر دیتی ہے۔ یہ و انائی نہیں ہے کہ ایک ہی قوم سے توقع کی جائے کہ وہ سب نیکو کاریوں کا مرکز بن جائے۔ نپولین کہتا تھا کہ ”وہ کون سا وقت آئے گا جب کہ فرانسیسی اپنی خود نمائی کو ایک ذرا سی خود داری سے تبدیل کریں گے؟“ اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ ”کونسا وقت آئے گا جب کہ انگریز اپنی خود داری کو تھوڑی سی خود نمائی سے بدلیں گے؟“

اگرچہ ہے تو یہ تنگ ظرفی۔ لیکن ایسا عیب جو بہتر طہینیت سے تعلق رکھتا ہے۔

اپنے رفیقوں سے کنارہ کشی کے جانے پر انگلستان نے جنگ کے تنہا باری رکھنے کی نیت کی کیونکہ بنہ ظاہر اُس کی غیرت تعاضد نہ کرتی تھی کہ مجبوری کی حالت میں صلح کرے۔ اور اصل تھی بھی یہ بات کہ انگلستان واقعی مغلوب نہ ہوا تھا۔ اُس کے بیڑوں کو ہر مقام پر فتح حاصل تھی۔ پولین کی شدید ضرر میں جو انگلستان کے رفتار پر پڑی تھیں خود انگلستان کے سمندر پر تیرتے ہوئے تو چٹانوں پر کوئی اثر نہ پہنچا سکی تھیں۔ خشکی میں پولین کی ذکاوت نے سب کو ماند کر دیا تھا۔ لیکن پٹ کی ذہانت تری پر ہوا کے طوفان کی طرح کام کر رہی تھی۔ فرانس کی تجارت سٹیا ناس ہو گئی تھی۔ اور چونکہ انگریزی جہازوں کے ہاتھ بڑے بڑے شکار اب نہ آتے تھے تو وہ بچارے غریب فرانسیسی ماہی گیروں کی کشتیوں کا تعاقب کرتے تھے اور اُن کی مچھلیاں چھین لیتے تھے۔ تاریخ کا فیصلہ شاید یہی تجویز کرے گا کہ بادشاہوں اور نوابوں کے ایوانوں سے فیدیا س کے تراشے ہوئے بتوں اور ریفیل کے بنائے ہوئے بڑے خاکوں کے کوسٹے سے اگر یہ

فیدیا س۔ یونان کے دارالسلطنت ایتھنس کا ایک بت تراش تھا۔ اور ماز قدیم کے مشور سے مشورہ صورتوں میں سے ایک صورت تھا۔ اسی نے منور و اکا خوب صورت بت تراشا تھا۔ لیکن اُس پر ان کا لگایا گیا کہ اُس نے سوئس میں سے جو اس کام کے واسطے اُس کے سپرد کیا گیا تھا کچھ سونا غبن کر لیا۔ چنانچہ ایک بیان کے مطابق وہ جلاوطن کر دیا گیا۔ جلاوطن ہونے پر وہ ایتھنس کو چلا گیا۔ اور انتقام لینے کی غرض سے اُس نے چوڑے اولمپیا س کا عظیم الشان بت طیار کیا جو اُس کے بنائے ہوئے منور واکے بت سے بہت زیادہ فائق تھا۔ اور دنیا کے عجائبات میں سے شمار ہوتا ہے۔ فیدیا س نے ۴۶۸ قبل مسیح کے انتقال کیا۔ ۱۲ متر جسم۔

ریفیل۔ ملک آٹلی کا مشہور نقاش تھا۔ آکسفورڈ میں اُس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے کاموں کا ایک عمدہ مجموعہ موجود ہے۔ ولادت مقام آرینو ۱۴۸۳ء۔ وفات شہر روم ۱۵۲۳ء۔ ۱۲۔ متر جسم۔

انگریزی جہازوں کا غریب مجھیروں کو لوٹنا برابر شان و اُفعل نہ تھا تو اُس سے بہت زیادہ کم شان و ابھی نہ تھا۔

انگلستان نے اعلان کر دیا تھا کہ فرانس کا راستہ قطعی بند ہے اور تمام دُنیا کو اُس سے تجارتی تعلق رکھنے کی ممانعت ہے۔ انگلستان کے لافتح جہاز سب سمندر میں گشت کر رہے تھے۔ اور انگریزی جہاز کو جب کوئی تجارتی جہاز مل جاتا تھا۔ تو کسی قوم کا وہ کیوں نہ ہو بس تو پہلے ایک گولہ اس طرح مارا جاتا تھا کہ اُس جہاز کے قوس پر ہوکھل جاتا تھا اور انگریزی جہاز کی طرف سے یہی دھمکی دینے والا ٹھہر جانے کا حکم ہوتا تھا۔ اگر اس حکم پر جہاز فوراً روک نہ دیا گیا تو گولوں کا مینہ شروع کر دیا جاتا تھا اور جہاز جائز مال غنیمت اُٹھا۔ ہوتا تھا۔ اور اگر پہلے ہی گولہ پر جہاز روک دیا گیا تو انگریزی جہاز سے ایک کشتی اُتاری جاتی تھی اور ایک نو عمر فوجی افسر اس تجارتی جہاز پر چڑھ آتا تھا اور کپتان سے کاغذات طلب کرتا تھا اور جہاز کی تلاشی لیتا تھا۔ اور اگر جہاز میں کوئی ایسا مال ملتا تھا جو اُس کی تجویز میں فرانس سے متعلق ہوتا تھا تو اُس مال کو وہ لے لیتا تھا۔ اور اگر جہاز پر کوئی ایسا مال ہوتا تھا جس کو وہ سامانِ حرب تصور کرتا تھا اور جو اُس کی رائے میں یہ جہاز فرانس کو لیے جاتا ہوتا تھا تو یہ تجارتی جہاز مع جملہ مال و اسباب کے ضبط کر لیا جاتا تھا۔ بحری سررشتہ کے نوعِ لغتِ تکلف و مدار میں بہت سے الفاظِ صانع کرنے کے لئے ضربِ المثل نہیں ہیں۔ انگلستان اصرار کرتا تھا کہ بحری آئین کے یہی قوانین۔ مقررہ اُصول تھے۔

یورپ کی جملہ قومیں جن سے اب فرانس کی صلح ہو گئی تھی۔ اس استحقاقِ تلاشی پر انگلستان سے حد و رجبہ ناخوش ہوئیں۔ کیونکہ تلاشی کا سختی سے عمل درآمد ہوتا تھا اور ان قوموں نے اعلان کے ساتھ کہہ دیا کہ انگلستان کی یہ زیادتی غیر قابلِ برداشت تھی۔ روس۔ پُرشیا۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اور اسپین۔ نے سمندروں

کی ملکہ انگلینڈ کے ان دعاوی کے مقابلہ میں جتھہ قائم کیا۔ جتھہ پولین نے قائم کر لیا تھا۔ پال شاہنشاہ روس جو فرسٹ کانسل کا بڑا سرگرم مداح تھا اس جتھہ میں بڑی خوشی سے شریک ہوا۔ اب انگلینڈ کو معلوم ہوا کہ تمام یورپ کے مقابلہ میں وہ اکیلا رہ گیا تھا۔ لیکن وزرائے انگلستان نے بڑے عظیم الشان عزم و ثبات سے مقابلہ کے لیے اپنی طاقت کو مجتمع کیا۔ مگر شکایتوں اور فریادوں کی صدائیں تمام انگلستان میں پہنچ گئیں۔ اور ایک نئی شدت کے ساتھ اختلاف شرف ہوا۔ اس جنگ کو جاری رکھنے کی خاطر گورنمنٹ انگلستان نے قوم کو کروہار و پیہ کے قرضہ میں مبتلا کر دیا تھا۔ لیکن انگلستان کا کبیر جوش پرتھا اور وہ کہتا تھا۔ ”ہیں! ہم اور مجبور ہو کر صلح کریں گے؟“ انگلستان کو اپنی بحری طاقت سے واقفیت تھی۔ اور اس کو مہفت اقام کی محاسمت سے کوئی اندیشہ نہ تھا اور تمام دنیا نے انگلستان کے سامنے ایک وسیع میدان کھول رکھا تھا کہ وہ اپنے نقصانوں کی تلافی کر سکتا تھا۔

انگلستان کے جہاز فتحمدی سے سمندر میں پھر رہے تھے اور جتھہ کی نوا بادیہ انگلستان کے قبضہ میں اس طرح آ رہی تھیں جس طرح شاخ پرسیہ سے شہر چمپکے ہیں اور جس وقت یہ جتھہ قائم ہوا انگلستان نے ان متحدہ دؤل کے ہر ایک جہاز کو سمندر میں چلنے کی مانعت کر دی۔ اور یہ بھی مشہور کر دیا کہ ان طاقتوں کا ہر ایک جہاز تجارت جہاں کہیں ہاتھ آئے گرفتار کر لیا جائے۔ انگریزی جہاز بھرا عظیم پر کثرت سے گشت کرنے لگے اور انگریزی بحری فوج ہر مقام پر مستعد ہو گئی۔ جنگ کا کوئی اعلان نہیں دیا گیا تھا اور یورپ کے تاجروں کو اس قسم کی مصیبت کی طرف سے کوئی شبہ نہ تھا اور ان کے چہاز سب غیر محفوظ حالت میں تھے۔ لہذا ہزاروں جہاز گرفتار ہو گئے اور انگلستان کی بنیاد گاہوں میں داخل کر دیے گئے۔ اور شمالی دؤل کے نصف سے زیادہ جہاز اس طرح پکڑ لیے گئے۔

روس۔ ڈنمارک۔ اور سویڈن کا بڑا فوجی بیڑہ بحر بالٹک میں تھا اور اُس کے برباد کرنے کے لیے ایک زبردست انگریزی فوج جہازوں میں بھیجی گئی۔ نیلسن کے خوف ناک عزم و ثبات جو ابو کر کی جنگ میں تباہاں و درخشاں ہوئے تھے اب ڈنمارک کے دار السلطنت کوپن ہیگن میں اور بھی زیادہ شدت سے تباہاں ہوئے۔ سخت ہنگامہ قتال شروع ہوا اور کوپن ہیگن شیون و بجا سے بھر گیا۔ کیونکہ ڈنمارک کے ہزاروں پُرصلہ جوان خاک و خون میں غلطاں نظر آ رہے تھے۔

نیلسن کا قول ہے کہ ”مجھے صد ہالز انیوں کا اتفاق ہوا ہے لیکن کوپن ہیگن کا معرکہ سب سے زیادہ سخت تھا۔“

جس وقت شدت سے توپ چل رہی تھی۔ نیلسن اپنے جہاز کے عرشہ پر جلد جلد پھر رہا تھا۔ یہ عرشہ خون کی کثرت سے پھسلنا ہو گیا تھا۔ اور متقلوں سے پٹ گیا تھا کیونکہ جتنی جلدی جلدی یہ لاشیں گرتی تھیں اتنی جلدی اٹھائی نہ جاسکتی تھیں۔ اب بڑے ستول میں ایک گولہ آکر لگا اور اُس کو ریزہ ریزہ کر کے چاروں طرف منتشر کر دیا۔ نیلسن نے اپنے گرد و بربادی کے منظر کو دیکھ کر خوف ناک تبسم سے کہا ”بڑا حشر ہوا ہو رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ آج کا دن ہم میں سے کسی کے لئے ایک لمحہ میں آخری دن ثابت ہو۔ لیکن مجھے غور سے دیکھتے رہنا۔ ہزاروں آدمی اس موقع پر چاہے کیوں نہ مارے جائیں لیکن میں اس مقام سے نہ ہٹوں گا۔“ ان لفظوں سے بڑی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ غلطی عالی حوصلگی کی نہیں ہیں۔ ان سے تو شوقِ جنگ ظاہر ہوتا ہے۔ محمد علی کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ جوش تو ایک ہندوستانی سردار کا سا ہے۔ نیسچی و اشنگٹن کا یہ جوش نہیں ہے۔

اب جتھے کے بیڑہ کے سپہ سالار نے یہ خوف ناک خونریزی دیکھ کر التوائے جنگ کا جھنڈا بلند کیا۔ ایک لمحہ کے لئے نیلسن نے سکوت کیا اور پھر فوراً اپنے ایک رفیق

سے کہنے لگا۔ ”میری تو صرف ایک آنکھ ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ بعض وقت مجھے قطعی نہ سوجھے۔ چنانچہ اپنی کافی آنکھ پر دُور بین رکھ کر وہ کہنے لگا۔ ”واقع میں مجھے تو کوئی نشان و نشانِ نظر نہیں آتا۔ جنگ اور بھی شدت سے ہونا چاہیے اور ایسے التوا سے جنگ کے نشانوں کا میں اسی طرح جواب دیا کرتا ہوں۔“

انسان کی سرشت کچھ ایسی بنی ہے کہ شجاعت کی وہ ضرورت داد دیتا ہے۔ یہ خیال ہر ایک عالی حوصلہ دل میں کسی نیک مقصد کے واسطے خدا نے قائم کیا ہے۔ ویل سوزر ہالینڈ کا ایک ہفتہ سالہ بہادر جوان ایک چھوٹے سے جہاز پر جس پر چھ توپیں اور چوبیس جوان تھے سوار تھا۔ اور نیلسن کے جہاز کی توپوں کی زد میں تھا۔ انگریزی جہازوں سے اس غیر محفوظ چھوٹے جہاز پر برابر لگائی نہ برس رہا تھا لیکن یہ جوان مقتولوں میں کھڑا ہوا برابر توپوں کے فیر کینے باٹا تھا اور جگہ سے نہ ہٹتا تھا۔ دوسرے روز وہ نیلسن کو ایوانِ شاہی میں کھانے کے وقت بلا۔ اور اس جوان کی بہادری کی داد دیتے ہوئے نیلسن نے بڑی محبت سے اُسے چھاتی سے لگایا اور شاہزادہ ولی عہد سے سفارش کی کہ یہ جوان اسیرِ بحرِ ہائے جانے کا مستحق تھا۔ اس پر شاہزادہ نے جواب دیا کہ ”اگر میں اپنے سب بہادر افسروں کو اسیرِ بحرِ ہائے جان تو میرے پاس کپتان اولیفینٹ باقی نہ رہیں۔“

اس جنگ سے جتھ کی طاقت شکست ہو گئی۔ اور اسی اثنا میں شاہِ ہنشاہِ پال کو اُس کے ایوان میں اُس کے امراء نے قتل کر دیا اور اُس کے بیٹے اسکندر (ایلکٹرانڈر) کو تخت نشین کر دیا۔ جس وقت نپولین نے پال کے مرنے کی خبر سنی تو کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں وہ پہلی مرتبہ کہتے ہوئے ”سنا گیا“ مان ڈیو یا خدا اور فیہ کلمہ ہے جو تمام فرانسیسوں کی زبان پر ہر وقت رہا کرتا ہے۔ پال کی موت کو نپولین نے فرانس اور تمام دنیا کے لیے ایک بڑی مصیبت خیال کیا۔ پال کی متلون مزاجی اگرچہ جنون

کے درجہ کی تھی لیکن چونکہ وہ نپولین کا بڑا مداح تھا روس و فرانس میں بڑا اتحاد ہو گیا تھا۔
 روسی امرا نے جمہوری ہمسری سے ناراض ہو کر جس کا فرانس میں نپولین حامی
 تھا اپنے شاہنشاہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کے بیٹے اسکندر کو جس نے دوسری قسم کی
 حکمت عملی پر قبول و قسم کر لئے تھے تخت نشین کر دیا۔ یہ نوجوان روسی شاہنشاہ جتھ کی
 بحری شرکت سے علاحدہ ہو گیا۔ اور انگلستان سے اُس سے صلح کر لی۔ یہ واقعات
 اگرچہ مقاصد فرانس کے بہ ظاہر خلاف تھے لیکن خاتمہ جنگ کی اُنھوں نے جلد
 پہنائی کی۔ انگریز لوگ اجرائے جنگ سے عاجز آ گئے تھے اور خون کے سمندر
 سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اور صلح کے واسطے اب زیادہ شدت سے درخواست
 کر رہے تھے۔ اور اب انگلستان بھی صلح کر سکتا تھا اور اُس کی ناموری کو کوئی بٹہ
 نہ آ سکتا تھا۔

نپولین بڑی ہوشیاری سے مصر کو ملک بھیج رہا تھا اور اس ملک کے بھیجنے کو وہ
 بحری غنیمت کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ تاکہ مصر کی نوآبادی پر قبضہ قائم رکھا جاوے۔
 اور دنیا پر نہایت مہولہ کے مصر کو نپولین چھیالیس ہزار فوج بیکار نہ لے گیا تھا چنانچہ
 ہر قسم کے جہاز۔ یعنی جنگی اور تجارتی جہاز۔ اوکشتیاں۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اسپین اور اٹلی
 کی بندرگاہوں سے قریب قریب روزانہ روانہ ہو رہی تھیں۔ اور حتیٰ کہ ملک بربر
 سے بھی برابر جاری تھیں اور ان میں اشیائے خوردنی۔ یورپ کی ساخت کا مال۔
 شراب اور سامان عرب مصر کو جاتا تھا۔ بہت سے ان میں سے گرفتار بھی ہو جاتے تھے
 لیکن باقی ماندہ بچ کر مصر پہنچتے تھے اور نوآبادی کو اس بات کا بڑا اطمینان بخش
 ثبوت ملتا تھا۔ کہ فرسٹ کانسل کو اُس کے معاملات سے لطف تھا۔ بذریعہ کانڈو
 کے جملہ حالات بھی مصر کو پہنچائے جاتے تھے۔ جس حالت میں نپولین یہ جزوی مدد
 مصر کو پہنچا رہا تھا اُس کے ساتھ ساتھ یہ ملایا بھی کر رہا تھا کہ مصر کو ایک زیریں

فوجی مدد بھی بھیجی جاوے جس کے ہمراہ بہت سا اسباب و سامان حرب بھی ہو۔
 نپولین نے یہ بیڑہ بدستور برسیٹ جمع کیا اور ظاہر کیا کہ وہ سینٹ ڈونگلو کو جاوے گا۔
 اُس نے سب سے زیادہ تیز رفتار جہاز منتخب کیے۔ اور اُن پر پانچ ہزار سپاہ مع بہت
 سے سامان حرب کے اور دوسری چیزوں کے جن کی مصر میں حاجت تھی سوار کی اور
 اُس نے ایک جہاز میں ایک ہی قسم کی شے بار نہ کی بلکہ ہر ایک جہاز میں مختلف اقسام کی
 چیزیں بھریں کہ کسی جہاز کے گرفتار ہو جانے سے کسی خاص شے کی طرف سے نقص
 میں ہرج واقع نہ ہو۔ اور سب چیزیں اُس کو بچھ جائیں۔ چند اور مقامات پر بھی نپولین
 نے اسی قسم کے جہاز فراہم کیے اور امید کی کہ اس طرح انگلستان کا خیال بٹ جاوے گا
 اور وہ جگہ غیر محفوظ مقامات کی حفاظت کے لیے اپنی فوج تقسیم کرے پر مجبور ہو جائے گا
 اور اس ابتری سے فائدہ اٹھا کر اُسے یقین دلائق تھا کہ تھوڑے بہت جہاز ضرور
 نہر کو پہنچ جاویں گے۔ اور اگر بحری کمانڈر نپولین کی ہدایتوں پر پورا اعل کرتے تو
 جیسا بعد کو ثابت ہوا یہ تجویز بڑی شادمانی سے کامیابی کو پہنچتی۔

اب ایک عجیب مثال پیش آئی جس سے فرسٹ کانسل کی خود مختار فرمان دہائی
 کی نظیر معلوم ہوتی ہے اور تاہم حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں
 کا ایسی خود سری کی قدر و وقت کرنا تعجب کی بات نہ تھی۔ وزیر صغیر پولیس کے نام
 حکم جاری ہوا:۔

”شہری وزیر۔ مہربانی کر کے ایک مختصر سا سرکلر ہر چاروہ اخبارات کے ایڈیٹروں
 کے نام جاری کر دیجئے کہ جب تک اُن کو خاص سرکاری اخبار کے ذریعہ سے خبر نہ
 پہنچے تب تک وہ اس قسم کا کوئی مضمون اپنے اخباروں میں شائع نہ کریں جن
 سے اُن واقعات کا جو ہماری فوجوں میں واقع ہو رہے ہیں دشمن کو فہم بھی پہنچ سکے۔
 اس سے قبل نپولین نے باقاعدہ عدالتوں کے ذریعہ سے پریس کے سب

اخباروں کو سوائے چودہ کے بند کر دیا تھا۔ تمام دنیا کو حیرت ہے کہ اس طرح تمام فرانسس نے نپولین کی خود سری کو کیونکر تسلیم کر لیا۔ لیکن اس کا یہ سبب تھا کہ فرانسیسیوں کو یقین ہو گیا تھا کہ جناب کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے قطعی خود مختار اندازات کی ضرورت تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نپولین کا ہر ایک کام نہایت ہی عقلندانہ اور ملک دوستی کے ساتھ ہوتا تھا۔ فرانسیسی سطح کی آزادی کو قربان کر دینے کے لئے تیار تھے۔ کہ اپنے دشمنوں پر فتح پائیں۔

اب انگلستان کی حالت واقعی پریشان تھی۔ قریب قریب تمام شامیتہ دنیا اُس کے مقابلہ میں سست تھی اور اُس کی آمدنی کے ذریعے روک دیے گئے تھے۔ ملک میں سخت قحط واقع تھا۔ اور فاقہ زدہ لوگ ملک میں چند مقامات پر فساد کو آما رہے تھے۔ اور انگریزی اُمراء کے ذہنی عالی شان قیام گاہوں کو لوٹ رہے تھے۔ اور بلوائیوں کے غول شہروں کی سڑکوں پر پھیر رہے تھے۔ انگلستان اور آئرلینڈ کے جمہور جو بھوکوں مر رہے تھے۔ باوازمند مسٹرپٹ کی شکایتیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے "ساری آفتوں کا بانی پٹ ہے۔ اُس نے قوم کو بھاری قرضہ کے نیچے پس ڈالا ہے۔ اور ناقابلِ برداشت محصولوں سے بے جان کر دیا ہے۔ اور فرانس سے صلح کا انکار کر کے اُس نے تمام یورپ کو انگلستان کا دشمن بنا دیا ہے اور اس طرح ہم کو اس پٹ نے اُس روزی سے محروم کر دیا جو بڑا عظیم یورپ سے ہماری بقائے حیات کے لئے ہم پہنچانا گزیر ہے۔" فریق مخالف نے مسٹرپٹ کی طاقت کو اس طرح ہل جاتے ہوئے دیکھ کر اور دودھ سے حملے شروع کر دیے۔ مسٹر فاکس۔ ٹیرنٹ۔ گرے۔ شیرڈین۔ اور ہالینڈ۔ نے اب اپنے حملے اس طرح شروع کیے کہ گویا اُنھیں اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تھا۔

ان لوگوں نے کہا "تم نے میرنگو کی جنگ سے قبل ہی جب کہ فرسٹ کانسل

سند کی تجویز پیش کی تھی۔ کیوں صلح نہ کر لی؟۔ تم نے اُس وقت کیوں صلح نہ کی جبکہ سیرنگو کی جنگ کے بعد صلح کا پیغام تمہارے سامنے پیش کیا گیا تھا۔؟۔ تم نے جداگانہ صلح کی بات چیت کیوں انکار کیا۔؟ اُس وقت تو نپولین راضی تھا اور بحری جنگ کے التوا کا بھی دعویٰ نہ کرتا تھا۔ وہ انگلستان کی مصیبت کو فرانس کی خوش حالی سے مقابلہ کرتے تھے اور کہتے تھے۔ ”فرانس پر قابلِ تعریف حکمرانی ہو رہی ہے۔ اُس کی تمام یورپ سے صلح ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں وہ حمِ دل ہے۔ عقیل ہے۔ صلح جو ہے۔ اور باوجود اپنی فتوحات کے ایسا اعتدال ظاہر کرتی ہے جو قابلِ پیروی ہے۔“ وہ نہایت ہی سخت طنز سے کہتے تھے۔ ”فرانیے تو سہی۔ اب آپ اُس اُجڈ لونڈے بو ناپارٹ کی بابت کیا کہتے ہیں۔ جس کی دُزرا کے فرمانے کے موافق اُس کے پیش رواں کی طرف چند روزہ حیات تھی۔ اور وہ ایسا سر بیج الزوال تھا کہ وہ اس بات کا بھی مستحق نہ تھا کہ اُس سے صلح کی بات چیت کی جاتی۔“

فائدہ زدہ لوگوں کی فریادوں اور دشمنوں کی تعداد نے اب سسٹرپٹ کی چلیں ڈھیلی کر دیں۔ اُس کی سنگتِ روح گوارا نہ کرتی تھی کہ اپنے طریقہ سے باز رہے۔ وہ اپنی یہی حجت بیان کیے جاتا تھا۔ ”کہ اگر میں انقلابی فرانس سے جنگ نہ کرتا تو انگلستان میں بھی انقلاب واقع ہو گیا ہوتا۔ واقعی اُس استقلال میں جس سے اس ماسورہ زیر کرنے سے صلح دنیا کا مقابلہ کیا بڑی اخلاقی عظمت پائی جاتی ہے۔ اُن طاقتوں کے دعاوی کے متعلق جن کا اس جنگ سے کوئی سروکار نہ تھا پٹ کتا تھا۔ ان اقوام کے بحری مجموعہ قوانین کے اصولوں کو جائز تسلیم کرنے کے بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم سب اپنے جھنڈے کے پھر پرے میں لپٹ کر آبرو کے ساتھ سمندریں ڈوب مریں۔“

اگرچہ پارلیمنٹ میں پٹ کی طرف اب بھی تعداد میں رائے کا غلبہ تھا لیکن جمہور بڑے شد و مد سے اُس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے تھے۔ اور اُس کو محسوس

ہونے لگا کہ اُس کا عمدہ خطرناک حالت میں تھا۔ ایسے حالات میں جب کہ پٹہ امرار کا محبوب تھا اور جمہور اُس سے نفرت کر رہے تھے۔ پٹہ نے استعفا دیدیا۔ اِس کا عام طور سے یہ مطلب سمجھا گیا کہ اِس نامور وزیر نے یہ دیکھ کر کہ فرانس کے ساتھ صلحنامہ ناگزیر تھا براہِ چندے اپنی علیحدگی کر لی تاکہ یہ صلحنامہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو خود اُس کے ہاتھ سے نہ ہو۔ اُس نے اپنا جانشین سسٹر ایڈنگٹن کو مقرر کر دیا جو کوئی مشہور آدمی نہ تھا اور بالکل پٹہ کے قابو میں تھا۔ بادشاہ انگلستان کی کمزور دہانت اِس قابل نہ تھی کہ وہ اُن ملکی طوفانوں کا مقابلہ کرتی۔ گو یہ بادشاہ سب سے زیادہ نیکو صفات اور ایمان دار آدمی تھا۔ لیکن چونکہ اُس پر جنون کا ایک اور دورہ ہو چکا تھا وہ اپنے متعلق خدمات شاہی انجام دینے کے قابل نہ رہا تھا۔ لہذا سسٹر پٹہ جو سترہ سال سے وزیر اعظم تھا اِس دورہ کے واقعہ سے گویا باارج سوم بادشاہ انگلستان ہو گیا تھا اور سسٹر ایڈنگٹن اُس کا وزیر تھا۔

نپولین نے اب تمام دُنیا میں اعلان کر دیا کہ اُس کا انگلستان سے دست بستہ مقابلہ کرنے کا عزم بالجزم تھا اور جب تک یہ طاقت فرانس سے صلح نہ کرے گی مقابلہ ختم نہ ہو گا۔ نپولین کو اپنے دشمن کی بحری طاقت کا پورا علم تھا۔ اور اُس نے اپنے عزم کا اِس طرح اعلان کیا کہ وہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ انگلش چینل (آبنائے کانام ہے جو فرانس اور انگلستان کے درمیان حائل ہے) عبور کرے گا۔ براہِ راست لندن پر حملہ آور ہو گا۔ اور اِس طرح دربار انگلستان کو صلح کرنے پر مجبور کرے گا۔ یہ بڑا بے جگری کا ارادہ تھا اور اِس بات میں اب تک شبہ ہے کہ واقعی نپولین کا ایسا ارادہ تھا بھی یا نہیں۔ لیکن اب صرف یہی ایک چارہ کار تھا جو نپولین کے لیے باقی تھا۔ انگلستان کی برتری بحری طاقت کے اعتبار سے ایسی جانی مانی برتری تھی کہ اُس سے کسی قوم کا بحری جگ کرنا فعلِ محبت تھا۔ انگلش چینل کے بیڑہ پر نملین امیر البحر تھا۔ اور کیا مقدور تھا

کہ فرانس کی کسی کھاڑی سے بھلا ماہی گیر کی کشتی تو باہر آجاتی۔ پولیس کی بڑی خواہش تھی کہ انگلستان کے جمہور اُس کے حامی اور تمام پور وپ کے لوگ اُس کے ہمدرد ہو جائیں۔ اُس نے سمونیسیر (پیرس کے اخبار کا نام) میں شائع ہونے کے لئے چند آرٹیکل خود اپنی قلم سے لکھے جو فصیح و بلیغ بحث کے نمونے تھے اور تمام ممالک کے ناظرین اخبار نے ان پر تحسین و آفرین کی۔ اُس نے انگلستان کی نئی وزارت کے متعلق بڑے ادب و تعریف کے کلمات لکھ کر لکھا کہ ”یہ وزارت ذکی۔ ایماندار اور نیک نیت ہیں“۔ اُس نے پور وپ کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ فرانس کو بلند نظری کے خیالات نہ تھے۔ اُس نے اس بات کو مقابلہ کر دیا کہ فرانس اپنی فتوحات سے دست کش ہونے کو مستعد تھا۔ لیکن اس کے خلاف ہندوستان اور جزائر میں انگلستان ملک گیر مہم کی کستور ہو کر رہا تھا۔ حتیٰ المقدرا احتیاط کے الفاظ میں کہ انگلستان اپنی شان کے خلاف خیال کر کے ناخوش نہ ہو۔ اُس نے اس بات کا یقین دلایا کہ انگلستان پر یورش کرنا اُس کی آخری چارہ جوئی تھی۔ اور کہا کہ انگلستان کی طاقت۔ شجاعت۔ اور اُن خطرات کی جو اس مہم میں اُس کو پیش آنے والے تھے وہ پوری وقعت کرتا تھا۔ لیکن اُس نے اعلان کیا کہ اب اس کے سوا اس کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ اور کہا کہ اگر وُزراے انگلستان یہ چاہتے تھے کہ سب تک دونوں قوموں میں سے ایک کا خاتمہ نہ ہو یہ جنگ جاری رہے تو یاد رہے کہ فرانس کا ایک ایک سٹیفنس فرانس کی فتح و فیروز کی خاطر اپنی جان کھیل جائے گا کہ یہ جھگڑا ختم ہو۔

اور اُس نے انوکھے آب و تاب اور خوب صورت الفاظ میں جن کا لہجہ مغموم ہے کہا ”لیکن اس معاملہ کو یہاں تک کیوں طول دیا جاوے۔ کہ نیت پوچھنے۔ بنی نوع انسان کی سبب ختم کیوں نہیں کی جاتیں۔ دو بڑی قوموں کی قسمت اس طرح عرضِ خط میں کیوں جھونکی جاتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ تو میں جو اعلیٰ درجہ کی سرسبز مٹی پر پونجا کر غافلانہ حکومت کرتی ہیں اور ایسے اہم مفید مقاصد کو قسمت کی ایک بازی کے

اوپام اوگر دوشوں کے خطرہ میں نہیں ڈالتیں۔“

ان اثر ڈالنے والے اخباری مضامین نے جو فرسٹ کانسل کے خود لکھے ہوئے تھے اور اپنی زبردست معقول اور پرجوش فصاحت کے اعتبار سے انوکھے مضامین تھے تمام لوگوں کے دلوں پر اثر کر دیا۔ لیکن اس صلح آمیز زبان کے ساتھ ہی نہایت ہی خوف ناک و ذوق طاقت کے ثبوت بھی انگلش چینل کے کنارہ پر نظر آ رہے تھے یعنی فرانس کے ساحل پر ایک لاکھ آدمی بولون کے قریب انگلستان پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں سرگرم تھے۔ اس تنگ آہنے کو عبور کرنے کے لیے بے شمار کشتیاں جمع ہو گئی تھیں اور اعلان کر دیا گیا تھا کہ ساعت ساعدا میں فوراً اس وقت جب کہ انگریزی بیڑہ کو طوفان منتشر کر دے فرانسیسی فوج ایک مرکز پر جمع ہو کر انگلش چینل پر پھوڑے ۲ حصہ کے لئے قابض ہو جائے اور چینل کو عبور کر جائے۔ انگلستان پورا چوکنا ہو گیا تھا لیکن پریشاں نہ ہوا تھا۔ ملیشیا فوج کی قواعد ہونے لگی۔ اور تمام جزیرہ ایک لشکر گاہ بن گیا۔ گاڑیاں طیارہ کی گئیں کہ سپاہیوں کو ہر مقام پر جہاں غنیمت کا زور ہو پہنچا دیں۔ ناظرین کو یہ اعتبار رکھنا ضروری ہے کہ مسئلہ کی طیاری اس بڑی طیاری سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ جو مسئلہ میں بعد کو کی گئی اور جس کا نام بولون کا لشکر گاہ ہے۔

اس بڑے فوج کی برائے چندے کا سیانی پر بھی انگلستان کو بڑی فکر کا موقعہ تھا۔ تمام جزیرہ میں قحط تھا۔ کام بند تھا۔ محصولوں کی بھرمار تھی۔ آئرلینڈ میں قریب تھا کہ بغاوت ہو جاوے۔ انگلستان کے جمہور پولین کے مداح تھے۔ اور گورنمنٹ انگلستان تمام کوششوں کے باوجود وہ پولین کو امراء کا دشمن اور جمہور کا حامی سمجھتے تھے۔ نلیسن بہتے جنگی جہاز لیے ہوئے انگلش چینل میں گشت کرتا پھرتا تھا اور کوئی فرانسیسی توپ والی کشتی بھی ملیشیا۔ ایسے لوگوں کی فوج جو جنگ کے وقت لڑائی کے لیے طیارہ کئے جاتے ہیں اور باقی ہمیشہ اپنے

پیشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ۱۲۔ متوجہ۔

سمندر میں ایسی باہر نہ آسکتی تھی کہ اس بہادر کی نگاہ سے بچ سکتی۔ مصر سے بچ کر ساف
 نخل آنے سے پولین نے نیلسن کو ایک لیڈی کی گود میں سوتا ہوا پکڑوا دیا تھا۔ اس بحری
 سوار کے بڑے سے بڑے مداح نیم خوش بٹم کے ساتھ صرف یہی کہہ سکتے تھے کہ مجرمانہ
 حالات ہی کی وجہ سے نیلسن پر یہ حادثہ واقع ہوا۔ یعنی مصر سے پولین بچ کر نخل آیا۔ اور
 اب اس وقت ایک انوکھی شجاعت کے غلبہ سے نیلسن اس فکر میں تھا کہ اس پر اس نے
 دہشتہ کو دنیا کے دل سے محو کر دے۔ فرانس کا جنگی بیڑہ جو پولین کی نگاہ کے نیچے سامان
 سے آراستہ کیا گیا تھا۔ تین ٹکڑوں میں ساحل سے متوازی کھڑا تھا۔ ۴۔ اگست کو طلوع
 آفتاب سے قبل نیلسن بڑی شان و شوکت سے فرانسیسی بیڑہ کے قریب آیا۔ اور برابر سولہ
 گھنٹے تک گولوں کا مینہ برساتا رہا۔ لیکن توپوں کی کشتیاں زنجیروں سے باہم جکڑی ہوئی
 تھیں۔ اور کنارہ سے بندھی ہوئی تھیں۔ نیلسن ایک فرانسیسی کشتی کو بھی گرفتار نہ کر سکا۔
 اور اپنی ناکامی پر شکستہ دل ہو کر لوٹ گیا۔ لیکن یہ دھکی دے گیا کہ چند ہی روز میں پھر واپس
 اگر انتقام لے گا۔ فرانسیسیوں کو بڑی خوشی تھی کہ بحری جنگ میں وہ شکستے بچ گئے۔
 چونکہ اس وقت فرانسیسی اپنی حفاظت ہی کی خاطر مبارز ہوئے تھے فتح سے اُن کو کوئی بحث نہ تھی
 نیلسن کی واپسی کا ہر روز خیال رہتا تھا۔ فرانسیسیوں کا اپنی کاسیانی سے جی
 بڑھا ہوا تھا اور وہ نیلسن کی پوری تواضع کرنے کو طیار تھے۔ بارہ دن کے بعد یعنی
 ۱۴۔ اگست کو نیلسن پھر واپس آیا اور اس مرتبہ اُس کے ہمراہ بہت بڑی فوج تھی نیلسن
 نے رات کی تاریکی میں اپنی کشتیوں پر چیدہ آدمی سوار کئے اور وہ نڈری کا کام کیا کہ تاریکی
 میں انوکھا ہے۔ چار دستوں میں تقسیم ہو کر یہ انگریزی کشتیاں منڈھے ہوئے ڈانڈوں
 کی مدد سے کہ شور نہ ہو فرانسیسیوں کے قریب پہنچیں۔ تلواروں۔ گھماٹیوں۔ سنگیوں
 گولیوں۔ اور گولوں سے سخت خونریزی ہوئی۔ فریقین بڑی شدت سے لڑے۔ کسی آدمی
 کو اپنے ہاتھ پاؤں یا جان کا خیال نہ تھا۔ انگلستان جنگ تو کر رہا تھا لیکن اُسے یہ معلوم

تھا کہ وہ کیوں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن فرانسیسی اپنے ملک کی حفاظت میں لڑ رہے تھے۔ یہ قتال برابر چار گھنٹے تک رہا۔ ہزاروں مارے گئے۔ اب اس خوفناک منظر پر سفیدہ صبح کا آنہ نہ پورہا تھا۔ اور ہر موقع پر پس پا ہو کر شکست کا اقرار کرتے ہوئے انگریز واپس چلے گئے۔ ان دولڑائیوں کے نتیجے نے انگریزوں کے اعتماد کو جو انھیں نیلسن کی لیاقت پر تھا کہ وہ نیپولین کی طیاریوں کو برباد کر دے گا کم کر دیا۔ اور خطرہ بڑھ گیا کہ شاید ایسے مواقع پیش آجائیں کہ حملہ آور خود انگلستان کے اندر گھس پڑیں اور انگریزوں کے الاؤ کے پاس جنگ کریں۔ نیپولین نے بعد کو کہا ”میرا غم تھا کہ چیمبرگ میں وہی حیرت انگیز کام شروع کرنا جو میں نے مصر میں کئے تھے۔ اس لیے کہ سمند میں مصر کے اہرام کی طرح بلند نیپولین قائم ہی کر چکا تھا مجھے میری آؤٹس جھیل قائم کرنا باقی تھی۔ میرا بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنی سب بھری افواج کو ایک مرکز پر جمع کرنا یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ بہت ہی کثیر تعداد فوجیں ہو جاتیں اور دشمن کو عظیم الشان نقصان پہنچانے کے میں قابل ہو جاتا میں پیر ٹیکنے کی جگہ قائم کر رہا تھا کہ واقعی دونوں قوموں کو دو بد و سامنے کر دوں۔ اور آخری نتیجہ میں کوئی شک نہیں تھا۔ کیونکہ ہمارے چار کروڑ فرانسیسی تھے اور انگلستان کے ڈیڑھ کروڑ انگریز تھے۔ اور ایکٹیم کی جنگ سے میں اس جھگڑے کا خاتمہ کر دیتا۔“

چیمبرگ (Chamber) فرانس کے شمالی ساحل پر ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ یہ اتنا بڑا بندرگاہ ہے کہ اس میں جہازوں کے بنانے کی جگہ برطانیہ کے سب سے بڑے بندرگاہ کی جابنائے کی جگہ سے بڑی ہے ۱۲۔ تیرم میری آؤٹس جھیل (Maree) مصر کے دادی زیریں میں ۲۰ میل لمبی اور ۱۵ میل چوڑی ایک جھیل ہے ۱۲۔ مترجم۔

ایکٹیم (Akatim) ایپریس میں ایک شہر اور اس سے۔ یہ مقام ایک بحری فتح کے لیے مشہور ہے جو آگسٹس نے اینٹنی اور کلی اوپاٹرا کے مقابلہ میں ۲۔ ستمبر کو ۳۱ برس قبل حضرت مسیح کے حاصل کی تھی۔ اور ایک شہر آباد کیا تھا۔ ۱۲۔ مترجم۔

صلح کے راستہ سے یکے بعد دیگرے رفتہ رفتہ سوان دفع ہوتے گئے۔ اور انجام کار نپولین کے پاس پیغام صلح آیا اور انگلستان کی پیش قدمی کو نپولین نے بڑے شوق اور بڑے اخلاق سے لیا۔ اور کہا: اگر انگلستان کی خوشی ہو تو بڑی آسانی سے صلح ہو سکتی ہے۔

ستر اگھ سال کہتے ہیں: پٹ جمہوری حکومت کے خلاف اُس وقت جنگ کر رہا تھا جب کہ فرانس کی جمہوری حکومت نے ایک کانسٹل کے ماتحت فرانس کے زخموں سے خون کا بہنا بند کر دیا تھا۔ خزانہ پر کر دیئے تھے۔ سررشتہ تعلیم کو ترتیب دے دی تھی۔ قریب قریب فریق شاہی کے سب حامیوں کو فرانس میں واپس بلا لیا تھا۔ مذہب کو از سر نو قائم کر دیا تھا اور قومی ترقی کے لئے بڑی عظیم الشان تجویز شائع کر دی تھیں۔ اور نئے مجموعہ ضوابط دیوانی سے قانون میں اصلاح کر دی تھی۔

بیرونی تجارت کے اور بیرونی دستکاری کے اس وقت یہ فریج رپبلک برطانیہ عظمیٰ کے مقابل میں زیادہ خوش حال۔ زیادہ ترقی کرنے والی اور زیادہ مطمئن تھی۔ اور انگلستان جیسے ملک میں جہاں سطح کو بڑی آزادی ہے اور ملکی معاملات پر بڑی دریدہ دہنی سے بحث کی جاتی ہے اگر غیر ممکن نہ تھا تو مشکل ضرور تھا کہ فرانس جیسی ہمسر قوم کے ساتھ ایسی مقبول صلح کی وجہ کے مقابل کوئی وزارت سر اٹھاتی۔

۲۱۔ اکتوبر ۱۸۱۵ء کی شام کو صلح کی تمہیدی کارروائی پر لندن میں دستخط ہو گئے اور اُسی شب یہ خوش خبری لیکر قاصد فرانس کو روانہ ہوا۔ وہ چار بجے شام کو ملہین میں جو نپولین کی بیرون شہر رہنے کی کوٹھی تھی جا پہنچا۔ اُس وقت تینوں کانسٹل سلامت ملی میں کچھ شور مچ رہا تھا۔ اور جس وقت اس مراسلہ کا لغافہ کھولا گیا تو خوشی کا کیا پوچھنا تھا۔ کانسٹلوں نے کام بند کر دیا اور خوب جی کھول کر ایک دوسرے بغل گیر ہوئے۔ نپولین نے اپنی خود داری ایک طرف رکھ دی تھی اور اُس جوش مسرت کا اظہار کر رہا تھا جس نے اُس کے سینے کو ملو کر رکھا تھا۔ اس اہم معاملہ کو مکمل کو پہنچانا

نپولین کے لئے بڑے فخر کی بات تھی۔ اپنی اُن تحکیمات اور عظیم و بہت اور نوک و تار سے اُس نے فرانس میں اندرون و بیرون میں فخر کا نام کئے تھے اور تمام دنیا سے صلح حاصل کی تھی۔ اس انتہائی شادمانی کے لمحہ میں بھی فرانس کی یہودی کے متعلق اُس کی قطعیت اور نہ جھجھک کرنے والی جھپیرگی ایک غائب جذبہ کے مثل چہ موت کے وقت بھی موجود رہتا ہے اُس کی مسرت سے بالائے نظر آئی۔

کچھ سر نیزہ نے کہا: ”اب چونکہ ہم نے انگلستان سے صلح کا عہد نامہ کر لیا ہے ہم اُس سے تجارت کا بھی عہد نامہ کر کے ٹیڈا اور کوئٹن سے دونوں ملکوں میں باہم فساد ہو کر رہے و فخر کریں گے۔“

یہ سن کر نپولین نے فوراً جواب دیا: ”ہنیں۔ ہرگز اتنی جلد نہیں۔ ہمیں تک غنیمت ہے ہم کو اسی صلح کے عہد نامہ سے فائدہ اٹھانے دو۔ رہی تجارتی صلح تو در صورت اسکان یہ صلح بھی کر لی جائے گی۔ لیکن فرانس کے محنتی لوگوں کی جانب میں کسی قیمت پر معرض خطر میں نہ ڈالوں گا۔ صلح کی عینیتیں مجھے خوب یاد ہیں۔“

صلح کی خبر جو بیس گھنٹے تک لندن میں مخفی رکھی گئی۔ تاکہ دونوں دارالسلطنتوں میں ایک ہی وقت پر اس خوش خبری کا اعلان کیا جاوے۔ انگلستان اور فرانس کے جمہور کی خوشی جس وقت انہوں نے یہ نوید سنی۔ جنوں کے درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس صلح سے تمام یورپ میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی۔ اور یہ صلح عالم گیر اور دائمی تھی اور اس نے سب قوموں کی تجارت کے لئے دنیا کا راستہ کھول دیا تھا۔ جنگ سے بڑے عظمیوں پر ایک حسدیت کی گھٹا چھا جاتی ہے اور ہر خلاف اس کے صلح بڑے عظمیوں پر آسمانی نور کی روشنی پھیلا دیتی ہے۔ ہر مقام پر خوشی سے روشنی ہونے لگی۔ بلغمی سے بلغمی مزاج کے لوگ تک رور و کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے تھے۔ انگلستان کے جمہور نے اپنے کو غیر معمولی خوشی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اُن کو فرانسیزیوں سے محبت تھی

وہ شجاع۔ ماقبل۔ اور صلح جو پولین کی پرستش کرتے تھے جو اس وقت فرانس پر حکمران تھا۔ لندن کی گلیاں ”پولیٹین زندہ مانا دے“ کے نعروں سے گونج رہی تھیں۔ ہر ایک ڈاک گاڑی جو لندن سے روانہ ہوتی تھی۔ شادمانی کے جھنڈے ہمارا لے کر چلتی تھی۔ جن کے پھریروں پر لکھا ہوا تھا۔ ”فرانس سے صلح ہو گئی“

لندن کے جمہور فرانس کے ذمیل مصالح کے مکان کو جھپٹ پڑے۔ وہ لارڈ ہاکسبری کے پاس تصدیق کے کاغذات کا تبادلہ کرنے کو جانے کے لئے گاڑی پر سوار ہو رہا تھا۔ اس شور و غل کرنے والے ابنوہ نے گاڑی کے گھوڑے کھول ڈالے اور بھونانہ شادمانی سے آسمانوں کو نعروں سے سروں پر اٹھائے ہوئے گاڑی کو خود کھینچ کر لے چلے۔ اس صحیح اور سست آمیز اتری کی یہ نوبت پہنچی کہ لارڈ ونسٹن کو کسی قسم کا حادثہ ہو جانے کا ڈر ہو گیا اور وہ خود اس سرور جماعت کے آگے آگے ہوا۔ اور یہ گروہ خوشی سے گاڑی کو کھینچتا ہوا لے چلا۔

لندن کے جشن میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے انگریزی ملاعوں کی سادہ لوحی لیکن مستعدی اور خیر خواہی کی تمثیل ملتی ہے۔ وزیر فرانس۔ مانشیوٹو کی کوٹھی بڑی آرائش کے ساتھ روشن کی گئی تھی اور اس کی خوبصورتی سے کھینچ کر ملاعوں کا ایک بڑا گروہ کوٹھی کے سامنے جمع ہو گیا۔ ”ہیں! یہ کانگروڈ (Congreud) جس کے معنی اتحاد ہیں بڑی خوبصورتی سے روشنی کے حروف میں لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہ ملاح کتاب الما سے پورے آشنانہ تھے اور اس لفظ کانگروڈ کو دیکھتے ہی بڑی حیرت سے کہنے لگے۔ ”ہیں! یہ کانگروڈ (Congreud) یعنی فتح کر لیا، کیسا؟ کس نے اور کب فتح کر لیا۔ نہیں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا“ اب جوش اور نارضا مندی کا اظہار ہونے لگا۔ اور ان ملاعوں نے حلقہ کرنے کی دھکی دی۔ مانشیوٹو بڑی نرمی سے باہر نکل آیا۔ اور کانگروڈ کا مطلب سمجھانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ

اور مختصر آنکہ یہ دل آزاد لفظ کا نکر ڈھنڈا دیا گیا اور اُس کے بجائے ایچی (Hemich) یعنی اخلاص و دوستی قائم کرو یا گیا۔ اور ملحق اس اطمینان بخش معذرت پر پورے مطمئن ہو کر تین گھرے مار کے خوش خوش اپنی راہ ہوئے۔

فرانس میں اگر یہ بات ممکن ہو سکتی ہے۔ انگلستان سے بھی زیادہ خوشی کا اظہار کیا گیا۔ فرانسیسی نپولین کے اس قدر مداح تھے اور اُس کی عقل اور ملک دوستی پر اُن کو اس قدر بھروسہ تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ فرسٹ کانسل سے وہ کسی اختیار کو جس کی وہ خواہش کرتا دریغ نہ کرتے تھے۔ وہ اختیارات کو اُس کے قدموں پر رکھ دیتے تھے تمام یورپ میں نپولین کو سبیل صلیح کر کے والا خطاب دیا گیا تھا۔ اس کے سوا اس خوشی کے سمندر میں نیچے نیچے بہنے والی ایک لہر تھی یعنی نپولین امریکا کا محبوب نہ تھا۔ وہ جمہور کا محبوب تھا۔ اُس کے بڑے بڑے خود سری کے افعال کو فرانس کے جمہور بڑی خوشی سے برداشت کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کو یقین تھا کہ اُنکی بہبودی کے لئے ان افعال کی ضرورت تھی۔ نپولین نے کہا: ”قدیمی حق والے خاندان اور دول خارجہ کے ورہار و پس پیر *Revolutions* سے بڑھ کر مجھ سے

۱۷ روپس پیر فرانس کے انقلاب عظیم کے حامیوں میں سے ایک شخص تھا۔ بڑا مقرر اور لایق شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ ظالم اور بزدل تھا۔ گرفتار ہو جانے پر اُس نے وہ چال چلی کہ صاف کھل گیا۔ لیکن جب دوبارہ گرفتاری کی نوبت آنے کو ہوئی تو اس نے پلینچ کے ذریعہ سے خودکشی کرنا چاہا لیکن گولی سے صرف اس کا ایک جڑہ پاش پاش ہوا اور اسی حالت میں گرفتار ہوا اور گلوٹن کر ذریعہ سے قتل کیا گیا۔ آراس میں ۱۷۹۴ء کو پیا ہوا تھا اور ۱۷۹۴ء میں قتل کیا گیا۔ ۱۲ مترجم۔

نفرت کرتے تھے، بونا پارٹ کی تعریف کے نعرے جن سے انگلستان کے شہر و دیہات گونج رہے تھے مسٹر پیٹ اور اُس کے جرگہ کونا گوار تھے۔ سمندر کی آزادی نیپولین کے غم و دکاوت کے سامنے فرانس کی بحری عظمت و شان بڑھانے کے لئے لا محدود میدان کھول رہی تھی برطانیہ کے وزیر (مسٹر پیٹ) کو معلوم تھا کہ نیپولین کے بے خواب غم و ثبات ساحر کی چھڑی کی طرح ایک اشارہ پر ہما زوں کے بیڑے قائم کر دیگی کہ سمندروں میں کجس کرتے پھریں۔ پیٹ بڑے تاسف کے ساتھ اُس صلح پر غور کر رہا تھا جس کے کر لینے پر جمہور نے اُس کو مجبور کر دیا تھا اور صلح اُس کی تجویزیں برطانیہ کی بحری فضیلت کے لئے کوئی اچھا شگون نہ تھی۔

یہ طے ہوا کہ وکیل مصالح شرائط صلح کو قطعی طور سے فیصلہ کرنے کے لئے ایتھنس میں جو پیرس اور لندن دونوں سے برابر فاصلہ پر واقع تھی جمع ہوئے۔ انگریزوں کی طرف سے لارڈ کارلٹون اُس وزیر صلح مقرر ہوا۔ اس ممتاز جنرل کو ایک والے برانڈی وین۔ کیمڈن۔ اور یارک ٹون۔ کے حوالہ و شثمان کر دینے کے قہم سے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ لیکن کارلٹون بڑا باور سپاہی تھا اور بڑا راجہ عالی و مدع اور قابل عزت شخص تھا۔ اُس نے صاف صاف اپنے ہتھین کا اعلان کر دیا تھا کہ صلح کے ذریعہ سے دنیا کی مصائب کے خاتمہ کا وقت قریب آ پہنچا تھا۔ لارڈ کارلٹون۔ کی بے و انغ غیرت۔ دکاوت۔ نیک ہنادی اور عالی صلح سے نیپولین نے اعتراف کیا ہے۔ فرسٹ کانسٹل نے جوزیف بونا پارٹ کو فرانس کی طرف سے سیفر مقرر کیا۔ جوزیف کو۔ اُس کی خوبی اطوار۔ نیک مزاجی نسبتہ فیاضانہ ملکی خیالات اور سچی اخلاق نے جس نے اُس زمانہ کی عالم گیر خرابیوں میں اُس کے چال چلن کو زینت دی تھی فراخ صلح کے انجام دینے کے لئے

مخصوص طور سے موزوں کر دیا تھا۔

شرائط صلح میں یہ طے ہوا کہ فرانس مصر کی نوآبادی سے دست کش ہو۔ اسلئے کہ انگلستان کو اپنے ہندوستانی مقبوضات کی بابت اس سے خدشہ تھا۔ اور حقیقت فرانسیزی فوج نے مغلوب ہو کر اس وقت مصر خالی کر دینے پر رضامندی کا اظہار بھی کر دیا تھا لیکن ابھی اس واقعہ کی فرانس یا انگلستان میں خبر نہ آئی تھی۔ ان مباحثوں میں سب سے زیادہ اہم جزیرہ مالٹا خالی کرنے کا مسئلہ تھا۔ اسلئے کہ مالٹا جس طاقت کے ہاتھ میں ہوتا وہی بحیرہ روم کی مالک تھی۔ نپولین نے اس پر اصرار کیا کیونکہ سب معاملات سے یہی معاملہ اہم تھا کہ مالٹا پر انگلستان کا قبضہ نہ رہے چونکہ جبرالٹر پر انگلستان کا قبضہ موجود تھا تو نپولین پر مالٹا کے متعلق اصرار کرنا کوئی زیادتی کی بات نہ تھی۔ اگر نپولین مالٹا کو فرانس کے لئے چاہتا تو انصاف کی بات تھی کیونکہ اس سے فرانس اور انگلستان کے پلے برابر ہو جاتے۔ لیکن اُس کی خواہش صلح اسقدر قوی تھی اور اُس کی نرمی ایسی انوکھی تھی کہ جس جبرالٹر بھی انگریزوں کے قبضہ میں چھوڑا اور مالٹا سے بھی دست برداری کر لی لیکن برطانیہ دونوں مقامات یعنی جبرالٹر اور مالٹا پر تصرف چاہتی تھی۔ اس کو نپولین منظور نہ کرتا تھا۔ وہ اصرار کرتا تھا کہ مالٹا ایسی طاقت کے ہاتھ میں ہے جس کو فرانس و انگلستان کے باہمی تنازعہ سے کوئی تعلق نہ ہو اور اُس نے اپنا مستقل ارادہ ظاہر کر دیا کہ وہ اس بات پر ہرگز راضی نہ ہو گا کہ مالٹا بھی انگلستان ہی کے قبضہ میں رہے۔

انجام کار انگلستان نے مان لیا کہ مالٹا خالی کر کے سینٹ جان کے نارٹ لوگوں کے قبضہ میں دیدیا جاوے۔ مالٹا خالی کر دینے کے متعلق جو نہایت ہی اہم بات تھی صلح نامہ میں بہت صریح الفاظ تھے یعنی لکھا تھا "برطانیہ کی افواج

جنرل مالٹا کو اور ان مقامات کو جو مالٹا کے ماتحت ہیں صلح کی تصدیق کو
بعد تین ماہ کے اندر خالی کر دیں۔“

ان ان معزز اور مستقل کوششوں سے نپولین یورپ میں جس میں خوزیزی کا طوطا
برپا تھا امن و چین قائم کرنے میں آخر کار کامیاب ہوا۔

یورپین کتا ہے۔ ”ایسی شرالٹ پر صلح ہو جانے سے جو قوم کے لئے بڑی فخر
کی بات تھی سب قوموں کو یہی امید تھی کہ خوزیز جدال و قتال کا خاتمہ ہو جائیگا جس
میں فرانس ایک مدت سے مشغول رہا تھا اور اب فرانس کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا
کہ جس قسم کی افادہ گاہیں وہ مناسب خیال کرے اپنے لئے قائم کرے۔ لیکن
انہیں کے صلح نامہ نے تو فرانس کی عزت کو بڑھا دیا تھا لہذا اُس کے ہمسایوں
کو بڑا حسد ہوا اور اس حسد نے وہ وہ خیالات اُن کے دلوں میں قائم کئے جو قبول
کی آسودگی کے لئے مملکت تھے۔ واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ غیر معمولی نصرت
کے ساتھ جنگ پھر چھڑی گئی اور بڑی ریک ریک وجوہ اس جنگ کا باعث
ہوئیں۔ اس وقت تک کانسٹنٹینول کی شان اور اس کے طرز عمل بے دماغ تھے
اور اُس کی ذات سے بڑی بڑی باتوں کی امیدیں کی جا رہی تھیں اور اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ فرسٹ کانسٹنٹینول واقعی صلح کو ترقی دینے اور فرانس کو
آسودہ حال کرنے کا خواہشمند تھا۔“

سینٹ ہیلینا میں نپولین نے لیس کیس سے کہا۔ ”لارڈ کارنوالس پہلا انگریز
ہے جس نے واقعی سچے طور سے اپنی قوم کی طرف سے میرے دل میں
اچھے خیالات کو جاگزیں کیا۔ اور اُس کے بعد فاکس۔ اور اگر ان دونوں کے بعد
اس صلح نامہ کے متعلق خط و کتابت میں لارڈ کارنوالس نے بڑی مشرافت کا اظہار

کیا تھا اور نپولین کو اس سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ مصنف ۱۲

ضرورت ہو تو میں موجودہ امیر البحر الحکم کا نام اور انسانہ کر سکتا ہوں۔ لفظوں کے ہر پہلو پر نگاہ کرنے کا رنوالس۔ لائق۔ انیک دل اور ایمان دار آدمی تھا۔ امینس کے صلح نامہ کے وقت شرائط پر رضامندی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے دن مقررہ وقت پر اُس نے دستخط کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن کسی ضروری وجہ سے اُسے مکان پر دیر ہو گئی۔ مگر وہ وعدہ کر چکا تھا۔ اُسی شام کو لندن سے ایک قاعدہ کچھ مراسلات لے کر اُس کے پاس پہنچا جن میں بعض شرائط کی ممانعت تھی۔ لیکن اُس نے کہا کہ ”میں دستخط کر چکا“ اور وہ فوراً آیا اور اُس نے واقعی دستخط کر دیے۔ کارنوالس مجھے اور میں کارنوالس کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ میں نے ایک رجمنٹ اُس کے حوالہ کی تھی اور اُس نے اس حمزہ کے کام بڑی خوشی سے دیکھے۔ ہر بات کے متعلق کارنوالس کی پسندیدہ یا ناگوار میرے دل میں موجود ہے۔ اور یہ یقینی ہے کہ اگر کارنوالس مجھ سے کوئی درخواست کرتا تو اُس کی وقت شاید یہ سیکرول میں ایک تاجدار کی درخواست کی وقت سے زیادہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے ناندان والوں نے میرے اس خیال کا قیاس کر لیا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے میرے سامنے چند درخواستیں پیش کیں اور میں نے وہ سب منظور کیں۔“

”امینس کے صلح نامہ کے بعد ہی فاکس۔ فرانس میں آیا۔ اُس وقت وہ ناندان اسٹوارٹ کی تالیخ لکھ رہا تھا۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ معاملہ ملکی کے متعلق وہ دفتر کے کاغذات سے مدد لینا چاہتا تھا۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ سب کاغذات فاکس دیکھ سکتا تھا۔ وہ میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا۔ شہر نے اُس کی لیاقتوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی حوصلہ دماغ کا شخص تھا۔ وہ

نیک نہاد۔ آزاد خیال اور فیاض شخص تھا۔ میں اُس کو بنی نوع انسان کا زین خیال کرتا تھا۔ اور مجھے اُس سے بڑی محبت تھی۔ فاکس اور کارنوالس جیسے چھ آدمی ایک قوم کا اخلاقی چال چلن قائم کر دینے کے لئے کافی تھے۔ میں ایسے شخصوں سے ہمیشہ اتفاق رائے کرتا۔ ہم اپنے باہمی جھگڑے جلد طے کر لیتے۔ اور فرانس کی طرف ایک ایسی قوم سے صلح ہی نہ ہو جاتی جو قابلِ عزت ہے بلکہ ہم مل کر بڑے بڑے کام انجام دیتے۔

باب سبست سیوم

قومی اصلاحیں

عام مسرت لارڈ کارنوالس - مسٹر فاکس - سونیز لینڈ کے وکلاء - پئولین کی - ہنری برتری -
 سونیز لینڈ کے وکلاء سے خطاب - پیرس میں انگریز - انگریزی امریکی مارٹن انڈی - جمہور
 کا جوش - پئولین کا سچی مذہب کی حفاظت کرنا - ان ساکلو پیڈیا امریکنا اور مسٹر فاکس کی شہادت
 گرجا کے گھنٹے کی آوازیں - نیا پاپ - پئولین کا مذہبی کتب خانہ - سچی مذہب کا پھر سے
 قائم ہونا - عالی حوصلہ اعلان - مذہبی تیویار - شاد کامی کی یادگار میں تجویز - لیتھوگرافی
 کی شہادت - اخلاقی اصلاحیں - انگریز سال کی شہادت -

یہ صلح نامہ یکایک واقع ہونے اور پھر بہت جلد لوٹ جانے کے لئے مشہور ہے
 اس سے بڑے بڑے سانحے پیش آئے اور دنیا کی تاریخ میں یہ امن کے صلح نامہ کے
 نام سے موسوم ہے۔ پئولین نے عزم کیا کہ اس مشہور واقعہ کو ایک بڑے جشن سے
 یادگار بنائے۔ اس جشن کے لئے نومبر ۱۸۰۱ء کی پہلی تاریخ مقرر کی گئی۔ یہی وہ تاریخ
 تھی جس پر پئولین فرسٹ کانسٹبل بنایا گیا تھا۔ اتنی زمانہ دراز کی مخالفت اور غوریزی کے
 بعد فرانس اور انگلستان میں پھر سے اتحاد قائم ہونا ایسا واقعہ تھا کہ ہزاروں انگریز

انگلش چین کو غور کر کے پیرس میں آئے۔ سب انگریزوں کو عزائم و اشتیاق تھا کہ فرانس کو کسی تاریخ کی سے یکایک نکل کر بے نظیر نورانی حالت میں دیکھتے اور خصوصاً اُس شخص کے دیکھنے کی بڑی آرزو تھی جو اس وقت انگلستان اور تمام دنیا کی حیرت کا باعث ہو رہا تھا۔

اُس سرت نے جو سب کے دلوں میں پیوست ہو رہی تھی اس حشر کو بڑی ذوق سے رکھی تھی۔ فرسٹ کانسل کی خوبی اخلاق کی نظر اس بات سے دیکھی جاتی ہے کہ اس حشر والے دن پیرس کی سڑکوں پر لاوا، ڈکاراؤس کی گاڑی کے سوا کسی کی گاڑی کے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ پیرس کے جمہور کا کردہ نوشتی سے شاہ و ماراؤسے مارا ہوا گل کی افواج کے وزیر کے سامنے سے نکلتا تھا۔ اس حشر میں نامور فاکس بھی آیا تھا اور پیرس اُس سے بے حد محبت اور اخلاق سے پیش آیا۔ جس وقت سنگین توں کی گیدی میں گزر ہوا تو فاکس کی بٹدی نے فاکس کو اُس کا بت ایک طاق پروا ششنگل اور پیرس کے بتوں کے پاس رکھا ہوا دیکھا یا۔ اس وقت فرسٹ کانسل سے جو شخص ملتا تھا اُس کے اخلاق سے محو حیرت ہو جاتا تھا۔

سوزر لینڈ کی ریلپاک کے لابق سے لاق نوو کلا راسلے مامور ہوئے کہ پیرس سے سوزر لینڈ کے نوو انداع کے ملکی انتظام کے متعلق گفتگو کریں۔ وقت کی پابندی سے فرسٹ کانسل جس کے پیچھے دو وزیر تھے ایک صاف وسیع فکرے ہیں داخل ہوا۔ ایک لمبی میز پر سبز بات پڑی ہوئی تھی اور فرسٹ کانسل نے یہی ملاقات کی جگہ انرو کی تھی ڈاکٹر جوئس جو ان دکلا میں سے کئی دکیلوں کا بڑا دوست تھا اور ان کے ہمراہ اس وقت پیرس میں موجود تھا اس ملاقات کا حال حسب ذیل لکھتا ہے:-

” فرسٹ کانسل آیا اور اُس کے پیچھے پیچھے دو وزیر آئے۔ ضروری سلام دوا کے بعد فرسٹ کانسل میز کے پاس صدر کرسی پر بیٹھا اور دونوں وزیر اُس کے راستے وچپ دو کرسیوں پر بیٹھے اور اس کے بعد سوزر لینڈ کے دکلا بیٹھے۔ پیرس

نے دکلا، کے سامنے ایک بڑا نقشہ پھیلا دیا اسلئے کہ مضمون زیر بحث کے لئے نقشہ بہت ضروری تھا۔ اور پھر اُس نے دکلا سے درخواست کی کہ وہ اپنی تجاویز پیش کرتا ہے اور ان تجویزوں پر دکلا کو جو اعتراض ہوں وہ آزادی سے اُس کے سامنے پیش کریں۔ دکلا نے اس سے فائدہ اٹھا کر چند تبدیلیوں کا اشارہ کیا جن کو وہ فرانس اور جرمنی کے متعصب کے مفید خیال کرتے تھے۔ لیکن فوری۔ صاف۔ اور لا جواب وجوہ سے جو پولین نے اُن کے اعتراضوں کے جواب میں پیش کیں دکلا کو یقین ہو گیا کہ پولین کی تجاویز واقعی عاقلانہ تھیں۔ دس گھنٹے کی دلچسپ گفتگو کے بعد دکلا نے صد دلی سے اقرار کیا کہ خود اُن کے مقابلہ میں۔ سوئزر لینڈ کے اضلاع کے مقامی حالات اور اُن امور سے جو ان کی بھلائی کے تھے پولین زیادہ بہتر طور سے آگاہ تھا۔ تہی بحث کے درمیان پولین کے ذرا نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ بعد کو ان دکلا نے کہا کہ ”پولین اُن سب شخصوں سے زیادہ حیرت انگیز شخص تھا جن کو ہم نے زمانہ موجودہ میں دیکھا ہے یا بن کا ہم نے قدیم تاریخ میں حال پڑھا ہے۔“

مانٹینور کانٹینٹ۔ اور مانٹینور سٹناڈی جو پولین کو اچھی طرح جانتے تھے کہتے ہیں ”اُس کا معاملہ کی تہ کو فو۔ اپوچ جانا اُس کے فقروں کا عزم۔ اُس کی فصاحت کی خوبی اور صفائی اور ان سب سے بڑھ کر اُس کے جوابوں کی سچائی اور بڑے تحمل سے اُس کا خاموش بیٹھا رہنا اور بات کو سنا ایسی حیرت انگیز صفات تھیں جو ہم نے کسی تنفس میں نہیں دیکھیں۔“

اس بحث میں پولین نے سوئزر لینڈ کے دکلا سے کہا ”تمہارے مقاصد کے مفید جوابات ہیں وہ یہ ہیں:-

اول۔ جملہ متحدہ اضلاع میں حقوق کی ہمہری۔ دوسرے امراء کے خاندانوں کی جانب سے ہر صدق دلی اور ہر طیب خاطر اپنے قدیمی آبائی حقوق سے جن ہیں

کسی اور کو حصہ نہیں ملتا دست برداری کا عمل میں آنا۔ تیسرے ایسا اتفاق پیدا کرنے والا نظم جس سے ہر جداگانہ ضلع میں اُس کی زبان۔ مذہب۔ رسوم اور اغراض کے لحاظ سے پورا بندوبست ہو جائے۔ اور مرکز کی حکومت کے لئے سامان میاں رہے۔ لیکن یہ اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ مرکز کے انتظام و ترتیب کی ضرورت ہے چونکہ تمھارا ملک سوزر لینڈ ایسے کوستان پر واقع ہے جس سے فرانس۔ اٹلی اور جرمنی جدا ہوتے ہیں۔ لہذا عداوت و مزاج کے اعتبار سے تم ان ممالک میں شریک ہو۔ تم نے کبھی باقاعدہ افواج نہیں رکھی ہیں اور نہ ان ممالک میں کبھی تمھاری طرف سے یا اختیار سیفر رہے ہیں اس لئے تمھارے مفید تو یہی بات ہے کہ تم کبھی کسی کے جھگڑوں میں شریک نہو کہ تم کو سرسبزی کے ساتھ تجارت کے موقع ملتے رہیں اور خاندانوں کے باہم انتظام درست رہیں اور یہی وہ باتیں ہیں جو تمھارے مفاد کے عین موافق ہیں۔ ہر ایک ایسا انتظام جو تمھارے باہم قائم ہو سکتا ہو لیکن اسی کے ساتھ وہ ایسا ہو کہ فرانس کے مقاصد کے خلاف ہو تو وہ تم کو بہت سے ضروری معاملات میں نقصان پہنچا کرے گا۔

پنولین کا ان دکلاء سے اس طرح کہنا گویا ان دکلاء کو ممالک متحدہ امریکہ کے اتفاق قائم رکھنے والے انتظام سے واقف کرنا تھا اور ان کو ہوشیار کرنا تھا کہ طاقت کے ایک مرکز پر جمع کرنے سے نقصان اور مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ کوئی نصف مزاج شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یہ تجویز جو پنولین نے پیش کی عاقلانہ تھی اور اس سے ان تمام مناقشوں کا خاتمہ ہو گیا جس سے سوزر لینڈ میں مصیبت پھیلی ہوئی تھی البتہ کہتا ہے ان شرائط نے جو بہت نرم تھیں تمام سوزر لینڈ کو مطمئن کر دیا سوزر لینڈ کے اس انتظام کو وقت پنولین نے جو یادگار پیسج دی تھی بہت سے شخصوں کو توجیرت میں لائی گئی اور ب لوگوں کے لئے بھٹکائی نہیں۔ ”قدیم و نفع پران جمہوری اصلاح کا انتظام پھر سے قائم کرنا سب سے بہتر طریقہ“

ہے جو تمہارے اور میرے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے یہ وہ ریاستیں ہیں جن کی کوئی وضع حکومت تمام یورپ کی آنکھوں میں نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خالص جمہوری حکومت میں تم کوئی ایسی شے نہیں دکھا سکو گے جو دوسری جگہ پائی جاتی ہو۔ یاد رکھو کہ ایسی امتیاز کرنے والی شے کو ہاتھ سے کھومت بیٹھنا میں جانتا ہوں کہ اس وضع کی جمہوری حکومت میں چند دقیق میں لیکن وہ قائم ہو چکی ہے اور وہ صدیوں سے قائم ہے۔ یہ وضع حکومت لوگوں کی قدیم عادات - حالات - موقع و محل رہنمائی کی خاص ذکاوت سے پیدا ہوئی ہے اور اُس کا چھوڑنا خرابی سے خالی نہیں ہے۔ تم کو چاہئے ہے کہ ایک جمہوری جماعت کو اُس کے حقوق کی عملی عملداری سے محروم نہ کرو اور ایک مدبر کی عقل سلیم کا تو یہی تقاضا ہے کہ ایسے عملداری کو وہی راستہ بتایا جاوے جس سے ریاست میں امن کی شکل پیدا ہو۔ قدیم روم میں راکے کا درجہ کے اعتبار سے لحاظ ہوتا تھا۔ اور ناچار شہری آخر درجہ میں شمار کئے جاتے تھے اور اس طرح اول درجہ میں چند صد بالدار لوگ رہ جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جمہور مطمئن تھے اور اسی بات سے اُن کو تشفی تھی کہ وہ رائے دینے میں تو شریک تھے اور اپنی اضافی قیمت و قدر کے لئے بے انتہا فرق کو نہیں دیکھتے تھے۔

اب چونکہ فرانس نے سوزرینٹ میں اس طرح اخلاقی دباؤ حاصل کیا تھا لہذا اس بات سے ہمسایہ طاقتوں کو بڑا بھاری حسد پیدا ہو گیا۔ اکیلی سن کہتا ہے۔ اس موقع پر نپولین کی زبان اور چال چلن کا امتیاز اُس کی معمولی لطافت طبع - لیاقت - اور نہایت عجیب و غیر معمولی نرمی اور بردباری کی مقدار سے ہو گیا اور اپنی آزادی کے نقصان پر اگر کسی شے سے سوزرینٹ کو تشفی ہوئی تھی تو وہ صرف نپولین کی لاش کے عقل و انصاف ہی سے ہوئی تھی۔

انگریز جو اس وقت پیرس میں آئے پیرس کے اظہار خوش حالی پر حیرت میں

دوب گئے کیونکہ انھوں نے فرانس کو اس کروہ صورت سے بالکل مختلف پایا جیسی وہ لندن کے اخباروں میں ظاہر کی گئی تھی۔ لیکن انگلستان میں دو فریق تھے سپرٹ اور اس کے شرمکار نے اس صلح کو جس کے لئے بغیر چارہ نہ تھا نہایت طوعاً و کرہاً منظور کیا تھا۔ لیکن انگلستان کے جمہور اس کروہ جنگ کے موقوف ہونے پر بڑے شواہاں تھے یا اپنی کتابت، اگرچہ جمہور کے فطرتی خیالات تھے کیونکہ ان ناسمجھ لوگوں کے دلوں میں دہلی پر فوری اثر حکومت کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ زیادہ تر اُن واقفیتوں سے جن سے معاملات ملکی پر اسے زنی کی جاسکتی ہے محروم ہوتے ہیں۔ تاہم بہت سے اسے لوگ بھی تھے جن کو پیش بینی اور ذکاوت عطا ہوئی تھی اور انھوں نے اسی وقت پیشین گوئی کر دی تھی کہ یہ صلح استوار نہیں ہے۔ وہ کہتے تھے جنگ ایک دم موقوف ہو گئی تھی اور ایسا ایک مقصد بھی حاصل نہیں ہوا تھا جس کی خاطر یہ جنگ چھڑی گئی تھی یہ جنگ تو صرف اس عوض سے شروع کی گئی تھی کہ فرانس کی بلند نظری رد کی جائے اور جمہوری حکومت قائم ہونے پائے۔

بقول ایلی سن کے ”یہ لوگ جن کو ذکاوت عطا ہوئی تھی“ اور جن کا سرغنہ لیم پت تھا اب رات دن اسی فکر میں مبتلا رہنے لگے کہ کسی طرح اس صلح کو جو ایسی بے ہنگام تھی شکست کھدیا جاوے۔ سردار ٹراسکاٹ نے جب ذیل ریمارک سے اُن خیالات کا پردہ فاش کر دیا ہے جن سے اس صلح کے مخالفین کو تحریک ہو رہی تھی۔ یعنی وہ لکھتا ہے ”اس امر کا قیاس غالب سے بھی زیادہ درجہ بہت کہ تمہید صلح نامہ پر دستخط ہو جانے سے لندن کے عوام الناس کی بھڑکی خوشی اور اُن کے لارسنٹن کی گاڑی کھینچنے کھینچنے پھرنے اور ہونا پارٹ جاوید ہانا د کے انہوں نے فرانس کے فرماں روا کو گمراہ کر کے اس راے پر قائم کر دیا تھا کہ انگلستان کے لئے صلح اشد ضروری تھی۔ اور ممکن سے کہ بڑی آسانی سے وہ لندن

کے طوفان بے قیاس کی شورشِ نخل کو برطانیہ کے جمہور کی آواز سمجھ گیا ہو

سو انہیں بلکہ کلیتاً بیان یہ ہے کہ انگلستان نے امپیر کے سنیامہ کے متعلق سب ذیل باتوں سے دیکھ کر فرانس اس صلیامہ کو شکست کراتا ہے یعنی پیمانہ - جزیرہ آئیکا - اور پارا کی ریاستوں کو فرانس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا - اور سوئزرلینڈ کے معاملات میں پروردل دیا - اور - این کیا گیا ہے کہ ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ باوجود اپنے زبانی جمع خچ کے پولین کو صلہ مطلوب - قی کیوں اس نے فادہ مخدہ وہ تباہ کہیں کہ شروع ہو لیکن مہم یہ بات فرانس کے دکلا - مصالح کے مدار کے وثوق سے کہتے ہیں کہ اس نے چند مواقع پر لارڈ کارلوس کے گوش گزار کر دیا تھا کہ فرانس اور آلی کے باہمی رشتوں کے متعلق فرانس میں پسند ترمیمیں ہونگی - پس انگلش گورنمنٹ کو ان تبدیلیوں سے آگاہ کر دیا تھا اور لندایہ تبدیلیاں صلہ کے شکست کر دیئے جانے کا باعث نہیں ہو سکتیں (ان سائیکلو پیڈیا - اریٹا - انجیل پولین)

میں سوال کرتا ہوں کہ وہ کون تھا جس نے سب سے پہلے سوئزرلینڈ کے سامنے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اپنی علمدگی سے دست کش ہو جاوے - اور کہا گیا تھا کہ سوئزرلینڈ کی حفاظت کے لئے یہی بات ضروری تھی کہ وہ بھی اس جنگ میں شریک ہو اور فرانس کے خلاف جتھ میں شامل ہو - میں خود ہی اس سوال کا جواب بھی دیتا ہوں - سوئزرلینڈ کے سامنے اس تجویز کا پیش کرنے والا میرا عالی حوصلہ رشتہ دار لارڈ ہربرٹ فرجیرلڈ تھا اور اُس وقت وہ انگلستان کی طرف سے اصلاخ وزیرلینڈ کا وزیر تھا - اس کو ہدایت کی تھی کہ ایک سرکاری مراسلہ کے ذریعہ سے صاف صاف لفظوں میں سوئزرلینڈ کے لوگوں کے سامنے یہ بات پیش کر دے کہ وہ اس محفوظ طریقہ کو جو انھوں نے اس بارہ میں اختیار کیا تھا چھوڑ دیں اور ان کو اصلاخ دے دی جاوے کہ وہ انہی جنگ میں علیحدہ رہا جرماء نص تھا اور اگرچہ میرا لارڈ مونسٹ - سے کچھ فتوے سوسہ سے پورا بے تکلفی کا پتا نہیں ہے - تاہم میں اُس عالی نیال لارڈ کو ایسا لڑتی طرین جانتا ہوں کہ شبہ نہیں کر سکتا کہ اس معاملہ میں اُس نے اپنی انگلستانی سرکار سے صریح ہدایت حاصل کئے بغیر یہ پیرائی کی ہو یا دربار کی ہدایتوں سے اُس نے تجاوز کیا ہو - اسے مسٹر فاکس - ۱۱ قومی پریسٹ

انہیں افکار کی حالتوں میں پتولین نہایت شدید محنت کر رہا تھا کہ فرانس میں سب سے پہلے سے قایم کرے اور ایسے بڑے کام کے انجام دینے کے لئے بڑی جرأت خلاقیت اور کارہنسی۔ قریب قریب تمام حُزُل اُس کی فوجوں کے متحد تھے اور ہر وضع مذہب کو بڑی حقارت آمیز بے پردائی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مذہبی عنصر پتولین کے سینہ میں فطرتی طور سے غالب تھا۔ اُس کا راج ہی ایسا واقع ہوا تھا کہ وہ منجیدہ۔ خیال میں ڈوبا ہوا اور اُس رہا کرتا تھا۔ اُس کی سوچنے والی طبعیت پر ایک گہری فکر چھائی رہتی تھی اُس کا تجسس دل گذشتہ ہوئے واقعات اور آئندہ کی غیر یقینی حالتوں کو غور سے سوچا کرتا تھا۔ چونکہ اُس نے ایسے وحشی ملک میں تعلیم پائی تھی جہاں کے کاشتکاروں کے دل مذہبی خیالات سے گہرے رنگے ہوئے تھے اور اُس کو ایسی ایک نیکو کارِ ماں نے تربیت دی تھی جس کے قابلِ عزت چال چلن کے وہ ہمیشہ حمت طرازیوں کیا کرتا تھا۔ لہذا مذہبی رسوم کے پاکیزہ منظر اُس کے اثر پذیر اور رفیع الشان خیال میں پتولین کے نہایت گہرے خیالات تازہ کر دیا کرتے تھے۔

مصر سے واپس آنے پر اُس نے انجیل کا بڑا استیلا۔ سے مطالعہ کیا اور اُس کے خوبصورت اخلاق کا بڑا ثنا خواں اور قدرداں ہو گیا۔ مونچی۔ ریگر۔ تیج۔ اور لیپ لیس سے بحث کیا کرتا تھا اور یہاں سے عاقل لوگ تھے کہ پتولین اُن کی عقل کی تعریفیں کیا کرتا تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ وہ اکثر ایسے دلائل کی صداقت منسلق سے ان عقیدہ لوگوں کو نبی کو دیتا تھا۔ والٹر کے ظرافت آمیز فقرات نے جو مذہب کے متعلق وہ لکھ گیا تھا اور بے لگام معصیت نے انجیل کی پاکیزگی کو فرانس کے لئے بدمرہ کر دیا تھا۔ ٹیلر نے بھی اپنے ترک مذہب سے وق ہو کر بڑی سختی سے اُس شے کی مخالفت کرتا تھا جس کو وہ اپنے لفظوں میں مذہبی صلح کہا کرتا تھا۔ قریب قریب سب کا اظہار کرتے سب دوست اور حامی اُس چیز کے بحال کرنے میں بڑی مخالفت کا اظہار کرتے

تھے جس کا نام انھوں نے "ضعیف الاعتقاد" کی فرماں ردالیٰ رکھ چھوڑا تھا۔ پولین کو ایمانداری کے ساتھ اس بات کا یقین تھا کہ فرانس کے مقاصد مقتضی تھے کہ خدا پر اچا جاکا اور مذہب کی عزت کی جائے۔

ایک دن پولین نے مونگی سے بڑی دل سوزی کے ساتھ کہا: "سنئے میں اپنی اس رائے پر ایک متعصب زاہد کی طرح ہٹ دھرمی سے نہیں قائم ہوں بلکہ بے لانا عقلی میں اپنی رائے پر جا ہوا ہوں۔ میرا مذہب بہت سادہ ہے۔ یعنی میں عالم کو دیکھتا ہوں جو ایسا وسیع پچیدہ اور عالی شان ہے۔ اور میں ایسے جی سے کہتا ہوں کہ یہ سب محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ ایک نامعلوم قادر مطلق کا کام ہے اس کے بنانے سے خواہ اُس کا کچھ ہی مقصد ہو۔ اور یہ قادر مطلق ایسا خالق ہے کہ انسان سے فانی ہے اور اسی طرح اس خالق کی تمام صنعتیں بشری صنعتوں سے فانی ہیں۔ فلاسفہ کے اقوال میں اس کی جستجو کیجئے اور آپ کو اس سے بھی زیادہ وضوح براہین نظر آوینگے اور آپ ان براہین کو ہلانا نہ سکیں گے۔ لیکن یہ حلاقت آدمی کے لئے بہت مجمل ہے کیونکہ وہ خود اپنی بابت اور اپنی آئندہ تمت کے متعلق حالات جانتا چاہتا ہے اور یہ بھیدوں کا ایسا سمہ ہے جو اس عالم کی مثال سے حل نہیں ہوتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ مذہب کو اجازت نہ دی جاوے کہ وہ ہم کو ان باتوں سے باخبر بناوے۔ جن کے جاننے کی ہم کو ضرورت محسوس ہوتی ہے اور پس مذہب کے انگشتا فات کی ہم کو عزت کرنا چاہئے؟"

ایک دن جبکہ اسی مذہبی مضمون پر مجلس فرماں ردالیٰ میں بڑے جوش سے بحث ہو رہی تھی۔ پولین نے کہا: "کل شام میں درختوں کے نیچے تنہا ٹھل رہا تھا اور اُس مقام پر سنٹالے کا عالم تھا۔ میں نے ایک گھنٹہ کی آواز سنی جو دور گرجا میں بج رہا تھا۔ اضطرابی حالت سے میرے قلب پر ایک بڑا زبردست اثر

ہو گیا۔ دیکھو غلطی کی صحبت اور عادت کا ایسا قوی اثر ہوا کرتا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میرے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے تو جمہور کے دلوں پر اس اثر کا کیا اثر ہو گا؟ اب تم لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ عقلمند ہوں میرے اس سوال کا جواب دیں اگر وہ دے سکتے ہوں۔ یہ بات ناگزیر ہے کہ جمہور کے لئے مذہب ہونا چاہئے۔ یہ کہا جائیگا کہ میں پوپ کا پیرو ہوں تو سنئے۔ میں پوپ کا پیرو نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی طرف داری کروں تو فرانسیسیوں کا ایک حصہ پروٹسٹنٹ ہو جائیگا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ فرانس کا ایک بڑا حصہ روسن کینیٹھ لک رہیگا اور وہ اپنے مخالف پروٹسٹنٹ فرقہ کی بڑی شدت سے مخالفت کر لیگا۔ اور اُس وقت ہمارے باہم ہو گونٹ *Huguenot* کی جنگ پھر شروع ہو جائیگی اور وہ فساد ہو گئے جو کبھی ختم نہ ہو گئے۔ لیکن اُس مذہب کو پھر قائم کر دینے سے جو فرانس میں پیشہ رہا ہے اور قوت ایمانیہ کی آزادی دیدینے سے سب کو اطمینان ہو جائیگا۔

بیورن لکھتا ہے کہ ”گر جا کے گھنٹہ کی آواز سے جو اترنپولین کے دل پر ہوا کرتا تھا میں ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ وہ بڑی مسرت سے اُس کی آواز سنا کرتا تھا۔ جب ہم مالمیس میں ہوتے تھے اور اُس سڑک پر ٹھلا کرتے تھے جو رویل کو جاتی ہے تو بہت مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ایک گانوں کی گر جا کے گھنٹہ کی آواز سے ہمارے باہم نہایت اہم معاملات کی گفتگو قطعی رک جاتی تھی۔ نپولین سناٹھڑ جاتا تھا کہ قدموں کی آواز سے اس گھنٹہ کی آوازوں میں کوئی ایک آواز بھی جو اُس کی روحانی مسرت کا باعث تھی سننے سے نہ رہ جاتے۔ چونکہ ان آوازوں سے میرے قلب پر نپولین کی طرح اثر نہ ہوتا تھا تو وہ جھنجھلا جھنجھلا جاتا تھا۔ گر جا کے گھنٹہ کی آواز سے نپولین کے دل پر

سو گونٹ *Huguenot* فرانس میں اُن لوگوں کو عموماً ہو کو تو کہتے ہیں جو اصلاح شدہ مذہب

کے پیرو تھے۔ لیکن خصوصاً کاتون کے پیرو اس ہو کو تو کے لقب سے ملحق تھے۔ ۱۲ مترجم

ایسا اثر پڑتا تھا کہ اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ مجھ سے کہا کرتا کہ ”یہ وہ“۔ میں کہ ہم کبھی طفلی میں برین کی طالب علمی کی حالت میں سنا کرتے تھے۔ ان سے ہمیں اپنے دہی ایام خورد و سالی یاد آجاتے ہیں اور یہ وہ ایام تھے کہ جب ہم خوش نصیب تھے۔ مجھے میں تب سے زیادہ بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یعنی گرجا کے گھنٹہ کی آواز نے پولین کو از خود تر کر کر دیا ہے۔“

پولین نے ایک اور موقع کیا ”کیونکہ ایک مذہب کا جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ مخالف بنایا ہے وہ آئے دن کے مذہبی تیوہار ہیں جو پرانے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں۔ سینٹ ڈے بیکاری کا دن ہوتا ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا۔ اپنی روزی حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو محنت کرنا چاہئے۔ تمام سال میں چار تعطیلوں کا تو مضامین ہیں لیکن ان سے زیادہ پر میں راضی نہیں ہوں۔ اور اگر رو من کیتھولک ٹیلیوینوں کو یہ میری بات ناگوار ہو تو وہ یہاں سے تشریف شریف لیا میں“۔ پولین کی رائے میں نصنع اوقات بڑی بھاری مصیبت تھی اور وہ کسی ایسے جشن کو جس کے لئے بغیر چارہ ہی نہ تو کسی ایسے دن کے لئے اٹھا رکھتا جو بیشتر سے کسی تیوہار کے لئے مقرر ہوتا۔

نیا پوپ باہمی ہمدردی کی مخنی زنجیروں سے پولین کے ساتھ وابستہ تھا۔ جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان دونوں میں جنگ اٹلی کے دوران میں ملاقات ہوئی تھی۔ موجودہ پوپ پائیس مفتیم اُس وقت آیمولا کا کتب تب تھا اور اُسی وقت اُس کو حیرت و مسرت ہوئی تھی کہ ریپابک کا نوجوان جنرل پولین جس کی سہرت کا تمام یورپ میں غلغلہ تھا مذہب اعلیٰ ذکاوت کا۔ غور والا۔ سنجیدہ اطوار کا۔ بیدار پارسانی کی زندگی بسر کرنے والا۔ تیز ادراک کا اور اپنے مذہب سپاہیوں کے برے میلان سے بچنے والا شخص تھا اور مذہبی افادہ گاہوں کی عزت کرتا تھا۔ وہ بڑی خوبی اور فصاحت سے اٹلی کی زبان بولتا تھا۔ اُن خود بخوار بے باک سپاہیوں کے مقابلہ میں جن سے وہ گھرا ہوا تھا اُس کے مذہب

طریقہ اور ترتیب و انتظام سے اُس کا شوق نہایت افول کے معلوم ہوتے تھے اور اُس وقت پوپ کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ کبھی نہ مٹا۔ انصاف اور فیاضی مصلحِ ملکی کے لئے واقعی ضروری ہیں۔ لیکن اُس شخص کی طینت دینی ہے جو اس قاعدہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ فیاضی کا ہمیشہ مصلحِ ملکی ہی کی خاطر اٹھار کیا جاتا ہے۔ پوپ نے ایک نائب پیرس میں بھیجا۔ پوپلین نے اُس سے کہنا بھیجا کہ جمع خاطر رکھے اور اُس پر اعتماد رکھے اور کسی مغائرت کا خیال جی میں نہ لائے۔ وہ مذہب کی اسی طرح حمایت کر لگا جس طرح شارلیمان نے کی تھی۔

پوپلین نے مذہب کی تدوین و تاریخ کے متعلق اور مذہب و سلطنت کے باہمی تعلقات کے بارہ میں بہت نادر کتب جمع کیں اور حکم دیا کہ پوسوے کی لاطینی زبان کی کتاب کا اُس کے واسطے ترجمہ کیا جاوے۔ اور صرف اتنے سے وقت میں جس کی افکار سلطنت کے اوقات میں سے وہ خوشہ چینی کر سکتا تھا اُس نے ان سب کتابوں کو پڑھ ڈالا۔ اپنے ذہن کی بدولت وہ پہلی ہی نظر میں مصنف کی دلیل کو سمجھ لیتا۔ اور دلیل باطل کو فوراً شناخت کر لیتا تھا۔ اُس کا حافظہ عجازی وضع کا زبردست واقع ہوا تھا اور اُس کا دماغ فلسفیانہ سانچہ کا تھا۔ اور وہ ان تمامی خزائنِ علومِ عروجی ہو گیا تھا۔ اُس کی صحت تحقیق۔ وسعت نظر اور طرح طرح کی واقفیت نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

پوپلین کی عادت تھی کہ جب کسی مضمون سے اُسے گہری دلچسپی ہوتی تو وہ ان تمام آدمیوں سے جن سے اُس کو اس مضمون کے متعلق آگاہی حاصل ہو سکتی تھی بحث کیا کرتا تھا۔ اور اپنی صاف۔ قاطع۔ اور استوار براہین سے اپنی رائے کی حمایت کرتا۔ اور غلط دلیلوں کو جو یکے بعد دیگرے اُس کے سامنے پیش کی جاتیں روک دیتا۔ پوپلین پر اس بات کا زور دیا گیا کہ اگر ایسا ہی اُس کو مذہب قائم کرنا ہے

تو وہ فرانسسی کر جا علیحدہ قائم کرے۔ جو روم کی گرجا کے ماتحت نہو لیکن ایسے موقع پر پوپ لین کے شاعرانہ عنصر کو غلبہ ہو جایا کرتا تھا۔

اور چنانچہ اُس نے بڑے استعجاب سے کہا۔ ”چہ خوش امیں ایک مرد میدانِ عالم شمشیر و مہینہ سے آراستہ اور جنگ و جدال میں ہمیشہ مصروف اور اس بات کی جوات کروں کہ ایک مذہب کا امام بن جاؤں۔ اور گرجا کی ترتیب اور اصولوں کی ہدایت کروں میری ارزو ہے کہ فرانس اور تمام دنیا میں امن و چین قائم کروں تو کیا اُس کے ساتھ اب میں ایک نئے مذہب کا موجد بھی بننے کی خواہش کروں یہ حرکت پہلی خواہش سے زیادہ معمل اور کچھ کم خطرناک نہیں ہے مجھے ضرور ہے کہ پوپ کو قائم رکھوں اور یہ پوپ ایسا ہو جو لوگوں میں باہم اتحاد پیدا کرے اور تفرقہ نہونے دے اور یہ پوپ لوگوں کو ہیک کر دے۔ اور اُن کو اُس گورنمنٹ کے حوالہ کرے جو ابھی ابھی انقلاب سے اُبھری ہے اور پوپ کا ایسے متفق لوگوں کو گورنمنٹ کے حوالہ کرنا اُن باتوں کی قیمت ہوگی جن کی بابت پوپ آئندہ گورنمنٹ سے توقع کر لگا۔ اور ایسے مدعا بر لانے کے لئے میں سچا پوپ رکھوں گا۔ اور ایسا پوپ رکھوں گا جو رومن کمیٹی کو لک ہو۔ اور جس کا صدر مقام ویٹی کن ہو۔ فرانسسی افواج اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ میں اس پوپ پر حاکم رہوں گا۔ اور جب میں گرجے پھر سے قائم کروں گا۔ اور جب پادریوں کی حفاظت کروں گا۔ اور جب میں وٹلیفے دوں گا۔ اور اُن سے دہی برتاؤ کروں گا جس کے دہ ہر ملک میں مستحق ہیں تو ضرور اُس لطف کی وجہ سے جو مخلوق کے فائدہ سے متعلق ہو گا پوپ میرے حسب منشا کام کر لگا۔ وہ لوگوں کے دلوں کو مطمئن رکھے گا اور اپنی ہدایت سے اُنھیں متفق کر کے میرے ماتحت کر لگا اور اگر اُس میں سے جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے ذرا بھی کمی کی گئی تو اُسی تباہ کرنے والے نفاق کا جاری رکھنا اور پڑھانا ہے جو ہمارے دلوں میں سہا رہا ہے اور میرے لئے

بڑے بھاری اور نہ مٹنے والے مضحکہ کی بات ہے۔

پوپ کے وکیل نے بڑے اصرار سے مذہب کے متعلق چند مشکبہ دعاوی جن میں کوئی دوسرا شریک نہ پیش کر دئے۔

اس پرنسپلین نے کہا ”فرہیمسی پھیلدا کر مذہب کی طرف رجوع کئے جاویں اور وہ ڈرانہ دیئے جاویں۔ یہ کہنا کہ گورنمنٹ کا وہی مذہب ہے جو کیتھولک مذہب ہے غیر ممکن ہے۔ یہ بات اُس خیال کے خلاف ہے جو فرانس میں ساری ہے اور کبھی تسلیم نہ کی جاوے گی۔ ہاں یہ اعلان کیا جاسکتا ہے کہ فرانس کی جماعت کثیر کا مذہب رومن کیتھولک ہے لیکن اسی کے ساتھ اسے کی آزادی ہونا چاہئے۔ سب فریقوں کے عقلا اور ایماندار لوگوں کو متحد کرنا میرے عہد کا اصول ہے اور مذہب اور گورنمنٹ دونوں میں یہی اصول ملحوظ رہنا چاہئے۔ اور صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے فرانس کی مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور میں اس طریقہ پر ایسی مضبوطی سے عمل کرونگا کہ اس سے ذرا بھی نہ ہٹوں گا۔“

مجلس فرماں روائی میں مذہب کے از سر نو قائم کرنے کے متعلق بڑے زور شور سے بحثیں ہوئیں اور ان اعتراضات کے جواب میں جو پیش کئے گئے پوپلین نے جواب دیا ”آپ غلطی پر ہیں۔ پادری لوگوں کا وجود باقی ہے اور ان کا وجود ہمیشہ رہے گا۔ جمہور کے دل مذہب کے رنگ سے گاڑھے رنگے ہوئے ہیں اور یہ رنگ اسی طرح باقی رہے گا اور یہ پادری لوگ موجود رہیں گے۔ ہم نے جمہوری حکومتیں اور خود سر بادشاہتیں دونوں دیکھی ہیں اور نتائج میں ان فرماں روائیوں کی بہت سی مشابہتیں ملتی ہیں۔ لیکن ایسی بادشاہت کی نتائج میں ایک نظیر بھی نہیں ملتی جس میں معینہ عبادت نہ ہو اور مذہب نہ ہو اور دین کے ہادی نہ ہوں۔ کیا عبادت کا ترتیب ویدیا اور ہاویان دین کو باقاعدہ قائم کر دینا اُس سے بہتر نہ ہوگا کہ

کہ مذہب اور باو دیان دین دونوں فرماں روائی کی ماتحتی سے آزاد کر دیے جاویں۔ اب اس وقت باو دیان دین ریلپک کے خلاف علانیہ وعظ کتے ہیں اسلئے کہ ریلپک سے انھوں نے کسی فائدہ کا تجربہ نہیں کیا ہے۔ لیکن اب کیا اس کی پاداش میں ہم ان کو فرانس بدر کر دیں؟ نہیں یقیناً نہیں۔ ان کی بچی کچی دوت میں جو کچھ ان کا اختیار باقی رہ گیا ہے یہ اُسی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو وفاداری سے چھپے ہوئے ہیں اور ان تمام تکالیف سے جو وہ برداشت کرتے ہیں ان کی مذہبی وفاداری میں اور زیادتی ہوتی جا لگی۔ تم انگریزوں اور اسٹریا والوں کو جلاوطن کر دو کہ کسی قسم کے علاقہ سے وہ ہمارے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ لیکن فرانسیسیوں سے جن کے فرانس میں خاندان موجود ہیں اور سوائے اس کے ان کی کوئی اور خطا نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کو چھپے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ پس تمھارے لئے ضرور ہے کہ ان باو دیان دین کو ریلپک کو خیر خواہ بنا لو۔ اگر پروٹسٹنٹ مذہب کا اعلان کیا گیا۔ تو آدھا ملک یہ مذہب اختیار کر لے گا اور باقی آدھا ملک ضرور ہے کہ کیتھولک رہیگا اور ہم لوگوں کے باہم خونریز مذہبی لڑائیاں پھر واقع ہونگی اور ایسے ایسے نفاق واقع ہونگے جو کبھی ختم ہونگے۔ ان باو دیان دین کے پاس کیا دھرا ہے جو ہم چھین لینگے۔ اور اسی طرح مذہم کو ان سے کچھ پوچھنا ہے یہ معاملہ قطعی ملکی معاملہ ہے اور جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے سب سے زیادہ محفوظ ہے جو اختیار کیا جاسکتا ہے۔“

راے کی لغو وجہ ذیل تھی:-

مخالف

موافق

۷

ٹریبونٹ

۲۱

مجالس قانون ساز

۲۸

میران ۳۰۶۰

اس نتیجہ پر نپولین کو حد سے زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ اب صرف یورپ ہی سے عام صلح ہو گئی بلکہ خود فرانس میں بھی مذہبی اعتبار سے امن چلن ہو گئے۔ وہاں قتل و غارتوں میں جمہور کو اپنے قدیم مذہب اور پیشوایان مذہب کی بڑی تمنا میں تھیں۔ ڈاکٹر کٹری کے دوران حکومت میں لورینو کے گرجا سے حضرت مریم کا مشہور چوٹی بٹا ٹھوکر پیرس کے عجائب خانہ میں ایک نادر شے کی طرح رکھوا دیا گیا تھا اور اس فعل سے کیتھولک مذہب والوں کو بڑا صدمہ پہنچا تھا اور اس فعل کو انھوں نے بڑا گناہ سمجھا تھا۔ لیکن فرانس اور اٹلی میں بڑی خوشی ہوئی جبکہ نپولین نے پوپ کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ بہت واسپ کیا جاتا ہے جس کی مخصوص حرمت کی جاتی تھی اور یہی اٹلی گرجا کی صلح کی شرائط بھی لیگیا روم کے ساتھ مذہبی صلح کا نام کنکارڈیٹ Concordat رکھا گیا۔

دنیوی طاقت کے اعتبار سے پوپ یا سناہ حالت میں تھا۔ کیونکہ جب نپولین کے جی میں آتا اپنی افواج کے ملٹی دل پوپ کی ریاست میں بھیج سکتا تھا۔

جس وقت یہ فرانسیزی اٹلی کوئی کرز سے رخصت ہونے لگا تو اس نے فرسٹ کانسل سے چند ہدایتوں کی استدعا کی۔ نپولین نے عالی حوصلگی سے جواب دیا۔

پوپ سے اس طرح پیش آنا کہ گویا اس کے پاس دو لاکھ فوج ہے، دوستانہ طریقہ سے معاملات کے فیصلہ ہو جانے کے راستہ میں بے شمار دشواریاں تھیں۔ فرانس کی فوجیں قطعی بے دین تھیں بہت سے سربراہ اور وہ جنرل اور دہران ملک جو نپولین کے گرد تھے مذہب کو بڑی گھن اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اس کے برخلاف کیتھولک گرجا جس نے ایام مصائب کی آفتوں کا مزہ نہ چکھا تھا اپنے معزور دعاوی میں ذرا بھی کمی نہ کرتی تھی اور ایسی ایسی رعایتوں کا دعویٰ کرتی تھی جن کا عمل میں لانا نپولین کے اختیار میں بھی نہ تھا۔ لیکن اس صلح کو مکمل کرنے کے لئے فرسٹ کانسل ہی کے سے سلیقہ عقل و حلم درکار تھے۔ چوزیف بونا پارٹ جو نہایت ہی لالچی سیچا۔

صاحبِ انقلاب - نوکی اور ایکاندار آدمی تھا۔ ملکی معاملات میں نپولین کی محفوظ فوج کا کام دیتا تھا۔

صلح کی عہدہ کی کارروائیاں ہٹے ہو جانے پر پوپ کے دکناء ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۰۱ء کو پوپ بوناپارٹ کے مکان پر جمع ہوئے اور اس عہدہ کی کارروائی پر دستخط ہو گئے۔ نپولین نے مجلسِ فرانزوالی میں اس کا اعلان کیا اور ڈیڑھ گھنٹہ برابر اسپینج دی اور اس کی زبان کی پاکیزگی اور مناسب موقعِ تہذیب نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب کا اتفاق ہے کہ نپولین کی اسپینج نہایت زبردست ہوا کرتی تھی وہ فلسفی بھی جنھوں نے اپنی رائے میں دنیا بھر کی ضعیف الاطراف کا نام مذہب رکھ چھوڑا تھا اور انقلاب کی بڑی کامیابی اور شان اس میں سمجھتے تھے کہ بڑا طوفان کے جھوکے سے اڑا دیا جاوے بڑی تیز خاموشی سے اس طاق کے مغلوب ہو گئے جس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ جمہور یعنی فرانس کے کرداروں آدمی نپولین کے شریک تھے۔

کنکار ٹویٹ - کے متعلق اعلان میں نپولین نے حسب ذیل فیاضانہ شریف خیال کا اظہار کیا:-

"ایام انقلاب میں ایک محزون حکمت عملی نے یہ کوشش کی تھی کہ مذہبی اختلافات کا شعلہ گرجا کے منہم ڈھیر اور خود مذہب کی خاکستر کے نیچے داب کر بچھا دیا جاوے۔ اس حکمت عملی کے اختیار کرنے سے وہ سب مذہبی سنجیدگیاں موقوف ہو گئیں جن سے شہری بڑے محبت آمیز الفاظ سے ایک دوسرے کو اجنی مکر لپکارتے تھے اور خدا کی نظر میں سب کے حقوق کے برابر ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ سکراتِ موت کے وقت فراموشی تنہا رہ گئے اور ان تشفی بخش الفاظ کے سننے سے محروم ہو گئے۔

جن سے ایک عیسائی کی بہتر دنیا کی طرف دعوت کی جاتی ہے۔ پھر کے حضور سے خدا جلا وطن مہلوم ہونے لگا۔ اسے باوہان مذہب صلح۔ اب اپنے اتفاق۔ اپنی مصائب

اور اپنے عیدوں پر نقاب فراموشی ڈال لو اور اُس مذہب سے جو تم کو متحد کرتا ہے اپنے کو اتفاق کی ڈوریوں سے جکڑ لو کہ اپنے ملک کے مقاصد پورے کرکو۔ تمھاری مثالوں سے لڑکے بھی سیکھیں کہ صلح اور جنگ دونوں کے خدا ایک ہیں اور یہ خدا اُن لوگوں کو اپنے سایہ حفاظت میں رکھتا ہے جو فرانس کی آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں۔

اسے پروٹسٹنٹ مذہب کے شہریتو تمھارے مقاصد کے لئے بھی قانون اُسی طرح وسیع ہے تم کو خدا توفیق دے کہ تم اُس اخلاق سے جو حسنہ بے عیب اور محبت سے بھرا ہوا ہے اور جو تم میں موجود ہے اپنے ملک سے محبت کرنے میں ایک دل ہو جاؤ اور قانون کو نگاہ عزت سے دیکھو۔ اور اس سب سے بڑھ کر ذریعہ اختلاف کی وجہ سے اُس عام کریم انسانی کو کمزور مت کرو جس کی مذہب نے تعلیم دی ہے اور جس کا حکم دیا ہے۔“

ممالک غیر کو یہ بات دیکھنے سے کفرانس نے مسیحی مذہب کو خود بخود بحال کر لیا بڑی خوشی ہوئی اور یہ بات اُن کو صلح کی حامی اور امن چین کی نقیب معلوم ہوئی۔ اس سنجیدہ موقع پر روس اور آسٹریا نے سرکاری طور پر اظہار مسرت کیا اور آسٹریا کے شاہنشاہ نے یقیناً کہیں ”یہ ایسی خدمت ہے جو صدق دل سے تمام یورپ کے لئے عمل میں لائی گئی ہے اور سب ممالک کے عابد اور ویندار لوگوں نے فرانس کو خود بخود اس طرح مذہب کی طرف آتے ہوئے دیکھ کر کہا ”بھلا کہیں ممکن ہے کہ مذہبی اصولوں کے قائم رکھے بغیر کوئی زندہ رہ سکے“ اور اُس کو بڑی مذہبی کامیابی خیال کیا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۰۴ء کو اس صلح کی تکمیل ہوئی دھوم دھام سے مذہبی رسم کو نوٹریٹیم *Notre Dame* کے گرجا میں ادا کر کے عمل میں لائی گئی۔ اور اس جشن کو اعلیٰ درجہ کی شان و شوکت سے پورا کرنے کے لئے کوئی محنت کا دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا۔ اگرچہ بہت سے جبرل اور گورنمنٹ کے نامدار منسراسر جشن میں شرکت سے کراہت ظاہر کرتے تھے لیکن فرسٹ کانسل کی محبوبیت اور اقتدار کا

وہ حال تھا کہ کوئی دم مارنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ ٹوٹری ڈیم کا گرجا بڑی شان سے آراستہ کیا گیا۔ متلون مزاج جمہور جو جدت اور تماشہ سے ہمیشہ خوش ہوتے تھے اس وقت پھولے نہسماتے تھے۔ مگر جنرل ریپ نے شرکت سے قطعی انکار کر دیا اور سپاہیانہ جہالت سے یہ خیال کر کے کہ وہ فرسٹ کانسٹ کا بڑا جاں نثار تھا اور اس کو سزا سنوگی۔ اُس نے کہا:-

”میں اس جلسہ میں شریک نہ لوں گا۔ تم چلے ان پادریوں کو اپنا مصاحب بناؤ یا اپنا باورچی بناؤ مجھے کوئی سروکار نہیں۔“

جس وقت پتولین گرجا جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کبے سریز اُس کے کمرہ میں آیا پتولین نے جو فطامت سے باغ باغ ہو رہا تھا کبے سریز سے پوچھا:- ”کبے سریز لو۔ ہم تو گر جا چلے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ پیرس میں کیا چرچے ہیں؟“

کبے سریز نے جواب دیا:- ”بہت سے لوگوں میں تو باہم یہ مشورہ ہوا ہے کہ بھی گرجا چلو اور اگر یہ مذہبی جلسہ پسند خاطر نہ آوے تو خوب آواز دے اور فقرے چست کرو“ پتولین نے مضبوطی سے جواب دیا۔ جس کسی کے سر میں یہ سمایا کہ بھینتی اڑاے اُس کو میں اپنے گارڈ کے گرانڈیلوں سے گرجا کے باہر نکلا دوں گا۔“

کبے سریز نے جواب دیا کہ ”اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر ان گرانڈیلوں نے خود دوسروں کی طرح آواز دے کسے تو کیا ہو گا۔“

پتولین نے جواب دیا:- ”میں اس سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور مچھوں پر تاؤ دے کر دیکھو میں تو یہ ٹوٹری ڈیم کو چلا اور اُسی طرح جاتا ہوں جس طرح میں قاہرہ کی مسجد میں جاتا تھا یہ گرانڈیل جب مجھے سنجیدگی سے جانا بھینکے تو ادب کا ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے میرے ہمراہ ہو جائینگے اور جو میں کروں گا کرنے لگیں گے۔“

جس پر رسم گرجا میں ادا ہو چکی تو پتولین نے جنرل ڈیلیاس سے جو اُس کے قریب

ہی کھڑا تھا پوچھا "کوئی تھاری اس کی بابت کیا رائے ہے؟" جنرل ویلیامس نے جواب دیا "کیا کہنے ہیں۔ نقاب پوشوں کا خوب سوانگ ہوا کسی بات کی خامی نہ تھی مگر افسوس وہ لاکھوں آدمی موجود نہ تھے جو اسی شے کے غارت کرنے میں برباد ہوئے جس کو آج تم نے پھر سے قائم کیا ہے"

بعض پادریوں نے مسیحی مذہب کے بحال ہو جانے پر سختی میں آکر بہت کچھ تکبر کا بھی اظہار کیا۔ تماشہ میں پارٹ کرنے والی ایک بے دین عورت کا انتقال ہوا۔ سینٹ رچ *Saint Roche* کے پادری نے اُس کے جنازہ کو تدفین کی رسوم ادا کرنے کے لئے گرجا میں لینے سے انکار کر دیا۔ پولین نے دوسرے ہی دن بائیسٹور میں حب ذیل آرٹیکل شائع کر دیا۔

"سینٹ رچ *Saint Roche* کے پادری نے بڑی خود بینی سے میڈموائیل کیرویہ *Mademoiselle Camille* کی رسوم تدفین ادا کرنے سے انکار کیا۔ اس پادری کے ہم منصب دوسرے پادری نے جو سمجھدار آدمی ہے سینٹ طامس کی گرجا میں جنازہ اور جنازے کے ہمراہیوں کو آنے کی اجازت دی اور مقررہ رسوم سے نماز ادا کی۔ پریس کے آرچ بٹش نے سینٹ رچ *St. Roche* کے پادری کو تین ماہ کے لئے معطل کیا کہ اُس کو یاد کرنے کی مہلت ملے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ اور اس طرح غور و خوض کا موقع پانے سے یہ معطل پادری ممکن ہے کہ سیکھ جائے کہ متعصب و ستور جو زمانہ بے اعتقادی یا مجنونانہ خیالات کے نتیجے ہیں اور سچے مذہب کی طرف سے بے اعتقادی پیدا کرتے ہیں نے صلح نامہ کی رو سے جو گرجا کے ساتھ ابھی اعلیٰ میں آیا ہے منسوخ کر دیئے گئے ہیں"

پادریوں کی بڑی کوشش تھی کہ لارڈس سپر *Superior* میں

پنولین شریک ہو کر ملک کر لے۔ اور اس مثال سے پادریوں کو یقین تھا کہ دوسروں پر بڑا اثر پڑے گا اس کا پنولین نے بڑی عالی حوصلگی سے اس طرح جواب دیا کہ اُس رسم پر میرا کوئی اعتقاد نہیں ہے کہ میں اُس میں شریک ہو کر پورا فائدہ اٹھاؤں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے اُس پر ایسا زبردست اعتقاد ہے کہ میں اُس سے مخوف ہو کر مجرم نہ بنوں گا۔ ہم جیسے ہیں ویسے ہی اچھے ہیں۔ اور اس معاملہ میں مجھ سے آگے بڑھنے کی درخواست مت کرو۔ تم وہ شے جس کی تم قمار کھتے ہو نہ پاؤ گے۔ میں ہرگز ریاکار نہ بنوں گا۔ اور تم کو جو کچھ بل گینا ہے اُسی پر قناعت کرو۔“

اُس سچی خوشی کا حیطہ تحریریں آنا و شواہد جس سے فرانس کی دیہاتی مخلوق نے یوم السبت کی شہج کو گرجوں میں گھنٹوں کو بجتے ہوئے سنا۔ اور گرجوں کے دروازوں کو کھلتے اور جماعتوں کو تبسم اور مبارک باد کے ساتھ جوق جوق آتے اور اس تبرک دن کی استراحت کو بچھا۔ انیس کے صلحنامہ کے بعد اٹکے گفتگو میں مسٹر فاکس نے پنولین پر جرات کر کے یہ الزام دیا کہ فرانس میں اُس نے پادریوں کی شادی کو جائز نہ کیا اس پر پنولین نے اپنی زبردست فصاحت سے کہا۔ ”مجھے اُس وقت ٹھنڈا کرنے کی ضرورت تھی اور آپ کو چاہیے ہے کہ علم الہیات کے آتش فشاں کو تیل سے بجھائیں بلکہ پانی سے بجھائیں۔ پروٹسٹنٹ مذہب اپنی سلطنت میں قائم کرنے کے لئے مجھے کم وقت نہ تھی۔“

پریس کے مجسٹریٹوں نے اُن برکات سے شکر گزار ہو کر جو پنولین نے فرانس کو بخشی تھیں اُس سے درخواست کی کہ وہ ایک تجویز کو جو پانچ لاکھ فرانک کی لاگت سے ایک کامیابی کی یادگار اُس کے نام پر قائم کرنے کے لئے کی گئی تھی منظور کر لے۔ پنولین نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

”ہیں اُن خیالات کو جن سے شہر پریس کے مجسٹریٹوں کو تحریک ہوئی ہے شکر گزار ہوں۔“

کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ خیال کہ ایسے لوگوں کی یادگاریں قائم کی جادوی جنہوں نے جماعت کی مفید خدمات انجام دی ہوں سب قوموں میں قابلِ تعریف بات ہے۔ میں اس ذرا کو جو تم میرے لئے یادگار قائم کرنے کے متعلق میرے سامنے پیش کرتے ہو قبول کرتا ہوں اُس کی جگہ نامزد کرو لیکن اُس کی تعمیر کی محنت آنے والی نسل پر چھوڑ دو اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو وہ اس تحفہ کو جو تم میری خدمات کے صلہ میں تجویز کرتے ہو منظور کر لیں گی۔ اب انویلیڈس کے گنبد کے نیچے وہ تختہ دیکھا جاسکتا ہے جو فرانس نے نپولین کی خدمات کے صلہ میں منظور کیا ہے۔

نپولین کے عادات و صفات میں وہ دلفریبی تھی جو کسی دوسرے شخص میں کبھی نہ ہوئی کچھ اعلیٰ درجہ کے فوجی افسروں نے یہ قصد کیا کہ نپولین کے ان ابتدائی ایامِ حکومت میں ایک موقع پر نپولین سے ایک معاملہ کے متعلق جس سے اُن کو تکلیف پہنچی تھی جا کر شکایت کریں۔ اس گزہ میں سے ایک افسر اس ملاقات کا حسبِ ذیل بیان کرتا ہے:-

یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے لیکن اُس شخص کے قریب ایک جادو ہے کہ نہ جس کا مقابلہ ہو سکتا ہے نہ جس کا بیان ہو سکتا ہے۔ میں اُس کا کوئی مداح نہیں ہوں بلکہ میں اُس کی طاقت کو جس پر وہ پونج گیا ہے ناپسند کرتا ہوں۔ تاہم یہ اقرار کئے بغیر چارہ بھی نہیں ہے کہ اُس میں ایک بات سے جو یہ کہتے ہوئے معلوم ہوتی ہے کہ وہ حکومت کرنے کو پیدا ہوا ہے۔ ہم اس کے کمرہ میں یہ لپکا ارادہ کر کے داخل ہوئے کہ بے دھڑک اپنے دل کی سب باتیں اُس سے کہہ دیں گے اور خوب جی کھول کے ردوبدل کریں گے۔ اور جب تک ہماری شکایتیں رفع نہ ہو جائیں گی ہرگز نہ ٹھیکے۔ لیکن اُس طریقہ میں جس سے اُس نے ہمیں لیا کچھ ایسی بات تھی اور اس درجہ طلسم تھا ایک لمحہ میں ہم آگئی سب بھول گئے۔ ہمارے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا جس کو ہم کہنا چاہتے تھے وہ ہم سے بڑی دیر تک اُس فصاحت سے جو اُس کا حصہ ہو گئی ہے باتیں کرتا رہا

اور نہایت خوبی اور وضاحت سے اُس ضرورت کی تصریح کرتا رہا جو اُس طریق پر مستقل رہنے کے لئے ضروری تھی جو اُس نے اختیار کیا تھا۔ اُس نے کھلے کھلے لفظوں میں ہم سے اختلاف نہ کیا بلکہ ہماری رائے میں اس لیاقت سے رو بدل کیا کہ ہمارے پاس جواب ایک لفظ بھی نہ تھا۔ ہم چنانچہ اُس کے پاس سے لوٹ آئے اور اگر کچھ کر کے آئے تو بس اسبق قدر کا خاموش اُس کی باتیں سنتے رہے اور اُس سے کچھ بحث نہ کی اور کم سے کم اُس وقت تو یہی پورا یقین کر لینا پڑا کہ وہ صحیح کہتا تھا اور ہم غلطی پر تھے۔

روڈ *Road* کے تاجروں کو بھی اسی قسم کی دلفریبی کا تجربہ ہوا ہے جبکہ وہ چند تجارتی معاملات پر نیپولین کے پاس شکایت لے کر پہنچے تھے۔ اُس کی بے تکلفی اور صداقت نے ان تاجروں کو بے قوت کر دیا اور ان پر اُس کے خیالات کے عمق اور وسعت کا وہ اثر پڑا کہ وہ یہی اقرار کرتے ہوئے واپس آئے کہ بیشک فرسٹ کاتسل ان کے مقاصد کو ان سے زیادہ بہتر طور سے سمجھتا تھا۔

یڈی مارگن کا قول ہے: ”وہ آدمی جو ایک بڑی سلطنت کا فرماں روا ہو کر عظیم الشان اور قائم رہنے والے کاموں کے خاکے تجویز کر سکے۔ تو سوں کو فوج کرے اور پھر ان باتوں کے سوا الپسین *place* سے نجوم پر بحث کرے۔ محم ناک واقعات کے تماشوں پر ٹالما *Valma* سے گفتگو کرے اور موسیقی پر کیروبینی *Cherubini* سے اور مصوری پر گراڈ *Gerard* سے اور علم الاخلاق پر ڈیو *Deon* سے

۱۔ لاپس مشہور فرہنسیسی ریاضی دہیئت داں ولادت ۱۷۷۸ء وفات ۱۸۴۲ء مترجم

۲۔ ٹالما۔ فرانس کا مشہور ڈراما لکھنے والا ولادت ۱۷۳۳ء وفات ۱۸۰۷ء مترجم

۳۔ کیروبینی۔ اٹلی نژاد علم موسیقی کا استاد و لکھنا ولادت ۱۷۳۲ء وفات ۱۸۰۰ء مترجم

۴۔ گراڈ۔ اٹلی کا لٹرائی مصور ولادت ۱۷۷۰ء وفات ۱۸۳۲ء مترجم

۵۔ ڈیو۔ مشہور عالم و مورخ پتہ لین کے ہمراہ مصر کو بھی گیا تھا اور سیاحت مصر پر ایک تاریخ بھی لکھی ہے ولادت

۱۷۷۸ء وفات ۱۸۴۲ء مترجم

سے۔ ادب اور علوم دیگر پر شخص سے گفتگو کرے جو اُس کی بات سننا چاہے تو ایسا آدمی یقیناً معمولی آدمیوں کی دنیا سے باہر کا آدمی ہے۔“

اب نپولین نے فرانس کو آسمان ترقی پر پہنچا دینے میں جہاں تک ہوسکا محنت کی۔ ارباب جو ہر جہاں جہاں نظر آ سکے تلاش کر کے فراہم کئے اور نپولین کی شاہانہ فیاضی سے مصنف۔ مصور۔ علماء۔ کوئی محدود نہ رہا۔ سب مالا مال اور نہال کروائے گئے۔ بچوں کی تعلیم میں حد درجہ محنت سے کام لیا گیا۔ محکمہ بحر۔ تجارت۔ زراعت۔ حرفت۔ صنعت۔ اُس کے دامن حفاظت و حمایت میں لے لئے گئے۔ اُس نے بڑی محنت اور جدت اخلاقی۔ سے جس کی تعریف مومنین سکتی ان سب باتوں کو جو خوب اخلاق بھٹیں یا جن سے تماشور اور مذاق میں صنعت اور بے ہمتی پیدا ہوتی تھی مستاصل کر دینے کی سعی کی۔ فرانس میں جی بھلانے کا سب سے بہتر اور بہرہ ور طریقہ تھیٹر تھا۔ نپولین نے سب داہی اور بے حیائی کے تماشوں کے متعلق اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے تماشوں کی ترغیب دی جو پر اخلاق۔ سنجیدہ اور عالی تھے۔ نپولین کو صرف غناک و افتخار کے تماشوں سے دل لبتی تھی۔ اپنے فانی طریق زندگی میں وہ نیک اخلاقی۔ سادگی۔ اور جناکشی کی نظیر دکھاتا تھا۔ فرانس کے چار کروڑ آدمیوں میں نپولین سے زیادہ پرہیزگار اور جاکش آدمی نہ تھا اور جب لگاتار رات دو دن محنت کرنا پڑتی تھی تو نپولین اپنی طبیعت کو صرف لیمنوئیڈ سے تحریک دیتا تھا۔ وہ خود اپنے خاندان اور اجاب سے ایسی محبت کا اظہار کرتا تھا کہ جس کے عوض میں اُن سب کی محبت کا نپولین کے ساتھ یہ حال تھا کہ وہ عالم پرستش میں پرواز کرتی تھی کبھی کسی بشر کے ساتھ بشر نے ایسی محبت نہیں کی جتنی نپولین کے ساتھ کی جاتی تھی۔ اپنی محبت کی وجہ سے ہزاروں آدمی اُس پر سے اپنی جانیں فدا کر دیئے کہ موجود تھے۔ اور یہ پرہیزگار و کچھ ایسا زبردست جادو تھا کہ نپولین کی وفات کے بعد بھی اُس کا وہی حال رہا۔ یعنی اس وقت ہزاروں آدمی ایسے

موجود ہیں جو کسی قسم کی موت کی پروا نہ کریں گے۔ اور اس کا سبب وہی محبت ہے جو ان کو اب نپولین کے ساتھ ہے۔

۱۔ اگر نپولین ایک سپاہی کی طرح فن حرب میں ممتاز نہ ہوتا تو وہ ایک شاعر۔ مقرر۔ مہندس۔ یا کسی اور فن کا نامور شخص ہوا ہوتا۔ کیونکہ قلم اور زبان دونوں کا وہ بادشاہ تھا۔ اور اسی طرح وہ صاحبِ سیف تھا۔ اُس کی تقریر حد درجہ جنتیخیز تھی اور زمانہ حال کے اعلیٰ فصحا میں سے نپولین بھی ایک فصیح تھا۔ اُس کے یوہاچکا اعلان۔ سرکاری رپورٹیں۔ اسپچیں۔ ایڈریس۔ ایڈریسوں کے جواب اور اُس کے اٹلی میں ظاہر ہونے کے دن سے لے کر سینٹ ہلینا میں اُس کے آخری وصیت نامہ تک اُس کی جملہ تحریریں۔ اُس کے بہت سے غنی البدیہ متولے۔ اشال۔ کنائے۔ لطیفے۔ فقرے۔ اُس کی مخصوص حاضر طبیعت کی مثنوی اور آمد کا اظہار کرتے ہیں۔ جو شاعرانہ کثیر التخیال۔ منطقی۔ مدلل۔ اور تند و پُر زور تھی۔

نپولین صاف گو شخص تھا۔ نہ وہ مبہم خاموشی کے خلاف میں پشما ہوا تھا۔ نہ مخلق ایما و کنایہ سے کام لیتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے وہ بڑے غور سے بات کو سنتا تھا۔ اور یہ صفت لوگوں میں مشاہد ہوا کرتی ہے۔ وہ اپنے فیصلہ کو ملتوی رکھتا تھا تاکہ ہر طرف سے جو کچھ کہا جانے کو تھا وہ سب سن لے۔ دن میں اکثر پانچ بجے اور چھ بجے مغلطہ متواتر بحث ہوا کرتی تھی اور یہ وقت امریکہ کی عدالتوں کی نشست اور سچا قانون ساز کے اجلاسوں سے زیادہ تھا۔ شاہنشاہ اس تمام وقت میں کونسل کا شریک ہی نہ رہتا تھا۔ بلکہ بعض اراکین کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے روک لیتا تھا اور کھانے کے وقت اوکھانے کے بعد اُسی مضمون کو لیتا اور طریقے سے اس کی تشریح کرتا۔ ان اہم اور بعض اوقات بڑے بڑے پچیدہ اور مہلک مسائل میں اُس کی ذکاوت کی حیرت انگیز رسائی اور ہلکی و فوجی فرمایاں ردائی میں اُس کی مہارت کی وسعت اور ایسے ایسے معاملات کے متعلق مسکوں میں جن کی اُس کو تعلیم نہ تھی اور جن سے اُس کو چاہی طرح آگاہی نہ دی جاتی تھی اُس کا اہل مدعا کو جلدی اور صفائی سے پوچھ جانا حیرت انگیزی سے ثابت کرتا ہے کہ نپولین ہشیار اور انسان کے علم کا پورا ماہر تھا۔ اگر سال جنگ دوم۔ (سلسلہ دوم)۔

باب سبست چہارم

نپولین کا تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا

فرانس میں امن و چین۔ جوزیفائن کے تفکرات۔ حالت اخلاقی۔ ہولینڈ کی بابت۔
جوزیفائن کی تجاویز۔ لوی بونا پارٹ۔ آلمی کی ریلک۔ دیانس میں کانگریس۔ نپولین کی
ستوار جیسی۔ انگلستان میں تردد۔ مدارس۔ لیجن آف آئز کے تمغہ کا آغاز۔ نپولین کا
تمام عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا۔ نیشنلین اور ایلیز کی ملامت۔ معائنہ۔
انگلستان کے ساتھ از سر نو مشاوریوں کا پیدا ہونا۔

اب فرانس کی تمام دنیا سے صلح تھی۔ عام طور سے یہ مسلم امر تھا کہ نپولین بڑا امن بخنے
والا شخص تھا۔ وہ فرانس کا محبوب تھا۔ یورپ کے جمہور اُسے ہر مقام پر اپنا حامی اور
دوست خیال کرتے تھے اور غاصب امراء کا دشمن جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ
جمہور میں برابر حقوق قائم کرنے کا وہ سعی ہے۔ فرانس کے جمہور اب آزادی نہ مانگتے
تھے۔ رنج و مصائب کے زمانہ دراز نے اُن کو سکھا دیا تھا کہ اس نعمت سے دست برداری
اولیٰ تھی۔ اُن کو صرف ایک فرماں روا کی حاجت تھی جو اُن کی پروخت کرتا اور اُن پر بار

کرتا۔ اور متحدہ خود سر بادشاہوں کے زور و ظلم سے اُن کی حفاظت کرتا اور اُن کو ہر حقوق عطا کرتا۔ اگرچہ پولین کو صرف فرسٹ کانسل کا خطاب حاصل تھا اور فرانس میں برائے نام جمہوری حکومت تھی لیکن فی بحقیقت وہ یورپ کا سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ تھا اُس کی تخت قریب قریب چار کروڑ آدمیوں کے دلوں میں قائم تھا۔ اُس کی منہ کی بات قانون بنتی یہ بات یاد رکھی کہ جوزیفائن بڑے بڑے سے اُس حیرت انگیز اقتدار پر جس پر اُس کا شوہر پہنچ گیا تھا غور کیا کرتی تھی وہ دیکھتی تھی کہ شاہی اختیارات سے زیادہ اختیار اُس کے ہاتھوں میں پہنچ گئے تھے اور اُس کو بڑی پریشانی تھی کہ اس طاقت و اقتدار کا کوئی وارث ہوتا۔ وہ جانتی تھی کہ بہت لوگ اب کہہ رہے تھے کہ فرانس کی امن و چین کے لئے ایک وارث کی ضرورت تھی۔ جوزیفائن کو پوری آگاہی تھی کہ امور سلطنت کی ضروریات کو وہ گروان کرپولین پر طلاق کا زور دیا جا رہا تھا۔ ایک روز جبکہ پولین تنہا اپنے کمرہ میں کام کر رہا تھا۔ جوزیفائن ایک بغلی دروازہ سے بہ آہستگی کمرہ میں داخل ہوئی اور بڑے پیار سے اُس کے زانو پر بیٹھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی اور کہنے لگی :-

”میرے اچھے شوہر۔ میں التجا کرتی ہوں کہ تم اپنے کو بادشاہ مت بنانا۔ کیونکہ ایسا کرنے کے لئے تم پر زور دیتا ہے تم اُس کی بات نہ سنا“

پولین نے مسکرا کر جواب دیا :- اے غریب جوزیفائن۔ تم سٹرن ہو گئی ہو۔ تم اُن کسانوں پر توجہ نہ کر دو جو پرانی بادشاہ بیگم کی تم نے سنی ہیں تم اس وقت میرا بچ کر رہی ہو۔ مجھے بہت کام ہے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

اگرچہ جوزیفائن کو اُس خوفناک مصیبت کے خطرہ سے جو اُس کو ڈراتا رہتا تھا بڑی سخت پریشانی گریاں گئیں مگر ہار کر تھی۔ وہ اپنے شوہر کی شدت محبت کو جانتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس کی لامتناہی نظری سے بھی واقف تھی اور وہ اس ضرورت کی طرف سے بے خبر تھی کہ سلطنت کی حکمت عملی کے لئے پولین کو ایک وارث کی بڑی ضرورت تھی۔

وہ یہ بات بھی خوب جانتی تھی کہ تمام فرانس میں شادی صرف باہمی رضامندی کا نام تھا اور وہ اپنی مرضی کے موافق تاقیم کی جاسکتی اور شکست کی جاسکتی تھی۔ میڈیم ڈی آئیل کا مقولہ تھا کہ زنا کے جواز کا نام شادی ہے۔ قوم جس پر ان خیالات کا اثر تھا جوزیفائن پر الزام لگاتی تھی کہ وہ خود غرضی سے ایسی تجویز سے انکار کر تی تھی جو فرانس اور یورپ میں امن و چین کے لئے ضروری تھی۔ کبھی کوئی عورت ایسی روح فرسا پریشانی کی حالت میں نہوئی ہوگی۔ اور کبھی کوئی بلند نظر وہ ایسے سوزاں اغوا کے سامنے نہوا ہوگا۔

مذہبی احکام کو علیحدہ کر کے اور معاملہ پر صرف نگاہ ضرورت سے غور کرنے سے نپولین اور جوزیفائن دونوں کا یہ فرض معلوم ہوتا تھا کہ علیحدہ ہو جائیں۔ لیکن معاملہ موجودہ میں بڑی شان کے ساتھ خدا کی نہ ٹٹنے والی الفاظ کی صداقت کی مثال بنتی ہے لہٰذا اشد ضرورت کے وقت بھی جیسا یہ معاملہ تھا وہی طریقہ جو انجیل مقدس نے بتا دیا تھا صرف امن و صلح کا راستہ تھا۔ یعنی نپولین نے بعد کو کہا ہے :-

جوزیفائن کو طلاق دینے اور میریا لویا سے شادی کرنے سے پہلے ایسے غار کے منہ پر قدم رکھا جو پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔“

جوزیفائن کی بیٹی ہورٹنس جو صین طعصار اور نیک بنا دیتی اس وقت اٹھارہ برس کی تھی اور نپولین کے افسر ڈیوراک سے جو بڑا خوبصورت اور وضعہ آراستہ تھا محبت کرتی تھی۔ لیکن جوزیفائن کی یہ تجویز تھی کہ ہورٹنس کی لوی ڈیوراک سے شادی ہو جو نپولین کا چھوٹا بھائی تھا۔ ایک دن جوزیفائن نے ہورٹنس سے کہا :-

”نپولین کے بھائی میرے بڑی ہیں۔ تم ان کے سب کر تو توں کو دیکھتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ وہ میرے جی کی کیسی کیسی فکروں کا باعث ہوتے ہیں۔ ڈیوراک سے ہورٹنس کی شادی کے جو منصوبے ہو رہے ہیں اُس سے میں بے آسره رجاء کی اگر نپولین کا سایہ نہ رہے تو ڈیوراک کچھ نہیں ہے۔ نہ وہ صاحب رتبہ ہے نہ صاحب

ثروت ہے نہ صاحبِ شہرت ہی ہے۔ ان بھائیوں کی عداوت سے بھلا وہ مجھے کیا پہنچا سکتا ہے میرے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگم کے لئے کوئی زیادہ بھروسہ کا سامان بہم پہنچاؤں۔ نپولین لوئی کو بہت چاہتا ہے اگر میں ہورٹنس کی لوئی کے ساتھ شادی کر دیتے ہیں کامیاب ہو جاؤں تو لوئی دوسرے بھائیوں کے طعن اور ستاوے سے میری آڑ ہو جائیگا۔“

یہ باتیں نپولین سے دوہرائی گئیں۔ اُس نے جواب دیا۔ ”جوزیفائن بے فائدہ اپنا جی جلاتی ہے۔ ڈیوراک اور ہورٹنس میں باہم الفت ہے اور اُن کی ضرورت شادی ہوگی۔ مجھے ڈیوراک سے محبت ہے اور وہ اچھے خاندان کا شخص ہے۔ میں نے کیرولین کی مرآت سے اور پالائٹن کی لکڑک سے شادی کر دی ہے اور میں ہورٹنس کو ڈیوراک سے منسوب کر دوں گا۔ وہ بہادر ہے اور ویسا ہی اچھا آدمی ہے جیسے دوسرے ہیں اور وہ فوج کے ایک حصہ کا جنرل ہے۔ اس کے علاوہ لوئی کے واسطے میں نے ایک اور تجویز کی ہے“

ایک ایوان شاہی میں بھی افکار اور مسرت سے اُسی طرح جی دھڑک سکتا ہے طرح ایک جھوپڑے میں دھڑک سکتا ہے۔ اس مجوزہ شادی کی امید واثق تھی کہ اتنے میں ڈیوراک ایک خاص سفارت پر اسکندر شاہنشاہ روس کے دربار میں اُس کی تخت نشینی پر اُس کو مبارک باد دینے کے لئے بھیجا گیا۔ اس غیر حاضری کے دوران میں ڈیوراک ہورٹنس کو اکثر مخطوط لکھتا رہا۔ اور ٹوٹی لریز کے جگمگاتے ہوئے گروہ کے درمیان جب پریوٹ سکرٹری ہورٹنس کے کان میں کہتا کہ اُس کے پاس ایک خط آیا ہے تو ہورٹنس فوراً اپنے کمرہ میں تنہا چلی جاتی اور اُس کی واپسی پر اُس کے رفیق دیکھتے کہ محبت اور خوشی کے اشکوں سے اُس کی آنکھیں نم ہوتیں۔ جوزیفائن کو امید تھی کہ اگر وہ ہورٹنس کی لوئی کا پارٹ سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گئی اور ہورٹنس کے بیٹا ہو گیا تو نپولین

اُس کو اپنا وارث خیال کر لیا۔ لڑکے کا نام بونا پارٹ ہوگا۔ بونا پارٹ کا خون اُس کی رگوں میں دوڑتا ہوگا۔ اور وہ ہوٹنس کا بچہ ہوگا جسے پاپن اپنی بیٹی تصور کرتا ہے اور اُس سے پرانہ شفقت کرتا ہے اور اس طرح خوفناک طلاق کی مصیبت دفع ہو جائیگی۔ پس ایسی ہی وجہ سے ترغیب پا کر جوزیائُن نے اس مدعا کے پورا کرنے میں محنت کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔

لوئی بونا پارٹ طالب علم وضع کا ایک پرنیال اور بری اخلاقی خوبیوں کا شخص تھا۔ اُس کی عادات و صفات میں کوئی تیزی و تندہی نہ تھی۔ اپنے عشق میں اسے بڑی مایوسی ہوئی تھی اور دنیا اس کو وبال ہو گئی تھی۔ لوئی کی سرفرائس ہی سال کی عمر تھی کہ اُس کو ایک لوزیہ لیڈی سے محبت ہو گئی۔ جس سے پریس میں اُس کی ملاقات ہوئی تھی۔ ایک تاریک وطن امیر کی دختر تھی اور اُس کے عشق کا خدنگ لوئی کے جگر پر پورا کاری بیٹھا۔ نیپولین کی اُس وقت اُن فتوحات کا زمانہ تھا جن سے اُس کی بادشاہت کا راستہ تیار ہوا۔ اور اُس کو خیال ہوا کہ اگر فریق شاہی کے حامی کی دختر سے لوئی کی شادی ہو گئی تو خود اُس کی بلند نظر تجاویز میں خطرہ راہ پائیگا۔ اور پس اُس نے لوئی کو ایک فوجی سفارت پر بھیج دیا اور ادھر اپنی زبردست وساطت سے اُس لیڈی کی ایک دوسرے شخص سے شادی کر دی۔ اس ناکامی نے لوئی کے دل کو اندر ہی اندر سے چاٹ لیا اور اُس کی بلند نظری اور حوصلہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اب وہ خلوت پسند ہو گیا اور کار و بار دنیا اور نام و نمود سے بڑی جدوجہد کے ساتھ بچنے لگا۔ نیپولین کو اپنے بہائی کے لیے زبردست عشق کی خبر نہ تھی اور جب اُس نے اس زخم کو جس کا وہ خود باعث ہوا تھا کھیا تو اب اُس کے اندام کی حتی المقدور سعی کی۔ ہوٹنس بڑی حسین خوش ادا اور خوش اوصاف تھی اور انجام کار نیپولین نے جوزیائُن سے اتفاق رائے کر کے لوئی اور ہوٹنس کی شادی کا غم باختم کیا۔ اور حتی الامکان تلافی مافات کی نیت سے دونوں

پر نواز شاہے بیگیاں کرنے کا قصد کیا۔

لیکن اس بارہ میں کہ لوئی ہوٹس کو قبول کرے بڑا عرصہ لگا اُس کا دل تو اُسی
 سینا و کا صید ہو رہا تھا اور کسی دوسرے سے شادی کا خیال وہ بغیر بڑی تکلیف برداشت
 کئے ہوئے نہ کر سکتا تھا۔ اور فی الحقیقت لوئی۔ اور ہوٹس کی شادی سے بڑھ کر دوسری
 نا اتفاقی اور بے دلی کی دوسری کسی کی شادی ہو بھی کیا سکتی تھی۔ کسی ایک بات
 میں دونوں کا مذاق مطابق نہ تھا۔ لیکن جوزیفائن کے سلیقہ اور نپولین کے زور کا کون
 مقابلہ کر سکتا تھا۔ سب موانع صاف ہو گئے۔ اور یہ نوجوان لیڈی جو زندگی کی خوشی
 و انبساط کو غیر رکھتی تھی اور شبشوں کے نہایت خوشنما منظروں اور دھوم و دھام کی لذت
 تھی ایک ساکت اور خیال میں ڈوبے ہوئے طالب علم کے آغوش میں بے دلی سے
 دے دی گئی جس نے طوعاً و کرہاً اُس کو اپنی زوجہ تسلیم کیا۔

ہوٹس اس شادی پر کسی قدر راضی ہو گئی تھی کیونکہ نپولین نے بڑی بڑی مہربانیاں
 کے وعدے کر لئے تھے۔ لیکن لوئی نے تو اپنے کو قسمت کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور
 یقین کر لیا تھا کہ بس زمین پر اب کوئی خوشی اُس کی تقدیر میں باقی نہ تھی۔ اس شادی
 کی خوشی میں ایک بڑا جشن ترتیب دیا گیا جس میں تمامی قدیم بادشاہی دھوم و دھام کا
 اظہار کیا گیا۔ لوئی نپولین بونا پارٹ جو لوئی فلیی بادشاہ فرانس کی خلع سلطنت
 کے بعد فرینچ رپبلک کا پریسڈنٹ منتخب کیا گیا اور بعد کو فرانس کا شاہنشاہ ہوا۔ لوئی اور
 ہوٹس کا اکلوتا بیٹا تھا جو اپنے والدین کے بعد زندہ رہا۔

نپولین نے اٹلی کے وسط میں ایک رپبلک کی ترتیب دی تھی جس میں پچاس لاکھ
 آدمی تھے۔ یورپ کے بادشاہوں کے مقابلہ میں یہ رپبلک قائم نہیں رہ سکتی تھی اگر فرانس
 اُس کی مدد نہ کرتا۔ نپولین نے چونکہ مخالف بادشاہوں سے گھرا ہوا تھا یہ بات ضرور خیال
 کی کہ فرانس کی امن و حفاظت کے لئے لازمی تھا کہ اٹلی میں ایک قوم کو جس کے مدد

و مقاصد فرانس کے موافق ہوں سرگرم دوست بنایا جاوے۔ اٹلی والے جو خود اپنی حکومت اپنے ہاتھوں سے انجام دینے میں نا تجربہ کار تھے صرف پولین کو اپنا محسن اور معاون بن لینا کرتے تھے۔ اور اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اُن کی طرز حکومت کو ترتیب دے دے سب پولین ریلیک کے تین سب سے زیادہ نامور شخص وکیل بنا کر پیرس کو اس مدعا سے بھیجے گئے کہ حکومت کی وضع کے بارہ میں فرسٹ کانسل سے مشورہ کریں۔ پولین کی ہدایت کے موافق چنانچہ ایک مسودہ تحریر کیا گیا۔ جو اٹلی والوں کی عادات و اطوار کو دیکھنے اور اُس مخالفانہ باو شاہی دباؤ کا لحاظ کرنے سے جس سے یہ اٹلی والے گھرے ہوئے تھے بڑا مفید تھا۔ پولین نے تجویز کیا تھا کہ دس سال کے واسطے ایک پریسیڈنٹ اور ایک وائس پریسیڈنٹ منتخب ہو۔ آٹھ اراکین کا ایک سینیٹ ہو اور پچھتر اراکین کا ایک ہوس آف رپریزنٹیٹو (مجلس دکلار) ہو۔ اور تین سوزنیداروں۔ دو سوتاجروں اور سو پاپروں اور نامور علما میں سے منتخب کئے جاویں اور لنڈا ریاست کے جملہ سربراہ اور دہ گرد ہوں کے دکلار کی یہ مجلس قائم ہو سکتی ہے۔

اس وقت یورپ کے دیگر ممالک کی طرح اٹلی میں بھی تین سربراہ اور دہ گردہ تھے فریق شاہی کے طرفدار تو چاہتے تھے کہ بادشاہ پھر تخت نشین ہو جاویں اور بادشاہ اور امرا کے حقوق بلا شرکتِ غیر سے قائم ہو جاویں۔ متوسط خیال کے جمہوری چاہتے تھے کہ مضبوط فرماں روائی قائم ہو جس سے ملک کو انتظام و ترتیب نصیب ہو اور سب کو برابر حقوق عطا ہوں۔ محالین سرکار چاہتے تھے کہ کسی قسم کا امتیاز باقی نہ رہے اور انہو عوام کے اندھا دھند غم و ہمت سے جا بڑاویں تقسیم ہوں اور نظام حکومت عمل میں آئے۔ اٹلی پر ہمیشہ سے دو قسم کی حکومت رہی تھی۔ ایک تو پارٹیوں کی جو روحانی خطرات کی برابر دھکیاں دیتے رہتے تھے اور دوسری حکومت آسٹریا کی سنگینوں کی۔ مدتوں دراز سے غلامی کرتے کرتے جمہور ناتواں ہو گئے تھے اور اب اٹلی میں ایسے سربراہ

نہ تھے۔ جو فرماں روائی کے جہاز کی اس طوفانی مصائب کے سمندر میں ناخدا کی کرتے۔
 نپولین نے اس ریلیک کا پریسڈنٹ خود اپنے کو منتخب کرانے کا عزم کیا کہ اعلیٰ اختیار
 اپنے ہاتھ میں رکھ کر جملہ کار ہائے فرماں روائی ممتاز اٹلی والوں کے ہاتھوں سے
 انجام دلوائے۔ یہاں تک کہ ایسے کام کے لئے جو ان کے واسطے قطعی نیا تھا ان کی
 کس قدر تعلیم و ترتیب ہو جائے۔

تیسرا۔ کتاب ہے۔ "نپولین کی یہ تجویز خود اس کی کوئی بلند نظری نہ تھی بلکہ یہ بڑی نیک
 نیتی کا کام تھا۔ اس موقع پر اس کے خیالات بڑے پاک اور بلند پایہ تھے۔" لیکن نپولین
 کے اعجازی عزم و ثبات کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ فرانس کی اس فرماں روائی
 کی انکار کے علاوہ اس میں ایسی خود اعتمادی موجود تھی کہ اس نے پچاس لاکھ آدمیوں کی
 ایک دوسری قوم کے ترتیب و انتظام کو اپنے ہاتھ میں لینے کی جوابدہی اپنے ذمہ
 لے لی۔ یہ واقعہ سلسلہ ع کا ہے اور اس وقت نپولین صرف ۳۳ برس کا تھا۔

ان اٹلی والوں کو جو وقت ضرورت میں فرانس کے شریک ہوئے تھے پھر آسٹریا کے
 ہاتھوں میں دے دینا ناسپاسی تھی اور حالتِ ناخبرہ کاری میں خود ان کا انتظام ان پر
 چھوڑ دینا کہ اوہ تو انہوہ عوام اور اوہ موافقین سرکار ان پر اپنی سازشوں کی چھپاں
 تیز کریں ریلیک کو جان بوجھ کر ستیاناس کرنا تھا۔ جملہ امور کی تفصیلی فرماں روائی خود اٹلی
 والوں سے انجام دلوانا اور طاقت اعلیٰ کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور قوی ہاتھ سے ان کی
 رہنمائی کرنا لیتی تھی امر تھا کہ ریلیک خوش حال اور مال مال ہو جاتی اور خود مختار بن جاتی۔

چونکہ نپولین پر کثرت کار کا ہجوم تھا وہ فرانس چھوڑ نہ سکتا تھا اس لئے شہر لائن جو میلان
 اور پیرس سے برابر فاصلہ پر تھا۔ ایک بڑی کانگرس کے لئے تجویز ہوا کہ وکلاء وہاں جمع
 ہوں اور ریلیک کا سٹیٹیشن منظور کی جائے۔

چار سو باون وکلاء کا انتخاب ہوا کہ ماہ دسمبر میں یروت سے ڈھلے ہوئے کوہستان

آپس کو عبور کریں۔ فرسٹ کانسل کی دور اندیشی اور نگرانی نے راستہ میں اُن کے آرام کے متعلق ہر شے کا اہتمام کر دیا تھا۔ لیانس میں اُن کی دعوت اور خاطر و مدارات کے بڑے بڑے سامان ہوئے۔ بڑے بڑے عالی شان مکرمے اعلیٰ سامانوں سے آراستہ اس جلسہ کے لئے سجائے گئے۔ مصر کی فوج جس کا افریقہ کی گرمی نے رنگ کالا کر دیا تھا ابھی حال میں فرانس واپس آئی تھی اور زرق برق دروہوں سے سجی ہوئی اس موقع کی رونق کو دوبالا کر رہی تھی۔ لیانس کے نوجوان جو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ایک قابل ویدر سالہ میں ترتیب دئے گئے۔

۱۱۔ جنوری سنہ ۱۸۷۰ء کو نپولین مع جوزیفائن کے لیانس پہنچا۔ فرب و جوار کی سب مخلوق راستہ میں مشتاق ویدار جمع ہوتی تھی۔ راتوں میں پہاڑ کے دامنوں اور گھاٹیوں میں بڑی بڑی روشنیاں کی جاتی تھیں۔ پیرس سے لیانس تک نپولین کی گاڑی کے ہمراہ بونا پارٹ زندہ ماناؤں کے نعروں سے برابر ہواگو بجتی رہی۔ نپولین لیانس میں زیادہ رات گئے پہنچا۔ شہر میں اس کثرت سے روشنی کا اہتمام ہوا تھا کہ وہ پہر کا عالم سوچا تھا۔ نپولین کی گاڑی ایک محراب میں ہو کر گزری جو اس موقع پر خاص اہتمام سے تیار کی گئی تھی جس پر ایک سوتا ہوا شیر بنا تھا جو فرانس کی علامت تھی۔ فرسٹ کانسل نے ہوٹل ٹوی دویل میں قیام کیا جو بڑی شانہ وضع سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اٹلی والے نپولین کی پرستش کرتے تھے۔ اُس کی شہرت کو وہ اپنا ذاتی فخر خیال کرتے تھے کیونکہ اُس کو وہ اپنا ہموطن سمجھتے تھے۔ اٹلی کی زبان اُس کی بولی زبان تھی جس کو وہ بڑی شہسکی اور فصاحت سے بولتا تھا۔ اور جس وقت وکلاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ نپولین اٹلی کی ریلپک کا پریسیڈنٹ مقرر ہو تو بڑے شادمانی کے نعروں کے ساتھ یہ تجویز منظور کی گئی۔

فرسٹ کانسل کے پاس ایک سفارت بھیج کر تجویز ہوا کہ کانولشن کی اس دلی تجویز

کا اُس کے سامنے اٹھار کیا جاوے کہ وہ ریپبلک کے عہدہ پریسڈنٹی کو منظور کر لے جس وقت یہ تجاویز عمل میں آ رہی تھیں پنولین نے اپنی سادراٹلی اور مصر کی فوج کا ملاحظہ کیا۔ عنانصر نے بھی اس موقع پر مساعادت کی۔ آسمان ابر سے صاف نکلا۔ بڑی ضیا سے آفتاب روشن تھا۔ تندہوا بھی نہ چلتی تھی۔ طبیعتیں شگفتہ تھیں اور اُس پاس سے اگر مخلوق پڑی کثرت سے جمع ہوئی نہ تھی۔ اُس مسرت کا جس سے اس سپرد کا جیک وہ اپنی آزمودہ کا فوج کے سامنے سے جس کو وہ اکثر فتح کے میدان میں لیا چکا تھا گھوڑے پر سوار ہو کر گزرا بیان کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ سپاہی مجنونانہ جوش سے خوشی کے نعے مار رہے تھے۔ اور بوڑھے جوان اور لڑکے اس جوش میں مشرک ہو گئے تھے اور متواتر نعروں سے ٹیسر کس گونج رہی تھیں۔ بوڑھی خاتونیں اور دوشیزا لڑکیاں جھنڈیاں اور رومال لہا کر فطوح جوش سے رو رہی تھیں۔ کھڑکیوں سے گلدستوں اور پھولوں کی اینٹلی چھڑا ہو رہی تھی کہ پنولین کے راستہ میں فرش لگی ہو گیا تھا۔ اور اس موقع پر محبت کے وہاں تک ثبوت دیئے گئے جہاں تک ممکن تھے۔

پنولین پر فوج اس منظر سے بڑا اثر تھا۔ چند گرانڈیلوں کو اُس نے پہچانا اور اُن کے صفوں سے اُس کے بلایا اور بڑی محبت سے اُن سے باتیں کرتا رہا اور اُن کے جہاز چلا اور حاجتوں کے متعلق استفسار کیا۔ اُس نے چند افسروں سے باتیں کیں جن کو اُس نے کئی معرکوں میں دیکھا تھا اور اُن سے ہاتھ ملایا۔ سب کے دلوں میں اُس وقت عجیب جوش پیوست تھا۔ ہوٹل ڈی وائل *Hotel de Ville* میں اکروہ کا نوٹشن *Commencement* کے وفد سے ملا جنہوں نے اُس کے سامنے ایڈریس پیش کیا اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ وہ سس آلپین ریپبلک *Alpine* منٹ کی پریسڈنٹی منظور کر لے۔ پنولین نے ایڈریس لیا اور پریسڈنٹی کی منظوری کا اظہار کیا۔ اور دوسرے دن کانوٹشن سے ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسری صبح کو آفتاب بڑی ضیا کے ساتھ طلوع ہوا۔ اس صبح کے لئے ایک ٹرا گرجا جس کی دیواروں پر تانے آویزاں تھے آراستہ کیا گیا تھا۔ نپولین گرجا میں داخل ہوا۔ اور بلند چوڑے پرتھمن ہوا۔ اُس کے گرد اُس کے خاندان کے لوگ۔ فرانس کے وزرا اور بہت سے نامور جنرل اور مدبر بیٹھے تھے۔ اُٹلی کی زبان میں اُس نے عہد کے سامنے ایسی فصیح اور شستہ خوبی و لطافت کے ساتھ تقریر کی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اُس نے تمام عمر اسی فن کی تعلیم پائی تھی۔ اُس نے پریسٹنٹ کے عہدہ کی منظوری کا اعلان کیا۔ پھر اُس نے اُن تجاویز پر بحث کی جو اُس کی رائے میں اس اُٹلی کی ریلپک کی خوش حالی کے لئے یقینی تھیں۔ اُس کی تقریر کے دوران میں تسمین و آفرین کے ایسے نعرے بلند ہوئے تھے کہ تقریر روک دینا پڑتی تھی۔ اور تقریر کے اختتام پر پسندیدگی اور خوشنودی کے جوش انہار نے ثابت کر دیا کہ جماعت نے اس کی تجاویز کو بڑی خوشی سے منظور کیا۔

نپولین یالنس میں بیس دن رہا اور بظاہر بڑے اہم معاملات میں جن کا ہجوم اُس کے دماغ میں ہو رہا تھا وہ مصروف تھا لیکن باوجود اس مشغولی کے وہ روزمرہ پریس کو مراسلات بھیجنے کا بھی وقت نکال لیتا تھا تاکہ فرانس کی نئی فرماں روائی کی مستم بالشان تجاویز کی ترقی کو آگے بڑھائے۔ اس مخفی خط و کتابت کا خلاصہ حسب ذیل ہے اور اس سے اس دلچسپ مقصد کی ایک جھلک جو نپولین کو اس وقت تحریک کر رہی تھی اور نیز اُس کی بلند نظری کے بڑے مدعا کا حال ظاہر ہو جائیگا۔

”میں اپنی تجویزوں میں آہستہ آہستہ کارروائی کر رہا ہوں اور میرا تمام صبح کا وقت ہمسایہ محکمات کے وفدوں سے گفتگو کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ فرانس کی خوش حالی ظاہر ہے۔ گذشتہ دو برس میں یالنس کی آبادی بیس ہزار کے بعد زیادہ ہو گئی ہے۔ سب دستکاروں سے مجھے معلوم ہوا کہ کام میں خوب ترقی ہے سب کے دل

عزم و ہمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ عزم و ہمت وہ نہیں ہیں جو سلطنتوں کو اٹھاتے ہیں یہ وہ عزم و ہمت ہیں جو سلطنتوں کو قائم کرتے ہیں اور ان کو خوش حال و امیر بناتے ہیں۔

”میں تمھاری خاص طور سے التجا کرتا ہوں کہ یہ بات خاص طور سے دیکھو کہ وہ تمہی سرکش اراکین جو ہمارے مقرہ عہدوں پر ممتاز ہیں علیحدہ کر دیے گئے یا نہیں۔ قوم کی یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ کے راستہ میں رفاہِ خلاق کے لئے کوئی موانع پیش نہ آنا چاہئے اور میڈیوسا *Medusa* کا سر ہماری عدالتوں اور ہماری جماعتوں میں اب پھر ظاہر نہوگا۔ اس موقع پر سیانی *Sicye* کا طرز عمل پوری طرح سے ثابت کرتا ہے کہ سائیم سے وہ برابر حکومتوں کی وضع کو برقرار رہا ہے اور اب موجودہ فرماں روائی پر وار کرنا چاہتا ہے سیانی کو گولی کے چراغ جلانا چاہئے کہ ایسی خوش قسمتی کے ساتھ اور ایسا غیر متوقع طور سے مصیبت سے کورا بچکر نکل گیا۔ لیکن جتنا میں بوڑھا ہوتا جاؤ لگا مجھے یہ دیکھنے کا موقع ملتا جائیگا کہ ہر شخص اپنی تقدیر کا لکھا کس طرح پورا کرتا ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ یقینی طور سے دریافت کر لو کہ سینٹ ڈونلڈ کو رسد بھیج دی گئی یا نہیں اور اس کو تو میں

لے داند قدیم کی روایتوں کے موافق قوری اور کینو کی تین بیٹیاں تھیں جن کے نام آتھینو، یوریل اور میڈیوسا تھے۔ یہ نہیں سوائے میڈیوسا کے نہیں سکتی تھیں ان کے بالوں میں مارسیا ہ چھاں تھے تاہم بچ کے تھے اور جسم ایسے سنوں سے ڈھکا ہوا تھا کہ جن میں کوئی چیز اثر نہ کر سکتی تھی اور ان کے دانت بھی سوکر کے دانتوں کی طرح پلے تھے۔ ان کی صورت ایسی ڈروانی تھی کہ جس کسی کو وہ نگاہ بھر کے دیکھی تھی وہ ہتھوڑا ہوتا تھا۔ پریس نے ان کو فتح کیا تھا کیونکہ دیوتاؤں نے اُس کو اپنے اسلحہ مستعار دئے تھے اُس نے میڈیوسا کا سر کاٹ لیا اور مرد کو دیدیا جس نے اُس کو مندر میں ڈھال پر رکھ دیا۔ لیکن اُس میں اب بھی یہ تاثیر باقی تھی کہ سامنے جانے والا ہتھوڑا ہوتا تھا میڈیوسا کے سر سے خون کے قطرے گرے تھے اور اُن میں آتھینس سے ہرگز نہ سانس پیدا ہو سکے تھے ۱۲ مترجم۔

فرض کئے لیتا ہوں کہ تم نے چٹلیٹ *Chatelet* کو تو منسوخ ہی کر دیا ہو گا
اگر وزیر صغیر بجر کو بادشاہ نپلس کے جہازوں کی ضرورت ہو تو وہ ان کو کام میں لاسکتا ہے
جنرل جروٹن نے پیڈمانٹ کے متعلق قابل اطمینان اطلاع بھیجی ہے۔

”میری خواہش ہے کہ سٹیزن *Citizen* روار فوجی ڈیویشن نمبر ۱۲
کو بھیجا جاوے کہ سپے ماسٹر *Pay Master* (تخوہ تقسیم کرنے والا افسر) کا حث
جلیغے۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ نمبر ۱۳۔ اور نمبر ۱۴ کے ڈیویشن کے پنے ماسٹروں
کا بھی حساب جانچا جاوے۔ اور سٹیزن روار کی طرح کوئی شخص اس کام کے واسطے بھی
ماور کیا جاوے۔ اس بات کی شکایت ہوئی ہے کہ تولیدار اور پوسٹ ماسٹر جہاں تک
ہو سکتا ہے روپیہ دینے میں تامل کرتے ہیں۔ سلطنت میں ان سے بڑی تکلیف
ہوتی ہے۔

”کل میں نے چند کارخانے دیکھے۔ میں محنت اور سخت کفایت شعاری پر محنت
ان کارخانوں میں کام لیا جا رہا ہے بہت خوش ہوا۔ اگر سرمایہ کی شدت کا یہی حال
رہا تو میری رائے میں سو الاکہ فرانک مانا نہ جو وزیر صغیر داخلی خیراتی مدینے دیتا ہے
کافی بنوں گے۔ میں ہزار فرانک لکڑی تقسیم کرنے اور گرجوں اور دوسری بڑی عمارتوں
میں جہاں بہت سے لوگ تاپ سکتے ہیں آگ روشن کرنے کے لئے اور دینا
ضروری ہو گا۔“

۳۱۔ جنوری کو نپولین پریس میں آیا۔ اس عرصہ میں ٹریبیونٹ *Tribunate*
اور لژیسلیٹو کونسل *Legislative Council* کے اراکین کا انتخاب ہو چکا تھا۔
جملہ اراکین جنھوں نے مذہب سچی کے بحال کرنے کی تجاویز اور نئے ضابطہ دیوانی کے
اختیار کرنے میں نپولین کی مخالفت کی تھی علیحدہ کر دئے گئے۔ اور ان کے بجائے
ایسے اراکین قائم ہوئے جنھوں نے فرسٹ کانسل کی تجاویز کو پسند کیا تھا۔ اب نپولین

کا کوئی مغل نہ تھا اور ہر طرف سے اطاعت کا انبار ہو رہا تھا۔ نپولین کی مراجعت پر ملت کے تمام افسر حصولِ ملازمت کو حاضر ہوئے اور اُسی پُرپوش زبان میں جس کی نپولین کی صفات و عادات اور عالی شان کارگزارِ یورپ اُسے اُن کو تحریک کی تھی اُس کو مبارکباد دی۔ وہ بادشاہ ہو چکا تھا۔ اُس کو وہ شاہی اختیارات حاصل تھے جو یورپ کے کسی بادشاہ کو حاصل نہ تھے۔

ایک ہی مقصد پر اُس کے زبردست عزم و ہمت مصروف تھے۔ فرانس اُس کی ریاست تھی۔ اُس کا تاج بھی اُس کا سب کچھ تھی۔ فرانس کی عظمت اُس کی عظمت تھی فرانس کی خوش حالی اُس کی خوش حالی تھی اور فرانس کی تو نگری اُس کی تو نگری تھی۔ جیسی اتنی نفس کشی۔ تعلق خاطر۔ شبانہ روز کی محنت و مشقت سے نپولین نے فرانس کی یہودی کے واسطے کام کیا تھا۔ کسی باپ نے اپنی اولاد کے لئے کبھی نہ کیا ہوگا۔ اُس کو تن پروری کا شوق نہ تھا۔ اُس کو آرام و آسائش سے محبت نہ تھی۔ خواہشائے نفس کی طرف اُس کا رجحان نہ تھا۔ فرانس کو ترقی دے کر خوش حال کر دینا۔ دولت مند بنا دینا اور طاقتور کر دینا اُس کی لامحدود بلند نظری تھی۔ قریب قریب فوق العادت کامیابی جو اُس کی کوششوں میں اب تک ہوئی تھی اُس کی خواہشوں کو بڑھاتی تھی اور اُس کی امیدوں کو تحریک کرتی تھی۔ اُس کی یہ خواہش نہ تھی کہ دوسری قوموں کو براہِ کر کے فرانس کو ترقی دے بلکہ اُس کی یہ تمنا تھی کہ فرانس کو جامع صفات بنا دے اور سب قوموں کا ابا کر دے۔ کہ وہ فرانس کو خوش حالی سرسبزی۔ اور ذکاوت کا ایک نمونہ سمجھیں۔ اس وقت نپولین کی اعلیٰ بلند نظری ایسی تھی۔ اور یہ بلند نظری ایسی عالی اور محیط تھی کہ کسی انسان کے خیال میں اس سے بڑھ کر نہ آئی ہوگی۔

یہ قدرتی ہے کہ ایسی بلند نظری دوسری قوموں کو کیوں پسند آنے لگی تھی۔ نپولین کا تو یہ عزم بالآخر تمنا تھا کہ فرانس سب سے اول ہو جائے۔ لیکن اُس نے اپنا یہ رجحان

ہرگز ظاہر نہ کیا تھا کہ دوسری قوموں کی سرسبزی کو برباد کر دیگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُس کی دماغ - خوبی اخلاق - خانگی محنت و دستکاری - بیرونی تجارت - عظیم الشان قومی عمارتوں سے فرانس میں ایسا جوش پیدا کر دے کہ میدان سعی میں فرانس کے سمندر کو کسی قوم کا سمندر نہ پہنچے۔

اس میدان سعی میں فرانس کا ایک حریف تھا۔ یعنی - انگلستان - فرانس کی آبادی قریب چار کروڑ کے تھی۔ اور برطانیہ اعظم میں ڈیڑ کروڑ باشندے آباد تھے۔ لیکن اپنی نو آبادیوں سے وہ دنیا کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔ اور اپنے جہازوں سے سمندر پر حکومت کر رہا تھا۔ نپولین کہتا تھا کہ فرانس کی بھی اسی طرح جہاز اور نوآبولیاں ہوں۔ برطانیہ اعظم کے مدبر اس کا یہ جواب دیتے تھے کہ اگر فرانس کو اس بات کی اجازت دیدی گئی تو برطانیہ اعظم درجہ دوم کی طاقت رہ جائیگی۔ اور فرانس کا محکوم بننا پڑیگا۔

اس میں کلام بھی کیا تھا۔ کیا تاریخ کی ایسی فاش غلطی کی طرف سے انھیں بندھتے؟ کیا فحتمند بلند نظری کے لمحہ میں بشر ایسا متوسط الجیال ہو سکتا ہے کہ ہم اُس کی طاقت پر پہنچ جانے پر راضی ہو جاویں اور اُس کے محکوم بن جاویں۔ برطانیہ اعظم سمندروں پر بڑی کامل حکومت رکھتی تھی۔ وہ تنکیر ہو گئی تھی اور اُس نے اپنی طاقت کا بیجا استعمال کیا۔ وہ سب قوموں کو نقصان پہنچانے لگی۔ لیکن اسی طرح نپولین کے عادات و اطوار بھی کوئی مخصوص حلیم عادات و اطوار نہ تھے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ برطانیہ اعظم کی طرح طاقت پر پہنچ کر جس کا کوئی قوم مقابلہ نہ کر سکے وہ بھی برطانیہ اعظم کی طرح نہوگا بلکہ اُس سے بڑھ کر اعتدال والا اور میل جول والا ثابت ہوگا پس کوئی راستہ یا شخص اس بارہ میں برطانیہ اعظم کو متہم نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے اعلیٰ رتبہ اور بحری برتری سے دست بردار ہو کر فرانس کی خواہ مخواہ محکوم بن جاتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرانس کی اس

خواہش پر کون کچھ چینی کر سکتا ہے کہ وہ بھی اپنی نوآبادیاں قائم کرے۔ اپنی تجارت کو دوسرے دوسری قوموں سے اتحاد پیدا کرے۔ جہاز تیار کرے اور منشی و تری میں اپنے کو محفوظ کرے۔

پنولین نے خود اسی عالی حوصلگی سے جس سے اُس کے صفات و عادات ممتاز رہے ہیں اگرچہ بعض اوقات وہ اُن محاسناتوں سے جھلکا بھی اٹھتا تھا جو اس وقت متعارف نہ تھے۔ اُن اعتیارات و مراتب کا جن سے اُس کے دشمنوں کے اور بھی زیادہ حوصلے بڑھتے جاتے تھے اچھے کلمات سے ذکر کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اُس کے مخالف اس عالی حوصلگی کا نہایت ہی شاؤ بدل کرتے تھے۔ اس شدید باہمی محاسنت میں ضرور ایک بات حق تھی اور ایک ناحق تھی لیکن اس کا پورا موازنہ کرنا آدمی کے لئے بہت دشوار کام ہے۔ اس نتیجہ کا فیصلہ تو خود عادل حقیقی کے دربار سے ہوگا۔ اور خیال جس وقت قوت ایمانیہ اور جذبہ اور نیک نیت مقاصد اور ناپاک بلند نظری کی بھول بھلیاں میں ڈالنا ڈول پھرتا ہے تو مغموم ہو جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا بڑی زبون سنہ ہے۔ قوموں کا سوانگ ایک غم اندوز واقعہ کا ٹانگ ہے۔ آدمی کی قسمت غمناک ہے۔

اُن بڑی ترقیوں کو جو اس وقت فرانس کر رہا تھا اب انگلستان روز افزوں خطرات کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ فرسٹ کانسل کے عزم و ہمت فوق العادہ معلوم ہوتے تھے وہ نہایت ہی گہری ذہانت اور نہایت ہی بعید رس دور اندیشی کا اظہار کر رہا تھا۔ لیجے لندن میں آج خبر آئی ہے کہ فرسٹ کانسل اٹلی کی ریلپک کا پریلیٹ کیا اور چپاس لاکھ آدمی اُس کی سلطنت میں اور اضافہ ہو گئے۔ اور کل لندن میں دوسری اور خبر پہنچتی ہے کہ فرسٹ کانسل جزیرہ ایلہا میں نوآبادی قائم کر رہا ہے اور ایک جرافونج سینٹ ڈونگو کو جارہی ہے کہ وہاں بھی نوآبادی قائم ہو۔ اور ان خبروں سے

انگلستان گھبرا گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور اعلان ہوا کہ نپولین نے اسپین سے ٹوٹی خرید لیا اور دریا سے سی سہلے *مد مد مد* کی شاداب وادی میں فرانسس آبادی متایم کر رہے ہیں۔ پھر اسی کے ساتھ فرانس میں اندرونی اعتبار سے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا تھا۔ کارخانے۔ ٹیکس۔ پل۔ اور قلعے ہر جگہ تعمیر ہو رہے تھے فرانس کے ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے ہتھوڑے کی آواز گونج رہی تھی اور ہر مہینہ تین رو کی تعداد بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اس ترقی کو انگلستانی حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن انگلستان کے مدبر اس ترقی کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اپنی دوسری افکار کے درمیان نپولین چند ماہ سے فرانس کے بچوں کی تعلیم کی عظیم الشان تجویز کو چننے کر رہا تھا۔ اُس نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کے مدارس کے لئے ایک تجویز کا مسودہ لکھا۔ اور تعلیم کا کورس تجویز کیا۔ لیکن یہ بات ذرا تعجب کی ہے کہ باوجود اپنے علوم و فنون کے رجحان کے کلاسیکل (یونانیوں اور رومیوں کی مستند علم ادب کی تصانیف) تعلیم کو اُس نے اعلیٰ طبقہ میں رکھا۔ شاید اس کا یہ سبب ہو کہ شجاعان قدیم کا وہ مشہور معرکہ تھا۔ یونان اور روم کے واقعات کے ذخیرے سے خود اُس کا و مانع معرکہ تھا۔ یہ جملہ مدارس۔ حربیہ مدارس کے نمونہ پر قائم ہوئے۔ اسلئے کہ فرانس مخالف قوتوں کے عین وسط میں واقع ہوا تھا۔ نپولین نے ضروری خیال کیا کہ حربی تعلیم عام ہونا چاہئے ان مدارس میں مذہبی تعلیم پادری دیتے تھے۔ اور حربی تعلیم پر اُنے فوجی مضامین دیتے تھے جو فوج سے علیحدہ ہو گئے تھے اور علوم و فنون کی تعلیم یورپ کے لائق ترین اشخاص دیتے تھے۔

فرسٹ کانس نے تعلیم نسوان کی طرف خاص توجہ کی۔ اُس کا مقولہ تھا کہ "فرانس کو اپنے نئے جنم کے لئے کسی شے کی اس قدر ضرورت نہ تھی جتنی لائق ماؤں کی ضرورت

۱۲ مترجم

تھی، فرانس کی لڑکیوں کو ان مدارس میں لے جانے کے لئے پچاس لاکھ فرانک چھ ہزار مارک کو جہاں مفت تعلیم دی جاے عنایت کئے گئے۔ دس مدرسے قانونی تعلیم کے لئے کھولے گئے۔ نو طبیہ مدارس جاری ہوئے اور ایک مدرسہ صنعت و حرفت کا کھولا گیا جس کا نام ”سٹرکوں اور پلوں کا مدرسہ تھا“ تھا۔ علوم و فنون کے مدارس کا یہ پہلا نمونہ بنے ہوا سمجھا جاتا ہے اور یہ مدارس فرانس میں آج تک جاری ہیں۔ ان مدارس میں بلا شرکت غیرے کسی کو حقوق حاصل نہ تھے۔ اور قطعی برابری کا لحاظ رکھا گیا تھا۔ سب مدارج کے طلبہ کی ایک حالت تھی اور ایک بے روک میدان ترقی ان کے سامنے کھول دیا گیا تھا۔ ”نیولین نے کہا“ ابھی تو یہ ابتدا ہے۔ رفتہ رفتہ ہم اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کام کریں گے۔“

اب نیولین نے ایک تجویز اور پیش کی جس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور یہ تجویز لیجن آف آنرز کے متعلق تھی۔ پہلا اور بڑا زبردست انقلاب کا اصول تھا کہ خطاب معدوم کر دئے گئے تھے اور ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو سینیئر (ستری) کے لفظ سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ نیولین نے چاہا کہ انعام کا ایک طریقہ قائم کرے جس سے بہادری کے کام کرنے کی طرف لوگوں کا حوصلہ بڑھے۔ اور ان اشخاص کی عزت افزائی ہو جو عزت کے مستحق ہوں۔ جس وقت سے صلح ہوئی تھی بہت سے مغرور غرور لوگ فرانس میں آئے تھے۔ نیولین بڑی آرزو کی نظر سے دیکھتا تھا کہ رعایا ان لوگوں کے تمنوں اور لیٹھیں فیتوں کو جن سے ان کے سینے آراستہ تھے نجوشی دیکھتی ہوئی ان کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی۔ اور جب یہ نامور لوگ آتے اور جاتے تھے تو لوٹی لیرز کا صحن فرانس کے لوگوں سے بھر جاتا تھا۔ کونسل میں جہاں نیولین کی فصاحت مشہور تھی اور جہاں اس کو اختیار حاصل تھا اس نے اپنی رائے پر حسب ذیل بحث کی ”وہا ان نمائشی کاموں کو دیکھئے جن کو ہمارے ذکی لوگ حقارت کی نظر سے

دیکھتے ہیں لیکن ان کی اسباب کی طرح جہوران نمائشی کاموں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔ وہ ان رنگارنگ فیتوں کو اُسی شوق کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے وہ مذہبی دھوم دھام کو دیکھتے ہیں۔ یہ جمہوری حکماء فرماتے ہیں کہ یہ محض نمائش ہی نمائش ہے۔ اچھا اسے نمائش ہی تصور کیجئے۔ لیکن یہ نمائش تو وہ کمزوری ہے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ اور اس نمائش سے ہم بڑی بڑی نیکو کاریوں کے نتیجے نکال سکتے ہیں۔ انھیں نفرت کئے گئے نمائش پسند لوگوں میں سورا پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی خیالات کے لئے عبادت ضروری ہے۔ لیکن پر شکوہ شریفانہ خیالات کے لئے ایسی نمائش کی حاجت ہے جو آنکھوں سے نظر آئے۔ قوموں کو چاہئے کہ وہ بھی انوار انسانی سے بڑھ کر اپنے کو انوکھانہ بنالیں۔ دنیا کے راستہ سے خلاف چلنا ایسی بات ہے جس پر سمجھدار اور باجیا آدمی ملامت کرتے ہیں تمام ممالک میں ایسے فیتوں کا رواج ہے اور ان فیتوں کو فرانس میں بھی استعمال ہونے دو اور اس سے یورپ کے ساتھ ہمارا ایک اور اتحاد کا ذریعہ پیدا ہو جائیگا ہماری ہمسایہ قومیں یہ فیتے خاندانی لوگوں کو دیتی ہیں اور میں یہ فیتے ارباب جوہر کو دوں گا یعنی اہل سیف اور اہل قلم میں جن کی اعلیٰ خدمت ہوگی یا اہل حرفت میں جو اعلیٰ درجہ کی صنعت کا کام بناو لینگا۔“

اس پر اعتراض ہوا کہ لیجن آف آرز کا بحال کرنا تو قدیم شاہی رواجوں کی طرف رجوع کرنا ہے جن کو انقلاب نے منسوخ کیا ہے۔ پولکین نے تعجب کے لہجہ سے پوچھا اس میں بھلا بادشاہی رواجوں کی کونسی بات ہے یہ فیتے شخصی ہونگے اور جن حیا کی ہونگے۔ اور صرف اُن اشخاص کو دیے جائینگے جن سے نمایاں خدمات کا اظہار ہوا ہوگا۔ خواہ یہ اشخاص اہل سیف سے ہوں یا اہل قلم سے ہوں۔ یا دوسرے پیشوں سے متعلق ہوں۔ اور صرف اُن کی ذات تک محدود ہونگے اور صرف اُن کی حیات تک محدود ہونگے۔ ترکہ میں اُن کی اولاد کو نہیں پہنچینگے۔ یہ بات

امراے زمانہ کے عملدرآمد سے بالکل خلاف ہوگی۔ کیونکہ امر کی حکومت کا لب لباب تو یہی تھا کہ خطابات باپ سے بیٹے کو وراثت میں منتقل ہوتے تھے چاہے بیٹے میں باپ کے سے جو ہر ہوں یا نہوں۔ پرانی حکومت جن کو انقلاب کی کل نے منہدم کیا ہے ابھی ایسی منہدم نہیں ہوئی ہے جیسا یقین کر لیا گیا ہے۔ وڈی کے باشندے خنجر ورج رجبڑہورہے ہیں۔ پادری دل سے ہمارے طرف دہلی نہیں ہیں اور ان دو لفظوں پر ”شرعی بادشاہ“ ہزاروں آدمی مسلح ہو جائینگے۔ لہذا ضرور ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے انقلاب میں شرکت کی ہے ایک معاہدہ کی رو سے متحد ہو جائیں۔ اور اس اتفاقیہ امر پر کہ صرف ایک شخص (بادشاہ) کا سر قلم کر دیا جاسکے بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ وس برس سے ہم متواتر منہدم ہی منہدم کر رہے ہیں لیکن اب ہم کو چاہئے کہ ایک ایوان کی بنیاد رکھیں۔ یاد رہے کہ یورپ سے ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی ہے اور یقین جانئے کہ یہ جنگ پچھچھڑی گی۔“

اب اس پر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ لیجن آف آف صرف فوجی صیغہ سے محدود رہنا چاہئے۔ پنپلین نے جواب دیا ”نہیں ہرگز نہیں۔ صرف فوج ہی میں الخام تقسیم نہیں ہوتے سب اہل جوہر باہم بھائی بھائی ہیں۔ کانٹنشن کے پریڈنٹ کی جرات کو جسے جمہور کا مقابلہ کرنا ہے کلیئر *clear* کی شجاعت سے تشبیہ دینا چاہئے جو ایکری پر دھاوا کرنے کے لئے اپنے رہنوار پر سوار ہوا تھا۔ یہ بات حق بہ جانب ہے کہ اہل سیف اور اہل قلم دونوں کو الخام ملنا چاہئے۔ اور وہ لوگ جو اس راستہ میں سنگاہ میں وحشیوں کی طرح دلیل پیش کر رہے ہیں۔ یہ مذہب توجیوانوں کا ہے جس کی وہ ہم سے تعریف کر رہے ہیں۔ قلم کو سیف کے مقابلہ میں ضرور استحقاق حاصل ہے شجاعت لہ وڈی۔ فرانس کا ایک مقام جہاں گے سرداروں نے سٹائم سے سٹائم تک ریلنگ کی فوجوں کا بڑے سڈو سے مقابلہ کیا تھا ۱۲ متر جم۔

بے علم و فضل کے بیچ ہے۔ زمانہ ہجالت میں شدہ زور آدمی سردار ہوا کرتا تھا اور اب ہر شخص جبریل ہوتا ہے جو بہادری میں سب سے زیادہ لائق اور ہوشیار ہوتا ہے۔ قاہرہ میں مصر والوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ باوجود ایسے عظیم جہت کے کلیئر سپلائیوں نہ تھا جب مراوے نے ہمارے طرز جنگ کو بغور دیکھا تو وہ سمجھا کہ سوا میرے (پولین) اور کوئی ایسی فوج کا جبریل نہ ہو سکتا تھا جس کی نقل و حرکت اور طرز جنگ ایسے مخصوص تھے۔ تم بالکل مصر والوں کی طرح حجت پیش کرتے ہو جب کہ تم صرف اس بات پر زور دیتے ہو کہ انعام فوجی خدمات سے محروم کر دیے جاویں۔ تم سے تو سپاہیوں کی سمجھ چھی ہے۔ ذرا شب میں اُن کے قیام گاہ پر جاؤ اور غور سے سنو کہ وہ کیسی باتیں کرتے ہیں تمہارا یہ خیال ہوگا کہ سب سے قد آور اور سب سے دھیمہ افسروں کی اُن کے دل میں سب سے زیادہ وقعت ہے۔ کیا تمہارا یہی خیال ہے کہ وہ سب سے زیادہ بہادری کی سب سے زیادہ عزت کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایسے شخص سے ضرور نفرت کرتے ہیں جس کی بہادری میں شبہ ہو۔ لیکن ایسے شخص پر جو صرف بہادری ہی بہادری ہو وہ ایسے شخص کو ترجیح دیتے ہیں جو سب سے زیادہ زیرک اور دانا ہو۔

”رہا میں تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں فرانس پر اس وجہ سے فرماں روائی کر رہا ہوں کہ میں ایک بڑا مشہور جبریل ہوں۔ نہیں اس کا سبب یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا یہ سبب ہے کہ ایک مدبر اور محسوس کی صفات مجھ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ تلوار کی حکومت کو فرانس ہرگز برداشت نہ کریگی۔ اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں بڑی بھاری غلطی میں ہیں تلوار کی حکومت برداشت کرنے کے لئے پچاس برس کی غلامی بڑی ذلت کے ساتھ پہلے درکار ہے فرانس ایسا شریف اور ایسا ذہین ہے کہ ماویٰ زور کا مطیع نہ ہوگا۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ارباب علم و فضل۔ نیکوکار۔ اور فن و ہنر

لوگوں کی عزت کریں۔

جمہوری حکومت کی سچی روح حقوق میں برابری ہے۔ اور اکتسابِ زر و جرّہ
منفعت و عزت نہیں ہے۔ اور ایسے موروثی خطابات اور حقوق کا منسوخ کر دیا جاتا
ہے جن کی بنیالیاقت پر نہو۔ لیکن آف آئز کا نشان اُن سب لوگوں کو دیا جانے کو تھا
جنہوں نے ذہانت۔ نفس کشی اور محنت سے ثمرت پیدا کی ہو۔ یہ ایسا انعام تھا جو
ملک کے اونی سے ادنیٰ و ہتان کو دیا جاسکتا تھا۔ تاہم اُن کا ردایوں سے
جن میں پرانی شاہی باتوں سے ذرا بھی مشابہت ہوتی تھی اُس وقت فرانس میں
سخت مخالفت کی جاتی تھی اور معاملہ موجودہ میں اگرچہ ایک جماعت کثیر نے موافق رہے
ویدی تھی پھر بھی سخت مخالفت موجود تھی۔ پولین کو اس سے سخت تعجب ہوا اور
وہ بیورین سے کہنے لگا۔

”بیورین تمہاری رائے صحیح ہے۔ لوگوں کو اب بھی میرے ساتھ بجا عداوت
موجود ہے۔ مجھے انتظار کرنا چاہئے تھا۔ اور اس معاملہ کو پیش کرنے کی کوئی جلدی نہ تھی
لیکن اب تو یہ معاملہ پیش ہو ہی چکا اور تم جلد دیکھ لو گے کہ لوگوں کا مذاق ان باتوں کی
طرف سے ابھی مڑو نہیں ہو گیا ہے۔ یہ وہ مذاق ہے جو فطرتی ہے اور تم دیکھو گے
کہ اس سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہوں گے۔“

اس عزت میں چھ ہزار آدمی شریک کے جانے کو تھے۔ اور اس کے چار
درجے قائم کئے گئے۔ بڑے بڑے جلیل القدر افسر۔ کمانڈر اور معمولی افسر داخل
لوگ۔ یہ نشان صرف ایک منج ریشمین فیتہ تھا۔ جو بٹن کے سوراخ میں نصب
کر دیا جاتا تھا۔ پہلے درجہ کے لوگوں کا پانچ ہزار فرانک سالانہ تھا۔ دوسرے درجہ
والوں کا دو ہزار تیسرے درجہ والوں کا ایک ہزار اور چوتھے درجہ والوں کا ڈھائی
ہزار فرانک سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔ معمولی سپاہی تارک الدنیا۔ عالم۔ کاریگر اور صنعت

لوگوں کے سینوں پر وہ ہی عزت کا نشان لگایا گیا تھا۔ جو جنرل - امیروں اور بادشاہوں کے سینوں کو رونق دے رہا تھا۔ اور لیجن آف آئز کا عین فرانس کے مذاق کے موافق ہونا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد کو فرانس کی حکومت میں اگرچہ خوب خوب انقلاب واقع ہوئے لیکن لیجن آف آئز کا طریقہ منسوخ نہیں ہوا۔ تھیرس کہتا ہے "لیجن آف آئز کو مقرر کئے گئے اگرچہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا ہے۔ لیکن تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رواج کو صدیاں گزر گئی ہیں۔ ہر قسم کے جوہر۔ لیاقت۔ علم اور شجاعت کا یہ بڑا معاون ہو گیا ہے۔ اور اس اعزاز کی بڑے بڑے امراء و شاہزادگان یورپ جن کو سپنہ خاندانوں پر پورا فخر ہے بڑی تمنائیں کرتے ہیں۔"

اب نپولین کی ہر دلخیزی لا محدود تھی اور بالعموم بڑا پر آرزو قوم کا میلان خیال اب یہ ہو رہا تھا کہ فرسٹ کانسٹل کے سامنے قومی شکر گزاری کا ایک عالی شان ثبوت پیش کیا جائے اور یہ ثبوت ایک ایسی سند کے ذریعہ سے دیا جاوے جو خود اسی طرح عالی شان اور اُس بڑے آدمی کے شایاں ہو جس کے سامنے وہ قبولیت کے لئے پیش کی جاوے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ سند اُس ٹیپی

سے جن اشخاص کو لیجن آف آئز کا فہم عطا کیا جاتا تھا اُن کو اس طرح منتم دی جاتی تھی۔ میں اپنی غیرت و آبرو کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ریسپیک کی خدمت میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دوں گا۔ اور ریسپیک کی ملک محدودہ کا اپنے غم و ثبات کے ساتھ حامی رہوں گا۔ اُس کی گورنمنٹ کا مطیع رہوں گا اور حفاظت کروں گا۔ اُس کے قوانین اور اُس کی ملکیت کا جو ان قوانین کی حفاظت میں ہوگی محافظ رہوں گا اور ہر طریقہ سے جس کی انصاف عقل اور قانون کے ذریعہ سے اجازت ہوگی میں اُن تمامی امور کی مخالفت کر دوں گا جن سے امرای حکومت قائم ہو سکتی ہو یا وہ خطابات اور اعزاز جو خود حکومت سے متعلق ہوں از سر نو زندہ ہوتے ہوں اور جہاں تک میری طاقت میں ہے آزادی اور ہمہ گیری قائم کرنے میں ساعی ہوں گا۔ جب پھر سے بادشاہت قائم ہوئی تو اس قسم میں خفیف مناسب موقع ترمیم و

قوم کے حسب شاں ہو جو اُس کو عطا کرے۔ ٹریڈیونل کے پریڈیونل کے ٹریڈیونل کے سبب ذیل تقریر کی ہے۔

”سب قومیں ایسے شخص کو جس نے نمایاں کارگزاروں سے اپنے ملک کی خدمت کی ہو اور اُس کو خطرات سے بچایا ہو عزت دیتی ہیں اور قومی شکر گزاری پر پورن بونا پارٹ سے بڑھ کر کسی شخص کا کبھی استحقاق ہوا ہوگا جنرل بونا پارٹ کی شجاعت و ذکاوت نے فرانسیسی قوم کو طوائف الملوکی کی شدائد سے بچایا ہے اور جنگ کی ہمتا سے محفوظ کیا ہے۔ اور فرانس ایسا شریف اور ایسا عالی حوصلہ نہیں ہے کہ انیسویں صدی اور احسان کا معاوضہ لئے بغیر خاموش بیٹھا رہے گا۔“

پنولین کے پاس فوراً ایک وفد روانہ ہوا۔ کہ اظہار الفت اور شکر گزاری کے متعلق اُس سے مشورہ کیا جاوے۔ پنولین نے مع اپنے دوسرے ہم منصبوں اور پبلک کے افسروں کے اس وفد کا دوسرے دن ٹوٹی لریز میں استقبال کیا اور بڑی سنجیدگی اور کسر نفسی کے ساتھ سکوت سے اپنے کارہائے نمایاں کی پرآب و تاب تقریفوں کو سناتا رہا اس کے بعد اُس نے حسب ذیل جواب دیا۔

”میں بڑی صدق دلی سے اُس خواہش کو جس کا ٹریڈیونل نے اظہار کیا ہے قبول کرتا ہوں۔ میں سوائے اس کے اور کسی شان و شوکت کا متمنی نہیں ہوں کہ اُس کام کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے مکمل کروں۔ میں کسی اور انعام کا خواہشمند نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میرے شہری مجھ سے محبت کریں۔ میں اپنے کو خوش نصیب خیال کروں گا اگر اُن کو اس بات کا کامل یقین ہو جائے کہ وہ سب مصائب جو اُن پر واقع ہو سکتی ہیں میرے لئے ہمیشہ بڑی ہمتی کا باعث ہیں اور یہ کہ زندگی مجھے صرف اسی لئے عزیز ہے کہ میں اپنے ملک کی خدمات کرنے کے قابل ہو سکوں اور موت میرے واسطے کوئی تلخی کی بات نہ ہوگی اگر مرتے دم میں

ریپبلک کی خوش حالی کو اُسی طرح مستحکم دیکھ سکوں جس طرح اُس کی شان و شوکت مستحق ہے۔“
 یہ سب کچھ تھا لیکن وہ الغام کیا تھا جو نپولین کو دیا جاسکتا تھا۔ اور یہی بڑا اہم اور
 مشکل سوال تھا۔ کیا نپولین کو دولت دی جاتی؟ لیکن دولت کی اُسے کوئی پروا نہ تھی۔ کورڈ
 روپیہ اُس کے اختیار میں تھا لیکن اُس نے وہ سب ریپبلک کے خزانہ میں داخل کر دیا
 آرام و عیش اور تن آسانی اُس کے لئے کوئی دلفریب چیز نہ تھیں۔ کیا اُس کی یادگاریں
 قائم کی جاتیں اور اُس کے نام کے ساتھ خطابات اضافہ کئے جاتے؟ لیکن نپولین
 ان چیزوں کو تو صرف مقصد براری کے ذریعہ خیال کرتا تھا۔ اور یہ یادگاریں خود کوئی شے
 نہ تھیں۔ صرف ایک شے جس کی اُس کو خواہش تھی وہ یہ تھی کہ اُس کے اختیارات وسیع
 کئے جاتے۔ اور یہ اختیارات ایسے تھے جن سے وہ دوسروں کے لئے بڑے
 نتیجے نکال سکتا تھا۔ اور پھر اس طرح اپنا نام اور اپنی شہرت مستحکم کرتا جو بے لوث اور
 لافانی ہوتی۔

لیکن نپولین کے اختیارات میں وسعت کس طرح دی جاسکتی تھی۔ اُس کو قریب
 قریب کامل اختیارات تو حاصل ہی تھے۔ اور جو اُس کے جی میں آتا تھا کر سکتا تھا۔
 جملہ مجالس کے اراکین صرف اس لئے کام میں مصروف تھے کہ اُس کی تجاویز زیادہ
 عزم و ثبات کے ساتھ پوری ہوں۔ یاد ہو گا کہ نپولین دس سال کے واسطے کانسل
 مقرر ہوا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اب واقعی کوئی ایسی شے باقی نہ تھی جو اُس کو دبیجائی
 اور اُس سے اُس کو خوشی ہوتی۔ اور اگر کوئی ایسی شے تھی تو صرف یہی تھی کہ اُس کی
 میعاد حکومت میں اضافہ کیا جاتا۔ اور یہ میعاد یا تو دس سال کے لئے اور بڑھا دی جاتی
 یا وہ اپنی تمام زندگی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہو جاتا۔

اب یہ عام ٹٹول تھی کہ نپولین کیا چاہتا ہے۔ ہر ایک ممکن ذریعہ سے چارہ جوئی
 کی گئی کہ خود اُس کے منہ سے اُس کی خواہش کا حال معلوم کیا جائے لیکن کچھ نتیجہ نہ

سینیٹ کا ایک رکن بکسے سرزیکے پاس گیا اور اُس سے پوچھا ”وہ کونسی بات ہے جس سے جنرل بونا پارٹ کو خوشی ہوگی۔ کیا وہ بادشاہ ہونا چاہتا ہے؟ صرف اُس کو اپنے منہ سے ایسی بات کہہ دینا چاہئے اور بادشاہت کے پھر سے قایم کر دیے جانے کی بابت ہم راسے دینگے۔ یہ کام ہم اُس کے لئے بڑی خوشی سے کریں گے کیونکہ وہ اس عہدہ کے لائق ہے۔“

لیکن فرسٹ کانسل نے سخت خاموشی اختیار کی تھی۔ اور اُس کے نہایت بے وسنت بھی اُس کی پوشیدہ خواہشوں کی ایک جھلک نہ پاسکے۔ اور انجام کار یہ سوال صاف صاف اور بڑے اصرار کے ساتھ خود اُس کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

اُس نے ظاہر بڑے انکسار سے کہا ”میں نے کسی بات پر اپنی رائے کو قیام نہیں کیا ہے۔ اور جہوہ اپنے اطمینان کے متعلق جس قسم کی شہادت کا اہلار کرینگے وہی میری خوشی کا باعث ہے۔“

اب اس سوال پر بحث ہوئی کہ آیا نپولین کی میعاد حکومت میں وسعت دینے کے لئے دس سال اور اضافہ کر دیے جاویں یا وہ جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر کر دیا جاوے۔ کہے سرز نپولین کی بے پایاں بلند نظری کو خوب اچھی طرح جانتا تھا اور وہ واقف تھا کہ اختیارات کا کوئی محدود زمانہ نپولین کی مرضی کے موافق نہوگا۔ اور اُس نے جرات کر کے نپولین سے کہا:-

”اپنی رائے کا اہلار نہ کرنے میں آپ غلطی کر رہے ہیں۔ باوجود آپ کی بڑی بڑی بڑی خدمات کے بعض آپ کے برخواہ جن کو آپ نے سینیٹ میں چھوڑ دیا ہے آپ کی خاموشی کا برا استعمال کریں گے۔“

نپولین نے استقلال کے ساتھ جواب دیا ”ان لوگوں کو ان کے حال چھوڑ دو کیونکہ سینیٹ کی جماعت غالب اُس سے زیادہ کرنے کو ہے اور ہمیشہ کرنے کو تیار

ہے جو انکا جاویگا۔ اور وہ اُس سے زیادہ کودکھائیگی جو مانگے جانے کے علاوہ بھارا خیال ہو سکتا ہے۔“

۸۔ مئی۔ سنہ ۱۹۲۲ء کی شام کو پولیس کی میعاد حکومت میں دس سال اور اضافہ کرنے کا رزلوشن پیش ہوا۔ اس سے پولیس کو غالباً تعجب اور مایوسی ہوئی ہوگی مگر اُس نے اس کا جواب شکر گزاری کے ساتھ دینے کی نیت کی اور یہ کہنے کا بھی ارادہ کر لیا کہ صرف سینٹ ہی کی رائے سے وہ اپنی میعاد حکومت میں اضافہ کو منظور نہ کر سکیگا بلکہ تمام فرانسیسیوں کی رائے کے موافق کاربند ہوگا کیونکہ انھیں کی رائے سے وہ پہلے فرسٹ کانسٹل کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا تھا۔ اور چنانچہ دوسری صبح کو ٹریسٹ کے پاس حسب ذیل اعلان بھیجا گیا۔

اُس قابل قدر عزت افزائی کا ثبوت جو آپ نے اپنی تاریخ کی بحث میں پایا ہے میری لوح دل پر ہمیشہ نقش رہے گا اُن تین سال میں جو میری حکومت کے متعلق گزرے ہیں اقبال مندی ریلنگ کی مساعدا رہی ہے۔ لیکن یہ اقبال مندی کوئی پائدا شے نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جن پر فرانس نے اپنی عنایتوں کا مینہ برسایا چند ہی سال زیادہ زندہ رہے۔ میری شان و شوکت۔ خوش حالی کے مقاصد۔ اور میری پبلک خدمات کی زندگی کا اس لمحہ نے تعین کر دیا ہے جبکہ فرانس کی صلح کا تمام دنیا کے ساتھ اعلان ہوا ہے۔ لیکن ایک شہری کی شان و شوکت اور خوش حالی کو اُس وقت تک خاموش رہنا مناسب ہے جب تک مقاصد فرماں روائی اور پبلک کی حمایت اُس کو نہ لپکائے۔ تم اندازہ کرو کہ جمہور کے واسطے ایک اور نئی قربانی میرے ذمہ واجب الادا ہے اور میں یہ قربانی کرونگا اور اگر جمہور مجھے حکم دینگے اور اگرچہ تم اس بات کو جائز تسلیم کر چکے ہو لیکن جمہور کی رائے سب سے زیادہ ضروری ہے۔“

تہ افرط

ابن پولین فوراً پیرس سے اپنی دیہی قیام گاہ کو مال میں چلا گیا۔ یہ خوبصورت لکڑی پیرس سے بارہ میل جتنی اور اٹلی کی پہلی مم کے دوران میں جوزیفاٹن نے اسے پولین کی درخواست کے موافق خرید لیا تھا۔ پھر اس کے بعد زرکثیر کے صرف سے اس کو وسعت دی گئی اور اُس کو آراستہ کیا گیا تھا۔ پولین اور جوزیفاٹن کی یہ عزیز قیام گاہ تھی۔

بکسے سرزیز نے مجلس شاہی کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا اور بہت طولانی مباحثہ کے بعد علیہ آراء سے یہ بات تجویز ہوئی کہ جمہور کے سامنے حسب ذیل سوال پیش کیا جاوے کیا پولین بونا پارٹ اپنے جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر کر دیا جاوے؟ پھر تجویز ہوا کہ ایک سوال اور پیش کیا جاوے کیا فرسٹ کانسل کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اختیار دیا جاوے؟ فی الحقیقت ریلک کے پردہ میں یہ بادشاہت کا قیام کرنا تھا۔

بکسے سرزیز فوراً مایسین گیا اور یہ دونوں سوال اُس کے سامنے پیش کئے اور اس بات سے سب کو تعجب ہوا کہ پولین نے دوسرے سوال کو فوراً ناپسند کیا۔ اور اُس نے بڑا زور دے کر کہا:۔

تم میرا جانشین کسے مقرر کرنا چاہتے ہو۔ کیا میرے بھائیوں کو مقرر کرنا چاہتے ہو؟ لیکن فرانس جو میری فرماں روائی پر راضی ہو گیا ہے کیا جوزیف اور لئوین کی فرماں روائی پر راضی ہو جائیگا؟ بکسے سرزیز کیا میں تم کو فرسٹ کانسل کر دوں گا؟ تم کو!۔ تم میں ایسی جرات ہے کہ ایسے کام کو اختیار کر سکو۔؟ اور جب کوئی چپاڑی کی وصیت پر عمل نہوا تو یہ ضرور قزین قیاس ہے کہ میری وصیت پر عمل ہوگا۔ آجی حسب مرجا تا ہے تو وہ چاہے کوئی بھی ہو اُس کی حقیقت نہیں رہتی۔

باوجود بہت بڑے اصرار کے پولین نے دوسرے سوال کو قطعی نامنطور کر دیا

رہے مگر صرف پہلا سوال جمہور کے سامنے پیش کیا جاوے۔ اُس علت کا پتہ لگانا جس
 کی وجہ سے پنپولین نے اُس وقت دوسرے سوال کو ایسے غیر متوقع طور سے
 نامنتظر کر دیا ناممکن ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باوجود اس الکار کے پنپولین کو
 سلطنت اور ایسی بادشاہت کا خیال تھا جو در آتا اُس کے خاندان کو پہونچے اور وہ
 ترتیب سلطنت میں آئندہ کی تبدیلی کے لئے بطور وجہ کے یہ ایک غار چھوڑنا چاہتا تھا
 دوسرے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اس زفاہت سے خائف تھا جو اُس کے بھائی
 بھتیجوں میں فرانس کی فرماں روائی جیسی نعمت کی بابت پیدا ہوتی۔ لیکن مورخ جب
 واقعات کی علتوں کا اندازہ کرنا شروع کرتا ہے تو وہ ایک خطرناک زمین پر گام فرماتا
 کہتا ہے۔ جو کچھ پنپولین نے اس موقع پر کیا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی اوسط روش اور
 عالی حوصلہ فعل تھا۔ یعنی اُس نے اپنے جانشین کے نامزد کرنے کے اختیار سے
 انکار کیا اور اپنے انتخاب کئے جانے کو جمہور کی راے پر چھوڑ دیا۔ پینٹیس لاکس
 اڑھ ہزار آٹھ سو پچاسی رائیں تو اُس کے موافق تھیں کہ وہ اپنی تمام عمر کے
 لئے فرسٹ کانسل مقرر کیا جاوے اور آٹھ ہزار کوئی سو اُس کے خلاف تھیں۔
 سو اے کوئی پنپولین کے انتخاب کے کہ وہ تو ایک مستثنیٰ امر ہے۔ نہ اس سے قبل
 اور نہ اس کے بعد کبھی وینیوی فرمانروائی ایسی یک دلی سے قائم کی گئی ہے۔
 اور کبھی کسی بادشاہ کو اس سے بڑھ کر تعزیر قابل اعتراض تخت کا حق حاصل نہیں ہوا
 لافیت نے اپنی راے کے علاوہ حسب ذیل الفاظ اور احادیث کئے۔
 ایسی مجبوری کے لئے میں اُس وقت تک راے نہیں دلیکتا جب تک جمہور کی
 آزادی کی بوری ذمہ داری نہ کر لیا دے۔ جب یہ ذمہ داری کر لیگی تو میں پنپولین کو
 پارٹ کے لئے راے دیتا ہوں۔ اور فرسٹ کانسل سے ایک صحیح عملیات میں لافیت
 نے کہا: آزاد حکومت ہو اور تم اُس کے سردار ہو۔ اور یہی بات ہے جو میری سب خواہشوں

کا احاطہ کرتی ہے، اس کے جواب میں نپولین نے کہا: اصول کے اعتبار سے شاید لافیت راستی پر ہے۔ لیکن اصول کیا شے ہے۔ صرف ایک خیال ہے۔ جب وہ آدمیوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ لافیت خیال کرتا ہے کہ وہ ہنوز ممالک متحدہ امریکہ میں ہے۔ یعنی فرانسیسی گویا امریکا والوں کی طرح ہیں۔ لافیت کو اس کا اندازہ نہیں ہے کہ اس ملک فرانس کے لئے کس کی حاجت ہے۔

اس بڑے اعزاز کے جشن کے لئے ایک دن منتخب ہوا۔ کہ جملہ مجالس اور دول خارجہ کے ایلچی نپولین کو اس اختیار کے حاصل ہونے پر مبارکباد دیں۔ سچا ہی زرق برق دردیوں سے سجے ہوئے ٹوٹی لریز سے لکسم برگ تک دوہرہ صغین باندھے کھڑے تھے۔ فرسٹ کانسٹل نہایت نفیس چرٹ پر سوار تھا جسے اٹھ گھوڑے کھینچتے تھے۔ ایک مصاحب نہایت اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے۔ اُس کی جلوں سلسلے بیٹھا ہوا تھا۔ پریس کی تمام ٹرکوں پر جدھر سے یہ گاڑی گزرنے کو سختی مخلوق کا ارادہ ہو رہا تھا نہایت پرجوش نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ سینیٹ کی مبارک باد کی ایلریں پر نپولین نے حسب ذیل جواب دیا:-

ایک شہری کی جان اُس کے ملک کی ملک ہے۔ فرانسیسی قوم چاہتی ہے کہ میری جان بالکل فرانس کے کام آوے میں اُس کے حکم کا فرماں بردار ہوں۔ اے سینیٹ کے اراکین۔ میری کوششوں۔ بختاری مدد۔ اور افسروں کی اعانت اور زبردست قوم کے اعتماد و معاونت سے۔ آزادی۔ ہمہری۔ اور فرانس کی سرزری باوجود گردش زمانہ اور آئندہ غیر یقینی حالت کے محفوظ و ماموں رہیگی۔ سب سے زیادہ نیکو کار قوم سب سے زیادہ خوش حال ہوا کرتی ہے جیسی وہ مستحق ہے۔ فرانس کی خوش حالی تمام یورپ کی خوش حالی کے معین ہوگی۔ اور اس طرح اُس بڑے قادر کے حکم سے جس سے تمام کائنات کا نظام قائم ہے اپنے فرائض کا انجام

دینے کو مامور ہو کر کہ میں ترتیب انصاف اور حقوق کی برابری پھر قائم کروں۔ تھرکتا ہوا اپنے آخری لمحوں میں میں رضا و تسلیم کے ساتھ اپنی جان قابض ارجح کو سوئپ دو لگا اور آئندہ نسلوں کی رائے کے متعلق مجھے کوئی تڑو نہ ہو گا۔“

دوسرے دن ایک نیا آرٹیکل اُس تبدیلی کے لحاظ سے جو فرسٹ کانسلس کے عہدہ میں واقع ہوئی تھی کانسیٹیوٹن میں کچھ ترمیم کرنے کے واسطے مجلس فرماں روائی میں پیش کیا گیا۔ فرسٹ کانسلس میرے مجلس تھا۔ اور اپنی معمولی فصاحت اور وضاحت کے ساتھ اُس نے آرٹیکل کو دفعہ بدفعہ پڑھا اور اُس کی وجہ کی صراحت کی۔ آرٹیکل میں یہ شرط بھی تھی کہ نپولین اپنا جانشین نامزد کر کے سینیٹ کے سامنے پیش کرے گا۔ اس دفعہ کی نپولین نے حقیقت مخالفت کر کے آخر میں اُس کو مان لیا۔ فرانس کو اس سے بڑی تسلی ہو گئی تھی کہ جوزیفائن کو بھی اطمینان و خوشی ہوئی کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ باؤشاہت اور موروثی تزک کے خیالات اب گاو خور و ہو گئے۔ جوزیفائن۔ مگر اُس اختیار کو جو نپولین کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بابت حاصل ہو گیا تھا بڑے تڑو سے غور کر رہی تھی۔ نپولین جوزیفائن کا بڑی ہمدردی سے رفیق تھا۔ ہوٹس کے جلد بچ پیدا ہونے والا تھا اور یہ بچہ جوزیفائن اور نپولین کے دل میں تھا۔ اور نپولین کا یہی منتخب وارث تھا۔

۱۵۔ اگست کو نپولین کی سالگرہ کا بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ منجملہ شاہی رسوم کے ایک یہ بھی رسم تھی۔ تمام بڑے بڑے کلیسائی حکام اور سلطنت کے اعلیٰ افسر اور دول خارجہ کے وکلاء مبارک باد دے نے کو اُس کے پاس آئے۔ اور دوپہر کو تمامی گرجوں میں اس بات پر ترانہ حمد گا گیا کہ خدا نے نپولین جیسی نعمت فرانس کو عطا فرمائی تھی۔ رات میں شہر میں روشنی کی گئی۔ شاہی جلوس اور دھوم دھام کے منظر اب جلد جلد پھر سے قائم ہو رہے تھے اور وہی نسلوں مزاج جمہوری جو ابھی بہت دن پہلے

تھے تخت اور بادشاہ کو خاک و خون میں ملا چکے تھے ان ملعون نمائشوں کے دیکھنے سے خوش ہو رہے تھے پنولین نے اب سینٹ کلاؤڈ کے خوبصورت ایوان میں جس کی بی شان سے اُس نے درستی کرائی تھی اپنی سکونت اختیار کی۔

اتوار کو پنولین اور جوزیفاٹن بلاناغہ گرجا میں جاکر شریک عبادت ہوئے تھے اور بہت سے عورتوں نے ان کی مثال کی پیروی شروع کر دی۔ اور قوم ایک جماعت ہو کر مذہب مسیحی کی طرف واپس آئی۔ جو اپنی بگڑی ہوئی حالت میں بھی انسان کو بہت سی خرابیوں سے بچاتا ہے جن میں انسان الحاد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد فوراً پنولین اُن اشخاص سے جو ایوان میں اُس کی ملاقات کے منتظر ہوتے تھے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اُس کی ذکاوت کی آب و تاب اور اُس کی بلند شہرت نے اُس کو ایسا بنا رکھا تھا کہ لوگ اُس کے قریب جانے سے مرعوب ہوتے تھے۔ اُس کی لفظیں بڑی آرزو مند توجہ سے سنی جاتی تھیں۔ وہ مشاہدہ اور توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ کسی دنیوی بادشاہ کو ایسی بے لوث اور سچی اطاعت میسر نہیں آتی جیسی اس وقت فرسٹ کانسٹبل کی ہو رہی تھی۔

پنولین کو بڑی آرزو تھی کہ اُس کا دربار تہذیب اور اخلاق کی شائستگی کا نمونہ بن جائے۔ نیولی میں لیوشین کا ایک خوبصورت محل تھا۔ ایک موقع پر اُس نے پنولین کو مدعو کیا کہ اپنے مائیسن کے سب رفقا کے ساتھ اگر بنی تعمیر کا تماشہ دیکھے لیوشین اور ایلینز تماشہ کے ایک جزو میں جس کا ایلاٹر عمنہ نام تھا ایک کھڑے اُن کے جوش۔ انداز واداک کی آزادی۔ اور اس سب سے بڑھ کر اُن کے لباس کی آوارگی نے پنولین کو حد درجہ ناخوش کر دیا۔ اور جیسے کہ تماشہ ختم ہوا۔ پنولین نے کہا:۔

”بڑی فحش حرکت ہے۔ مجھے ایسی فحشیات جائز نہ رکھنا چاہئے۔ اچھا۔ میں

لیونٹ کو سبق دے دینا کہ یہ حرکت میں پھرنے کی وجہ سے لگا۔ اور جب لیونٹ اپنی معمولی پوشاک پہن کر کہ میں آیا۔ نیولین نے تمام جماعت کے سامنے اس کو تنبیہ کی کہ آئندہ یہ فعل نہ ہوگا اور پھر کہنے لگا۔ عجب لطف ہے۔ میں تو یہ کوشش کروں کہ اطور عادات میں تبدیلی پیدا ہو۔ مگر خود میرے ہی بھائی اور بہن اسٹیج پر اس طرح آزادی سے پارٹ کریں واقعی سخت تو ہیں ہے۔“

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ بیورین مالمیسن سے رویل کو جارج ہاتھ اور اس کی خوبصورت چھپی گھڑی گر گئی۔ اس نے رویل میں منادوی کے ذریعہ سے اپنے بھائی کا اعلان کیا۔ ایک گھنٹہ بعد جب بیورین کھانے پر بیٹھا ہوا تھا ایک کسان کا لڑکا وہی گھڑی جس کو اس نے سڑک پر پایا تھا اس کے پاس لے آیا۔ نیولین نے اس رقم کو سنا۔ اور فوراً اس لڑکے کے خاندان کے متعلق تحقیقات کرائی اور جب اس خاندان کے بارہ میں اچھی اطلاع ملی تو اس نے تینوں بھائیوں کو بلازمنٹ عطا کی اور اس نوجوان کو پورا انعام دیا۔ بیورین کہتا ہے۔ نیولین کی عادات و صفات میں مہربانی بڑا نمایاں جوہر بھی۔“

اب اگر مختصر طور سے اُن سب کارگزاریوں پر نظر ثانی کی جاوے جو نیولین نے اپنی مصر کی واپسی سے اس وقت تک کی تھیں تو یہ مان لینا پڑیگا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی فیئر تلاش کرنا ایک عبث فعل ہوگا۔ اس سے قبل اتنے قلیل عرصہ میں کسی بشر نے نہ اتنا کام کیا اور نہ ایسی خوبی سے انجام دیا۔

آئیے ایک لمحہ کے واسطے ہم ۱۸۹۹ء سے جبکہ نیولین مصر سے واپس آکر جزیرہ فریجس میں جہاز سے اُترے تھا۔ اگست ۱۸۹۸ء تک جبکہ وہ اپنی تمام عمر کے واسطے فرسٹ کلاس منتخب کیا گیا اور جو پورا تین سال کا بھی زمانہ نہیں ہے اس کی کارگزاریوں پر ایک مصری نظر ڈالیں۔ وہ یکہ و تنہا پیرس آیا اس نے ڈاکٹر گری کو میٹ دیا۔ طاقت اعلیٰ

اپنے ہاتھ میں لے لی۔ نظام حکومت میں ترتیب قائم کی۔ ٹیکس وصول کرنے کا نیا اور نیا
 کافی طریقہ مقرر کیا۔ گورنمنٹ کے اعتبار کو بڑھایا۔ مصیبت زدہ فوج کی حاجتوں کو پورا
 کیا۔ بڑے غم و ثبات اور رحم دلی سے اُس نے اُس غیر قدرتی جنگ کو ختم کیا جو
 برسوں سے لاؤڈی *Lauden* کو براہ کر رہی تھی۔ اور عاجزی سے
 صلح کی یورپ سے درخواست کی۔

یورپ نے صلح نہ کی جنگ کو منتخب کیا۔ اعلیٰ حربی لیاقت سے نپولین نے
 موزو *Mozu* کو بڑی جرات فوج کے ساتھ دریائے رین *Rhine*
 پر بھیجا۔ مسیا کو جینوا *Genoa* کی جنگ کے متعلق جوش سے بھر دیا۔ طلسمی
 سرعت سے ایسے سپاہیوں کی فوج کے ساتھ جس پر اعدا رہتے تھے وہ تو بچاؤ
 رسالوں اور سامان حرب کے ساتھ کوہستان آلپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں
 پر چڑھ گیا اور میرنگو *Marengo* کے میدان میں اپنے دشمنوں پر برا بھلا
 مثل جاٹوٹا۔ اور اپنی بہت تھوڑی فوج سے کثیر القعدا و غنیم کی فوج کے مقابلہ میں
 فاتح و دشمن کے ہاتھ سے فتح کو چھین لیا اور ایسے بڑے فخر فتح کے پر خون میدا
 سے جیسا میرنگو کا تھا اُس نے پھر صلح کی التجا کی اُس کے دشمنوں نے جو عاجزی سے
 اب اُس کے قدموں پر پڑے تھے بڑی خوشی سے اُس کے رحم سے فائدہ اٹھایا
 اور صلح کا وعدہ کیا۔ لیکن مکر سے وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ اپنی طاقت پھر سے
 قائم کرنے کے لئے مہلت حاصل کریں۔ اس پر نپولین نے مورو کو ہولنڈن کو رد
 کیا۔ اور داسا کی دیواروں کے نیچے یورپ سے صلح حاصل کی۔

انگلستان اب بھی جنگ پر آمادہ رہا۔ فرسٹ کانسٹل نے اپنی لیاقت سے
 پال شاہنشاہ روس کو اپنی طرف کر لیا۔ پروشیا۔ سویڈن اور ڈنمارک کو اپنا دوست
 بنالیا۔ اور سمندروں کی لکھ انگلینڈ کے مقابلہ میں جھپٹے قائم کیا۔ پھر ایسی مصروفیت

کے ساتھ ہی اُس نے فرانس کا قرض ادا کیا۔ اور فرانس کا بنگ قایم کیا۔ راہزنوں کا استیصال کر کے فرانس کے سب صوبوں میں امن و امان کر دی۔ کوہستان اُپس پر عالی شان سڑکیں کھائی۔ اُپس کی چوٹیوں پر اسپتال قایم کئے بغیر محفوظ شہروں کی حفاظت کے لئے تفصیلیں تعمیر کیں۔ نہریں کھدوائیں۔ پل تعمیر کئے۔ بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں۔ اور ایسے مجموعہ قوانین کی تدوین کی کہ اُس کی محنت اور ذہانت کی لازوال یادگار قایم ہو گئی۔ اپنے بہترین دوستوں کی مخالفت کے باوجود اُس نے مذہبی بحال کیا اور اُس کے ساتھ قوت ایمانیہ کی آزادی کا عام اعلان کیا۔ افادہ عام کی بنیاد بنوائیں۔ کہ محنتی لوگوں کو ہمت ہو۔ مدرسوں اور کالجوں کی بنیادیں ڈالیں۔ اور بڑے بڑے انعاموں سے اہل جوہر کی قدر افزائیاں کیں۔

پیرس کو بڑی ترقی دی۔ کوچے صاف کئے گئے۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ ہوئے اور ان سب افکار کے درمیان وہ دنیا بھر کے دشمنوں کے مقابلہ میں فرانس کی حفاظت کرتا رہا اور بالآخر مجبور و ناچار ہو کر اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ خود انگلستان میں گھس جانے اور جنگ کرنے کا عزم کیا۔ باوجودیکہ تمامی انگلستان اُن بتانوں اور ہمتوں سے بھر دیا گیا تھا جو نپولین پر لگائے گئے تھے تاہم بڑی آب و تاب سے اُس کی شہرت اُن پر غالب رہی اور وہ انگلستانیوں میں ہر دلعزیز بہت سے انگلستان کے نام آور مدبر اُس کے حامی تھے۔ اُس کا قومی دشمن سسٹرپٹ اُس کی ذہانت سے مغلوب ہو کر مستعفی ہوا اور عمدہ وزارت سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دنیا میں صلح قائم ہو گئی۔

وہ وقتیں پریشانیوں اور حیرانیاں جو ان امور کے سرانجام میں برداشت کرنا پڑیں لا محذور تھیں اور نپولین نے بڑی عالی حوصلگی سے جسے تباہ کرنا چاہئے کہا ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ فرسٹ کانسل کو جو بات دیکھنا چاہئے تھی وہ یہ تھی کہ وہ انصاف کرنا

لیکن وہ کس کس کے ساتھ انصاف کرتا۔ کیا وہ اُن مالکان جائیداد کے ساتھ انصاف کرتا جن کو انقلاب کے ظلم نے اُن کی جائیدادوں سے محروم کر دیا تھا۔ اور صرف اس لئے انصاف کرتا کہ وہ اپنے جاہل اور اوس اصولوں کے ساتھ جن سے اُن کو ورثہ ملتا تھا پہنچی تھی وفادار رہے تھے۔ فرسٹ کانسل اُن نے مالکوں کے ساتھ انصاف کرتا جنہوں نے یہ جائیدادیں خریدی تھیں اور اُس قانون پر یکہ و سہ کیا تھا جو ایک ناجائز حکومت نے نافذ کیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو فریق شاہی کے طرفداروں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا۔ جو لاؤڈی۔ کوئی برن ~~مسٹر~~ اور جرمنی کے میدانوں میں مجروح دپا مال ہوئے تھے اور بوربون کے سفید جھنڈے کے صف بستہ ہوئے تھے اور یقین و ائق رکھتے تھے کہ وہ حق بجانب ہیں اور شرعی بادشاہ کی حمایت و طرفداری میں ایک ظالم اور غاصب حکومت کا مقابلہ کر رہے ہیں یا فرسٹ کانسل اُن لاکھوں جمہوریوں کے ساتھ انصاف کرتا جنہوں نے فرانس کی سرحدوں پر اپنے کو ایک برنجی دیوار کے مثل قایم کر دیا تھا اور اپنے ملک کو بہت دفعہ اُس کے سخت دشمنوں سے بچایا تھا اور فرانس کے عقابلی جھنڈہ کو ایسی رفیع الشان بلندی تک پہنچا دیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو اُن پادریوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا جو ہر ایک مسیحی نیکو کاری کی مثال اور نمونہ تھے۔ اور جن کا وہ حق پیدائش چھین لیا گیا تھا جو پندرہ سو برس کی ریاضت کا انعام تھا۔ یا فرسٹ کانسل کو اُن نئی جائیدادوں کے حاصل کرنے والوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا جنہوں نے صومعوں کو دکانوں سے بدل کر دیا تھا اور گرجوں کو گوداموں سے بدل دیا تھا اور اُن رسوم کو جو قرونِ سابق سے تبرک اور واجب الاحترام چلے آتے تھے سب سے زیادہ گندہ اور ناپاک قرار دیا تھا۔“

تیسرا کتاب ہے ”ایسا زبردست فلاح ہونے کے باوجود پوپین نے وہ میانہ روی

اختیار کی گئی اور نہایت بڑا سپہ سالار ہو کر وہ ایسا بڑا امین و ادا اور متقن ثابت ہوا تھا اور فن حرب میں سب پر فائق ہو کر اُس نے امن و صلح کے علوم و فنون سے ایسا شوق ظاہر کیا تھا کہ فرانس اور تمام دنیا میں اگر یہ سب باتیں خیالی نظر آئی ہوں تو بے جا نہیں ہے۔ منجملہ اُن اشخاص کے جو اُس کی مجالس میں داخل کئے وہ چند اشخاص جو حال سے استقبال کا اندازہ کر سکتے تھے۔ پتولین کی خواہشوں کی تیزی اُس کے ارادہ کے عزم و ثبات اور اُس کے جسم و دماغ کی ان تھک چستی و بچہ کر ایک ساتھ تیرت و ترو سے بھر گئے تھے۔ جس طریقہ سے پتولین نیکی کرتا تھا وہ اُس طریقہ ہی کو دیکھ کر کہتے تھے کیونکہ اُس کی نگہیں میں وہ حد درجہ کی بے سبری ظاہر کرتا تھا اور اُس کو بڑے بھاری پڑ سے کرنا چاہتا تھا۔ عاقل و فزانہ ٹروچٹ ^{سکے} ^{سکے} ^{سکے} جو پتولین کا مداح اور خیر خواہ تھا اور اُسے فرانس کا نجات دہندہ یقین کرتا تھا ایک دن بڑے مترد و لہجہ میں کہنے پیرز سے کہنے لگا۔ ”یہ جوان سیرز کی طرح کام کا آغاز کر رہا ہے اور مجھے خوف ہے کہ اُس کا سیرز ہی کی طرح کیس انجام نہو“

ڈیوک آف گیٹا کا قول ہے ”جب سے پتولین کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوئے اُس کے پیش نظر ایک اہم سوال بہت عرصہ تک رہا اور بہت دنوں تک اُس کے خیال کو اپنی طرف مصروف رکھا اور وہ سوال یہ تھا کہ آیا فرانس میں جمہوری حکومت کا قیام رہنا ممکن ہے یا نہیں؟

”جمہوری وضع حکومت کا طریقہ ہمارے باہم کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ انقلاب کی یادگاریں تازہ ہتھیں۔ ہم کو خوف تھا کہ اُس وقت جبکہ فرانس نے اپنی قسمت کو خیر ایسے ایک شخص کے حوالہ کیا جو اُس کو طوائف الملک کی سے بچا سکتا تھا کیس وہ مظالم پھر و بارہ اور زیادہ شدت سے پیش نہ آویں لیکن اس شخص کو کیا یہ امید ہو سکتی تھی کہ وہ

سیرز (قیصر) آدم کا زبردست بادشاہ تھا اور آخر میں اُس کو برٹش نے قتل کیا۔ مترجم ۱۲

کسی مدت تک اپنی ذہانت کی برتری سے اُن جذبات کا انتظام کر سکتا تھا جو متواتر مہتمم کے ترتیب و انتظام کو دھکی دے رہے تھے اگر وہ اس مہتمم کا ملکی انتظام قائم کرنا جس سے ان جذبات کے مملک اثر کی تائید ہوتی۔

” یہ سچ ہے کہ جمہوری حکومت امریکہ میں کامیاب ہوئی۔ لیکن ہماری طبعی اور اخلاقی حالت اور اُن ملک میں کتنا بڑا فرق ہے جو قطعی نیا ہے۔ اور پورا آبادی نہیں ہوا ہے۔

جس کے عادات و اطوار عموماً ایسے ہیں اور جو علاوہ ان سب باتوں کے براعظم یورپ سے بذریعہ ایک بحر اعظم کے جدا بھی ہے اور اس لئے یورپ کے تاجداروں کو اُس سے ایسا خطرہ بھی نہیں ہے کہ جمہوری رنگ سے خود اُن کے ممالک پر کوئی اثر پڑے۔ اس کے برخلاف یورپ کے بادشاہ امریکہ کی جمہوری مثال کو فرانس میں جو اُن کا ہمتا ملک ہے کیونکر نگاہ طمانیت سے دیکھ سکتے تھے۔ اور پھر فرانس اپنی مقامی حالت اور مقبوضات کے اعتبار سے ایک قومی ملک تھا۔ کیا شینخواریک کے مقابل میں تمام یورپ نے ایسا نہیں کر لیا تھا۔ کیا اس عالمگیر جنگ کی بدولت فرانس کی پالیسی پر رسیدہ نہ تھی جبکہ فرانس نے امور انتظامی پنولین کے سپرد کئے۔

جب ان سب امور پر لحاظ کیا جاتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اُس مہتمم کے نئے انتظام جو انقلاب نے قائم کئے تھے کامیابی سے قائم رکھے جاسکتے تھے۔ اور بے شک ایک مشہور کپتان کی ہمتی میں جس کو قوم نے افتخار بخشا تھا باو شاہی وضع حکومت قائم کرنے میں اسی مہتمم کے موانع پیش آتے۔ یہ بھی ضروری ہوتا کہ قدیمی یورپ کے خاندانوں کے حلوں کے مقابل میں ویسی ہی زبردست تیاریاں کی جاتیں جو کم و بیش جو صد تک قائم رکھی جاتیں اور ان حملہ آوروں کو فرانسیسی فتوحات ہی روک سکتی تھیں۔

” ہائینمہ جہاں تک امکان میں تھا۔ انگلستان کی وضع حکومت کے قریب پہنچ کر پنولین نے فخر کیا کہ وہ کم وقت کے ساتھ فرانسیسیوں کے لئے خاص خاص حقوق

مخروط رکھ سکا جن کو فرانس نے بڑی گراں قیمت پر حاصل کیا تھا۔ اور نپولین نے فرانس کو اُسی قسم کی حکومت دی جس کے وہ صدیوں سے عادی تھی اور شاید اُس نے دوسری طرف یورپ کے بادشاہوں کی خصومت کو اس جدید فرانس کی فرماں روا کی طرف سے کم کر دیا جو قریب قریب اُسی قسم کی فرماں روا کی تھی جیسی یورپ میں جاری تھی۔ ڈیوک آف گیٹا کی یہ رائے جو اُس نے تحریر کی ہے بیشک تمام سوچنے والے شخص مان لینگے۔ جو فرانس کی اُس وقت کی حالت پر غور کریں گے۔ اور کسی قسم کی طرفدارسی کو کام میں نہ لائیں گے اور اس میں ذرا کلام نہیں کہ نپولین نے یہ جملہ کاروبار صدق و لی سے اختیار کی تھیں اور کوئی دانا آدمی انکار نہیں کر سکتا کہ فرانس کے جزو اعظم نے ان کو بڑے خلوص سے قبول کیا تھا۔

باب سبست و نجم

امینس کے صلح نامہ کی شکست

پولین کے پاس دوں یورپ کا مبارک باد کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ انگریزی
گورنمنٹ کی بے اطمینانی۔ پلیئر

انجز اردالوں کی حرکات۔ امین Amien کے صلح نامہ سے انگریزوں کا اعتراف۔

فاس کی مہجرات گلہ گزاری۔ پولین کا غیظ۔ فرانس کی غیر محفوظ حالت۔ لارڈ وائٹ ووتھ

Whitworth سے ملاقات۔ انگریزوں کا جنگ کو شروع کر دینا۔ انگریز

Scot Ingerson تھیرس۔ Thiers ہیزک Hazlit اسکات

ایلی سن Alison اور لاک آرٹس Austen کی شہادت۔ پولین کے

ریہدک۔

پولین کا تمام عمر کے واسطے اعلیٰ اختیارات پر فائز کیا جانا یورپ کے بہت سے
بادشاہوں کے اطمینان کا باعث ہوا کیونکہ اس بات سے جمہوری اثروں کے خدشے
کم ہو گئے اور فرانس اور یورپ کی دوسری سلطنتوں میں مشابہت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ

انگلستان میں وزیر اعظم نے فرانسیسی سفیر کو یقین دلایا کہ اس واقعہ سے انگلستان کی گورنمنٹ کو اطمینان ہوا کیونکہ اب فرانس میں اسن وچین ہو جا بیگا۔ پروشیا کے بادشاہ۔ اور روس کے شاہنشاہ اسکذر اور پرنس ولوک چارلس نے نپولین کو دوستانہ طریقے سے مبارک باد دی۔ اور نیز کتھیر این نے جو شاہنشاہ آسٹریا کی ماں اور نیپلس کی معزور ملکہ تھی اور اس وقت وائس میں موجود تھی اپنے جوش اطمینان کی حالت میں فرانسیسی سفیر سے یقینیں کہیں۔ "جنرل بونا پارٹ بڑا آدمی ہے۔ اُس نے مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اُس کی ذہانت کی تعریف کروں۔ فرانس میں بد نظمی کا خاتمہ کر کے اُس نے یورپ کی خدمت کی ہے اُس نے اپنے ملک کی فرماں روائی اس لئے حاصل کی ہے کہ وہ اُس کا اہل ہے۔ شاہی خاندان کے شاہزادوں کے سامنے میں اُسے بطور نمونہ کے ہر روز پیش کیا کرتی ہوں۔ میں اُن کو نصیحت کیا کرتی ہوں کہ اس حیرت انگیز شخص کی حالت پر غور کریں اور اُس کی مثال سے سیکھیں کہ ذہانت اور شان و شوکت کے ذریعہ سے حکومت کا جو اکس طرح قابل برداشت بنائیں۔"

نپولین کا قول تھا: "اگر ہم اپنے صلح نامہ کا قیام و دوام چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہمارے گرد کی حکومتیں یا تو ہماری وضع حکومت اختیار کریں یا ہمارا خود طرز فرمانروائی اُن کی حکومت سے مشابہ ہو جائے۔ کیونکہ نئی جمہوری حکومت اور پرانی بادشاہتوں میں مخالفت کی روح باقی رہنا لازمی سی بات ہے اور یورپ میں نفاق کی یہی بنا ہے۔"

ولوک آف گیٹا *Count of Götting* جس سے نپولین نے یہ بات بیان کی تھی کہتا ہے "فرسٹ کانسل اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ اُن مقاصد اور اغراض کا اظہار کر سکتا تھا جن کی طرف اپنی تدابیر رجوع کرنے کا اُسے میلان تھا اور ایسا فیصلہ کرنے پر وہ اس لئے مجبور تھا کہ اُس کی رائے میں پائدار اور مستحکم صلح کرنے کی اگر کوئی تھی تو یہی تدبیر تھی۔"

لیکن فرانس اور انگلستان میں دشواریاں جلد جلد پیدا ہو رہی تھیں۔ انگلستانیوں کی توقع کے موافق اُن کی ساختہ اشیاء کی نکاسی نہ ہوئی روٹی اور لوہے کی اشیاء انگلستان کی دستکاری کی سب سے زرخیز شاخیں تھیں۔ نپولین نے خود فرانس کی دستکاری پر حدود و توجہ کی تھی اور اُن کو اس طرح رواج دیا کہ باہر کی اشیاء درآمد کا استعمال قطعی بند کر دیا۔ ولیم پیٹ اور اُس کے رفقاء کو اب بھی ہتسوخ حاصل تھا اور وہ نپولین کی تیز رفتروں کو نگاہِ حسد سے دیکھتا تھا اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے فرانس کی بلند نظری کے خلاف بڑی وادیلہ چار لکھی تھی۔ فریقِ شاہی کے وہ معاون جنہوں نے فرانسیسی حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اب تک بوربون کے حامی تھے انگلستان میں پناہ گیر تھے۔ انگلستان اور فرانس کی طویل جنگ میں وہ انگلستان کے رفیق رہے تھے۔ اور اُن کی مصائب میں انگلستان اُن کی ہمدردی کرنے سے اجتناب نہ کرتا تھا۔ اور اگر انگلستان ایسا نہ کرتا تو فیاضی کے خلاف بھی تھا۔ بہت سے تارکان وطن کو انگلستان سے پناہ ملتی تھی اور اسی کے ساتھ وہ نپولین کی جان کے خلاف ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اور اس غرض سے قاتل بھیجے رہتے تھے کہ نپولین کو گولی سے مار دیں۔ نپولین نے ایک مرتبہ حالتِ غیظ میں کہا تھا۔ میں بوربون کو بتاؤنگا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو کہتے کے مثل گولی سے مار دیا جاوے۔ نپولین کو سخت شکایت تھی کہ وہی لوگ جو اُس کی جان کے خواہاں تھے سرکارِ برطانیہ سے تنخواہیں پارہے تھے۔ فرانس کی پولیس ان تارکانِ وطن کی سازشوں کا روز پتہ لگا رہی تھی۔

ایک بوربون رسالہ نویس نے جس کا نام پیلیٹیئر تھا۔ نپولین۔ اُس کی بیوی۔ بچوں بھائیوں اور بہنوں کے خلاف ہنایت ہی مذموم ہتھکنڈوں سے بھری ہوئے۔ رسالوں کا تمام انگلستان میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ ان رسالوں میں ہنایت ہی شرمناک باتیں نپولین اور اُس کے خاندان سے منسوب کی گئی تھیں۔ ان رسالوں سے بڑا اگر اثر ہوا۔

ان پرتین کیا گیا۔ ان ہیودہ اخبارات کے شائع کرنے میں بہت سے لوگوں کو جو پرتین کی برادری کو براہ کرنا چاہتے تھے بڑا لطف تھا۔ کہ اس ذریعہ سے انگلستان اول کو پرتین کے خلاف پھچنگ پر آمادہ کریں۔ پرتین سخت شاک کی تھا کہ ایسے بہتان اُس کے خلاف انگلستان میں روار کھتے جاتے تھے۔ لیکن اُس کو معلوم تھا کہ انگلستان میں مطالع کو آزادی حاصل تھی۔ اور ان باتوں کا سواے اس کے کوئی علاج نہ تھا کہ انگلستان کی عدالتوں میں قانونی چارہ خوئی کی جاتی۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سچی غنیمت اسی میں تھی کہ ان بہتانوں پر کوئی توجہ نہ کی جاتی لیکن پرتین کو معلوم ہوا کہ ان بہتانوں سے یورپ کی قوموں کے خیال خراب ہو رہے تھے اور یہ بہتان یورپ کو جنگ کے سیلاب میں مبتلا کر دینے کا راستہ تیار کر رہے تھے۔ اور ایسے افعال جن کے ایسے مذموم نتائج پیدا ہونے کو تھے اس قابل نہ تھے کہ خاموشی اختیار کی جاتی۔

الجزائر کے باشندوں نے بحر روم میں قزاقی کی گرم بازاری کر رکھی تھی اور عیسائی طاقتوں سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ ساحل پر ایک فرانسیسی جہاز غارت ہو گیا تھا اور اُس کے طالع قید کر لئے گئے تھے اس کے علاوہ دو اور فرانسیسی جہاز اور ایک نیپلس کا جہاز گرفتار کر لئے گئے تھے اور الجزائر کو بھیج دیے گئے تھے۔ اس پر پرتین کو بڑا غصہ آیا اور ڈے ~~سے~~ کو اُس نے فوراً ایک مراسلہ بھیجا اور لکھا کہ اگر قیدی اور جہاز فوراً ہانڈ کر دیے گئے اور ورائس اور اٹلی کے جھنڈوں کی اگر عزت نہ کی گئی تو بہت جلد ایک فوج گراں بھیج کر الجزائر براہ کر دیا جاوے گا۔

ڈے مصر کے متعلق پرتین کے حالات سن چکا تھا۔ وہ ڈر گیا اور اُس نے فوراً قیدی اور جہاز چھوڑ دیے اور معذرت لکھی اور وحشیانہ انصاف سے اُن لوگوں کے قتل کا حکم دے دیا جنہوں نے خود اُس کے حکم سے ان قیدیوں اور جہازوں کو

گرفتار کیا تھا۔ اور اگر وزیر فرانس سفارش نہ کرتا تو یہ لوگ بے شک قتل کر دے جاتے۔ اب
 نیپولین نے پوپ کے ساتھ نہایت عالی حوصلگی کا ایک کام کیا۔ پوپ کے پاس ایسے ذہنی
 نہ تھے کہ اپنے ساحل کو ان غارت گردوں سے جواب بھی سمندریں بہ کثرت جمع تھے محفوظ
 رکھ سکتا۔ نیپولین نے ٹولون کی بندرگاہ سے دو عمدہ جہاز منتخب کئے اور ان کو عمدہ سامان
 حرب سے چھی طرح آراستہ کر کے ایک کا نام سینٹ پیٹر اور دوسرے کا نام سینٹ پال
 رکھا اور پوپ کو مذبذب بھیجے۔ اور یہاں تک احتیاط کی کہ ایک اوجھوٹا جہاز ان جہازوں
 کے ساتھ اس غرض سے کرویا کہ دونوں جہازوں کے ملاح اس جہاز پر واپس آئیں
 اور پوپ کے خزانہ پر مصارف کا بار نہ پڑے۔ پوپ اس بات سے ایسا خوش ہوا کہ
 ان ملاحوں کو بڑے اصرار سے شہر روم میں بلایا اور بڑے تپاک سے ان کی مدار
 کیں اور سینٹ پیٹر کے گرجا کی سیر کرائی اور اپنی شان و شوکت سے ان ملاحوں کو دنگ
 کر دیا۔ یہ ملاح اپنے ہمراہ بہت سے مخالف لائے۔ اور پوپ کی تواضع سے بہت
 مسرور تھے۔

انہیں کے صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ انگلستان اور فرانس مصر کو خالی کر دیں اور
 اور انگلستان مالٹا کو اس کے فرمانرواؤں کے سپرد کر دے۔ چونکہ مالٹا کی فصلیں اور
 قلعہ نہایت بے گندہ اور مستحکم تھے لہذا مالٹا کا قابض بحر روم کا مالک تھا اور مالٹا مصر
 کی کلید تھا اور صلح نامہ کے وقت جب نیپولین نے خود اس جزیرہ کے خالی کر دینے پر ہمت
 ظاہر کی تھی تو اس بات پر بہت زور دیا تھا کہ انگلستان اس جزیرہ کو ضرور خالی کر دے۔ اور
 اس سوال پر کہ مالٹا ایسی طاقت کے حوالہ کر دیا جاوے جسے فرانس اور انگلستان کے باہمی
 جھگڑے سے کوئی واسطہ نہ ہو صلح نامہ انکار ہوا تھا۔ اس کے بعد صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔
 اور نیپولین نے بڑی احتیاط سے صلح نامہ کی جملہ شرائط کو پورا کر دیا۔ لیکن کچھ ایسے موانع
 پیش آئے جن کا ذمہ دار انگلستان نہیں ہے کہ مالٹا خالی کرنے میں انگلستان کو دیر لگی۔

لیکن اب وہ موانع بھی رفع ہو گئے اور صلنامہ کے دستخطوں کو بھی ایک سال ہو گیا۔ لیکن انگلستان کی افواج مصر اور مالٹا دونوں میں موجود ہیں اور انگلستان کی پارلیمنٹ اور اخبارات میں اب اس بات پر شدت سے بحث شروع ہوئی کہ آیا امینس کے صلنامہ کی شرائط پورا کرنے کا انگلستان پابند بھی ہے یا نہیں کیونکہ فرانس ایسا قومی ہوتا چلا جاتا کہ باعث خوف و خطر ہے۔

مسٹر فکس نے بڑی عالی چوکی اور نصاحت سے کہا: "اُن سب باتوں پر جو میں نے ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور خاص کر اس وجہ سے اور حیرت ہو رہی ہے کہ ایسی باتیں کون لوگ کر رہے ہیں۔ فی الحقیقت فرانس کی بڑھتی ہوئی ترقی پر جو یورپ اور امریکہ میں اپنی طاقت کو روزانہ ترقی دے رہا ہے مجھے مسٹر پیٹ کے ہر ایک دوست اور ہر ایک ہم منصب سے بڑھ کر افسوس ہے۔ یہ وہی فرانس ہے جس پر اب دوسروں کے معاملہ میں خنیل ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اسی فرانس پر ہم نے اس غرض سے یورش کی تھی کہ اُس پر زور ایسی فرماں روائی قائم کریں جس کو وہ تسلیم نہ کرتا تھا اور اس کو بوربون بادشاہ کی اطاعت پر مجبور کر دیں جس کی حکومت کے جوئے کو وہ نگاہ نفرت سے دیکھتی تھی۔ لیکن اس عظیم الشان غم و ثبات سے جو نتائج میں قابلِ پروہی ہے اور جس کو کبھی فسادِ موش نہ کرنا چاہئے فرانس نے سب حملہ آوروں کو پس پا کر دیا۔ گو انگلستان سے ہمارا بڑا گرم جوشی اور محبت کے ساتھ تعلق ہے تاہم بڑی بے خودی سے ہم اُس جوشِ آزادی کے ہمدرد ہیں جو فرانس نے ظاہر کیا اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے خیالِ دہریہ کو چھپائیں۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس بڑا ہے اور اُس سے زیادہ بڑا ہے کہ پکا انگلستان اس کو اتنا بڑا ہونا نہ چاہیگا۔ لیکن یہ سب باتیں سنجیدہ عہد ناموں کے شکست کر دینے کی وجہ نہ ہونا چاہئے۔ یا اس وجہ سے کہ فرانس ہم کو بے حد زبردست نظر آرہی ہے اور اُس سے زیادہ بڑی ہو گئی ہے جتنا ہمارا خیال تھا ہم واثق عہد کو

توڑ دیں۔ مثلاً ہم مالٹا پر اپنا قبضہ قائم کھیں تو یہ معاہدہ شکنی کا ایسا نازیبا فعل ہے کہ برطانیہ کی آبرو میں داغ لگ جائیگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر پریس میں ایسی ہی جماعت ہوتی جیسی آج میاں بحث کر رہی ہے تو برطانیہ کی بحری طاقت اور بحری سلطنت کا انھیں لفظوں سے ڈکھاتا جیسا آج ہم فرانس کی بری افواج اور بری سلطنت کا اس مکان میں ذکر کر رہے ہیں :

نیپولین کا صدق دل سے خواہشمند تھا اور وہ فرانس کو ترقی اور زیت دینے کے بڑے بڑے سامان کر رہا تھا۔ ہزار ہا کاریگر کوہ الپس پر ٹرکس کاٹنے میں مصروف تھے نیپولین بڑے پرشوق لطف سے استحکامی عمارتوں یعنی فصیلوں وغیرہ اور نہروں کی ترقی کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کو قطعی خود مختار اہم اختیارات حاصل تھے۔ ہر طرف اُس کے ماح موچے تھے۔ پوری امن و چین تھی اور وہ اپنے تئیں مبارک باد دیتا تھا کہ اُس نے یورپ میں امن و چین قائم کیا تھا۔ اس نے افواج برخاست کر دیں اور تمامی غم و ثبات کو دستکاری اور جرئت کی ترقی کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ اور اسی لئے اُس نے بروہاری اور عاجزی کا کوئی دقیقہ اٹھانا رکھا کہ پھر جنگ کی مصیبت برپا نہ ہو۔

اُس نے انگریزی سفیر لارڈ وائٹ ورثہ کا پریس میں بڑی عزت سے استقبال کیا اور اُس کی لیڈی یعنی ڈیچیز آف ڈارٹ سمیت مصحف کی بڑی تپاک سے خاطر مدارات کیئیں اور ٹوٹی لریز میں تفریح کے بڑے بڑے سامان کئے گئے۔ ٹیلر آڈ نے خاطر داری اور تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھانا رکھا۔ لہرن اور کپے سیر نیپولین کے ہم منصب کا منسل بھی سرگرم مہماں داری رہے۔ لیکن ان سب کو شششوں کے باوجود جو نیپولین نے برطانیہ کے ساتھ ارتباط و اتحاد قائم رکھنے میں کیں کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور برطانیہ نے مینس کے صلح نامہ کے شرائط سے علانیہ پہلو ہتی کر کے اب بھی مالٹا پر قبضہ قائم رکھا۔ اس صلح نامہ کی شرائط کو پورا کرانے کی بابت کہ یہ سنجیدہ معاہدہ تھا اب فرانس کی آبرو

بازری پر پڑی ہوئی تھی۔ مالا ایسا کارآمد اور ضروری مقام تھا کہ انگلستان کے قبضہ میں نہ چھوڑا جاسکتا تھا اور انجا مکار انگلستان نے گستاخی سے اس بات کا دعویٰ کر دیا کہ فرانس ہالینڈ کو تو قطعی خالی کر دے اور مالا انگلستان کے قبضہ میں قطعی چھوڑا جائے۔ اس پر نیپولین کو سخت غصہ آیا اور اُس نے کہا ”پاپے ڈور اور ڈیو بارس کے دُور دُور ہو چکے۔“ فرانس میں صدق دل سے صلح کے طالب ہیں لیکن اسی صلح کے طالب ہیں جو غیرت مند آدمیوں کے شایان ہے، نیپولین نے لارڈ ڈائٹ ورتھ سے خود ملاقات کی اور بڑی بے تکلفی سے اُس کے سامنے اپنے خیالات اور ارادوں کی تصریح کی۔

۱۸۔ فروری ۱۸۰۳ء کو اُس نے لارڈ ڈائٹ ورتھ کا ٹوٹی لریز کے ایوان میں دوبارہ درمیان استقبال کیا۔ کمرہ کے بیچ میں ایک بڑی لکھنے کی میز بھی تھی ایک سر پر اس نے ڈائٹ ورتھ کو بٹھالایا اور دوسرے پر خود بیٹھا اور کہا ”میں نے چاہا ہے کہ میں خود تم سے باتیں کروں تاکہ میں پوری طرح سے اپنے اصلی ارادوں اور اسے کی بابت تم کو پورا یقین دلا دوں“ اور پھر اُس زور و تقریر و وضاحت سے جس سے کوئی

اسے پاپے ڈور کا اس نام حسین اینڈلے نیٹ مارشلس آف پاپے ڈور تھا یہ لائی پازدہم بادشاہ فرانس کی آشنا تھی۔ پہلے سینارٹ کے بن میں شکار کے وقت بادشاہ اس پر مائل ہوا۔ پھر اس عورت نے بادشاہ پر پورا قبضہ کر لیا۔ فرانس کے ظلموں کی یہی بانی تھی۔ بہت سے عہدوں پر اسی کے منبج نامہ تھے۔ مصنف ۱۲

۱۹۔ ڈیو بارس۔ پاپے ڈور کی جانشین تھی۔ فریب میں اس کا بہت زبردست اثر تھا اور اپنے اختیارات اور سلطنت کے محاصل سے اپنے عزیزوں کو فائدہ پہنچاتی تھی اور فرانس کے انقلاب میں بڑی بڑی گت سے قتل ہوئی۔ ۱۲ مصنف

۲۰۔ پنولین طنز سے کہتا ہے کہ وہ دن ہو چکے کہ فرانس میں ایسی بد کردار عورتوں کی بادشاہ پر حکومت تھی اور انگلستان کے جو جی میں آتا تھا کرتا تھا۔ ۱۲ مترجم

سبقت نہ لے پاسکا اُس نے اپنے اور برطانیہ کے باہمی معاملات شروع سے بیان کئے اور کہا "کانسل ہوتے ہی مینے برطانیہ سے صلح کی درخواست کی۔ برطانیہ نے صلح سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ نہایت ہی مناسب موقع پر مینے صلح کی درخواست کی اور امینس کے صلح نامہ سے مینے بڑے بڑے نقصان منظور کئے۔"

پھر کہا "پھر کہا اُن کوششوں کے بدلہ میں کہ میں برطانیہ کے ساتھ اتحاد قائم رکھوں مجھے کوئی دوستانہ جواب نہ ملا۔ برطانیہ کے اخباروں میں کیا ہے۔ صرف یہی ہے کہ وہ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ تارکان وطن کو اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ مجھے دشنام دے ایسی اجازت دینے میں برطانیہ نے اپنے تئیں حق بجانب ثابت نہیں کیا۔ جارجس: George اور اُن کے شرکار کو جو میرے قتل کی سازش اور گھاتیں کر رہے ہیں پشیمانی جارہی ہے۔ یہ تارکان وطن جن کا بلحاو ماو ابرطانیہ ہے برابر فرانس پر تباہ کرنے رہے ہیں کہ خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کریں۔ بوربون شاہزادوں کا اس اختتام سے کہ وہ گویا بادشاہ ہیں استقبال کیا جاتا ہے۔ سوئزرلینڈ اور اطلی میں اس اس غرض سے گماشتے مقرر کئے گئے ہیں کہ فرانس کے مقابلہ میں شواہین کی جابوئیں۔ آئے والی ہو امیرے پاس انگلستان سے تو میں و نفرت کے سوا کچھ نہیں لاتی اور اب ہمارے مابین حالات اُس تنگی کو پہنچ گئے ہیں کہ اب اُن سے خلاصی پر ضرور ہے اور یہ فرما دیجئے کہ امینس کے صلح نامہ پر آپ عملدرآمد کریں گے یا نہیں۔ اور میں تو اپنی طرف سے اس صلح نامہ کی تعمیل وہی آدمیوں کی طرح ذرا دراکر چکا۔ اس صلح نامہ کی رو سے مجھ سے چاہا گیا تھا کہ میں نیپلس *Naples* مارنٹو *Marenta* اور روم *Rome* کی ریاستوں کو تین ماہ کے اندر خالی کر دوں چنانچہ میں نے دو ہی ماہ کے اندر ان ممالک سے تمام فرانسیسی افواج علیحدہ کر لیں۔ لیکن برطانیہ کی افواج مانٹا اور اسکندریہ میں ہنوز موجود ہیں اور صلح نامہ کے دستخطوں کو جو میں ماہ ہو چکے۔ اور

اس موقع پر مجھے فریب دنیا بے کار ہے۔ اب آپ فرادیجئے کہ صلح نامہ پر عمل کرینگے یا آپ رٹینگے۔ اگر جنگ کا غم ہو تو دلیا فرادیجئے۔ اور ہم بے تکلف جنگ کے واسطے حاضر ہیں اور اگر یہ منظور ہے کہ صلح قائم رکھی جائے تو بس اسکندریہ اور مالٹا کو فوراً خالی کر دیجئے۔

”یتیم ہے کہ مالٹا کی پہاڑی جس پر کثرت سے فضیلیں اور برج بنے ہوئے ہیں بحری بحار سے نہایت کارآمد شے ہے۔ لیکن اب چونکہ فرانس کی آبرو اس سے وابستہ ہے اسلئے میری رائے میں مالٹا کی عظمت و وقعت حد درجہ زیادہ ہو رہی ہے۔ اگر ہم ایک صلح نامہ پر دستخط کر کے اور اس طرح اس کے شکست کر دیئے جانے کو گوارا کر لینگے تو دنیا کیا کہے گی۔ اس سے ہمارے غم و ہمت کے دامن پر دھبہ لگے گا۔ میں اپنا تو آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے غم میں پختہ ہوں اور مجھے یہ گوارا ہے کہ مارٹن کی بلندیوں پر برطانیہ کا قبضہ ہو جائے لیکن مالٹا پر برطانیہ کا قبضہ مجھ سے نہ بچھا جائیگا۔

”اگر تم کو میری طرف سے شبہ نہ ہو کہ میں صلح نہیں چاہتا تو یہ بات میں تمہارے لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ میں سچا ہوں یا نہیں۔ عمر کے اعتبار سے میں ابھی بالکل جوان ہوں تاہم ایسی شہرت حاصل کر چکا ہوں کہ اب اس میں اضافہ کرنا دشوار کام ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسی جنگ میں مصروف ہو کر جس میں فتح کی مجھے امید نہیں میں اپنے اختیارات اور شہرت کو معرض خطر میں ڈال لوں گا۔ اگر میری اسٹریٹجی سے جنگ ہوئی تو میں ڈانٹنگ پونچے کی کوئی نہ کوئی تجویز نکالوں گا اور اگر میری تم سے جنگ ہوئی تو براعظم یورپ کے تمہارے ہر ایک شریک کو میں تم سے چھین لوں گا۔ تم سمندر میں ہمارا راستہ بند کر دو گے لیکن میں براعظم یورپ میں تمہارا راستہ بند کر دوں گا۔ تم ہمارے لئے براعظم کو زندان کر دو گے

۱۱ مارچ۔ گاؤں ہے جو خاص دارالسلطنت پیرس کے شمال طحی واقع ہے اور اتنا متصل ہے کہ فضیلوں کے آندرا گیا ہے سلسلہ عین اس مقام پر خوب جنگ ہوئی تھی۔ اٹوار کے دن پیرس کے لوگ یہاں قلعہ کو جایا کرتے ہیں۔ مترجم ۱۲

میں مختار سے لئے جو غلظت کو زندان کر دینا لیکن جنگ کو ختم کرنے کے واسطے پھر بڑے بڑے سائنوں کی ضرورت ہوگی۔ یعنی ڈیڑھ لاکھ فوج اور جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ تیار کرنا پڑیگا۔ میں انگلش جنرل کو عبور کرنے کی ضرورت کو شش کر دینا اور شاید اپنی قسمتِ عظمت اور حیات کے ساتھ سمندر میں ڈولونگا۔ جناب بندہ انگلستان پر حملہ کرنا کھیل نہیں ہے بڑا توڑ ہے۔

اس موقع پر لارڈ وائٹ ورثہ کو سخت ہی تعجب ہوا جبکہ پنولین نے بڑے زور اور حسرت سے اُن خطروں کا جو اس ہم کے ساتھ تو اُم تھے اور جہازوں۔ سپاہ اور سامان حرب کو میا کرنے کی عظیم الشان تیاریوں اور انگلستان کے بیڑے کو دھوکا دینے کی دقت کو بیان کیا پنولین نے کہا کہ برابری کا پڑ زیادہ چھلکتا ہوا ہے۔ کامیابی کی استعداد امید نہیں ہے۔ لیکن جنگ والا۔ اگر آپ مجبور کرینگے تو میں اس بے باک حملہ اور ایسی یاہو سانہ جنگ پر بھی حاضر ہوں مگر اتنا گذارش کئے ویتا ہوں کہ جتنے میرے ساتھ اس مہم میں کامیابی کے اتفاق ہیں اُتنے دوسرے شخص کے ساتھ نہیں ہو سکتے۔ پس دیکھئے ایسی بے باک مہم میں اپنی خوش حالی اختیارات اور امن و چین کو خطرہ میں ڈالنا کس طرح پسند کر دینا۔ اور اب ایسی حالت میں جبکہ میں مُنہ سے یہ کہتا ہوں کہ میں صلح کا خواستگار ہوں تو کون خیال کر سکتا ہے کہ میں صدق دل سے ایسا نہیں کہتا ہوں۔

”مختار سے اور میرے دونوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ حد و صلح نامہ سے متجاوز نہوں تم کو ماننا خالی کر دینا لازم ہے۔ تم کو چاہئے ہے کہ میری جان کے دشمنوں کو انگلستان میں پناہ مت دو۔ اگر تختہ اسیا ہی جی چاہتا ہے تو انگریزی اجباروں کو مجھے برا کہنے دو لیکن اُن ناہنجار تارکانِ وطن سے مجھے گایاں مت دو لو جو مختاری دی ہوئی خطا کو بے عزتی کا دافع لگاتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کے باہمی قانون کی منشا سے تم ان تارکانِ وطن کو انگلستان بدر کر دینے کے مجاز ہو میرے ساتھ دوستا نہ بناؤ کر دو اور

میں تم سے اپنی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے اتحاد رکھوں گا۔ دیکھو اگر ہم دونوں باتم
ایک ہو جائیں تو دنیا میں وہ کونسی شے ہے جس پر ہم فرماں روا کی نہیں کر سکتے ہیں تمہاری
بحری فوج اتنی قوی ہے کہ اگر میں برابر دس برس محنت کروں تو ویسے تیار نہیں کر سکتا اور میرے
پاس پانچ لاکھ بڑی ایسی سپاہ ہے کہ جس سرحد پر چاہوں لیجا سکتا ہوں اگر تم تڑی کے
مالک ہو تو میں خشکی کا مالک ہوں۔ پس ہم کو لازم ہے کہ اتحاد کا خیال کریں اور جنگ کا سوا
سر سے نکال ڈالیں۔ پھر اپنی مرضی کے موافق ہم دنیا کی مستمتوں پر حکومت کرینگے۔ اگر فرانس
اور انگلستان ایک ہو جائیں تو وہ کونسی بات ہے جو بنی نوع انسان کی بیہودی کے
لئے نہ کی جا سکیگی؟

لیکن باوجود ان سب باتوں کے فرانس کی التجاؤں پر کچھ توجہ نہ کی گئی اور برطانیہ
نے مالٹا اب بھی نہ خالی کیا۔ فریقین میں آتش غیظ زیادہ مشتعل ہوئی اور رفتہ رفتہ جنگ پر
آمادگی ہوئی۔ بعض وقت نیپولین اپنے غصہ کا بڑی آواز دی سے اظہار کرتا تھا۔
اُس نے کہا: مالٹا کا مالک بحر روم کا فرماں روا ہے۔ ہر شخص ہی یقین کر لے گا کہ میں انگلستان
سے ڈر گیا اور اسی وجہ سے میں نے مالٹا حوالہ کر دیا۔ اگر میں نے مالٹا چھوڑ دیا تو دنیا کا سب سے
کارآمد سمندر میرے ماتھے سے نکل جائیگا اور یورپ کی نگاہ میں میری کوئی آبرور نہ رہے گی۔
بحر روم کے قبضہ کے واسطے تو جب تک دم میں دم ہے میں جنگ کر دینگا۔ اگر ڈوڈز کو میں
نے ایک مرتبہ لے لیا تو ان بحری خالموں کا انگریزوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ علاوہ
اس کے ایسے لوگوں سے جو فرانس کی سرسبزی کو دیکھ ہی نہیں سکتے جنگ تو ہونا ہی
ہے خواہ یہ جنگ جلد ہو یا بہ دیر ہو تو ابھی میں جوان ہوں۔ انگلستان ناحق پر ہے اور اس
سے بڑھ کر عیساء وہ وقت ہے وہ ناحق پر ہو بھی نہیں سکتا۔ پس بہتر ہے کہ معاملہ فوراً ہی
لے ڈور Dover انگلستان کے جنوبی ساحل پر ایک بند گاہ ہے جو فرانس سے

ایک طرف ہو جائے۔ اٹا تو میں اُن کو نہ دوں گا

بادجووان باتوں کے پھولین اس بارہ میں برطانیہ کے ساتھ خط و کتابت کر لئے پڑے تھے کہ ملاوہ مالٹا کے برطانیہ کو بحرِ روم میں جہاز لنگر انداز کر نیچے واسطے کوئی اور بندر گاہ دینا چاہوے۔ اور کہا کہ اُس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس بات پر میں ہرگز راضی نہیں ہو سکتا کہ بحرِ روم میں برطانیہ کو دو جہاز یعنی ایک تو بحرِ روم کے وہاں پر اور دوسرا وسط میں دینے چاہوے۔ لیکن انگلستان نے اس تجویز سے انکار کیا۔

اس کے بعد پھولین نے یہ تجویز کی کہ جزیرہ مالٹا اتنے زمانہ کے لئے جب تک انگلستان اور فرانس کے باہمی معاملات طے ہوں تناہشتہ روس کے حوالہ کر دیا جاوے۔ اور یہ وقت ایسا اتفاق ہوا کہ شاہنشہ روس نے اس شرط پر کہ اگر فریقین پسند کریں انگلستان اور فرانس کے باہمی جھگڑہ کو ختم کر دینا چاہا۔ لیکن انگریزی کو رنجش نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ اُس کی رائے میں زار اُس خدمت کی انجام دہی جو اُس سے پہلے ہی گئی ہے اپنے ذمہ نہ لے گا۔ اب دربار انگلستان سے لارڈ وائٹ ورتھ کے نام ہدایت موعول ہوئی کہ وہ فرانس سے درخواست کرے کہ دس برس کے واسطے مالٹا انگلستان کو ویدیا جاوے اور اس کے معاوضہ میں انگلستان اٹلی کی رینک کو تسلیم کر لے گا اور اس وکیل کو یہ پتہ بھی آئی تھی کہ اگر سات روز کے اندر یہ شرائط منظور نہ کر لجائیں تو وہ اپنا پروانہ ہداری طلب کر کے انگلستان کو واپس چلا آئے بھلا ایسی تو میں کرنے والی تجویز کو فرانس کیونکر منظور کر سکتا تھا چنانچہ انگلستان کے وکیل لارڈ وائٹ ورتھ نے راہ داری کا پروانہ لیا۔ اور فرانس سے رخصت ہو گیا اور فوراً ہی انگریزی جہازوں نے فرانسیسی تجارتی جہازوں پر جہاں کہیں وہ دستیاب ہوئے حملہ کیا اور دنیا بھر طوفان جنگ کی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔

تاریخ کا کوئی واقعہ اس سے بڑھ کر دلائل و براہین کے ساتھ ثابت نہیں ہے جتنا یہ

واقعہ ثابت ہے کہ امینس کے صلح نامہ کی شکست کے بارے میں پنولین جواب دہ نہیں ہے اور چونکہ اس واقعہ کا الفضل نہایت ہی اہم تاریخی مسئلہ ہے اسلئے ہم اس کے متعلق مزید شواہد پیش کرتے ہیں۔

پنولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔ امینس کے صلح نامہ سے مجھے یقین ہو گیا تھا۔ کہ فرانس۔ یورپ اور خود میری تقدیر کا مستقل طور سے قیام و دوام ہو گیا۔ لیکن دربار انگلستان نے شغلہ جنگ کو ہمیشہ نقل کیا۔ اور اُس وقت سے جب قدر مصائب یورپ پر پڑیں ان کا ذمہ دار انگلستان ہے۔ رہا میں تو میرا ہی ارادہ تھا کہ فرانس کی بیہودی میں بہتین مصروف ہو جاؤں۔ اور مجھے اعتماد تھا کہ میں معجزے کر کے دکھا دیتا۔ شان و عظمت کے پلہ میں کوئی شے ایسی نہ رہتی جس کو میں حاصل نہ کر لیتا اور شہرت کے پلہ میں کوئی چیز ناقی نہ چھوڑتا۔ تمام یورپ میں اخلاقی فتح حاصل کرتا اور باوجود مخالفوں کی لانتا کو شمشٹوں کے اس اخلاقی فتح کو قریب ہی تھا کہ میں بہ زور شمشیر حاصل کروں۔ لیکن صدر ارافسوس بہت بڑی ناموری سے میں محروم کیا گیا۔ میرے ستم ہمیشہ ہی کہتے رہے کہ میں جنگ کو بڑا محبوب رکھتا تھا لیکن کیا ہمیشہ میں حفاظت ذاتی میں نہیں لٹتا رہا اور اپنی ہر ایک فتح کے بعد کیا میں فوراً ہی صلح کی تجویزیں پیش نہیں کیں۔ ۹

”اصل یہ ہے کہ میں کبھی اپنے افعال کا مختار نہیں رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اپنی مرضی کے موافق کام کر سکتا۔ میں بہت سی تجویزیں سوچتا تھا لیکن یہ بات میرے امکان میں کبھی نہ ہوئی کہ اُن میں سے ایک تجویز پر بھی عمل کرتا میں نے بڑے زبردستی ہاتھ سے باگ کو پکڑا۔ لیکن موجوں کا زور اس قدر قوی تھا کہ میری طاقت اُس کے مقابلہ میں پہنچ سکتی اور میں نے جان بوجھ کر باگ ہاتھ سے چھوڑ دی اور یہ خطرہ عائد حال کیا کہ اُن موجوں کا بزور مقابلہ کروں اور ڈوب جاؤں اور واقعی میں اپنا مختار کبھی نہ ہوا

بلکہ حالات اور معاملات نے مجھ پر حکومت کی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میرے آغاز اقبال پر اور اُس زمانہ میں جبکہ میں کانسٹنٹینوپل میں تھا میرے منایت مخلص اجاب اور سرگرم شرکار بائیں غورن کہ اپنے افعال میں، اُن کو بہایت ہو مجھ سے بڑی نیک بینی سے ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اور اس سوال میں ہمیشہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اُن کو اس جواب پر تعجب ہوتا تھا اور غالباً اطمینان نہ ہوتا ہوگا لیکن میں واقعی سچ جواب دیتا تھا۔ اس کے بعد دورانِ شاہنشاہی میں جبکہ لوگوں سے دو تھکنی کم ہو گئی تھی بہت سے بُشروں سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہی سوال کر رہے ہیں اور ہاتھ بھی اگرس جواب دیتا کہ مجھے نہیں معلوم میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ مختصر آنکہ میں اپنے افعال کا کبھی مختار نہ رہا۔ پس میں اتنا احمق نہ تھا کہ واقعات کو کھینچ تان کر میں اپنے ذہنیہ کے موافق کرنے کی کوشش کرتا بلکہ اس کے خلاف میں نے اپنے طرز عمل کو ڈھال کر اُس سلسلہ واقعات کے مطابق کر دیا تھا جو مجھے پہلے سے نظر نہ آتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ میرا طرز عمل اکثر غیر موزوں اور مختلف نظر آتا تھا اور اس خامی کے متعلق بعض اوقات مجھ پر ناانصافی سے الزام لگایا گیا ہے۔“

انراہیل چارلس۔ بے۔ انگریز سال۔ کا قول ہے۔ ”اس زمانہ میں جس طرح ترقی پیرس میں سمجھے گئے تھے وہ یہ ہے کہ امینس کے صلحنامہ اور فرانس کی جمہوری ترقی پر شکستہ دل ہو کر انگلستان نے جنگ کا غم کیا تھا اور انسی جنگ پر ٹورمی پارٹی کی قطعی فضیلت منہر تھی اور پھر سٹ ضرور وزیر اعظم ہو جاتا۔ ہونا پارٹ کو گورنمنٹ برطانیہ کے ارادہ جنگ اور صلحنامہ کو شکست کر دینے کے بہانوں کی خواہش سے۔ پوری لگا ہی تھی۔“

تھیرس کا مقولہ ہے۔ ”غور کامل کے بعد دونوں قوموں کے باہم از سر نو جنگ شروع ہو جانے کے متعلق ہم فرانس پر الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس موقع پر

فرسٹ کانسل نے نہایت ہی پوری نیک نیتی سے کام کیا۔ انگلستان کے بودے و وزراء اگرچہ صلح قائم رکھنا چاہتے تھے تاہم اُس ویرق سے ڈر گئے جو جنگ کا حامی تھا اور اُس سنوریل سے گھبرائے جو سوئزر لینڈ کے متعلق برپا کیا گیا تھا۔ اور مالٹا خالی کرنے پر حجت دیکرا کر کے بدتمتی سے غلطی کر بیٹھ اور اُس وقت سے پھر مالٹا کا ایسا خون ہوا کہ علاج باقی نہ رہا۔ اسلئے کہ مالٹا جیسی سونے کی چڑیا جب ایک مرتبہ انگلستان کی ہوس کے نذر ہو چکی تو اب کیسے ممکن تھا کہ یہ چڑیا بعد کو اُس سے چھین لی نہ دے چو کہ فرانس نے سوئزر لینڈ کے معاملہ میں بڑے اعتدال اور نہایت مستعدی سے تمام شکایات کا جو سوئزر لینڈ سے پیدا ہو رہی تھیں خاتمہ کر دیا تھا اسلئے دربار انگلستان کو بڑی خوشی سے مالٹا حاصل کر دینا لازم تھا لیکن دربار انگلستان مالٹا خالی کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

فرسٹ کانسل نے منصفانہ زبان اور مجروح تکبر کے ساتھ دربار انگلستان کو امینس کے صلح نامہ پر عمل کرنے کی اطلاع دی۔ لیکن پنے درپے اطلاعات کا یہی نتیجہ ہوا کہ امینس کی امنوس ناک شکست عمل میں آئی جس کا ہم ابھی اوپر تذکرہ کر چکے ہیں۔

ولیم ہیریٹ *William Hare* نے لکھا ہے: ”اسی مسئلہ کو برطانیہ عظمیٰ نے فرانس کے مقابلہ میں جنگ کا اشتہار دیا۔ حیث یہ وہ زمانہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے مملکت اور یادگار ہے اور جس سے مصائب کے ایک اور ایسے جگ کا آغاز ہوا کہ جب تک دنیا باقی ہے یہ مصائب فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ پہلی جنگ میں تو برطانیہ نونا کامی ہوئی اور دوسری جنگ سے جواب شروع کی گئی یہ مدعا تھا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو زور شمشیر انقلاب کے اُس نمونہ کو مٹا دے جس نے ایک مکروہ لیکن پرانے ظالم اور بون خاندان کا اورنگ اولٹ دیا تھا اور یہ انقلابی نمونہ وہ تھا کہ ہر ایک داخلی اور خارجی کوشش پر جو اُس کی پامالی کے لئے کی گئی تھی غالب آچکا تھا۔

”اُن تمام جھوٹی کہانیوں میں جو اس طشت از بام نال انصافی پر پردہ ڈالنے کے

لئے گھڑی گئی تھیں اس موقع پر انصاف اور رحم دلی کے غدر سب سے زیادہ جھوٹے تھے۔ اس موقع پر کچھ زیادہ چنیں چناں سے کام نہیں لیا گیا۔ صرف معزور اور تائبیدی لہجہ کو ابھار لیا گیا۔ مالٹا۔ صرف ایک تجربہ مانہ عذر تھا جب صلح نامہ کے عملدار آمد کا وقت آیا تو فرانس کی دست درازی اور اُس کی اثر کی وسعت کا نام لیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہمارے ہندوستان کے انگریزی مقبوضات کو خطرہ تھا۔ اور مزید ضمانت میں مالٹا مانگا گیا۔ لیکن کیا یہ وہی زمانہ نہ تھا کہ ہم انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے مقبوضات کو بڑھایا تھا۔ اور اگر مقبوضات ہی کے بڑھانے کو فرانس اپنی طرف سے اس صلح نامہ کو شکست کی وجہ قائم کرتا تو کیا ہم انگریز فرانس کے اس عذر کو جائز عذر مان لیتے۔ لیکن کیا مرے کی بات ہے کہ ہم انگریز ان قواعد سے خود مستثنیٰ رہتے ہیں جو ہم دوسروں کے لئے دھینگا شستی سے وضع کرتے ہیں۔ سردار اسکاٹ نے کہا ہے۔ ”وزراے انگلستان نے اپنے دعوے کو یہاں تک گھٹا دیا کہ مالٹا صرف دس ہی برس کے لئے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہا۔ لیکن اس کے خلاف بنوٹا پارٹ نے صلح نامہ میں کسی قسم کی ترمیم کو جائز نہ رکھا۔ چونکہ نیپلس کی افواج پروجہ مالٹا میں تھیں اعتراض کیا گیا لہذا بنوٹا پارٹ نے یہ بات تجویز کی کہ مالٹا میں روس اور آسٹریا کی افواج رکھی جاویں لیکن اس تجویز کو برطانیہ نے نہ مانا۔ ۱۸ مئی ۱۸۰۳ء کو لارڈ وائٹ ورٹھ نے پیرس سے کوچ کر دیا اور برطانیہ نے فرانس کے خلاف جنگ کا اہم ہتھیار اٹھایا۔ اٹلی کی برائے چندے صلح کے بعد جس جنگ کا آغاز ہوا تو اُس کی وجہ کے متعلق اگر ہم ایک بھوکے لفظیں استعمال کریں تو یہ کہیں گے کہ یہ خونریز جنگ مغرورانہ لفظوں۔ بعض وحشہ اور خطرات کی وجہ سے چھڑی گئی اور اس کی کوئی معین یا خاص وجہ نہ تھی جو کسی صفائی معذرت۔ یا عذر خواہی سے دور ہو سکتی ہو۔“

مسٹر لاک ہارٹ کہتے ہیں۔ ”۱۸ مئی ۱۸۰۳ء کو برطانیہ اعظم نے جنگ کا اہم ہتھیار اٹھایا۔ فرانسینی جہازوں کی گرفتاری کے متعلق جہاں کہیں یہ جہاز دستیاب ہوں پہلے ہی حکام

صدا رہ چکے تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ اعلان جنگ کی اطلاع پیرس میں پہنچے
 دو سو فرانسیسی جہاز جن میں تیس لاکھ پونڈ کا مالیتی اسباب بار تھا۔ گرفتار کئے جا چکے تھے۔
 ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسے حالات میں رعایا کے مال کو یوں بے تکلف چھین لینا جائز فعل
 ہے یا ناجائز فعل ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ بہت دنوں سے جاری
 تھا اور ایسے تمام مواقع پر انگلستان اس پر عملدرآمد کر رہا تھا اور ایک مدت دراز کے گزر جانے
 اور بے شمار عداوتوں کے ہو جانے کے بعد یورپ کے طرز جنگ کا یہ ایک جزو ہو گیا
 ۔ سر آرچی بالڈالیسن کا قول ہے: "ان حالات پر بغور توجہ کرنے کے بعد جن سے یہ
 جنگ دوبارہ چھڑی۔ اس امر سے انکار کرنا غیر ممکن ہے کہ انگلستان نے جنگ چھڑنے
 کے متعلق اپنی بڑی پر جوش خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ اور جہاں تک انگلستان اور فرانس
 میں باہمی تعلقات موجود ہیں ان پر نظر ڈالنے سے اس موقع پر پیش قدمی انگلستان ہی
 کی طرف سے ہوئی۔"

جب یہ نئی جنگ چھڑی تو نپولین نے ایسے عالی حوصلہ الفاظ میں جن کی ہر فیاض واد
 و لگا اپنے دربار سے کہا: "دیکھو اب ہم کو انگلستان مجبور کرتے ہیں کہ ہم اس خندق کو چھانڈ جائیں
 (انگلستان کی طرف اشارہ ہے مترجم)۔ تو۔ اچھا ہم چھانڈ جائینگے۔ اب چاہے انگریز
 ہمارے بہت سے جہازوں اور نوآبادیوں پر قبضہ کر لیں لیکن میں لندن کی سڑکوں پر خطہ
 اور بر باد دے لے جا کر انگریزوں کو ایسی تباہی کو لگا کہ اس جنگ کے نتیجہ پر وہ خون کے
 آنسوؤں سے روئینگے۔ انگلستان کے دربار نے اپنے باوجود سے تمام یورپ
 کے رورور جھوٹ بلوایا۔ فرانس میں تو کوئی فوجی تیاریاں نہ ہو رہی تھیں یا کسی قوم سے
 خط و کتابت یا ساز باز نہ ہو رہا تھا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ انگلستان نے مجھے ایک پُر زہ بھی لکھ کر
 نہ بھیجا۔ دیکھو لارڈ وائٹ ورجہ کو ان سب باتوں کا اقرار کئے بغیر نہ بنی۔ اور تاہم ایسے
 دنی کنایات سے ایک قوم دوسروں کے غصہ کو مشتعل کرنا چاہتی ہے۔ دو ماہ گزشتہ

سے انگلستان کی طرف سے میں برابر تو بین برداشت کر رہا ہوں۔ اور میں نے یہاں تک چشم پوشی کی کہ انگلستان نے اپنے جہازیم کے پیمانہ کو آخر لبریز کر دیا۔ میری چشم پوشی کو انگلستان نے میری کمزوری پر محمول کیا اور اپنے لشکر و عادی کو یہاں تک بلند کیا کہ اپنے سفیر سے کہلوا دیا۔ چنیس کیجئے اور چناں کیجئے۔ نہیں تو بندہ سات دن میں رخصت ہوتا ہوں کیا یہی لہجہ ہے جس سے انگلستان ایک بڑی قوم کو مخاطب کرتا ہے۔

”انگلستان کے سفیر سے کہا گیا کہ اچھا جو کچھ و زبان سے کہتا ہے۔ اپنی قسم سے لکھ دے کہ اُس کی تحریر اُس کی گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جاسکے۔ اس کا اُس نے صرف یہی جواب دیا۔ نہیں۔ مجھے تو صرف زبانی گفتگو کرنے کا حکم ہے۔“ بھلا آج تک کہیں ایسی سفارت بھی سنی گئی ہے۔ اس حرکت سے کیا یہ بات نہیں ظاہر ہوتی۔ کہ انگلستان حیلہ حوالہ کرے۔ مبہم الفاظ بولے۔ جیسا جی میں آئے گول مال کرے۔ اور پھر بھی اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ چھوڑے۔ جب انگلستان پسے واقعات ہی کو جھٹلاتا ہے تو دوسری باتوں میں بھلا اُس کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اگر انگلستان کا یہ منشا ہے کہ فرانس کے چار کروڑ جمہور کے لئے اپنے زور و جبر سے قانون نافذ کرے تو انگلستان لال باغ میں ہے۔ اس کو یقین کرادیا گیا ہے کہ نپولین جنگ سے اس لئے خائف ہے کہ اُس کے اختیارات ہل جائیں گے۔ لیکن کیا انگلستان کو یہ نہیں معلوم ہے کہ اگر ضرورت ہو تو نپولین میں لاکھ فوج قائم کر سکتا ہے۔ پہلی جنگ کا نتیجہ کیوں نہیں دیکھتے کہ فرانس کی ایسی عظمت بڑھی کہ پیڈمانٹ اور لیمپ اُس میں شامل ہو گئے اب دوسری جنگ کا نتیجہ ہو گا کہ یورپ کی فرماں روا بیوں میں باہمی اتحاد کا رشتہ اور مضبوط ہو جائیگا۔ بڑی قوموں میں باہمی اتحاد کی ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہی ہو سکتی ہے کہ انصاف کے ساتھ وہ باہمی عہد ناموں کی تعمیل کریں۔ لیکن جس قوم کے خلاف۔ ایسے عہد نامے شکست کئے جاویں تو وہ قوم اس کو کیونکر گوارا کر سکتی ہے

اس لئے کہ یہ تو اُس کی بڑی ذلت کا موجب ہے۔ اگر یہ قوم ایک موقع پر یہی ایسی حالت میں دب جائے گی تو اُس کی بربادی میں کیا شبہ باقی رہے گا۔ فرانسیسی افواج کے لئے ایک معنی اسے یہ بت رہے کہ بادشاہ انگلستان کا تحت پریر میں قائم ہو جانے دیں اور اُس کی اطاعت میں گون جھکا دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ کے ہٹ دھرم و عداوی اور اُس کی متلون مزاجی کے مطیع ہو جائیں۔

”اسی طرح ایک دن وہ ہمارے جہازوں سے سلامی کے مدعی ہونگے پھر کینیڈا کے فلان عرض البلد سے فرانس کے جہاز نہ گزریں۔ اور اس وقت بھی تو وہ ہماری بندر گاہوں کی درستی اور ہماری بحری فوج کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وہ شکایت کرتے ہیں اور ضمانت مانگتے ہیں۔ ابھی کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ ہمارا نائب امیرالبحرین مالٹا کے قریب گیا۔ اُس وقت اُس کے ہمراہ کوئی جہاز نہ تھے۔ قریب ہی پندرہ انگریزی جہاز موجود تھے اور انھوں نے لیسین *Lesseeigneo* سے سلامی مانگی۔ اُس نے انکار کیا۔ باجم کچھ رد و بدل کی نوبت پہنچی۔ لیکن لیسین نے سلامی نہیں دی۔ اور اگر لیسین سلامی دے دیتا تو میں اُسے گدھے پر چڑھاتا اور تمام شہر میں ہندتا۔ اور اور ایسی تشویر گلوٹین پر قتل کئے جانے سے زیادہ ذلیل ہے۔ میں فریہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے عادات و صفات کا اظہار ہوگا تو یورپ کے ہر گوشہ سے صدائے آفریں بلند ہوگی جس وقت انگلستان نے صلح پر رضا مندی ظاہر کی تھی تو اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسی ایک دوسرے کو بچا دکھائینگے یعنی خبر لون کے ہاتھ سے واپس کو تکلیف پہنچیں گی۔ اور جبکہ ہو سکا انگلستان اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ لیکن اُس کی سازش سے کوئی نتیجہ نہ ہوا کیونکہ ہر ایک فرانسیسی اپنے نقصان کی تلافی میں مصروف ہے۔ اب چونکہ جلد یا بدیر جنگ تو ضرور ہی ہوگی۔ لہذا فوراً ہی جنگ شروع ہو جانا چاہئے اور ہم کو اپنی بحری تجارت کے بحال ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔“

جب یہ حالات بحیب لیٹو کونسل میں ظاہر کئے گئے تو مائیسور فانٹین نے حسبِ قریبی:-

”فرانس پھر انھیں اسلحہ سے پناہ لے گا جو ایک مرتبہ یورپ کو فتح کر چکے ہیں۔ فرانس اپنی طرف سے جنگ کا اعلان نہیں دیتا ہے۔ مگر ہاں بچے خوف و خطر پیغام جنگ کو قبول کرتا ہے۔ فرانس جانتا ہے کہ جنگ میں ثابت قدم کس طرح رہتے ہیں۔ ہمارا ملک از سر نو شائستہ یورپ کا مرکز بن گیا ہے۔ اب انگلستان کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ بغاوت یا طوائف الملوکی کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ نہ انگلستان اس کے ناگزیر اصولوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اگر جنگ ہوئی تو ایسا کہنے والے ہم ہونگے کہ صلح اور امن کے اصولوں کی ہم حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم ہی انگلستان کے حملوں کو رد کر کے جو قطعی نا انصافانہ ہیں قوموں کے حقوق کی حفاظت کریں گے انگلستان صرف فریب دہی کی غرض سے صلح کی بات چیت کرتا ہے کہ جنگ کی تیاری کرے اور عہد ناموں پر صرف اس غرض سے دستخط کرتا ہے کہ اُن سے انحراف کرے ایک اشارہ پر متفقہ حرکت کے ساتھ تمام فرانسیسی اپنے محبوب سورما کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ جملہ فریق جو اس سورما کے حسن انتظام و ترتیب کی وجہ سے اُس کا دم بھر رہے ہیں اُس میں صرف اسی بات پر جھگڑیں گے کہ اُن میں سے دیکھیں سب سے زیادہ بہادری اور جوش کا اظہار کون کرتا ہے۔ سب اُس کی دانائی کی حاجت کو محسوس کریں گے اور سب اقرار کریں گے کہ بیشک ان جدید واقعات کے بار کو صرف وہی اٹھا سکتا ہے۔“

• ڈیوک آف گیٹا۔ جن پولین کی کونسل کا ایک ممتاز رکن تھا اپنے دلچسپ تذکرہ میں لکھتا ہے کہ پولین صلح کا آرز مند تھا لیکن یورپ کے تاجدار یہی کہتے جاتے تھے کہ وہ شعلہ جنگ کو مشتعل کرتا ہے۔ پس پولین کے دشمن پولین کی نیک نامی پر دہستہ

لگانا چاہتے ہیں۔ اس بات سے کوئی ناواقف نہیں ہے کہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ کر پولیس نے انگلستان کے ساتھ صلح قائم رکھنے میں حد درجہ کوشش کی لیکن ہمیشہ اُس کی کوشش روک دی گئیں۔ دورانِ خط و کتابت میں۔ جس سے پولیس کو توفیق تھی کہ صلح ہو جائیگی۔

انگلستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ مسٹر ڈنڈاس *Mr Dundas*

نے فرانسیسی کسٹمر انشور آؤٹ *(Warrant)* کو اطلاع دی :-

”بادشاہ انگلستان نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فرانسیسی ماہی گیروں کی کشتیاں گرفتار کرنے اور کشتی والوں کو قید کرنے کے حکم کی از سر نو تعمیل کی جاوے۔“

”جیسے ہی فرسٹ کانسل کو اس امر کی اطلاع ہوئی اُس نے فرانسیسی کسٹمر فوراً حکم بھیج دیا کہ لندن سے چلا آوے اور شخصیت کے وقت حسبِ ذیل تحریر برٹش گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دے۔

”میں نے اپنی گورنمنٹ کو برطانیہ کے وزیر کا وہ اعلان بھیجا جس میں لکھا ہوا ہے کہ فرانس کے ماہی گیروں کا تعاقب کیا جاوے اور وہ گرفتار کئے جاویں اور جس اعلان کی تعمیل میں بہت سے بحرے اور کشتیاں گرفتار ہو چکی ہیں۔ فرسٹ کانسل نے خیال کیا ہے کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ کا فیصلہ شالستہ اقوام کے عملدرآمد اور نیز ان قوانین کے جو ان شالستہ اقوام میں نافذ ہیں خلاف ہے۔ حتیٰ کہ ایام جنگ میں بھی ایسا فعل ناجائز ہے اور اس فعل سے پہلی جنگ میں بے نظیر درشتی اور تلخی پیدا ہوگی اور دونوں ممالک کے باہم محاربت زیادہ بڑھ چکی اور مدتِ صلح میں اور زیادہ فصل پیدا ہو جائیگا۔ لہذا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسے ملک میں اب نہ ٹھوؤں۔ جہاں صرف معاملاتِ صلح میں ہی خود سری نہیں برتی جاتی ہے بلکہ جنگ کے قوانین اور نافذہ قواعد سے انحراف کیا جاتا ہے اور نفرت کی جاتی ہے۔ لہذا مجھے حکم موصول ہوا ہے کہ میں انگلستان کو چھوڑ دوں۔ جہاں اب میرا قیام محض فضول ہے۔ اسی کے ساتھ مجھے اس بات کو

اعلان کر دینے کا بھی حکم موصول ہوا ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ جس کی عین آرزو اور تمنا ہمیشہ یہی رہی ہے کہ امن و چین قائم رہیں اور جہاں تک ممکن ہو مصائب جنگ میں کمی ہو اپنی طرف سے اس بات پر راضی نہیں ہے کہ طو لانی عداوتوں کا شکار پچارے مابہی گیر بنائے جاویں۔ چنانچہ اُس کو اس قسم کی کارروائیوں سے اجتناب ہے اور اُس نے اپنے امیر البحر کو حکم دیا ہے کہ انگریزی مابہی گیروں سے خبردار کوئی تعرض نہ کیا جائے اور وہ آزادی سے جہاں چاہیں شکار کرتے رہیں۔

۲۰ مئی مسئلہ کوپنولین نے امین کے صلحنامہ کی شکست کا فرانس میں جنب

ذیل اعلان کیا:-

”نا انصافانہ دست درازی کو روکنے کے لئے ہم جنگ پر مجبور کئے گئے ہیں۔ پس ہم اس دست درازی کو ایسا رد کیئے کہ فرانس کی چار دانگ عالم میں دھوم ہو جاوے گی۔ اگر شاہ انگلستان کی یہی مرضی ہے کہ وہ اُس وقت تک جنگ کرے جب تک کہ فرانس تسلیم نہ کر لے کہ برطانیہ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جس طرح چاہے صلح ناموں کو قائم رکھے یا شکست کرے اور فرانس گورنمنٹ کے سرکاری اور خانگی معاملات میں جس طرح چاہے ذلیل ہو اور فرانس کو شکایت کی بھی اجازت نہ دے تو رحم و انصاف کی پھوٹی مسمت پر ہم کو رونا لازمی ہے۔ بے شک و شبہ ہماری یہی تمنا ہے کہ ہم اپنی اولاد کے سامنے فرانس کو معزز اور بے داغ چھوڑ جائیں۔ کچھ ہی حالات کیوں نہوں سب موقعوں پر ہم یہ بات انگلستان ہی کے لئے چھوڑ دینگے کہ صلح کی شکست اور قوموں کی آزادی کے خلاف پہلے وہی پیش قدمی کرے اور ہمدردی طرف سے اُس کو اعتدال کی ایسی مثال دیگی کہ اگر کسی واقعی تمدنی ترتیب اور رعایا کی خوش حالی کی نظیر ملیگی تو اسی اعتدال سے ملیگی۔“

کپنولین نے سینٹ ہلین میں اس نا انصافانہ اور بے وجہ حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے

کہا۔ پچھلے چار سال میں میں نے اُن تمامی فرقوں کو جن میں فرانس میری تحت نشینی کے وقت تقسیم تھا متحد کر دیا تھا۔ تارکان وطن کی فرست بند کر دی گئی تھی۔ پہلے تو میں نے ان ناموں پر نشان کئے پھر یہ نشان مٹا دیے اور آخر میں اُن سب کی جو فرانس واپس آنا چاہتے تھے میں نے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کر لی۔ اور اُن کی تمامی موجودہ اور ایسی جائیدادیں جو فروخت نہ ہو گئی تھیں واپس کر دیں۔ لیکن جنگلات اس قاعدہ سے مستثنیٰ رہے کیونکہ یہ لوگ صرف محاصل ہی پا سکتے تھے۔ اُس فرست میں پھر سوائے اُن لوگوں کے جو براہ راست بوربون شاہزادوں سے ذاتی تعلق رکھتے تھے کسی اور کام نہ رہا اور ان لوگوں نے معافی سے فائدہ اٹھانا نہ چاہا۔ ہزاروں تارکان وطن واپس آ گئے اور اُن سے کسی اور بات کی خواہش سوائے اس کے نہ کی گئی کہ وہ رسیلیک کے ساتھ وفادار رہنے کا حلف کر لیں ان قوانین سے سرکاری معاملات میں بہت بہتری پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ان قوانین کی نرمی اور اعتدال نے کانسل کی حکومت کے دشمنوں یعنی فریق شاہی اور ہمارے خارجہ دشمنوں کی گستاخی کو بڑھا بھی دیا تھا۔“

انگلستان کی گورنمنٹ نے توہین کے ساتھ نیپولین کی صلح کی درخواست کو جب وہ کانسل بنایا گیا تھا نا منظور کیا تھا۔ لیکن آخر کار انگلستان کی گورنمنٹ نے اپنی رعایا کی شکایتوں سے خوف زدہ ہو کر طوعاً و کرہاً صلح کی۔ لیکن یہ گورنمنٹ موقع کی منتظر رہی کہ جنگ پھر شروع کرے اور اُس نے اسپین کے صلیبیہ کی ہنایت ہی محترم شرائط کو شکست کیا۔ اور فرانس کے جہاز اور کشتیاں گرفتار کیں جن میں ساتھ کروڑ فرانک کا مال موجود تھا اور قبل اس کے کہ اعلان جنگ کو پیرس پہنچنے کی مہلت ملے انگلستان نے فرانس کی تجارت کو برباد کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُس بڑے شخص کو بدنام کرنے کی غرض سے جس نے ہنایت عالی مہتی

سے اپنی قوم کو اس کی حفاظت پر آمادہ کیا انگلستان نے یہ فریادیں بلند کیں کہ پولیس اپنی
 نہ سیر کرنے والی بلند نظری اور خوشنوا مزاجی کی بدولت جنگ کو چھیڑنا ہے۔ برطانیہ کی
 روسیا ہی کا یہ فعل اب اور زیادہ سیاہ رنگ سے نہیں رنگا جاسکتا۔

باب سبب و شتم

بولون کا لشکر گاہ

تینچ کا فیصلہ۔ انگلستان کی طاقت۔ فرانسیسی جہازوں کی گرفتاری۔ معاوضہ میں انگریزیتا کو
کا قید کیا جانا۔ انگلستان پر حملہ کی تیاری۔ بطیم کا دورہ۔ آبنائے ڈودھ کو عبور کرنے کی تجویز۔
نوجوان انگریزی ملاح۔ سکرٹری۔ بولون میں افواج کا جمع ہونا۔ انگلستان میں پریشانی۔
وکیلٹن صاحب کی شہادت۔ نیپولین کے قتل کی تجویزیں۔

غیر طرفدار تاریخ نویسین کے صلح نامہ کی شکست کی جواب دہی بلا احتلاف گورنمنٹ برٹان
کے ذمہ ڈالیگی۔ نیپولین کو جنگ سے کسی قسم کے فائدہ کی توقع نہ ہو سکتی تھی بلکہ اُس کو
ہر طرح سے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ صرف ایک راستہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے توی
دشمن انگلستان تک پہنچ سکتا تھا یہ تھا کہ سمندر کو عبور کر کے اپنے دشمن پر حملہ کرے۔
نیپولین خود اقرار کرتا تھا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ایسا فعل جان پر کھیلنا تھا۔ انگلستان

لے بولون بندر گاہ ہے فرانس کے شمال میں جہاں سے انگلستان کا ساحل بہت قریب ہے مترجم ۱۲
لے آبنائے ڈودھ فرانس اور انگلستان کو جدا کرتا ہے اور یہ انگلش چینل کا ایک حصہ ہے۔ مترجم ۱۲

سمندروں کا بلا شرکتِ غیر سے مالک تھا۔ اور کوئی بحری طاقت اُس کے مقابلہ میں نہ تھی تھی اور یہ مقولہ قطعی سچا مقولہ ہے کہ برطانیہ کو قلعوں کی حاجت نہیں اُس کی گڑھیاں تو موجوں پر ہیں اور سمندر اُس کا گھر ہے۔“

اپنے لافح جہازوں سے انگلستان فرانس پر ہمت سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔ انگلستان پیشہ خوار رپلیک کے جہازوں کو سمندر کی سطح سے ناپدید کر سکتا تھا۔ اور ب ممالک کی تجارت کا آپ مالک ہو سکتا تھا۔ لہذا جنگ سے انگلستان کو سراسر فائدہ تھا اور دولت حاصل ہو سکتی تھی۔ اور انگلستان کے خوفناک رقیب فرانس کی تجارت کی جنگ سے بربادی ظاہر تھی۔ فرانس کی خوش حالی اور طاقت نے انگلستان کو خوف زدہ کر دیا تھا لہذا وزیر اے دربار انگلستان کے سامنے جنگ کو از سر نو آغاز کرنے کا لالچ نہایت دل فریب تھا۔ اور اس لالچ سے بچنے کے لئے اُس معمولی نیوکوکاری سے زیادہ نیوکوکاری کی ضرورت تھی جتنی عموماً شاہی درباروں کی ہمت میں ہوا کرتی ہے۔ اور امنوس مصیبت زدہ انسانوں کی یہ ہمتی تھی کہ انگلستان اس لالچ میں آگیا۔ انگلستان نے ایسے صلح نامہ کی مشالط کی تعمیل سے انکار کیا جو نہایت ہی واقعی عہدِ پیمان کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ اور اپنے ایمان کے خلاف مالٹا سے قبضہ نہ ہٹایا۔ اور فرانس پر حملہ کر دیا۔

نپولین نے اُس اطلاع میں جو صلح کے شکست ہوتے ہی اُس نے لیبسٹیو کو لکھا کہ وہی حسبِ ذیل لکھا:

”انگلستان میں برتری حاصل کرنے کی غرض سے دو فریق آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک فریق نے تو صلح کر لی ہے اور دوسرے فریق کو فرانس سے ہلاکی نفرت ہے اور اسی وجہ سے انگلستان کے دربار کی تجاویز اور مشوروں میں یہ ترزلزل ہے اور یہ جانتا ایسی ہے کہ کبھی تو صلح کی طلب گار ہے اور کبھی جنگ کی دھمکی دیتی ہے۔ جب تک یہ

جھگڑہ باقی ہے ریپبلک کو اپنی تجویزوں میں بڑی دوراندیشی سے کام کرنا چاہئے اور فرانس کی حفاظت اور توہین کا انتقام لینے کو پانچ لاکھ سپاہ کے تیار رہنے کی حاجت ہوگی اور وہ تیار رہیگی۔ عجب ضرورت ہے کہ ناقص جذبات نے دونوں قوموں پر عاید کی ہے۔
 در حالیکہ اپنے متجاسن فوائد اور اغراض کے اعتبار سے ان قوموں میں صلح رہنا چاہئے لیکن ہمیں امید رکھنا چاہئے کہ بہتر وقت آیرگا اور ہم کو یقین رکھنا چاہئے کہ ہنوز انگلستان کے دربار سے زیادہ عاقلانہ مشوروں اور رحم ولی کی صدا ہمارے کان میں آئیگی۔“

ایک دن پیرس میں سٹرافکس پنولین کے ہمراہ مع دیگر شرفاء کے کووری کی گیلری میں تھا جہاں کہ عجائب خانہ میں نہایت نفیس زمین کا ایک کرہ رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص اس کرہ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ”دیکھو برطانیہ اس کرہ پر کیسی ذرا سی جگہ پروتھ ہے“ اس پر سٹرافکس اس کرہ کے قریب آیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اس کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لینا چاہا اور کہنے لگا۔ ”ہاں برطانیہ اس کرہ پر بہت ذرا سی جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ لیکن اپنی طاقت سے اس نے تمام کرہ پر قبضہ کر رکھا ہے“

فاکس کی شیخی نہ تھی کیونکہ برطانیہ کے مقبوضات ہر جگہ موجود تھے یعنی اسپین بحر روم۔ جزائر مشرقی۔ جزائر مغربی۔ ایشیا۔ افریقہ۔ اریکہ۔ اور بحر اعظم کے بے شمار جزائر پر اس کی طاقت پھیلی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ سلطنت روم کا ستارہ اوج اقبال فلک ہفتم پر پہنچا ہوا تھا اس کی سلطنت برطانیہ کی برابر وسیع نہ تھی لہذا پنولین کو برطانیہ کی یہ شکایت محض ناچیز معلوم ہوتی تھی۔ کہ فرانس کی شیر جزائر ریپبلک جو یورپ کے مخالف بادشاہوں سے جھگڑا رہی تھی اپنی بلند نظری سے دنیا کو معرض خطر میں ڈال رہی تھی۔ کیونکہ اس نے پیٹمانٹ۔ سسٹن اسپین ریپبلک اور پارما کی کمزور ریاست پر اپنا اثر قائم کر لیا تھا اور جزیرہ ایلبا میں نو آبادی قائم کی تھی۔ پنولین کی دلائل اور جھوٹوں کا برطانیہ کوئی جواب نہ دے سکتی تھی اگر اس کے

پاس کوئی جواب تھا تو یہی تھا کہ وہ اپنے جہازوں سے گولے مارنے لگتی تھی۔

انگلستان۔ ”تم جلاوطن بوروبوں کے تحت پر بیٹھے ہو۔“

نیولین۔ ”اور مختار بادشاہ جلاوطن اسٹوارٹ کے تحت پر بیٹھا ہے۔“

انگلستان۔ ”لیکن فرسٹ کانسٹبل تو اس اسپین ریلک کا پریسیڈنٹ بھی ہے۔“

نیولین۔ ”اور بادشاہ انگلستان بھی تو ہینڈور کا ایکٹر ہے۔“

انگلستان۔ ”اور تھاری فوجیں سوئزر لینڈ میں ہیں۔“

نیولین۔ ”اور تھاری فوجیں بھی تو اسپین میں ہیں اور جرمنی کی پہاڑی کو کیسا مستحکم

کیا ہے۔“

انگلستان۔ ”تم بلند نظر ہو اور مالک غیر میں اپنی نوآبادیاں قائم کرنا چاہتے ہو۔“

نیولین۔ ”تھاری دس نوآبادیوں کے مقابلہ میں ہماری ایک ہے۔“

انگلستان۔ ”ہم کو یقین ہے کہ تم مصر پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہو۔“

نیولین۔ ”اور تم تو ہندوستان پر اپنا قبضہ کر چکے ہو۔“

اس پر انگلستان غصہ سے جھلا کر کہتا تھا۔ ”میلن لائو۔ بحری افواج۔ وینٹن بن

تو بری سپاہ کا سپہ سالار یہ آدمی پال ہونا چاہئے۔ اس کی بلند نظری نے تو دنیا

کی آزادی کو معرضِ خطیر میں ڈال دیا ہے۔ اسے انگلستان کے مورخو۔ ذرا تو مول کو

اگاہ تو کرو دنیا کہ غاصب ہونا پارٹ اپنی دست و رازی اور غور سے یورپ کو فون

کے طوفان میں ڈال رہا ہے۔“

پیرن سے برطانیہ کے سفیر کے رخصت ہوتے ہی او قبل اس کے کہ فرانس

کا وزیر لندن سے رخصت ہو انگلستان نے کسی قسم کے اعلانِ جنگ کے بغیر

پر حملے شروع کر دیے۔ فرانسیسی ریلک کے تجارتی جہاز جو قیمتی مال سے لدے

ہوئے تھے اور جن کو کسی قسم کے خطرہ کا شبہ نہ تھا۔ خود انگلستان کے بندروں میں

اور جہاں جہاں ہاتھ اُس کے گرفتار کر لئے گئے۔ فرانس کے دو جنگی جہازوں پر بھی حملہ ہوا اور گرفتار کئے گئے۔ اور پہلی خوقاک یہی خبر تھی جو نپولین کو جنگ شروع ہوجانے کے متعلق پہونچائی گئی۔

نپولین کو نہایت سخت غصہ آیا اور اُس نے بھی انتقام میں وہ سخت کارروائی کی جو نپولین جیسے شخص کے شایاں تھی۔ اوجھی رات کو اُس نے وزیر صیغہ پولیس کو اپنے حضور میں طلب کر کے حکم دیدیا کہ ۱۸ سال سے لے کر ۶۰ برس کی عمر تک ہر ایک انگریز جو فرانس میں موجود ہو گرفتار کر لیا جاوے اور ان سب کو ان قیدیوں کے عوض میں جو انگلستان نے سمندر میں گرفتار کئے ہیں قید کر دیا جاوے۔ اس وحشت خیز خبر سے انگلستان کے گھروں میں کھرام مچ گیا۔ اس لئے کہ یورپ میں اس وقت ہزاروں سیاح موجود تھے اور ان کو کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ آغاز جنگ سے قبل اعلان جنگ ضرور شتر کیا جائیگا۔ لیکن اس خوقاک جنگ کے یہ پہلے پھل تھے جس میں اب دنیا مبتلا کی گئی تھی۔

ان سیاحوں کی گرفتاری پر ہزاروں گھروں میں رنج و مصیبت کا وہ حال تھا کہ اُس کے بیان کا کسی زبان کو یارا نہیں ہے۔ ان لوگوں میں سے بہت سے بڑے بڑے لائق اور تعلیم یافتہ انگریز تھے۔ ان میں باپ۔ بیٹے اور بھائی بھی تھے جو محض تفریح کی غرض سے یورپ کی سیر کر رہے تھے۔ ان بیکوں نے بارہ برس متواتر جلا وطنی کی مصیبتیں چھلیں۔ اور بہت سے تو عمر فرانس ہی کی خاک میں خاک ہو گئے۔ انگلستان میں بچے جو ان ہو گئے اور اپنے اسیروں کی موت تک نہ دیکھی اور نہ جانا کہ وہ جیتے بھی تھے یا مر گئے تھے۔ بیویاں اور بیٹیاں اُچھے ہوئے گھروں میں مصیبت و انتظار کی برسیں چھیل کر قبریں بایوسی سے جاسوئیں اور انگلستان نے اپنے پرانے جہازوں کے کولوں کو فرانسیسی قیدیوں سے

نہجرو یا تھا جن میں صاحبِ اولاد اور بیوی بچوں والے بھی محسوس تھے۔ فرانس کے ہزار ہا جھونپڑوں میں بھیک اور فاقہ کشی کی حکومت تھی جو فرانس کی وادیوں میں اور لبِ سمندر واقع تھے اور جہاں۔ اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو صلح امن اور مسرت کا سکہ ہوتا۔ جیسا عموماً ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہے خاص کر مصیبت بے گناہوں پر پڑی تھی جہاں گھر کی بیویوں اور بیٹیوں اور بہوؤں نے سالہا سال بے پایاں بچ و مصیبت میں گزارے۔

• جنگ کی معمولی مصائب کا خیال کرنے سے روح لرزتی ہے۔ ولیم پٹ جو اس جنگ کا بانی تھا بڑے زبردست ذہن اور عزم و ہمت کا شخص تھا لیکن وہ اُن رحم دلی کے خیالات سے خالی تھا جو انسان کی فطرت کو آب و تاب بخشتا کرتے ہیں نہ اُس کے بیوی ہی تھی نہ اُس کے بیٹا ہی تھا۔ پس محبت اور درمندی کا خیال اس کی بے درو۔ خیر متحرک اور ظالم سر و مہر و روح کی سطح کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ فرانس کے موجودہ انگریزوں کی گرفتاری کا حکم سرکاری اخبار مانیٹور *Manitour* میں اس طرح شائع کیا گیا تھا:-

”نوابادیوں اور بحری صیغہ کے وزیر نے برکسٹ *Breast* کے بحری افسر کی ایک رپورٹ رپبلک کی گورنمنٹ کے حصوں میں پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ خلیجِ آڈر *André* میں دو انگریز جنگی جہازوں نے فرانس کے دو تجارتی جہازوں کو بغیر کسی اعلانِ جنگ کے قومی قوانین سے انحراف کر کے گرفتار کر لیا۔

• لہذا سب انگریزہ سال سے لے کر ۶۰ برس کی عمر تک اور نیز وہ اشخاص جو برطانیہ کی طرف سے کسی خدمت پر مامور ہیں۔ اور اس وقت فرانس میں موجود ہیں رپبلک کے شہریوں کے معاوضہ میں جو برطانیہ کے جہازوں اور اُس کی

رعایا نے گرفتار کر لیے ہیں اور اعلان جنگ سے قبل یہ کارروائی کی ہے فوراً گرفتار کر لیے
جاویں۔“

(دستخط) لونا پارٹ

پنولین نے انگریزی قیدیوں سے بڑی مہربانی سے برتاؤ کیا اور صرف انھیں لوگوں کو
قید کیا جو فوجی خدمات پر متعین تھے اور باقی لوگوں کو گڑھیوں میں آزاد چھوڑ دیا اور ان
کے گرد بہہ کر دیا۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو پُرانے جہازوں میں قید کیا تھا۔
جہاں کثرت کی وجہ سے ان کو لایا جان تکلیف تھی۔ پنولین کے جی میں کئی دفعہ یہ بات
آئی کہ فرانسیسی قیدیوں کی حفاظت کے لئے جو انگلستان کے جہازوں میں قید
تھے وہ بھی اپنے انگریز قیدیوں کو اسی قسم کی تکلیف پہنچائے جیسی فرانسیسیوں کو
دیجا رہی تھی۔ لیکن پھر اس کی جلتی رحم دلی غالب آئی اور اس نے ان بد قسمت
قیدیوں کو جو اس کے اختیار میں تھے محفوظ رکھا۔ انگلستان کے دربار نے اس
بات کی شکایت کی کہ پنولین نے صلح جو سیاحوں کو فرانس میں قید کر لیا تھا۔
اس کا پنولین نے یہ جواب دیا کہ تم نے بھی تو شبہ نہ کرنے والے فرانسیسیوں
کو سمندر میں گرفتار کیا ہے۔“

انگلستان نے جواب دیا: ”ہمارا تو یہ قاعدہ ہے کہ ہم سمندر میں دشمن کے
مستقل جو کچھ پاتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور اسلئے ہمارا یہ فعل حق بہ جانب ہے۔“
پنولین نے جواب دیا۔ اب میں بھی یہی قاعدہ مقرر کروں گا کہ خشکی میں دشمن کے
مستقل جو کچھ پاؤں گرفتار کروں اور میرا بھی یہ فعل حق بہ جانب ہو جائیگا۔“

یہاں پر محبت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن مصیبت پیارے قیدیوں کی تھی یعنی ادھر
تو فرانسیسی پُرانے جہازوں میں اسیر بلا تھے اور ادھر انگریز پرانی گڑھیوں

میں خانہ برباد تھے۔ پتولین نے تجویز کیا کہ قیدیوں کا تبادلہ کر لیا جاوے۔ لیکن انگلستان کے دربار سے اس کا یہ جواب ملا کہ اگر قیدیوں کا تبادلہ کر لیا جاوے گا تو یہ بات مسلم ہو جائیگی کہ فرانس کا انگریزوں کو قید کرنا حق بجانب فعل تھا۔ پس اس چیمائے تجویز سے انکار کر دیا گیا اور بے دردی سے دونوں قوموں کے قیدیوں کو ان کی قسمت کے حوالہ کیا گیا۔ پتولین نے اپنے قیدیوں کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا اور کہا کہ تمہاری رہائی خود تمہاری گورنمنٹ کے ہاتھوں میں ہے اور تم اُسی سے استعاثہ کرو۔

پتولین نے سینٹ ہلینا میں کہا: تمہارے وزرائے اس بات پر کہ میں نے فرانس میں انگریزوں کو قید کر لیا تھا بڑا غوغا مچایا۔ لیکن پہلے اس کی نظر کس نے دکھائی تھی؟ فرانسیسی جہازوں کو گرفتار کر کے اور جہازیوں کو قید کر کے جو خود ان کی بندرگاہوں میں اور سمندروں میں ان کے ہاتھ آسکے تھے۔ اعلان جنگ سے قبل اور اس سے پیشتر کہ میں انگریزوں کو قید کروں۔ خود اُنھوں نے پہلے مثال دکھائی تھی۔ اس پہ میں نے بھی کہا کہ اگر تم میرے فرانسیسیوں کو سمندر میں جہاں تم کو سب اختیارات حاصل ہیں قید کرو گے تو میں تمہارے انگریزوں کو خشکی میں جہاں میں سب کچھ کر سکتا ہوں قید کروں گا۔ مگر اس کے بعد میں یہ بات چاہی کہ اعلان جنگ سے قبل اس شرط پر انگریزوں کو رہا کر دوں کہ برطانیہ سب فرانسیسیوں کو مع مال کے چھوڑ دے اس بات سے تمہارے وزرائے انکار کیا۔ تمہارے وزیر کی یہ عاوت ہے کہ جب ان کا بس چلتا ہے کبھی پوری صداقت کا اظہار نہیں کرتے اور صداقت کا جب ہی اعلان کرتے ہیں جبکہ معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے یا وہ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ دوسرے ذرائع سے پبلک کو صحیح معلوم ہو جائیگا اور نہیں تو دوسری حالتوں میں وہ اپنے مفید مطلب معاملہ کو پھیرتے ہیں۔ دوسرے پر تو سے ظاہر کرتے ہیں یا پوشیدہ کرتے ہیں۔“

اگر دشمن قوموں میں بھی جنگ ہو جیسی کہ فرانسیسی اور انگریزی قومیں ہیں تو بھی نتیجہ ویسے ہی ہونا کہ ہوتے ہیں جیسے اوپر بیان ہوئے۔ جنگ کی بدولت نہایت ہی شدید انتقام لئے جاتے ہیں اور جب جنگ کے درخت میں خوشے اٹھ گیا آتی ہیں تو سب سے پہلے پکنے والے پھل ہی ہوتے ہیں کہ بے گناہوں کے سروں پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔ نپولین کو نہایت سخت صدمہ پہنچا یا گیا تھا اور اُس نے بھی بدلہ میں ویسا ہی سخت خوفناک انتقام لیا۔ اب دونوں قوموں کے غصہ کی کوئی حد باقی نہ رہی تھی۔ تمامی فرانس کی طاقت اور ذہن و فراست ایک شخص میں جس کو فرانسیسیوں نے یک زبان ہو کر اعلیٰ اختیارات سپرد کر دیئے تھے جمع تھی لہذا جنگ نے ایسا رنگ اختیار کیا کہ گویا انگلستان نے ایک شخص واحد پر حملہ کیا تھا۔ مگر ایسی اچانک اور غیر متوقع جنگ کے واسطے فرانس تیار نہ تھا۔ نپولین کو فرانس کی اندرونی اصلاحوں کے لئے ملک کے کل محاصل کی حاجت تھی اور اُس نے فوجوں کا بہت بڑا حصہ برخاست کر دیا تھا اور یہ سپاہی اب زندگی کے مفید صلح اور امن کے اشغال میں مصروف تھے۔

مگر نپولین کے چست عزم و ثبات نے تمام فرانس کو جوش سے بھر دیا۔ منجملہ دیگر یورپی مقبوضات کے ہینڈورم *Handover* کا صوبہ بھی بادشاہ انگلستان کے قبضہ میں تھا اور انگلستان کے جہازوں کی توپوں کی پہلی بارٹھ کو ابھی دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ فرانس کی بیس ہزار فوج نے ہینڈورم پر حملہ کر کے اُس کی سولہ ہزار سپاہ کو قید کر لیا اور چار سو توپیں تیس ہزار بندوقیں۔ اور تین ہزار پانچ سو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے چھین کر تمام صوبہ پر اپنا قبضہ و دخل کر لیا۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر کہ اُس کا موردِ شہر فرانسیسیوں نے چھین لیا انگلستان کے بادشاہ کو بڑا جانکاہ صدمہ ہوا۔

اس کے بعد فرسٹ کانسٹل نے فوراً انگلستان کو پیغام صلح بھیج کر لکھا: ”کرنیل پور فتح کر لینے سے میرا صرف اسبقدر مستعار ہے کہ تم مالٹا خالی کر دو اور امینس کے صلحنامہ پر کار بند ہو۔“ اس کا جواب برطانیہ کے وزیر نے درستی کے ساتھ یہ دیا کہ ہم جرمن کے فرماں روا سے اس کا پل کر لینگے۔“

پنولین اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر کبھی بھی عام صلح ہوئی تو اُس وقت میں ظاہر کر سکو لگا کہ میں اعلیٰ میں کیا ہوں۔ اور اُس وقت میں یورپ کا صلح کھلاؤ لگا۔ فرانس جس میں خود سر حکومت کا مطلق خیال باقی نہیں ہے اپنی اعلیٰ شائستگی کی وجہ سے اس قابل ہے کہ دو انتہائی اصولوں کے دعاوی کے درمیان جن سے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو رہی ہے حائل ہو جاوے اور شعلہ جنگ کو فرو کر دے اور اس کے وہ وہ نیک نتائج پیدا ہونگے جو ابھی ہم میں سے کسی کو نظر بھی نہیں آتے ہیں لیکن اس کام کو انجام دینے کے لئے مجھے دس برس تک امن و چین کی حاجت ہے لیکن امنوس۔ برطانیہ کے وزیر اجملا مجھے اتنی کیوں ملت دینے لگے۔“

پنولین کو انگریزوں نے تنگ کر کے جنگ پر مجبور کیا تھا۔ چنانچہ یورپ کے متحدہ بادشاہ اُس کی مخالفت پر آمادہ کئے گئے۔ اس بات نے فرانس کو مجبور کر دیا کہ وہ سب کا سب ایک لشکر لگا دے اور پنولین بالکل مختار مطلق بنا دے۔ اگر وسیع براعظم جنگ میں نہ داخل ہوتا تو یورپ کے متحدہ بادشاہ ممالک متحدہ امریکہ پر بھی اسی طرح چڑھائی کرتے جس طرح فرانس پر کی۔

پنولین کی مرغوب تجاویز میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ نو آبادیوں کی تعداد میں ترقی دی جاوے تاکہ فرانس کی بحری خوش حالی بڑھے چنانچہ اسی نیت سے اُس نے

صوبہ لولیٹینا اسپین سے خریدا تھا اور اُس کی بڑی تمنائ تھی کہ دریائے مسی سپی کی زرخیز وادی میں فرانس کی ایک خوش حال نوآبادی قائم کی جاوے۔ یہ صوبہ جو فرانس کی نظروں میں ایسا قیمتی تھا اب انگریزوں کے اختیار میں تھا اور انگریز اُس کو اپنے قبضہ میں لا سکتے تھے۔ لیکن نپولین نے فوراً یہ صوبہ ممالک متحدہ امریکہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اگرچہ اس کے بیچنے سے نپولین کے بڑے مدعا کا خون ہوا لیکن کیا کیا جاسکتا تھا ضرورت ہی ایسی سخت آپڑی تھی۔

انگلستان کی بحری فوجوں کے حملہ سے فرانسیسی کسی مقام پر محفوظ دماؤ نہ رہتے اور فرانس پر بڑی شدت کے ساتھ ضرب کے بعد ضرب پڑنا شروع ہوئی یعنی واپس کے شہر گولوں سے اڑاے جانے لگے اُس کی نوآبادیوں پر انگریزوں کا قبضہ ہونا شروع ہو گیا اور اُس کی تجارت برباد ہونے لگی۔ انگریزوں کی بحری طاقت ایسی قوی تھی کہ جہاں اُن کا پرچم لہراتا تھا اُن کی فتح میں شک نہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کے جزیرہ انگلستان خود اس طرح واقع ہوا تھا کہ اُس تک کسی کی رسائی نہ تھی۔ اُس کی بحری فوج اُس کی محافظ تھی اور انگریز بڑی حفاظت اور امن سے بیٹھے چین کر رہے تھے اور روئے زمین پر خود ہر جگہ براہوی پھیلا رہے تھے۔

نپولین خود برطانیہ کے سفیر سے کہہ چکا تھا۔ جناب والا۔ انگلستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا نہایت ہی خطرناک فعل ہے۔

لیکن اگرچہ نپولین انگلستان پر حملہ کرنے کے فعل کو یا بوسہ فعل کہتا تھا۔ مگر اب سوائے اس کے کہ انگلستان پر حملہ کرے اور دوسرا چارہ بھی کیا تھا چنانچہ اس ہم کے جہازیں وہ ایسے انوکھے عزم و ثبات اور ایسی دور اندیشی اور ایسی فراست

۱۔ صوبہ شمالی امریکہ میں واقع ہے ۱۲ مترجم

۲۔ یہ شمالی امریکا کا سب سے بڑا دریا ہے اور فلجینسیکو میں گرتا ہے ۱۲ مترجم

سے سوار ہوا کہ دنیا کو اُس کی عظیم الشان تجویز پر حیرت ہو گئی اور تمام انگریزوں کے منہ پر ہوا بیاں چھوٹنے لگیں۔ انگلستان پر یورش کرنے کی غرض سے انگلش چین پر بڑی بڑی تیاریاں ہونے لگیں اور گویا بزدل مسلم تین لاکھ فوج فوراً قایم ہو گئی۔ تمام فرانس کام میں مصروف ہوا اور توپوں کی دو ہزار کشتیاں تیار ہو گئیں کہ وہ بڑے سپاہ پیدل۔ دس ہزار سواروں۔ اور چار ہزار توپوں کو انگلستان کے ساحل پر جا آئیں۔ فرانس کے سب کارخانے رات دن مستعدی سے بڑی چھوٹی ہر قسم کی توپیں تیار کرنے لگے اور فرسٹ کانسل کی فوق العادت عزم و ہمت نے رپلیک کے تمامی صوبجات میں جوش کی روح پھونک دی۔

نپولین جملہ کارروائیوں کی ذرا ذرا سی تفصیلی نگرانی خود کرتا تھا اور اگرچہ اُس کا اعتقاد تھا کہ سب معاملات تقدیر ہی سے ہوتے ہیں تاہم تقدیر کے لئے پورا کرنے کو وہ کوئی کام چھوڑ نہ دیتا تھا ہر ایک ممکن الوقوع ضرورت کا پہلے سے خیال کر لیا گیا تھا اور اُس کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ قومی جوش کا وہ حال تھا اور اس بات کا یقین بیاں تک واثق ہو گیا تھا کہ انگلستان کی دست و رازی اب بزور شمشیر ہی روکی جاسکتی ہے کہ نپولین نے بڑے فرخندہ صوبہ لاؤنڈی کے انھیں باغی ہوتے فریق شاہی کو جو چند ماہ قبل رپلیک کے خلاف جنگ کر چکے تھے ایک فوج میں ترتیب دیا اور انھیں لوگوں میں سے امن مقرر کئے اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ متحدہ فرانس کی محبت پر نپولین کو واثق یقین تھا۔

ایسی عظیم الشان جنگ کے لئے اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ رعایا پر بھاری ٹیکس قایم کیا جاوے اور اس ٹیکس کو فرانسیسیوں نے صرف بڑی خوشی کے ساتھ ہی دینا منظور کیا بلکہ رپلیک کے ہر گوشے سے خزانہ میں نہایت گراں بہا ہتھیار اور عطیے آنا شروع ہو گئے اور اس سے ثابت ہوتا تھا کہ فرسٹ کانسل کے

ساتھ فرانسیسیوں کو بہت محبت تھی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کو لقیں والے تھے
 کہ وہ اس جنگ میں حق بہ جانب تھے۔ رپبلک کے ایک حکم میں جنگی جہاز تعمیر کیا گیا اور
 سامان جنگ سے پورا آراستہ کر کے مفت نذر کیا گیا۔ فرانس میں برقی تحریک پیدا ہو گئی
 تھی تمام فرانس کے باشندے کھڑے ہو گئے تھے اور نیک نیتی میں ایک دوسرے سے
 بازی لیجانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چھوٹے قصبوں نے چٹھے پھندوں کے
 جہاز دیے اور زیادہ بڑے شہروں نے بڑے بڑے جنگی جہاز مہیا کئے۔ پیرس
 نے ایکسویس۔ بلانس نے سو۔ بورڈو Bordeaux نے چوراسی اور مارسی
 Marseilles نے چوتھروپوں سے آراستہ جہاز دئے اور اٹلی کی رپبلک نے
 بھی بڑی شکرگزاری کے ساتھ پچاس لاکھ فرانک و جہازوں کی تیاری کے لئے
 بھیج کر درخواست کی کہ ایک جہاز کا نام رپبلیکٹ اور دوسرے کا اٹلی کی رپبلک نام
 رکھا جاوے۔ تمام تجارتی کارخانوں اور سرکاری جماعتوں نے بڑی کشادہ دلی سے
 روپیہ دیا۔ سینٹ نے بھی ایک جہاز الیادیا جس میں ایک سو بیس توپیں مع ساز
 و سامان کے موجود تھیں عطیوں کی تعداد پانچ کروڑ فرانک سے متجاوز ہو گئی تھی۔
 نپولین نے بولون میں صدر مقام مقرر کیا جہاں وہ اپنا بہت سا وقت صرف
 کرتا تھا۔ بڑی ہوشیاری سے ساحل کی پرتال اور جاچ کرتا تھا۔ سمندر کا روزمرہ
 حال دیکھتا تھا اور اُس تجویز کی تکمیل میں بدل مصروف تھا جس کا اُس نے منصوبہ
 کیا تھا۔ ہر ایک ٹھیکہ میں بڑی کفایت شعاری سے کام ہو رہا تھا اور قومی خزانہ کا
 روپیہ بڑی احتیاط سے صرف ہوتا تھا لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ فرانس اور انگلستان جیسی
 دو بڑی قوموں میں معرکہ آرا بیڑوں کی یہ تیاریاں ہو رہی ہوں اور یورپ پر اُس کا اثر
 منویہ دیکھ کر کہ شعلہ جنگ پھر مشتعل ہوا۔ اسکندر شاہنشاہ روس کو بڑی شکایت ہوئی
 اور اُس نے یہ بات چاہی کہ دونوں قوموں میں نجایت کر دے۔

نپولین نے فوراً جواب دیا۔ ”میں بخوشی نچایت پر راضی ہوں اور شاہنشاہ روس جیسا کچھ فیصلہ کر دیکھا مجھے منظور ہے۔“

لیکن برطانیہ نے انکار کیا اور کہا کہ یہ فیصلہ اُس کو منظور نہیں ہے۔ اس پر وزیر اے روس نے فرانس اور انگلستان کی خاصیت کو ختم کر دینے کی نیت سے کچھ تجویزیں پیش کیں۔

نپولین نے جواب دیا۔ ”میں اب بھی راضی ہوں کہ خود زار روس فیصلہ کرے کیونکہ شاہنشاہ کو اپنی نیکنامی کا خیال ہے اور وہ انصاف کرے گا۔ لیکن میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ روس کے وزیر ایسی تجویزوں کے متعلق خط و کتابت کریں جو فرانس کے حق میں ذرا بھی مفید نہوں۔“ اور اُس نے حسب ذیل مشہور الفاظ سے اس جواب کو ختم کیا۔ ”فرسٹ کانسل سے جہاں تک ہوسکا اُس نے یہی چاہا کہ جنگ نہ ہو۔ لیکن اُس کی سعی سے کوئی نتیجہ نہوا۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ جنگ تقدیر ہی میں لکھی ہوئی ہے لہذا وہ جنگ کرے گا۔ اور انگریزوں کی تنکیر قوم کے سامنے سے نہ بچ سکے گا جو پچھلے بیس سال سے اس قابل ہو گئی ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کا سراپے سامنے جھکانا چاہتی ہے۔“

اب نپولین نے بلجیم جلسے اور دریائے رین Rhine کے محلکات کے ملاحظہ کا غم کیا۔ جوزلفائن بھی اُس کے ہمراہ تھی۔ نپولین جہاں پہنچتا خیر مقدم میں نمود سے آسمان سروں پر اٹھایا جاتا۔ اُس کے ساتھ شاہانہ عزت کا برتاؤ کیا گیا ہر مقام پر اسی قسم کا انہار مسرت ہوتا کہ جمہور کو گویا اُس سے غایت ورجہ ذاتی مسرت تھی۔ اور انگریزوں سے نفرت تھی۔ اور یہ لوگ فرانس کے سخت جانی دشمن سے جنگ کرتے کو آمادہ تھے۔ لیکن نپولین جہاں جاتا جہازوں کی تعمیر کے کارخانوں کو بڑی احتیاط سے دیکھتا۔ میگرنیوں اور سامانوں کو ملاحظہ کرتا۔ اور تحقیقات کرتا کہ یہ ملک کیا کیا سامان

متیا کر سکتا تھا۔ ہر ساعت محنت کی ساعت تھی اور محنت اُس کی قلبی مسرت تھی۔ اور اُس مختصر دورہ سے پنولین بولون کو واپس آیا۔ کھلے ہندسہ جس کی آبنائے جسے پنولین باوجود برطانیہ کی بے شمار بحری افواج کے عبور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تیس میل عرض تھی۔ چار موٹے ایسے تھے جن سے توقع ہو سکتی تھی کہ آبنائے کا عبور کیا جانا غیر ممکن نہ تھا۔ موسم گرمیاں اکثر اڑتالیس اڑتالیس گھنٹے سمندر میں ہوا قطعی بند ہو جاتی تھی اور اس وقت برطانیہ کے بڑے بڑے جنگی جہاز مجبوراً غیر متحرک کھڑے رہتے تھے۔ اور اس وقت پنولین کی ہوا پمپیز کی بڑی جنگی کشتیاں ڈاں ڈوں کے زور سے آبنائے کے عبور کر سکتی تھیں اور انگریزی جہاز کچھ نہ کر سکتے تھے۔ دوسرے موسم سرما میں کثرت سے کمرگرتا تھا اور اُس کے ساتھ ہوا بھی بند ہو جاتی تھی اور کمر کے پردہ میں آبنائے عبور کی جا سکتی تھی۔ ایک اور تیسرا موقع تھا اور وہ ان دو سے بھی بہتر تھا یعنی اکثر اس شدت سے طوفان بھی چلتے تھے انگریزی جنگی جہاز مجبور ہو کر آبنائے چھوڑ دیتے تھے۔ اور سمندر میں جا کھڑے ہوتے تھے۔ اور طوفان کم ہونے ہی شاید ممکن تھا کہ جہازوں کی واپسی سے قبل پنولین کی کشتیاں آبنائے کو عبور کر لیتیں۔ ایک چوتھا موقع یہ بھی تھا کہ ایک مقرر وقت پر سب فرانسیسی جہاز جمع ہو جاتے اور اُن کی توپوں کی آڑ میں کشتیاں آبنائے عبور کر جاتیں۔ اس متم با شان مہم کی تکمیل کے لئے پنولین نے تین سال متواتر اپنی ان تھک عزم و ہمت سے کام لیا۔

تاہم پنولین کے سوائے کسی دوسرے شخص کو اُن خطرات سے پوری آگاہی بھی نہ تھی جو اس مہم کے ساتھ تھیں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ انگلستان کے زبردست بیڑہ اور فرانس کی بے شمار کشتیوں کے باہم جن میں ڈیڑھ لاکھ جہاز سپاہ موجود ہوتی اگر جنگ واقع ہوتی تو کیا نتیجہ ہوا ہوتا کیونکہ یہ کشتیاں بڑے جہازوں کو چاروں طرف سے

سے کیلئے فرانس کے شمالی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے ۱۲ مترجم

بالکل گھیر لیتیں اور اپنی توپوں سے اُن کو چھلنی کر کے اپنی بندوقوں سے اُن کے عرشوں کو صاف کر دیتیں اور گولیوں سے طوفان برپا کر دیتیں اور ہر بڑے جہاز بڑی تیزی سے اپنے سب پال کھولے ہوئے ان کشتیوں کے درمیان گھس پڑتے اور اپنی ٹکر سے کشتیوں کو غرق آب کر دیتے اور اپنی گولہ باری سے اُن کو برباد کر دیتے۔ ایڈمیرل ڈیکریز جس کی عادت تھی کہ مشکلات کا بیان کرتے ہوئے ذرا مبالغ بھی شامل کر دیا کرتا تھا کتا تھا کہ ”اپنے سوجھوٹے بجدوں اور دس ہزار سپاہیوں کو قربان کر کے یہ عجیب ترین قیاس نہیں ہے کہ دشمنوں کا حملہ رو کر دیا جائے اور آنا سے عبور کر لی جا۔“
 ”نپولین کتا تھا کہ“ اتنی لحد تو یومیہ لڑائیوں میں کام آتی ہے لیکن ایسی جنگ کو کسی ہونی ہے جس سے اُن نتائج کی توقع ہو سکتی ہو جو انگلستان کی سرزمین پر پہونچ کر ہم حاصل کرنے کی امید کر سکتے تھے۔“

نپولین پر کثرت کار کا اب وہ ہجوم تھا کہ یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تمامی یورپ کا ملکی طور پر ٹوٹا تھا اور وہ تنہا دماغ سے اُس پر غور کر رہا تھا۔ اسپین بظاہر تو دوستانہ کا دم بھرتا تھا۔ لیکن درپردہ مخالفت کر رہا تھا۔ چارلس رابع *Charles IV* جو تمامی دنیا کے تاجداروں میں ذلیل ترین تھا اس زمانہ میں اسپین کا بادشاہ تھا اور اس کی ملکہ بے شرم فاحشہ عورت تھی۔ اور اس ملکہ کے آشنا گوڈوے *Godoy* کی جو شاہ صلیح پسند کے نام سے مشہور تھا اور ضعیف دماغ۔ خود بین اور تھکا ہوا عیاش تھا اس ذلیل ملک چرکوت تھی۔ نپولین اسپین کی دعا اور اُن ظلموں کی وجہ سے جو اسپین کے سبب سے فالس پر ہوا کرتے تھے بڑا شاک تھا۔ اور ذلیل گوڈوے کی طرف سے جو جواب آتے تھے وہ پرفریب۔ رکیک اور خوشامد ہوتے تھے۔ نپولین بڑی ترستی سے اپنا سر ملا کر کتا تھا۔ ”باول کی ایک ہی گج میں یہ سب ختم ہو جائیگا۔“
 اگرچہ ہجوم کار کا یہ حال تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ تاہم نپولین اپنی فیاضانہ عادت

وصفات کا اُسی عالی حوصلگی سے اظہار کر رہا تھا جس نے تمام دنیا کو جو اُس سے واقف تھی اُس کا شیفتہ بنا دیا تھا۔ اندرونِ فرانس سے ایک نوجوان انگریز ملاح قیہ سے فرار ہو کر بولون کے قریب سمندر کے کنارے چلا آیا اور اُس نے نہایت شاقہ محنت سے درختوں کی چھال اور شاخوں سے ایک ایسی کمزور اور نکلی کشتی بنائی کہ وہ اُس کے بوجھ کو بھی نہ برداشت کر سکتی تھی اور اس ملاح نے ارادہ کیا کہ اس کشتی میں سوار ہو کر آبائے کو عبور کر جائے۔ آہنا بے بس ہر وقت طوفان برپا رہتے تھے اور اس جوان کو توقع تھی کہ کوئی انگریزی جہاز اُس کو سمندریں دیکھ کر اپنے ہمراہ لے لیگا اور انگلستان پہنچا دیگا کسی نے اس ملاح کو دیکھ لیا اور نپولین سے کشتی ملاح اور اُس کے غم کا حال کہہ دیا۔ نپولین کو اس ملاح کے ایسے نڈر غم پر حیرت ہوئی اور اُس نے فوراً اس کو اپنے سامنے بلایا۔

نپولین۔ کیا اس ناکارہ کشتی میں آہنا بے عبور کرنے کا واقعی ارادہ تھا؟
ملاح۔ اب اجازت دیکر تماشہ دیکھ لیجئے۔

نپولین۔ دطن لوٹنے کی اس چاہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیر کسی حسین محبوبہ سے دل اٹکا ہوا ہے۔

ملاح۔ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے۔ لیکن ہاں ایک غریب۔ ضعیف۔ اور بوڑھی ماں ضرور ہے۔ جس کے دیکھنے کو جی بے کل ہے۔

اس فقرہ پر نپولین کا دل گھٹل گیا اور اُس نے زور دیکر کہا: "ہاں بے شک تم اپنی ماں کو دیکھو گے۔ اور بویہ شریفیوں کی تھیلی لو۔ اور میری طرف سے اپنی ماں کو نذر دنیا کیونکہ یہ ماں کوئی معمولی ماں نہیں ہے جس نے ایسے محبت والے ستارے مند بیٹے کو تربیت کیا ہے۔"

اس کے بعد نپولین نے فوراً حکم دیا کہ ایک کشتی پر صلح کا جھنڈہ کھڑا کیا جاوے

اور وہ ملاح اُس پر سوار کر کے سب سے پہلے ملنے والے انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جا
ایسے حالات میں جب فرانسیسی اور انگریزی دو جہازوں کے ملنے کی اخلاقی عظمت
کا خیال کیا جاتا ہے جن پر صلح کے سفید جھنڈے لہا رہے تھے تو ممکن نہیں ہے
کہ خوفناک جنگ کے وحشیانہ اور ظالمانہ حالات پر نہایت سخت افسوس نہ کیا جاوے
ممکن ہے کہ اپنی دوسری ملاقات میں یہ دونوں جہاز گھنٹوں لڑے ہوں اور ایک
نے دوسروں پر گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ کی ہو اور کانپتے ہوئے جسموں کو پارہ
پارہ کر دیا ہو اور مجروحوں اور مقتولوں میں ایسے لوگ بھی ہوں جن کے بھائی-بیویا
اور بیٹے موجود ہوں۔

ان دنوں دفتر میں نپولین کو اس قدر شاقہ محنت کرنا ہوتی تھی اور فرانس کے
گماشتوں اور تمامی یورپ کے سفیروں کو اس قدر کثرت سے تحریرات لکھوانی پڑتی
تھیں کہ تین سکرٹری ہر وقت برابر لکھتے رہتے تھے۔ ان میں ایک نوجوان سکرٹری
بھی تھا جو خود محل میں رہتا تھا اور سرکاری سے کھانا پاتا تھا۔ چھ ہزار فرانک اس کی
تنخواہ تھی جو بالائے مقرر تھی۔ لیکن بد قسمتی سے یہ بہت مقروض تھا۔ اور قرض خواہوں
کے تقاضوں سے بے تنگ آگیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس قسم کی بے عنوانیوں سے
نپولین سخت ناراض ہوا کرتا تھا۔ لہذا اُس کو خوف تھا کہ اگر یہ خبر نپولین کے کان
تک پہنچ گئی تو بس شامت ہی آجائیگی ایک شب افکار سے اس نوجوان کو تمام
رات نیند نہ آئی اور وہ ان فکروں سے سبکدوش ہونے کو نہایت ہی تڑکے
اٹھ کر دفتر میں اپنی میز کے سامنے آ بیٹھا۔ نپولین اس سے بہت پہلے سے اٹھا
ہوا کام کر رہا تھا اور اب وہ غسل کو جاتے ہوئے دفتر کے دروازہ پر سے گزرا۔ اور
اُس نے اس جوان سکرٹری کو کچھ گنگنا تے ہوئے سنا۔
نپولین نے دروازہ کھولا اور اس سکرٹری کی طرف دیکھ کر بڑی مسرت سے

تسليم کیا اور کئے لگا :-

نپولین - آخا ! اتنے سویرے سے تم کام پراگئے۔ واقعی یہ مستعدی قابل پروی ہے۔ تمھاری محنت سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ تمھاری تنخواہ کیا ہے۔
سکرٹری - چھ ہزار فرانک سالانہ۔

نپولین - تمھاری عمر کے اعتبار سے یہ تنخواہ بہت معقول ہے۔ اور اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ تم کو مکان اور خوراک بھی ملتی ہے۔

سکرٹری - حضور والا۔ ہاں مجھے مکان بھی دیا گیا ہے اور خوراک بھی ملتی ہے۔
نپولین - تو پھر تمھارا کانوئی کعب کی بات نہیں۔ واقعی تم خوش نصیب ہو۔

سکرٹری - حضور والا۔ مجھے خوش نصیب ہونا تو چاہئے تھا۔ لیکن انوس کر میں خوش نصیب نہیں ہوں۔

نپولین - ہیں! یہ کیوں۔

سکرٹری - میں اسلئے خوش نصیب نہیں ہوں کہ کثرت سے انگریزوں نے میری جان کو عذاب میں ڈال دیا ہے۔ اس کے سوا میرا ایک باپ ہے جو قریب قریب نابینا ہے اور ایک بہن ہے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور ان کی مجھے کفالت کرنا پڑتی ہے۔
نپولین - اپنی بہن اور اپنے باپ کی خبر گیری میں تم کو صرف اوسقدر کرنا ہوتا ہوگا جیسے نیک بھائی اور سعادت مند بیٹے کیا کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ بات نہیں سمجھتا کہ تم کو انگریزوں سے کیا واسطہ ہے۔

سکرٹری - یہ لوگ وہ ہیں جن کا میں مقروض ہوں اور ان کا روپیہ مجھ سے ادا نہیں ہوتا اور سب مقروض فرانسیسی اپنے قرض خواہوں کو انگریز کہا کرتے ہیں۔
نپولین - بس بس صاحب میں سمجھ گیا۔ تو آپ مقروض ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی معقول تنخواہ کے باوجود تم قرض دار ہو میں اپنے قریب ایسے شخص کو رکھنا نہیں

چاہتا جو انگریزوں کے زر سے واسطہ رکھتا ہو۔ آپ اسی لمحہ سے برخاست کئے گئے
اچھا صاحب۔ سلام

یہ لکرنیولین وہاں سے چل دیا اور اپنے کمرہ میں چلا گیا اور اس نوجوان سکرٹری
پر پاپسی کی ایسی گٹھا چھانی کہ جو اس جاتے رہے۔

لیکن چند ہی لمحوں کے بعد ایک مصاحب آیا اور اس سکرٹری کو یہ لکرنیولین لے لیا
دیا کہ نیولین نے دیا ہے، یہ نوجوان ترو دسے کانپنے لگا اور اُس کو یقین کا مل ہو گیا
کہ اس لفافے میں برخاستگی کا پروانہ تھا۔ چنانچہ ڈرتے ڈرتے اُس نے لفافہ کو کھولا تو
حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی :-

”جی تو میرا یہی چاہتا تھا کہ تم کو اپنے دفتر سے نکال دوں۔ کیونکہ تم اسی کے
مستوجب تھے لیکن تمھارے بوڑھے اور نابینا باپ اور جو ان کنواری بہن کا مجھے خیال
آتا ہے اور صرف انھیں دونوں کی بدولت میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ اور چونکہ تمھاری
بد چلنی سے تمھارے باپ اور تمھاری بہن ہی پر سب سے زیادہ اثر پڑ رہا ہے لہذا میں
تم کو ایک دن کی رخصت دیتا ہوں اور دس ہزار فرانک بھیجتا ہوں۔ یہ رقم لو اور فوراً
اپنے انگریزوں (قرض خواہوں) کا روپیہ واکردو۔ جو تم کو ستاتے ہیں اور آئندہ
ایسی روش اختیار کرو کہ پھر اُن کے قبضہ میں آنا اور اگر اس کے بعد مینے سنا کہ تم مقروض
ہو تو برخاست ہی کروں گا۔“

بولون کی سرو پہاڑی پر جہاں باد و باراں کے طوفان برپا رہتے تھے نیولین
نے اپنے لئے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنوایا تھا اور اکثر اوقات میں تمام دن کی شادۂ محنت کے
بعد وہ سینٹ کلاؤڈ کے محل کو چھوڑ کر ۸۰ میل کا فاصلہ بڑی تیزی سے طے کر کے
دوسرے دن دوپہر کو بولون جا پہنچتا اور ظاہراً اُس پر لکان کے کوئی آثار نہ ہوتے۔
پہلے سب چیزوں کا معائنہ کرتا اور پھر چند لمحوں کے واسطے سو رہتا۔ انگریز جہاں تک

ممکن تھا اس عظیم الشان مہم میں عاج تھے۔ اُن کے گشتی جہاز ہر وقت آبنائے میں پھرتے رہتے تھے۔ اور فرانس کی عمارتوں اور وادیوں پر گولے مارتے تھے۔ اور یہ گولے پہاڑی کو پار کر کے پراثر ہام لشکر گاہ میں پھٹتے تھے۔ تمام مزدور اور کارگریز نوپلین کی موجودگی پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور برابر کام میں مصروف تھے۔ یہ لوگ کام کرتے ہوتے تھے اور انگریزی جہازوں کے گولے اُن کے گرد ہوا میں سنہاتے تھے جب یہ حال ہوا تو نوپلین نے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے بڑی بڑی باتیاں تیار کیں جہاں سے چومیں پونڈ کا گولہ تین میل تک برابر مارتا تھا اور اب انگریزی جہاز قریب نہ آسکتے تھے۔ اگر گولوں کی تیاریوں کی پوری تفصیل کی جائے تو پورا ایک دفتر درکار ہوگا۔ سپاہیوں کی صحت اور آسائش کے متعلق نوپلین نے اس قدر محنت برداشت کی تھی کہ اندازہ سے باہر ہے۔ سب سپاہیوں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ نہایت گرم و دریاں دی گئی تھیں اور نہایت مقوی غذا دی جاتی تھی۔ کمپو کینچ میں سے چوڑی چوڑی ٹیکس نکال دی گئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت نفیس صاف شہر ہے چنانچہ سپاہیوں کی تندرستی کی نہایت اچھی حالت تھی اور بڑے اطمینان سے اس مہم کی تیاریاں کر رہے تھے جو اب قریب پیش آنے والی تھی یہ سپاہی جب اپنے محبوب سردار کو دیکھتے تھے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور مسرت کے نعروں سے آسمان سروں پر اٹھالیتے تھے۔

اگرچہ بولون کا گھاٹ نہایت وسیع تھا تاہم سب جہازوں کے ایک قطار میں کھڑے ہونے کے لئے گنجائش نہ تھی۔ اس لئے جہاز نو قطاروں میں کھڑے کئے گئے تھے۔ جھولے کے ذریعہ سے گھوڑے ایک جہاز سے دوسرے میں پہنچائے جاتے تھے اور یہ کام دو منٹ میں ہو جاتا تھا۔ ہر موسم یعنی گرمی اور جاڑے میں اگر ہوا کا طوفان نہ چلتا ہوتا تھا۔ کشتیاں سمندر میں جاتیں اور وسمٹن کے سامنے فوجی مشق کرتیں۔ اور روزانہ کشتیوں سے ساحل پر اترنے کی مشق کی جاتی۔ یعنی پہلے تو ان کشتیوں

نہیں سے ساحل پر خالی تو ہیں اور بندوقیں فیر کی جاتیں کہ گویا ساحل کو دشمن سے صفا کر دیا گیا اور پھر ساحل کے قریب پہنچ کر کشتیوں سے سپاہی اور گھوڑے اور توپیں اتاری جاتی تھیں۔ اس کام میں ایسی کامل مشق پیدا کی گئی تھی کہ کسی قسم کے حادثہ کا شبہ بھی باقی نہ رہا تھا اور حملہ آوروں کو جو کچھ نقصان ہو سکتا تھا وہ غنیم کی باٹریوں سے ہو سکتا تھا اور اُس کی تدبیر یہی ہو سکتی تھی کہ فرانسیسی اپنے دشمن کی باٹریوں کو حملہ کر کے جھین لیں ان پر جوش و زرشوں میں پولین ہر موقع پر موجود رہتا تھا اور فرانسیسی سپاہ کبھی تو اُسے گھوڑے کی پشت پر سوار پہاڑی پر کھڑا دیکھتی کہ وہ مسرت سے سپاہ کی جانفشانیوں کو دیکھ رہا ہے اور کبھی دیکھتی کہ وہ ساحل کی چکنی زمین پر گھوڑا خیز کئے ہوئے سر پہ چلا جا رہا ہے۔ اور کبھی وہ ایک کشتی میں سوار تیز بڑھا چلا جاتا ہے کہ دشمن کی کشتی سے اُس کی طاقت کو آزمائے۔

اگر پولین بہت سخت خطرناک موقعوں پر چلا جاتا اور کسی کا کمانہ مانتا۔ ایک مرتبہ طوفان کی حالت میں وہ لنگر انداز جہازوں کے معائنہ کو چلا گیا۔ لیکن اُس کی کشتی الٹ گئی۔ یہ دیکھ کر ملاح فوراً سمند میں کود پڑے اور اُس کو بہ حفاظت کنارہ پر نکال لائے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بادشاہان فرانس کی عیاشی اور ان کو اپنی نفس پرستیوں پر قوم کے خزانے اڑاتے دیکھا تھا اگر پولین کو دیکھتے اور اُس کو کسی اور قوم کا سمجھتے۔

ایک دن مطلع بہت صاف تھا اور پولین نے اُفق میں بولون کی پہاڑی سے انگلستان کی پہاڑیوں کو دیکھا اور اس منظر سے جوش میں آکر اُس نے کہے میریز کو لکھا۔

”امبلےٹریس Ambleterise کے ٹیلہ سے آج میں نے انگلستان کے ساحل کو ایسا صاف دیکھا جیسے ٹوٹی لریز سے کیویری Calvary

کی بلندیاں نظر آتی ہیں۔ میں نے انگلستان کے مکانات اور لوگوں کے ازدحام دیکھے
یہ آبنائے تو ایک خندق ہے اور اگر کوئی ہمت کرے تو اُسے پھاند سکتا ہے۔
اگرچہ دنیا کے سب سے زیادہ دل چلے شخصوں میں سے پولین بھی ایک دل چلایا
شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ وہ حد درجہ کا محتاط اور دور اندیش بھی تھا۔ اُس نے اپنے
دل کی تجویز پر کسی کو آگاہ نہ کیا تھا اور وہ تجویز یہ تھی کہ لوٹوں *London*
فیروں *London* اور لارچیل *La Rochelle* کے ہماز جو طیار
اور سامانِ حرب سے آراستہ تھے ایک مرکز پر دفعتاً جمع کر کے اس غیر متوقع انتحار
کے ساتھ انگلستان کے بڑے بڑے سے جنگ کرے۔
اُس کا قول تھا کہ زات تکتے اٹھ گھنٹے جو میرے موافق ہوں اب دنیا کی قسمت
کا فیصلہ کر دینگے۔

ایسی بڑی بڑی تیاریوں سے متحیر ہو کر اب انگلستان نے گھبراہٹ شروع کیا۔
اُس نے اپنے تئیں صرف اسی وجہ سے محفوظ و مامون خیال کیا تھا کہ وہ چاروں طرف
سے سمندر سے محصور تھا۔ لیکن اب اُس نے دیکھا کہ اُس کے ساحل سے، ہیل
کے اندر ہی اعلیٰ درجہ کی قواعدواں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کی فوج تیار تھی اور اس
فوج کو آبنائے عبور کرانے کے لئے اور دس ہزار سواروں۔ چار ہزار توپوں۔
اور سامان کو انگلستان کے ساحل پر اتارنے کے لئے دو ہزار جنگی کشتیاں
جمع تھیں اور نپولین جیسا شخص جو تمام زمانوں کے خبریوں سے سبقت لیجا چکا تھا اس
فوج کا سردار تھا۔ کہ لندن پر حملہ آور ہو اور یہ خیال کہ ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ
بوناپارٹ آتا ہے۔ ایسا خیال تھا کہ دنیا کی زبردست سے زبردست قوتیں خوف
سے کانپنے لگتی تھیں۔ اور انگلستان کے بحری افروں نے صاف کہہ دیا تھا کہ ”مگر
یہ ہوا کے گرجانے کی حالت یا سرمائی طوفانی شہ میں اگر فرانسیسی انگلستان کے

نسائل پر حملہ آور ہونگے تو اُن سے بچنا غیر ممکن ہے۔“

اس خطرہ سے بچنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے متعلق جو تقریریں پارلیمنٹ میں ہوئیں وہ نہایت متروک سے بھری ہوئی اور پرزدہ تھیں۔ ایک راسے یہ پاس ہی کر ۷۵ سال سے لے کر ۵۵ سال تک کی عمر کے انگریزوں کو مسلح کرنے کا وزارت کو اختیار دے دیا جاوے۔ ہر شہر میں دیکھا جا رہا تھا کہ صبح سے سب آدمی قواعد میں مصروف ہوتے تھے۔ کم از کم سال باوشاہ جارج سیوم ان خام سپاہیوں کی قواعد کو خود بخود جان کر رہا تھا۔ اور اُس کے ہمراہ جلاوطن بوروبن شاہزادے ہوتے تھے جو دوسری قوم کی مدد سے اُس تخت کو پھر حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے فرانس کے جمہور نے اُنہیں اُتار دیا تھا۔

جزیرہ وائٹ *Wight* سے لے کر دریائے ٹیمس *Thames* کے وائٹنگ خبر سانی کا ایک سلسلہ قائم کیا گیا تھا کہ ہر مقام پر خطرہ کی اطلاع دیدی جاوے اور یہ اہتمام ہو گیا تھا کہ خطرہ کی خفیہ سی اطلاع پر تمام بلندیوں پر اطلاعی روشنیاں مشتعل کر دیماویں۔ گاڑیاں تیار کی گئی تھیں کہ بہ سرعت تمام لوگوں کو اُن مقامات پر پہنچا دیں جہاں دشمن کا بہت زور ہو۔ خوبصورت اور بے غم انگلستان کے تروہ کا اب وہ حال ہو گیا تھا کہ رات کو عورتیں خواب میں اوچھل اوچھل پڑتی تھیں۔ کیونکہ جنگی شکاری تگتے کھلے ہوئے تھے اور خود انگلستان نے اُن کو کھولا تھا۔ اپنی کردار کی باواش میں انگلستان کو مزہ بھی خوب چکھنا پڑا یعنی انگلستانیوں پر اب تک نہایت سخت ٹیکس بندھا ہوا ہے جو اس خونریزی کے منجوس زمانہ نے انگلستان کی اولاد پر ترکہ میں چھوڑا ہے۔

واقعی ترکہ کا سبب بھی معقول تھا اسلئے کہ پولیس دراصل تنگ آگیا تھا اور اب اس کا قطعی غم تھا کہ جنگ کا پلہ پاؤاؤ اُدھر ہو جائے یا اُدھر ہو جائے اور اب وہ ایسی زبردست تیار

کر رہا تھا کہ دنیا میں کبھی پہلے نہ ہوئی تھیں پس انگلستان کے ساحل کی حفاظت کرنا بڑا
مہم درمی کام تھا۔ ۱۸۴۷ء میں ڈیوک آف ویلنگٹن نے کہا ہے :-

”میں نے انگلستان کے ساحل کو نارنجھ فور لینڈ North Foreland سے لیکر

سلیسی بل Selsey Bill تک جو پورٹسموتھ Portsmouth کے قریب

ہے اچھی طرح نگاہِ تحقیق سے دیکھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ سوائے اُس مقام کے جو خاص

دور دور دورہ کے قلعہ کی ماہیں ہے۔ باقی تمام ساحل پھر ایک مقام بھی ایسا

نہیں ہے کہ نہ جزیر کے کسی وقت میں اور نہ ہوا کی کسی حالت میں اور کسی موسم میں پہلی

سپاہ وہاں نہ آتاری جاسکے اور یہ پیدل سپاہ جو اس طرح ساحل پر اتاری گئی

ہو ساحل سے پہنچ ہی میل کے اندر۔ اندرون انگلستان کے لئے سڑکیں نہ پا جائے

اور اس ساحل پر سات چھوٹے چھوٹے بندر یعنی دریاؤں کے وہاں نہ ہیں اور اگر ان

کی پوری حفاظت نہ کی جاوے تو دشمن ساحل پر اپنی سپاہ سپاہ اتار کر ان پر قبضہ

ہو جائیگا۔ اور۔ یہاں سے اپنی توپیں سامان حرب اور اپنے سوار اتار لائیگا۔ اور

قائم ہو کر اپنی خط و کتابت اور تعلقات فرانس سے جاری کر لیگا۔“

جب معاملات کا یہ حال تھا تو گورنمنٹ برطانیہ نے اُن شاہی سازش کرنے

والوں کو جن پولیس کی جان کے خواہاں تھے اور لندن میں موجود تھے خوب ہی جی کھول

کھول کر مدد دی۔ برطانیہ کی وزارت سے اُن کو روپیہ کی امداد ملتی تھی اور برطانیہ عظمیٰ

کے جہاز ہر وقت اُن کی خدمت میں موجود تھے کہ اُن کو فرانس کے ساحل پر جا کر

آئیں۔ معونہ جابج کید و ڈیل جو آئینش کل کی سازش میں شریک ہو چکا تھا ہنوز

لندن میں موجود تھا۔ فرانس کے فراری اُس کے ہمراہ تھے اور وہ بڑی عیش سے

لب کر رہا تھا۔ کونٹ ڈی آرٹوائس جو بعد کو چارلس دہم ہوا اور اُس کا بیٹا ڈیوک آفیری

اور ان کا رشتہ دار ڈیوک ڈی انگیلین کا باپ اور بہت سے دوسرے اشرافیہ

جو بوربون خاندان کے خاص جانب دار تھے اس خونخوار جہل کیڈ وڈیل کے ہر طرح شریک تھے۔ کہ جس طرح ایمان داری یا بے ایمانی سے ہو سکے اُس شخص کا خاتمہ کر دیں جس نے جمہور کو اس بات کا مجاز سمجھا تھا کہ وہ اپنا فرماں ردِ خود منتخب کر سکتے تھے۔ انگریزی گورنمنٹ ان سازش کرنے والوں کو بڑی فیاضی سے مالی مدد دیتی تھی۔ اور یہ گورنمنٹ ایمان کی خاطر ان لوگوں کی تجویزوں کی تفصیل کے متعلق ان سے کچھ بھی نہ پوچھتی تھی۔

ڈیوک ڈی ایگھین۔ ڈیوک آف بوربون کا بیٹا چونتیس برس کا جبری سپاہی تھا۔ یہ شخص وریا سے رین کے دہانہ سے ذرا اوپر گرانڈ ڈیوک آف بے ڈین کے ملک میں ایٹن پیٹم کے درمیان جو ایک موضع ہے مقیم تھا۔ اس مقام پر ڈیوک ڈی ایگھین اسٹریس برگ سے جو فرانس کا اُس سمت میں سرحدی شہر ہے صرف تیرہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ فرانس کی سرحدوں کے قریب دوسری ریاستوں میں انگلستان کے گماشتے صرف اس نعرے سے موجود تھے کہ پولین کے زوال کی بے شمار تجویزوں میں معاون ہوں۔ چنانچہ ڈریک میوچ میں تھا۔ آپس استھ اسٹ گارٹ میں تھا۔ ٹیلر۔ کاسل میں تھا۔ وک ہم۔ برن۔ میں تھا اور روم بولڈ۔ بیمرگ میں تھا۔ برطانیہ کے ان گماشتوں کے پاس کثرت سے روپیہ موجود تھا کہ وہ فرانس کے فرار پول کو جو انگلستان سے بچو ہیں پاتے تھے اور فرانس کی حدود پر منڈلائے منڈلائے پنولین کے قتل کی گھاتوں میں پھر رہے تھے مدد دیں۔

پنولین کے قتل کے لئے ان دلیروں نے بے شمار سازشیں کیں منجملہ جن کے تیس پولیس نے دریافت کر لیں آخر میں پنولین بہت غصہ سے بھر گیا اور اہم نے یقین کر لیا کہ انگلستان بڑی رکالت سے اُن لوگوں کی مدد کر رہا تھا جو اُس کے قتل کے متلاشی تھے اُسے اس بات پر سخت غصہ تھا کہ بوربون شاہزادے یہ چاہتے تھے کہ چونکہ جمہور نے اُس کو اعلیٰ اختیارات عطا کئے تھے

لہذا وہ حفاظت قانونی سے خارج خیال کیا جاوے اور قاتل اُس کا چچا کرتے پھریں
چنانچہ اُس نے صاف کہہ دیا کہ ”میرا خون ایک خندق کا پانی نہیں ہے۔ میں ان بوربوروں
کو ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ انھیں بہت دنوں تک یاد رہے گا۔“ فقط

تِلْكَ

ترجمہ مسدین الدین
شاہجہانپوری

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف ایم اے او کالج بک ڈپو

نے متبرحم سے خرید لیا ہے اور یہ کتاب جناب

میر ولایت حسین صاحب آنری میجر

بک ڈپو نزد کوراور میجر صاحب احمدی پریس علی گڑھ

سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔
